حادثہ، مسیحا اور زندگی

جاں لیوا حادثے سے مکمل صحت یابی تک کی

ناقابلِ فراموش داستان

مصنف

ڈاکٹر آصف محمود جاہ

(ہلالِ امتیاز) (ستارۂ امتیاز)

نیشنل بک فاؤنڈیشن

اسلام آباد

©2022ء نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد
جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ یہ کتاب نیشنل بک فاؤنڈیشن کی
باقاعدہ تحریری اجازت کے بغیر شائع نہیں کی جاسکتی۔

نگران	:	ڈاکٹر راجہ مظہر حمید
مصنف	:	ڈاکٹر آصف محمود جاہ (ہلالِ امتیاز)(ستارۂ امتیاز)
اشاعت	:	جون، 2022ء
تعداد	:	1000
کوڈ نمبر	:	GNU-000
آئی ایس بی این	:	978-969-37-0000-0
طابع	:	
قیمت	:	000/روپے

نیشنل بک فاؤنڈیشن کی مطبوعات کے بارے میں مزید معلومات کے لیے رابطہ:
ویب سائٹ: http/www.nbf.org.pk یا فون 92-51-9261125
یا ای میل: books@nbf.org.pk

انتساب !

- اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام جس نے مجھے شفا بخشی اور نئی زندگی عطا کی۔
- پاکستان اور دُنیا بھر میں ان لاکھوں ہاتھوں کے نام جو میرے لیے بصورت دُعا اٹھے۔
- میوہسپتال کے بے لوث، انتھک ڈاکٹروں اور پیرا میڈیکل سٹاف کے نام جنہوں نے میرے علاج میں کوئی کسر نہ اُٹھا رکھی۔
- میرے تمام اہلِ خانہ، بچوں، اہلیہ، دوستوں، خدمت اور علاج کے ساتھیوں اور کولیگز Colleagues کے نام جو ہرلمحہ میرے لیے پریشان رہے اور میری صحت یابی کے لیے کوششیں اور دُعائیں کرتے رہے۔

فہرست

- پیش لفظ .... ڈاکٹر آصف محمود جاہ (ستارۂ امتیاز و ہلالِ امتیاز)........................ 21
- حوصلے اور ہمت کی داستان .... مولانا محمد یوسف خان 23

حصہ اول

زندگی اور موت کی کشمکش میں چار دن

- موت سے واپسی پر خوش آمدید .... مستنصر حسین تارڑ........................ 26
- لاک ڈاؤن کے دوران اسلام آباد میں شب و روز 27
  - 17 جون 2020ء 27
  - 18 جون 2020ء 28
  - اور حادثہ ہو گیا........................ 28
  - جناح ہسپتال سے میو ہسپتال 29
  - عالم بالا سے واپسی 29
  - زندگی کی ڈوریں کٹنے اور جڑنے کی کہانی۔۔۔ ڈاکٹر عدنان کی زبانی
  - ٹخنے کی لٹکتی، بکھری اور نچڑی ہڈیوں کا آپریشن 30
  - پیٹ میں خون اور فوری سرجری........................ 31
  - اور وینٹی لیٹر اڑ گیا........................ 31
  - سب سے پہلے وضو اور نماز 32
  - میں اسلام آباد میں ہوں 32
  - یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور، اسماء اور اہلِ خانہ کی دعائیں........................ 33
  - مولانا یوسف خاں کی تسلی اور دعائیں........................ 33
  - بریگیڈیر افضل رانا کی دعائیں اور روزے 34
  - سرگودھا سے سارے اہلِ خانہ لاہور شفٹ ہو گئے 34

حادثہ، مسیحا اور زندگی //6

- پروفیسر ڈاکٹر یار محمد کی والہانہ محبت 35
- ڈاکٹر جنید اصغر اور ڈاکٹر طاہر اقبال 36
- حادثے کے بعد کے تین دنوں کی کہانی، حذیفہ کی زبانی 36

حصہ دوم

ہسپتال میں گزرے ایام کی ڈائری

- خدمت خلق، دُعائیں اور معجزے .... اوریا مقبول جان 40
- ہسپتال میں گزارے ایام کی ڈائری 41
  - ICU میں طبیعت بگڑ گئی 41
  - گوجرانوالہ وارڈ میں 42
  - کورونا SOPs پر عمل درآمد 42
  - پروفیسرز اور Consultants کا میگا وارڈ راؤنڈ اور ڈاکٹر یُمنٰی 42
  - ماہ نور کا میجک پتھر 43
  - وارڈ کے شب و روز 44
  - دُعاؤں کا اثر اور ڈاکٹروں کی بھر پور توجہ 45
  - تائی اماں! مجھے بچالو 46
  - کلاس 86 کے ساتھی ڈاکٹر طاہر اور ڈاکٹر جنید اصغر 46
  - مولانا اکرم طوفانی کی آمد اور دعائیں 47
  - اندھیری قبر میں جانا 47
  - دعاؤں سے اللہ سے دوبارہ مانگ لیا 48
  - وزیر اعظم پاکستان کا دعاؤں بھرا پیغام 49
  - پھیپھڑے کھولنے والا حقہ 49
  - دنیا کی بہترین ڈش 50
  - عمران خان کا دیوانہ ڈاکٹر عقیل 50
  - چترال سے زندگی کی آمد 51
  - اللہ کا سہارا 52
  - میو ہسپتال کے عظیم ڈاکٹروں کا کمال 52
  - گوجرانوالہ وارڈ کے شب و روز اور دُعائیں 53

- ڈاکٹر نعمان نصیر اور پروفیسر اصغر نقی 54
- سوئیوں سے چھلنی ہاتھ اور بازو 54
- ٹشو یا ایشو Issue 55
- اشفاق، خدمت اور علاج کے ورکرز 55
- یمنٰی کی مسکراہٹ کی واپسی 56
- پروفیسر ڈاکٹر عامر عزیز اور میڈم سمیرا نذیر 56
- ابھی بہت کام باقی ہیں! 57
- میو ہسپتال بابا کا اور میرا ہسپتال ہے 58
- میو ہسپتال کے ڈاکٹروں کو سلام 58
- Asif Jah Consultants WhatsApp Group ....
- بابا شریف کی آمد 59
- کورونا کا خاتمہ قریب ہے 59
- ''حادثہ، مسیحا اور زندگی'' 60
- وینٹی لیٹر کی خرابی اور دُعائیں 60
- آج آپ کا ہیلتھ ڈے ہے 61
- 30 جون 2020ء 61
- حاجی صاحب اور مکہ مدینہ کی باتیں 62
- محبت بھرے پیغامات، آڈیو، ویڈیو SMS ....

حصہ سوم

ہسپتال سے گھر

- دُعا قضا پہ غالب آ گئی .... پروفیسر احمد رفیق اختر 64
- پروفیسر خالد مسعود گوندل اور ڈاکٹر یار محمد 65
- ہسپتال سے چھٹی اور وائس چانسلر کی گاڑی 66
- پریشانی خوشی میں بدل گئی 67
- تسبیح نے خودکش حملے اور حادثے سے بچایا 67
- پروفیسر احمد رفیق کی عزت افزائی 68
- ماہ نور کی روحانی باتیں 69

- نماز پڑھنے کا فوری اثر 70
- یا سلام کی برکت اور طاقت نے حادثے سے بچایا 70
- نمازیں اور تسبیحات 71
- دعاؤں کا اثر 72
- خواب میں ملاقات 72
- پروفیسر احمد رفیق اختر کا پیغام 73
- ڈاکٹر فیاض رانجھا کی دلچسپ باتیں 73
- عبدالودود خان کا خواب اور طاہر قریشی اور جمیل ناصر کی پریشانی 75
- دادو کے غریب عوام کے لیے میٹھے پانی کا انتظام 75
- ڈاکٹر نوید انور کی خدمت 76
- پروفیسر ڈاکٹر عامر عزیز کی آمد 77
- سول ایوارڈز 2020ء 78
- یُمنیٰ، ماہ نور اور حذیفہ ہر دم میرے ساتھ 78
- آصف بٹ کا سجدہ شکر 79
- دوستوں کا ایثار اور دعاؤں کا کمال 79
- میری امی کی روحانی پھونکیں 80
- پہلا غسل صحت 80
- بارہ کہوہ میں علاج اور خدمت جاری ہے 81
- آدھ گھنٹے کا سفر 14 دنوں پہ محیط 82
- اب آپ نے چلنا ہے، دوڑنا ہے 82
- میدان عرفات میں ابرِ کرم ٹوٹ کر برسا 83
- لاہور میں عیدالاضحیٰ 83
- مسجد میں عیدالاضحیٰ کی نماز 84
- لاہور میں گھر والوں کے ساتھ عید 85
- پروفیسر ڈاکٹر فرخ کا اصرار اور ایثار 85
- والدین کی دعاؤں کا اثر اور کمال 86
- علاج اور خدمت کے ساتھی اور ملازمین 87

- خدمت خلق کے لیے مہلت 88
- امی جان، خدمت اور قناعت کی اعلیٰ مثال 89
- ملک بھر سے لوگوں کی عیادت کے لیے آمد 89
- ZOOM میٹنگ میں شرکت 89
- پروفیسر خالد مسعود گوندل اور رانا عبدالجبار 90
- دعاؤں کا فوری اثر 91
- مریض کے لیے لفافہ 91
- مسجد والا تعلق 92
- حوصلہ اور قوت اور برداشت 92
- حادثہ اور غیر مرئی طاقت 93
- والدین کا ساتھ اللہ کی رحمت 94
- یااللہ تیرا شکر ہے 94
- تسبیح کی برکت سے بغیر بے ہوشی کے PINS نکل گئیں 95
- اب آپ نے چلنا ہے 96
- حادثے کے بعد پہلی دفتری مصروفیات 96
- میڈیکل کی تاریخ کا معجزہ 97
- 14 اگست 2020ء ہلالِ امتیاز کا اعلان 98
- عمران خان وزیر اعظم پاکستان کا پیغام 98
- پروفیسر احمد رفیق صاحب سے ملاقات اور ان کا فکر 99

حصہ چہارم 101

لاہور سے اسلام آباد، اسلام آباد سے لاہور

- دعائیں رنگ لے آئیں .... اسد اللہ غالب 102
- پریشانی کے بعد آسانی 103
- دو ماہ بعد دفتر حاضری 103
- وہیل چیئر پر چیئرمین FBR سے ملاقات 104
- صحت یابی اللہ کا انعام 105
- صحت سب سے بڑی نعمت 105

- ڈاکٹر اور مریض کا رشتہ 106
- ڈاکٹر آفتاب سے ملاقات 106
- بارہ کہو کا چکر 107
- حذیفہ میرا بیٹا۔ میرا باڈی گارڈ 107
- اہلِ خانہ کے ساتھ لاہور واپسی 108
- اپنے ہسپتال واپسی اور مریضوں کا چیک اپ 108
- جمعۃ المبارک کی نماز 109
- طبیب اور بادشاہ کے دروازے کھلے رہنے چاہیے 109
- ہمارے مشترکہ دوست اور دُعائیں 110
- میاں حنیف کی پرخلوص دُعائیں 111
- مریضوں کی خدمت اور علاج 111
- آپ کا خاندان، اصل سرمایہ حیات 112
- ظفر علی خاں ٹرسٹ میں تقریب پذیرائی 113
- یُمنیٰ ہسپتال میں میرے خواب کی تعبیر 114
- سیلاب زدگان کی خدمت اور علاج 114
- الحمدللہ! کبھی درد کا احساس تک نہ ہوا 115
- پروفیسر ڈاکٹر شہزاد انور اور حافظ زوہیب طیب 116
- نئی امید اور فی سبیل اللہ گروپ کی نیک دل خواتین 116
- کچن جانا اور ناشتہ بنانا 117
- اسماء کو قیامت کے ان لمحوں کا پل پل یاد ہے 117
- صبح سویرے لان کا نظارہ 118
- بچوں اور اسماء کے ساتھ اسلام آباد کا سفر 118
- قرآن پاک کی تلاوت سے آغاز 119
- اللہ نے بڑی مصیبت سے بچایا 120
- اسماء بچوں اور اہلِ خانہ کی بھرپور خدمت 121
- پھولوں کے گلدستے اور دُعائیں 121
- ڈاکٹر زبیر یوسفانی (مرحوم) کے اہلِ خانہ سے ملاقات 122

حادثہ،مسیحا اور زندگی // 11

- سابق چیئرمین FBR ریاض ملک سے ملاقات 123
- اسلام آباد میں ایوارڈ کی تقریب اور صدر مملکت کا ڈائس سے اترنا 123
- ترکی کے سفیر مصطفیٰ احسان سے ملاقات 124
- صدر کا باڈی گارڈ آصف محمود جاہ کا فین 124
- سرگودھا میں والدین اور اہلِ خانہ سے ملاقات 125
- امی ابو کی شادی کی 65 ویں سالگرہ 125
- پاؤں کے (POP) پلستر سے نجات 126
- دونوں پاؤں زمین پر 126
- نور جمالی کی بلوچستان سے آمد 127
- FOLLOW UP چیک اپ اور پروفیسر اصغر نقی 128
- بحریہ ٹاؤن انٹرنیشنل ہسپتال میں ڈاکٹر نعمان نصیر سے چیک اپ اور علاج 128
- ڈاکٹر عمران وحید قریشی سے ملاقات اور DVT کے لیے الٹرا ساؤنڈ 128
- پروفیسر مزمل احسن اور منشاء قاضی 129
- حذیفہ اور اشفاق کے ساتھ اسلام آباد روانگی 130
- بنوں سے پیر آف آواران کی آمد 131
- اسلم مروت برانڈ نمک اور نیم کے پتے 131
- عبدالرشید شیخ سے ملاقات 132
- فیملی کی اہمیت 132
- قائداعظم محمد علی جناح کی برسی 133
- مسجد ریاض الجنہ میں جمعہ کی نماز 133
- حنف بھابھی کے جنازے میں شرکت 134
- طارق شاہ اور ''اللہ کعبہ اور بندہ'' 135
- ڈاکٹر یمنیٰ مریضوں کے ساتھ 135
- مریضوں کے ساتھ شفقت 135
- ملک رشید کی آمد اور دلچسپ باتیں 136
- FBR میں نئی ذمہ داری 136
- دوستوں سے ملاقات 137

حادثہ،مسیحا اور زندگی 12//

- چلنا کتنی بڑی نعمت ہے 137
- اسماء کے ساتھ اسلام آباد کا سفر 138
- PKLI کے بانی ڈاکٹر سعید سے ملاقات 138
- یاسین طاہر صاحب کی آمد 139
- مریض کی آس اور امید قائم رکھیں 139
- میو ہسپتال کے عظیم ڈاکٹروں کو سلام 140
- اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں 140
- چیئرمین FBR سے ملاقات اور نئی ذمہ داریاں 141
- ڈاکٹر زبیر یوسفانی (مرحوم) اور فیاض رسول 142
- صحت زندگی ہے 142
- دفتری معمولات کی ادائیگی 143
- حی علی الفلاح۔لبیک یااللہ 143
- چھ ماہ بعد اسلام آباد کلب میں ڈنر 144
- مومنہ خیال کی آمد اور انٹرویو 145
- اسلام آباد کی مساجد 145
- باجماعت نماز کا آغاز 146
- حنیف عابد کی دُعائیں 146
- سینیٹر طلحہ محمود سے ملاقات 147
- عبدالودود خان صاحب کا ڈنر 147
- یمنیٰ کی ہدایات اور نصیحتیں 148
- اہلِ خانہ کے بغیر رات 149
- اسلام آباد کی مصروف سڑکیں 149
- حافظ محمد علی اندھر ممبر HRM 149
- اللہ کے راستے کے مہمانوں سے ملاقات 150
- مخلوق کے دلوں میں محبت 150
- ڈاکٹر سرفراز وڑائچ کے ساتھ ”سورج دیوتا کے دیس میں“ 151
- بلال مسجد میں فجر کی نماز 152

حادثہ، مسیحا اور زندگی // 13

- ڈاکٹر سرفراز وڑائچ کے لیے ظہرانہ 152
- بارہ کہو کا چکر 153
- زاہد کھوکھر صاحب کی یادیں 153
- مسجد ریاض الجنۃ میں جمعہ کی نماز 154
- لاہور واپسی کا سفر 154
- نورانی مسجد میں مغرب کی نماز 155
- شاہدہ سلطان کی الباسط فاؤنڈیشن 155
- یمنیٰ کا مزیدار کھانا 156
- بابا جی عرفان الحق کی تقریب میں شرکت 156
- شفاء بخش ڈنڈا 157
- بابا جی کے آزمودہ ٹوٹکے 157
- بابا جی کی سادہ نصیحتیں 157
- مسجد میں نماز 158
- تکلیف دہ مراحل میں آسانی 158
- یمنیٰ خواتین اور نوجوان لڑکیوں کی پسندیدہ ڈاکٹر 158
- اسلام آباد دوستوں کے ساتھ روانگی 159
- گل رحمن کی دعوتِ شیراز 159
- IMC کی میٹنگ 160
- پروفیسر رانا ارشد بھی ریٹائر ہو گئے 160
- گرم پانی اور نیم کے پتوں سے ٹکور 161
- انگوراڈا سے کسٹم کلیئرنس 161
- یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے 162
- پرانے دوستوں سے ملاقات 162
- چار ماہ بعد مریضوں کا چیک اپ اور علاج 162
- محبوب ثاقب خاں کا انتقال اور جنازے میں شرکت 163
- نورانی مسجد اور اسلم کمال سے ملاقات 164
- مریضوں کا چیک اپ اور علاج 164

حادثہ، مسیحا اور زندگی // 14

- جسٹس منظور حسین سیال اور انجمن حمایت اسلام 165
- پروفیسر رانا ارشد کے اعزاز میں دعوت 165
- ڈیفنس میں دعوت خاص 166
- اسلام آباد کے لیے روانگی 166
- پٹھان چائے کے بغیر کلمہ بھی نہیں پڑھتا 167
- تنویر اور فزیوتھراپی 167
- ارحم کی بیمار پرسی 168
- بارہ کہو میں دعوت 168
- ڈاکٹر آفتاب اور ثروت سلطانہ سے ملاقات 168
- محبوب ثاقب خاں کے لیے قرآن خوانی 169
- کسٹم ہاؤس ڈسپنسری میں فزیوتھراپی 169
- بڑے بھائی منیر احمد 170
- چیئرمین FBR کے لیے پھولوں کا گلدستہ 170
- منشاء قاضی اور عاصم آفندی کی آمد 171
- ATV کے مارننگ شو میں شرکت 171
- سکھ چین پارک میں 171
- 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلے کی یادیں 172
- چار ماہ بعد پشاور کا سفر 173
- پشاور میں دعوت اور دوستوں سے ملاقات 173
- فجر کی نماز اور جنرل صاحب کی کرسی 174
- منشاء قاضی کے ساتھ لاہور واپسی 174
- 10 اکتوبر میرا جنم دن 175
- اسماء کی دعوت 175
- الیاس بم صاحب 175
- لندن کی لائبریری میں میری کتابیں 176
- محبوب شاہ سے ملاقات 176
- اسلام آباد واپسی 176

حادثہ، مسیحا اور زندگی //15

- Zoom میٹنگ میں شرکت 177
- چلنے میں آسانی 177
- جنرل یوسفانی اور کسٹم کی یونیفارم 178
- PTV کے امجد بخاری کے آنسو اور حذیفہ 178
- حادثہ اور فلاحی سرگرمیاں 179
- فزیوتھراپی کی اہمیت 180
- المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال کا دورہ 180
- ڈاکٹر جواد اویس آغا کے اعزاز میں الوداعی تقریب 181
- لبنانی ریسٹورنٹ ARZ میں کھانا 181
- اسلام آباد سے سرگودھا 182
- سرگودھا میں والدین کی قدم بوسی 182
- خواجہ عمر فاروق کے ساتھ لاہور کا سفر 183
- ماہ نور کا پیار 183
- حکیم محمد سعید شہید کی برسی کی تقریب میں شرکت 184
- قرآن کالج میں میگا میڈیکل کیمپ 184
- لاہور سے اسلام آباد 185
- اسلام آباد کی اداس اور تنہا شامیں 186
- چار ماہ بعد صبح کی سیر اور تسبیحات 186
- ماہ نور Deans Honour List میں 186
- سکھ چین پارک میں صبح کی سیر 187
- وزارتِ خزانہ میں میٹنگ 188
- مشینوں پر مشق آزمائی 188
- سنگاپور سے جاپان 189
- فیصل ایدھی سے ملاقات 189
- بارہ کہو میں علاج اور خدمت 190
- یاسمین گارڈن میں صبح کی سیر 190
- چلنا پھرنا کتنی بڑی نعمت 191

حادثہ، مسیحا اور زندگی //16

- اسلام آباد سے لاہور 191
- نورانی مسجد میں فجر کی نماز 192
- شفقت محمود سے ملاقات 192
- موبائل آپریشن تھیٹر میں آپریشن 192
- شیخ پرویز سے ملاقات 193
- اسلام آباد کا سفر 193
- جلیل اختر سے ملاقات 194
- سکھ چین پارک میں سیر اور ورزش 194
- کورونا کی دوسری لہر 194
- شفقت محمود بھی چلے گئے 195
- کورونا کی دوسری لہر 196
- اشاروں، تیمم سے مسجد تک کا سفر 197

● جنوبی وزیرستان کی یخ بستہ فضاؤں اور سرد ہواؤں میں علاج اور خدمت 198

- اسلام آباد میں آنکھوں کے آپریشن 198
- جنوبی وزیرستان کا دشوار گزار سفر 199
- چائے پیئے بغیر آگے نہیں جاؤں گا 199
- آئی جی FC سے ملاقات 199
- وانا میں فزیوتھراپی 200
- وانا کے لیے روانگی 200
- حرا، ہجرت اور خدمت 200
- وانا میں میڈیکل اور Eye کیمپ 201
- انگور اڈا میں رضائیوں کی تقسیم 202
- امہ چلڈرن اکیڈمی کا دورہ 202
- وانا کی صبح 203
- شیخ فاطمہ بنت مبارک ہسپتال میں میڈیکل کیمپ 204
- وانا میں آنکھوں کے آپریشن 204
- انگور اڈا کا دورہ 204

حادثہ، مسیحا اور زندگی // 17

- ❍ بریگیڈئر عبید سے ملاقات 205
- ❍ واپسی کا سفر 205
- ❍ جھال چکیاں کی دال اور گرما گرم تندوری روٹیاں 206
- ● ایک دفعہ پھر سرجیکل ٹاور میں ۔فرخ اظہر بھی عالم بالا کو سدھار گئے 207

حصہ پنجم

نیلم وادی، میرپور (آزاد کشمیر)، چترال، گلگت اور ہنزہ میں خدمت اور علاج کے اسفار کا احوال

- ● خدمت اور علاج کے اسفار 208
- ● اسلام آباد کی تنہا اور اداس شامیں 209
- ❍ خدمت خلق کا پھیلتا پھولتا پودا 209
- ❍ علی پور میں کیمپ 210
- ❍ کسٹم میس کے ساتھی 210
- ❍ بابوؤں اور گریڈوں کا شہر 211
- ❍ اسلام آباد میں ملاقاتیں 211
- ❍ خیر اور فلاح میں تعاون کرنے والے 212
- ● نیلم وادی کی بلند اور اداس فضاؤں میں متاثرین لیسوا کی خدمت اور علاج 214
- ❍ لیسوا کے بادل پھٹ پڑے 214
- ❍ مظفر آباد اور لیسوا کا سفر 215
- ❍ لیسوا میں علاج اور خدمت 216
- ❍ پروفیسر مزمل احسن اور اسلم مروت 217
- ❍ کشمیری کھانا 217
- ❍ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کی یادیں 218
- ❍ چکار ویلی کا سفر 218
- ❍ سلمیہ میں میڈیکل کیمپ 219
- ❍ واپسی کا سفر 220
- ● لائن آف کنٹرول پہ کشمیر جنت نظیر میں علاج اور خدمت 221
- ❍ کھلانا میں میڈیکل کیمپ 222

حادثہ، مسیحا اور زندگی // 18

- بھارتی بربریت کا شکار انگار وادی 222
- کیپٹن غلام سرور شہید نشانِ حیدر 223
- اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں قیام 224
- فلک بوس پانڈو پہاڑی پہ کیمپ 225
- پاک فوج کو سلام 225
- واپسی کا سفر 226

● سرگن شاردہ (نیلم ویلی) کی برف پوش وادیوں اور یخ بستہ ہواؤں میں متاثرین گلیشیر کی خدمت اور علاج 228

- وادی نیلم کی صبح 228
- برف کی سفید چادر 229
- آگ تاپ لیں 229
- اظہر مجید صاحب کی رضائیاں 230
- برف کی سڑک پر سفر 230
- تیمم سے نماز 231
- لکڑی اور آگ 231
- برفانی وادیوں میں میڈیکل اور کیمپ 232
- شاردہ میں علاج اور خدمت 233
- جلدی نکل جائیں 233

● ہنزہ اور گوجال کی بلند اور یخ بستہ ہواؤں میں علاج اور خدمت 235

- 8 اکتوبر 2005ء کی یادیں 235
- سوست ڈرائی پورٹ میں خوش آمدید اور استقبال 236
- عطا آباد جھیل کی یادیں 236
- خوبصورت عطا آباد ٹنل 237
- سوست میں میڈیکل کیمپ 237
- پروفیسر ارشد کا Eye کلینک 238
- سوست ڈرائی پورٹ کا وزٹ 238
- گوجال میں علاج اور خدمت 239
- ہنزہ کے پڑھے لکھے لوگ 239

حادثہ، مسیحا اور زندگی //19

- ❍ خنجراب پاس کی سیر 240
- ❍ مارخور کی تلاش 240
- ❍ ویزے کے بغیر چین کا سفر 240
- ❍ سوست ڈرائی پورٹ میں مسجد کا افتتاح 241
- ❍ ایک اور میڈیکل کیمپ 241
- ❍ خوبانیاں، رس بھرے میٹھے سیب اور خمور دقہوہ 242
- ❍ سوست سے واپسی کا سفر 243
- ❍ گلگت میں اعزاز و اکرام اور برتھ ڈے 243

● اور قیامت آ گئی 245
- ❍ جاتلاں میں تباہی 245
- ❍ زلزلہ زدگان کی خدمت 246
- ❍ میڈیکل کیمپ کا آغاز 247
- ❍ ریلیف گڈز کی تقسیم 247
- ❍ رشید پور میں قیام 248
- ❍ پروفیسر مزمل کی حکمت کی دکان 248
- ❍ زلزلہ زدگان کی خدمت اور علاج 249
- ❍ زلزلہ زدگان کے نفسیاتی مسائل 250
- ❍ عاشق رسول حبیب الرحمن سے ملاقات 250

● اسلام آباد میں گلگت، بلتستان اور بلاوا 252
- ❍ علی پور میں میڈیکل کیمپ 252
- ❍ اسلام آباد میں گلگت اور بلتستان 253
- ❍ غریبوں کا علاج اور خدمت 254
- ❍ ملک بھر میں جاری فلاحی منصوبہ جات 254
- ❍ حبس اور گرمی میں میڈیکل کیمپ 255
- ❍ اور بلاوہ آ گیا 255
- ❍ لبیک اللھم لبیک 256

حادثہ، مسیحا اور زندگی //20

- چترال اور کیلاش کی خوبصورت وادیوں اور بلند فضاؤں میں علاج اور خدمت 257
  - صوابی سوات موٹروے 257
  - چترال میں صبح 259
  - دیر میں میڈیکل اور ریلیف کیمپ 259
  - چترال کا سفر اور لواری ٹنل 260
  - چترال میں میڈیکل کیمپ 261
  - خوبصورت ایون ویلی میں علاج اور خدمت 262
  - وادی کیلاش کا سفر 263
  - گدھے کی سواری 263
  - وادی کیلاش میں میڈیکل کیمپ 263
  - خوبصورت کیلاش کلچر 264
  - کیلاش قوم کے رسم و رواج 265
  - مسجد مصعب بن عمیرؓ میں نماز 265
  - زندگی کے گھر قیام اور کھانا پینا 266
  - شیشم کا 150 سال پرانا درخت 267
  - چیمبر آف کامرس چترال میں تقریب 267
  - گولن گول ہائیڈرو پراجیکٹ کا وزٹ 268
  - چترال سے واپسی کا سفر 269
- تعارف .... منشاء قاضی 270
- محسن انسانیت ڈاکٹر آصف محمود جاہ کو نئی زندگی مبارک .... پروفیسر سید اسرار بخاری........... 272
- جھونپڑی سے گھر تک........................ جاوید چوہدری...... 274
-

پیش لفظ

حادثہ، مسیحا اور زندگی

v ایک دکھ بھری داستان ہے

❖ ایک حادثے کی کہانی ہے

❖ محبتوں کی کتھا ہے

❖ دعاؤں اور محبتوں کی مایوسیوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرے میں امیدوں کے چراغ جلنے کی کہانی ہے۔

❖ بیٹی کی باپ سے محبت کی داستان ہے

❖ لازوال رشتوں کی محبت کی کہانی ہے

v **اِنَ مَع العُسرِ یُسرا** کی تفسیر ہے

❖ اللّٰہ پہ یقین کی کہانی ہے

v یہ کہانی ایک معجزاتی داستان ہے

❖ زندگی کی ڈوریں کٹنے اور جڑنے کی کہانی ہے

❖ غریبوں، ناداروں، مریضوں، تھر کے پیاسے باسیوں کی پکار کی داستان ہے

v دُعاؤں سے تقدیر بدلنے کی کہانی ہے

❖ عزرائیل علیہ السلام کے آنے اور جانے کی عجیب داستان ہے

❖ پاکستانی ڈاکٹروں کے ایثار اور ان کی مسیحائی کی داستان ہے

❖ بچوں، اہلِ خانہ، دوستوں، ساتھیوں اور لاکھوں لوگوں کی محبت کی داستان ہے

❖ عالم بالا سے واپسی کی کہانی ہے

اس کہانی کو، اس داستان کو پڑھیے۔ آپ کو پسند آئے گی۔ آپ کا اللّٰہ پہ یقین پختہ ہوگا۔ آپ کو اندازہ ہوگا کہ معجزے آج بھی ہو سکتے ہیں۔ اگر بندے کا اللّٰہ پہ یقین ہو تو اللّٰہ مدد کرتے ہیں۔ ساتھ دیتے ہیں۔

حادثہ، مسیحا اور زندگی // 22

اگر آپ اللہ کے بندوں کی خدمت کرتے ہیں تو اللہ آپ کی مدد کرتا ہے۔ آپ کو مشکلات سے نکالتا ہے۔ ناگہانی حادثات سے بچاتا ہے۔ اللہ کا ذکر، اللہ کے پاک ناموں کی تسبیح آپ کے گرد حصار بن کر آپ کی حفاظت کرتی ہے اور آپ کو ناگہانی حادثات، مصیبتوں اور آفات سے محفوظ رکھتی ہے۔ جاں لیوا حادثے کے بعد اللہ نے بے شک نئی زندگی عطا کی، جس پر صرف اسی ذات پاک کا حق ہے اور اس کے بعد اس کی مخلوق کا، جن کی دُعاؤں کی طاقت مجھے موت کے منہ سے واپس چھین لائی کہ انہیں شاید ابھی مجھ ناچیز کی مزید ضرورت ہے۔ ان شاء اللہ میں ان کے درد کا درماں بن کر ان کے دکھوں کا مداوا کرتا رہوں گا۔ میں اپنی نئی زندگی کو ایک بار پھر خلق خدا کے نام کرتا ہوں۔ میں اپنے بچوں یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور، اہلیہ اسماء، تمام اہلِ خانہ، میوہسپتال کے عظیم ڈاکٹروں، خدمت اور علاج کے ساتھیوں، ڈونرز، کلاس 86 کے ساتھیوں، کسٹمز کولیگس اور ملک بھر اور دُنیا بھر میں مقیم لاکھوں دوستوں، بہی خواہوں اور آفت زدہ، غریب اور نادار لوگوں کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں جنہوں نے میرے لیے دُعائیں کیں۔ صدقات دیے اور بیماری سے صحت یابی تک میرا بھرپور خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو خوش رکھے۔ ان شاء اللہ جب تک جان میں جان ہے۔ مصیبت زدوں، آفت زدوں، غریبوں اور ناداروں کی خدمت اور علاج کا سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ کتاب کا دوسرا ایڈیشن آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ 18 جون 2020ء کو حادثہ ہوا۔ الحمد للہ صحت یابی سے اب تک (جون 2022ء) پاکستان اور دُنیا کے مختلف ممالک میں دُکھی انسانیت کی خدمت اور دیکھ بھال کا سلسلہ جاری ہے۔

ڈاکٹر آصف محمود جاہ
(ہلالِ امتیاز) (ستارہ امتیاز)
وفاقی ٹیکس محتسب
5-A شاہراہ دستور اسلام آباد
موبائل: 0333-4242691
asifmahmoodjah@gmail.com

حوصلے اور ہمت کی داستان

نحمدہ ونصلی علی رسولہ

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ اِنَّهٗ لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ○ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّیْ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ فَخُوْرٌ (ہود: 9 تا 10)

ترجمہ: اور جب ہم انسان کو کسی رحمت کا مزہ چکھا دیتے ہیں، پھر اس سے واپس لے لیتے ہیں تو مایوس (اور) ناشکرا بن جاتا ہے اور اگر اسے کوئی تکلیف پہنچنے کے بعد ہم اسے نعمتوں کا مزہ چکھا دیں تو وہ کہتا ہے کہ ساری برائیاں مجھ سے دور ہو گئیں۔ (اس وقت) وہ اترا کر شیخیاں بھگارنے لگتا ہے۔ ہاں مگر جو لوگ صبر سے کام لیتے ہیں، اور نیک عمل کرتے ہیں، وہ ایسے نہیں ہیں۔ ان کو مغفرت اور بڑا اجر نصیب ہوگا۔ (آسان ترجمہ قرآن از مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ)

آیت کے پہلے حصہ کا مطالعہ کیجیے کہ ”یہ انسان تکالیف میں مایوس اور ناشکرا ہو جاتا ہے“ لیکن ”حادثہ، مسیحا اور زندگی“ کا ایک ایک صفحہ پڑھتے جایئے یقین ہوتا چلا جائے گا کہ ڈاکٹر آصف جاہ ایسا انسان نہیں ہے جو یکدم آرام و راحت اور تندرستی سے تکلیف، آزمائش اور بیماری میں چلا جائے تو وہاں حوصلہ اور ہمت ہار کر مایوسی کے اندھیروں میں چلا جائے۔ لوگ اسے وِل پاور (Will Power) کہتے ہیں حالانکہ یہ وِل پاور نہیں، ولی کی پاور ہوتی ہے اللہ کے ولی کی پاور یہ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِيْنَ کا نمونہ ہوتی ہے۔ ایسی ہستیوں کو یہ ایمان نصیب ہوتا ہے کہ ”اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے“ اللہ کی مدد ساتھ ہوتی ہے۔ یہی ولی کی پاور ہوتی ہے۔ رجوع الی اللہ کی طاقت ہوتی ہے۔

جب انسان کے اندر یہ طاقت آتی ہے تو پھر وہ ہل نہیں سکتا لیکن وہ ''میجک'' (Magic) پتھر سے تیمم کر کے نماز پڑھ لیتے ہیں۔(صفحہ 46)

پھر ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے'' کا مصداق وہ نظر آتا ہے جس کا وینٹی لیٹر بھی بھک سے اُڑا جاتا ہے۔ سچے نبی نے فرمایا: مَاکَانَ الْعَبْدُ فِی عَوْنِ أَخِیہِ۔ (رواہ المسلم رقم الحدیث: 2699) ''جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے اللہ اس کی مدد میں لگا رہتا ہے'' اس کا نظارہ آئندہ صفحات میں جا بجا ملے گا۔

آیت کے دوسرے حصے کا مطالعہ کیجیے کہ ''جب انسان تکلیف اور بیماری کے بعد تندرست ہو جاتا ہے تو اترانے لگتا ہے شیخیاں بھگارنے لگتا ہے'' لیکن اس کتاب میں ڈاکٹر آصف جاہ آپ کو مجسمہ تشکر محسوس ہوگا۔ پاؤں کی ہڈیاں ٹوٹی ہوئی تھیں لیکن اس کا دل نہیں ٹوٹا تھا۔ اس کتاب کے ہر صفحہ پر ڈاکٹر آصف جاہ! اللہ کا شکر ادا کرتا نظر آئے گا۔ ارشاد نبوی ہے لَا یَشْکُرُ اللّٰہَ مَنْ لَا یَشْکُرُ النَّاسَ (ترمذی، رقم الحدیث: 1954) ''جو بندوں کا شکر ادا نہیں کرتا وہ اللہ کا شکر ادا نہیں کرتا'' جو بندہ نظر آتا ہے اس کا شکر ادا نہ کرے تو اللہ جو نظر نہیں آتا اس کا شکر کیسے ادا کرے گا۔

اُردو ادب کی ایک صنف ''آپ بیتی'' ہے ڈاکٹر آصف محمود جاہ نے یہ کتاب لکھ کر ''مریض بیتی'' کی صنف ایجاد کر ڈالی۔

مولانا محمد یوسف خان
استاذ الحدیث و ناظم تعلیمات
جامعہ اشرفیہ لاہور

حصہ اوّل

زندگی اور موت کی کشمکش میں چار دن

موت سے واپسی پر خوش آمدید

’’وہ جو کہتے ہیں ناں کہ موت کے بعد مرنے کا منظر کیا ہوگا تو یہ اپنے آصف جاہ ہیں جو موت کے تقریباً بعد مرنے کا منظر دیکھ کر صد شکر کہ لوٹ آئے ہیں کیونکہ انہوں نے ابھی خلقِ خدا کے دُکھ مزید کم کرنے تھے۔ مسیحائی کا کام بھی بہت پڑا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اسی لیے مزید مہلت عطا کر دی۔ انہوں نے جس طور حادثے کے بعد ہسپتال کے شب و روز کی جو تفصیل بیان کی ہے وہ بہت حیرت انگیز ہے۔ ہر لمحہ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے وہ ان پر نہیں آپ پر گزر رہا ہے۔ میں انہیں موت سے واپسی پر خوش آمدید کہتا ہوں‘‘

مستنصر حسین تارڑ

لاک ڈاؤن کے دوران اسلام آباد میں شب و روز

8 فروری 2019ء سے اسلام آباد میں شب روز بہت اچھے گزر رہے تھے۔میس سے دفتر جانا۔شام کو کبھی G-10 میں مریضوں کو دیکھنا اور جب سے بارہ کہو میں نیا ہسپتال المعراج حبیب ٹرسٹ بنا۔وہاں جا کر مریضوں میں گھل مل جانا۔ان کا چیک اپ اور علاج کرنا۔غریبوں کے لیے لگا دستر خوان دیکھ کر دل خوش ہوتا تھا۔ مارچ میں کورونا کا وائرس پھیلنے لگا تو بارہ کہو میں سخت ترین لاک ڈاؤن ہوا کیونکہ وہاں شروع میں کورونا کے کچھ کیسز Detect ہو گئے تھے۔اسی دوران لاک ڈاؤن سے متاثرہ خاندانوں میں ملک بھر میں راشن پہنچایا۔ جہانگیر نے راولپنڈی اور اسلام آباد میں گھر گھر جا کر راشن بانٹا۔ بہت سے لوگوں نے راشن کے لیے سوشل میڈیا کے ذریعے رابطہ کیا۔ انہیں بھی راشن اور امدادی رقم مہیا کی گئی۔ جوں جوں کورونا کے کیسز بڑھنے لگے توں توں لاک ڈاؤن مزید سخت ہوتا گیا۔سرکاری ہسپتالوں کی OPDs بند ہو گئیں۔ پرائیویٹ ہسپتالوں نے بھی عام مریضوں کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ الحمدللہ ! ان حالات میں بھی ہمارے تمام سنٹرز پر مریضوں کا علاج اور چیک اپ ہوتا رہا۔ بارہ کہو اسلام آباد میں ڈاکٹر رمشاء کے ساتھ راقم بھی مریضوں کا چیک اپ اور علاج کرتا رہا۔ جمعہ کو لاہور جانا ہوتا تو وہاں مریضوں کا معائنہ اور علاج ہوتا۔کورونا کے مریض بھی آتے۔حفاظتی تدابیر اختیار کر کے اور حفاظتی گاؤن PPEs پہن کر مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا جاتا۔

17 جون 2020ء

17 جون 2020ء کی شام چار بجے دفتر سے فارغ ہو کر سیدھا بارہ کہو میں اپنے ہسپتال کا رخ کیا۔ راستے میں عصر کی نماز ادا کی۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ ندا نے فوراً کٹ پہننے کے لیے دی۔ مریضوں کا

چیک اپ کیا۔ ثاقب نے انہیں ادویات دیں۔ چکھی جونہی غریبوں کے لیے دستر خوان لگا۔ ندا نے ہمیں بھی گرما گرم بریانی لاکر دی جو تھوڑی سی کھائی۔ مغرب کی نماز پڑھ کر رخصت طلب کی۔ میس پہنچ کر تھوڑی دیر آرام کیا۔ عشاء کی جماعت بلال مسجد میں ادا کی۔ مولانا ذوالفقار احمد سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے سینئر کولیگ محترم زاہد کھوکھر کی وفات پر دکھ کا اظہار کیا۔ ان کے لیے دعائے مغفرت بھی کروائی۔ میس سے کھانا کھا کر باہر چہل قدمی کی۔ خبریں سن کر سونے کا قصد کیا۔

18 جون 2020ء

18 جون 2020ء کو صبح سویرے آنکھ کھل گئی۔ تہجد کی نماز ادا کی۔ بچوں اور اہلِ خانہ خیر و عافیت اور ملک کی سلامتی کے لیے دعا کی۔ فجر کی نماز پھر بلال مسجد میں ادا کی۔ میس کی چھت پر واک کے دوران تسبیحات بھی مکمل کیں۔ آج لاہور جانے کا ارادہ تھا۔ جانے کے بارے میں تذبذب کا شکار تھا۔ جاؤں یا نہ جاؤں۔ خیر بیگ تیار کر لیا۔ دل میں خیال آیا۔ نہ جانا ہوا تو بیگ واپس آجائے گا۔ دفتر میں معمول کا کام کیا۔ ظہر کی نماز نیچے ہال میں باجماعت ادا کی۔ تین بجے کے قریب قمر ڈرائیور کو بلا کر کہا کہ بھئی تیاری کر لو لاہور جانا ہے۔ اگرچہ طبیعت اداس تھی۔ کورونا کی وجہ سے کولیگ بھی ڈرا رہے تھے۔ کسٹم کے کولیگ جمیل ناصر اور طاہر قریشی نے کراچی سے خصوصی طور پر فون کر کے کہا کہ سر محترم زاہد کھوکھر صاحب کی رحلت کے بعد ہمیں آپ کی بہت فکر ہے۔ اللہ کرے آپ کو کچھ نہ ہو مگر آپ احتیاط کریں۔ اس کے علاوہ عبدالودود خاں صاحب نے بھی خواب دیکھا جس کا تذکرہ بعد میں آئیگا۔ 3:30 بجے کسٹم ہاؤس سے روانہ ہوئے۔ تسبیح ہاتھ میں تھی۔ سفر بڑا اچھا گزر رہا تھا۔ کلر کہار پہنچ کر عصر کی نماز ادا کی۔ تھوڑی دیر رکنے کے بعد روانہ ہوئے۔ باہر موسم سہانا تھا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ فضا میں خنکی تھی۔ ڈیڑھ گھنٹے کے سفر کے بعد سکھیکی پہنچ گئے۔ مغرب کی نماز کا وقت ہونے والا تھا۔ میں نے قمر کو کہا کہ نماز آگے پڑھیں گے۔ سکھیکی سے 20 تا 25 کلومیٹر فاصلے پر شیخوپورہ کے قریب ایک چھوٹا سا ریسٹ ایریا بنا ہوا ہے۔ اسلام آباد جاتے ہوئے عموماً وہاں نماز فجر ادا کرتے رہے۔ مغرب کی اذانیں ہو چکی تھیں۔ جماعت کی نماز بھی ہو گئی تھی۔ سات، آٹھ لوگ اکٹھے ہو گئے تو جماعت کروائی۔ ذرا شائبہ بھی نہ تھا کہ چند منٹوں بعد کیا ہونے والا ہے۔ نماز ادا کر کے روانہ ہوئے۔

اور حادثہ ہو گیا

دس پندرہ منٹ گزرے ہوں گے کہ آگے بقول ڈرائیور قمر دھوئیں کے بادل نظر آئے۔ حد نگاہ زیرو ہوگئی۔ ڈرائیور کو سمجھ ہی نہ آیا کہ گاڑی کیسے آگے بڑھاؤں۔ اسی اثناء میں گاڑی کو دائیں طرف سے نکالنے کی کوشش کی تو پیچھے سے آنے والی گاڑیوں نے پورے زور کے ساتھ ہٹ کیا۔ پیچھے والی گاڑیاں بھی آپس میں ٹکرا گئیں۔ قیامت کا منظر تھا۔ چیخ و پکار تھی۔ آہ و بکا تھی۔ گاڑیاں ایک دوسرے میں پھنسی اور دھنسی ہوئی تھیں۔ ڈرائیور قمر ایک طرف پڑا تھا اور میں گاڑی کے باہر دوسری طرف اپنی ٹانگ کو سہلا رہا تھا۔مگر مجھے کچھ یادنہیں۔حادثہ کب ہوا؟ کیسے ہوا؟ گاڑیاں کیسے ٹکرائیں؟کسی غیرمرئی طاقت نے مجھے سلا دیا اور گاڑی سے اپنے ہاتھوں میں اٹھا کر باہر نکال کر بٹھا دیا۔ موٹروے اور ریسکیو 1122 والے آ گئے۔ حادثے کے بعد جو پہلا سین یاد ہے کہ میں ریسکیو 1122 کی ایمبولینس کے فرش پر لیٹا ہوا ہوں اور انسپکٹر میرا فون لے کر پوچھ رہا ہے کہ کہاں کہاں اطلاع کرنی ہے۔ اشفاق کو فون کیا۔گھر سے فون آیا۔ انہیں تسلی دی مگر انسپکٹر نے بتا دیا کہ بہت سیریس حادثہ ہوا ہے۔ اس نے یہ بھی بتا دیا کہ ہم جناح ہسپتال جا رہے ہیں۔ چند منٹوں میں خبر لاہور، اسلام آباد، سرگودھا، فیصل آباد پہنچ گئی۔ سوشل میڈیا پر حادثے کی ویڈیو وائرل ہوئی تو ہر طرف دعائیں شروع ہوگئیں۔ سرگودھا، فیصل آباد اور اسلام آباد سے سب عزیز واقارب رات کے وقت پہنچ گئے۔ اسماء، یمنیٰ، ماہ نور اور حذیفہ نے رو رو کر برا حال کر لیا۔

جناح ہسپتال سے میو ہسپتال

اللہ کا شکر ہے کہ مقام حادثہ سے جلد ہی جناح ہسپتال پہنچ گئے۔ وہاں اشفاق اور پروفیسر یار محمد، حذیفہ، فہیم، یمنیٰ کے ساتھ موجود تھے۔ فوراً میو ہسپتال جانے کا پروگرام بنا۔ ٹخنہ خون میں لت پت تھا۔ نہ ریسکیو والوں کو اور نہ جناح ہسپتال والوں کو اس پر پٹی باندھنے کی توفیق ہوئی۔ ایمبولینس نے گولی کی رفتار سے چلتے ہوئے آدھ گھنٹے میں میو ہسپتال پہنچا دیا۔ تھوڑی دیر میں کلاس فیلو اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود گوندل بھی پہنچ گئے۔ انہوں نے پروفیسر آف آرتھوپیڈک سرجری رانا ارشد کو فوراً بلا لیا۔ فوری سکین ہوا جس نے سب اچھا کی رپورٹ دی۔ عزیز دوست ڈاکٹر طاہر بھی پہنچ گئے۔

عالم بالا سے واپسی

ٹخنے کی ہڈیاں علیحدہ علیحدہ نظر آ رہی تھیں۔ پورا پاؤں خون میں لت پت تھا۔ فیصلہ یہی ہوا کہ پہلے ٹخنے کا آپریشن ہوگا۔ بلڈ کی ضرورت پڑی فوراً City 42 نے خبر نشر کر دی۔ لوگ میو ہسپتال پہنچنا شروع ہو

گئے۔ اسلم مروت کے ساتھ سعید اور اس کی بیوی بلڈ دینے کے لیے چند گھنٹوں میں پشاور سے لاہور پہنچ گئے۔ شاہد زیدی بھی B-ve کی چار بوتلوں کے ساتھ پہنچے۔ آپریشن تھیٹر میں ساری تیاریاں مکمل تھیں۔ Anaesthesia کے ڈاکٹروں نے سوچا کہ مریض ہوش میں ہے Spinal Anaesthesia دیتے ہیں۔ لیکن جونہی کمر میں بے ہوشی کا انجکشن لگا۔ ایک دم شاک ہوگیا۔ رانا ارشد کی ٹیم اندر سے یہ کہتے ہوئے باہر آ گئی کہ Patient has collapsed۔ اللہ کا شکر ہے کہ چھوٹے بھائیوں جیسا ڈاکٹر یار محمد اندر تھا۔ بقول یار محمد نہ صرف شاک ہوا بلکہ مانیٹر پر ECG بھی فلیٹ ہوگئی۔ ایک لمحے کے لیے لگا کہ دنیا اندھیر ہو گئی۔ ڈاکٹر یار محمد اور اندر موجود دوسرے ڈاکٹرز فوراً اوپر چڑھ گئے اور بڑی تیزی سے CPR شروع کر دیا۔ پسلیوں پر اتنا زور سے دباؤ پڑا کہ وہ چیخ کر ٹوٹ گئیں۔ لیکن ڈاکٹروں نے پرواہ نہ کی کیونکہ پسلیوں سے زیادہ جان بچانا ضروری تھا۔ یار محمد کی نظر بدستور مانیٹر پر تھی۔ ایک منٹ گزرا۔ دوسرا منٹ گزرا۔ ECG فلیٹ جارہی تھی۔ یار محمد کی آنکھوں میں آنسو تھے اور ہاتھ تیزی سے حرکت میں تھے۔ دوسرے ڈاکٹر بھی زور آزمائی کر رہے تھے۔ تقدیر کے مطابق جنگ جاری تھی۔ تین منٹ گزرے تو دل میں حرکت کے آثار نظر آئے۔ ECG پر بھی کچھ Curve نظر آنے لگی۔ یمنیٰ، حذیفہ، نعمان، شیری، اویس، منیر سب باہر کھڑے تھے۔ انہیں پتہ ہی نہ تھا کہ اندر کیا قیامت گزر گئی ہے۔ 4 منٹ بعد نبض بحال ہوگئی۔ دل کی حرکت شروع ہوگئی۔ زندگی واپس لوٹ آئی۔ اللہ نے کرم کر دیا۔ رانا ارشد کی ٹیم دوبارہ آئی۔ عزرائیل علیہ السلام واپس چلے گئے ہونگے۔ اللہ نے چند گھنٹوں میں دوسری دفعہ نئی زندگی دی۔

زندگی کی ڈوریں کٹنے اور جڑنے کی کہانی۔۔۔ڈاکٹر عدنان کی زبانی

18 جون 2020ء کے حادثے کے بعد سروسز ہسپتال سے میو ہسپتال پہنچے۔ میو ہسپتال میں ڈاکٹر خالد مسعود گوندل، ڈاکٹر یاسین اور ڈاکٹر یار محمد پہنچ گئے۔ سب سے پہلے سرجیکل ٹاور لایا گیا۔ سرجیکل ٹاور میں ٹیسٹ ہوئے۔ Fast سکین ہوا۔ سب اچھا کی رپورٹ کے بعد Ankle کی سرجری کے لیے آرتھوپیڈک آپریشن تھیٹر لایا گیا جہاں پروفیسر رانا ارشد اپنی ٹیم کے ساتھ پاؤں کی لٹکتی نچڑتی ہڈیوں کو جوڑنے کے لیے تیار تھے۔ ڈاکٹر عدنان جو بے ہوشی کے سینئر رجسٹرار ہیں۔ انہوں نے مجھ سے حال احوال پوچھا، تسلی دی مگر مجھے کچھ یاد نہیں۔ اس کے بعد کی کہانی ڈاکٹر عدنان کی زبانی سنیئے۔

’’18 جون 2020ء کی رات میں اپنی نارمل ڈیوٹی پہ تھا۔ اچانک فون پہ فون آنے لگے کہ ایک ہائی

حادثہ، مسیحا اور زندگی // 31

پروفائل پروٹوکول مریض آ رہا ہے۔ پروفیسر رانا ارشد بھی آرتھوپیڈک آپریشن تھیٹر پہنچ گئے۔ کچھ دیر بعد پروفیسر خالد مسعود گوندل بھی آ گئے۔ پروفیسر یار محمد اور پروفیسر یاسین بھی آ گئے۔ ہماری ڈیپارٹمنٹ کی انچارج پروفیسر ڈاکٹر زہرا کے فون بھی آ رہے تھے۔ مریض کو دیکھا اگرچہ ٹخنہ خون میں لت پت تھا مگر ہوش وحواس برقرار تھے۔ مریض سے حال احوال پوچھا اور تسلی دی، مریض کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا کہ زیادہ سیریس مسئلہ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مشورے سے یہی طے پایا کہ فوری طور پر Ankle کی سرجری کر دی جائے۔ Spinal Anaesthesia سے کام چل جائے گا۔ مریض ویسے بھی ہوش میں تھا۔ اللہ کا نام لے کر میں نے Spinal Anaesthesia کے لیے انجکشن لگایا۔ مگر انجکشن لگتے ہی مریض کی حالت غیر ہو گئی، نبضیں ڈوبنے لگیں۔ نبض پہلے تھمی پھر بالکل ختم ہو گئی۔ کارڈیک مانیٹر پر بھی ECG کی لائن فلیٹ ہونے لگی۔ ایک دم گھبراہٹ ہو گئی۔ تھرتھلی مچ گئی۔ فوراً اپنی Anaesthesia کی ٹیم کو بلایا اور مریض کی جان بچانے کے لیے ساری کوششیں بروئے کار لانی شروع کر دیں۔ سب سے پہلے Endotracheal ٹیوب ڈال کر مریض کی سانسیں بحال کرنے کی کوشش کی۔ فوراً Ventilator پر ڈال دیا۔ اس کے بعد CPR شروع کر دیا۔ ڈاکٹر یار محمد اور دوسرے ساتھی بھی CPR میں شامل ہو گئے۔ دو تین منٹ کے CPR کے بعد دل کی خفیف سی حرکت شروع ہوئی۔ CPR سے پسلی کی ہڈیاں چیخ گئیں۔ پسلیوں کی فکر نہ تھی، نبض واپس ہوئی تو Endotracheal ٹیوب کو باہر نکالا۔ مریض کو Ventilator پر ڈالا۔ اگلا آدھا گھنٹہ بڑا Critical تھا۔ مریض کی سانس اور Cardiac Activity بحال ہوئی تو سب نے سکھ کا سانس لیا۔ آدھ گھنٹہ تک لمحہ بہ لمحہ مانیٹر کیا۔ سانسیں تو بحال ہو گئیں مگر دل کی رفتار بہت زیادہ تھی۔ ایک گھنٹہ بعد حالت بہتر ہوئی تو رانا ارشد اور ان کی ٹیم نے ڈاکٹر آصف کے Ankle کی کامیاب سرجری کی اور سرجیکل Pins ڈال کر ہڈیوں کو یکجا کر کے ڈریسنگ کی۔ اس کے بعد ڈاکٹر آصف محمود جاہ کو Ventilator پر رکھا۔ پوری رات زندگی بچانے میں گزر گئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے ایک انسان کی زندگی بچانے کی توفیق دی۔''

ڈاکٹر عدنان نے یہ داستان حادثے کے تقریباً دو سال بعد سنائی۔ ڈاکٹر عدنان کی ان باتوں کو اس لیے کتاب میں شامل کیا ہے کہ اللہ ہی زندگی دینے والا اور اُسے بچانے والا ہے۔ اہل خانہ، بچوں اور دوستوں، غریب مریضوں، مسکینوں، آفت زدوں، لاچاروں کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ نے تقدیر کو بدل دیا اور نئی زندگی دی۔ الحمد للہ 18 جون 2020ء کے حادثے کے بعد اللہ نے خدمت اور علاج کے کاموں میں بے بہا اضافہ کیا اور زیادہ سے زیادہ دکھی انسانیت کی خدمت کرنے کی توفیق دی جو الحمد للہ تا حال ملک بھر

اور دُنیا کے مختلف ممالک میں جاری ہے اور انشاء اللہ زندگی کی آخری سانسوں تک جاری رہے گی۔

ٹخنے کی لٹکتی، بکھری اور نچڑی ہڈیوں کا آپریشن

بے ہوش کرنے والوں نے اب جنرل Anaesthesia دیا تو ٹخنے کی لٹکتی، بکھری اور نچڑی ہوئی ہڈیوں کو رانا ارشد نے کمال مہارت سے اکٹھا کیا۔ Pins لگائیں اور یوں آپریشن کا پہلا مرحلہ تمام ہوا۔ فوری طور پر پروفیسر خالد مسعود گوندل کے کہنے پر سرجیکل ٹاور کے ICU میں شفٹ کر دیا گیا۔ ڈاکٹر طاہر بھی میو ہسپتال میں موجود ہیں۔ وہ پل پل کی خبریں 86 کلاس فیلوز گروپ میں اور ڈاکٹر جنید اصغر کو پہنچا رہے ہیں۔ گروپ 86 میں تھرتھلی مچی ہوئی ہے۔ سب پریشان ہیں۔ اپنی اپنی رائے دے رہے ہیں۔ دعائیں بھی کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر جنید اصغر نے فوری طور پر پروفیسر خالد مسعود گوندل سے رابطہ کیا۔ جمعرات کی رات سے لے کر اتوار کی دوپہر تک کیا کیا بیتا۔ مجھے کچھ یاد نہیں۔ میں بے ہوشی کے عالم میں تھا مگر گھر والے بتاتے ہیں کہ جب ہوش آیا تو سب سے پہلے کاغذ پر لکھ کے دیا کہ نماز پڑھنی ہے۔ اس کے بعد اسماء کا نام لکھا۔ Ankle کی تو سرجری ہو گئی مگر ICU میں طبیعت مزید بگڑنے لگی۔ اسماء، یمنیٰ، ماہ نور اور حذیفہ ساری رات جاگتے اور مضطرب رہے۔ بھاگ دوڑ ہوتی رہی۔ ICU میں طبیعت خراب ہوتی جا رہی تھی۔ نبض میں بھی گڑبڑ تھی۔ ڈاکٹر طاہر نے پھر شور مچا دیا۔ بلڈ پریشر بھی ہائی ہوتا جا رہا تھا۔ غنودگی بھی بڑھتی جا رہی تھی۔ ECG میں بھی گڑبڑ تھی۔ اشفاق نے پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف کارڈیالوجی کے سابق سربراہ پروفیسر ندیم حیات ملک کو فون کر دیا۔ وہ فوراً آ گئے۔ آتے ہی پروفیسر نعمان نصیر کو بلایا اور چیک کر کے ادویات تجویز کیں۔

پیٹ میں خون اور فوری سرجری

دوپہر کے وقت دوبارہ Scan ہوا تو پتہ چلا پیٹ خون سے بھرا ہوا ہے۔ فوری طوری پر سرجری کے لیے لے جانے کا حکم صادر ہوا۔ خون کی بوتلیں رات لگ چکی تھیں۔ اب کہاں سے خون آئیگا۔ ایک دم بچے پریشان ہو گئے۔ ادھر اُدھر بھاگے۔ رابطے کیے۔ کچھ بن نہ پڑا۔ اللہ نے مدد بھیج دی۔ یمنیٰ کا کلاس فیلو بلڈ دینے کے لیے آ گیا۔ بھتیجے ابو بکر کا گروپ میچ کر گیا۔ سرجن کی ٹیم پروفیسر خالد مسعود گوندل اور ڈاکٹر اصغر نقی کی قیادت میں تیار تھی۔ جنرل Anaesheisa دیا۔ کٹ لگا کر پیٹ کھولا تو خون کا فوارہ ابل پڑا۔ ڈاکٹر یاسین اور ڈاکٹر اصغر نقی نے خون رستی Arteries کو پکڑ کر Clamp کیا۔ دو تین گھنٹے آپریشن میں لگ گئے۔ باہر سارا خاندان مضطرب اور پریشان تھا۔ یمنیٰ، حذیفہ اور ماہ نور کی جان پر بنی ہوئی تھی۔ ایک

دوسرے کو تسلیاں دے رہے تھے مگر اکیلے میں رو رو کر اللہ سے التجا کر رہے تھے۔ ڈاکٹر نوید، منیر بھائی، ناصر اور مسعود سب حاضر تھے۔ کسی کو کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی۔ حذیفہ قرآن بھی پڑھ رہا تھا۔ رو بھی رہا تھا۔ یااللہ میرے بابا کو کچھ نہ ہو۔ یمنیٰ سیڑھیوں میں بیٹھی چیخ رہی تھی۔ اسماء کی ہذیانی کیفیت تھی۔ عجیب اداسی کا عالم تھا۔ کسی کو کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی۔ سب ایک دوسرے کو جھوٹی تسلیاں دے رہے تھے۔ بلڈ کا انتظام ہو گیا تو Sutures کی تلاش شروع ہوئی۔ حذیفہ نے پورا لاہور چھان مارا۔ یمنیٰ کی دوست خنساء پتہ نہیں کہاں سے جا کر Sutures ڈھونڈ لائی۔ اندر سرجنز کی پوری ٹیم رستی خون کی نالیوں کی مرمت کر رہی تھی۔ گوندل صاحب بھی شامل ہو گئے۔ انہوں نے کہا لگے ہاتھوں پیٹ کی چربی بھی کم کر دیں۔ ڈاکٹروں نے چربی کی ایک پوری تہہ نکال باہر کی۔ سرجنز نے بڑے انہماک، احتیاط اور پیار سے آپریشن مکمل کر کے پیٹ کو دوبارہ بند کیا۔

اور وینٹی لیٹر اڑ گیا

پچھلے تجربے کی بنا پر Ventilator پہ ڈالا۔ اور رات گئے ICU میں شفٹ کر دیا۔ ڈاکٹر طاہر پل پل کی خبریں جنید اصغر کو دے رہے ہیں۔ جنید کے منٹ منٹ بعد یمنیٰ کو فون آ رہے ہیں۔ چیف کلکٹر کسٹمز کی طرف سے بھی آفیسرز پہنچے ہوئے ہیں۔ سب کا یمنیٰ سے رابطہ ہے۔ یمنیٰ پریشان ہے۔ مضطرب ہے۔ رو رہی ہے۔ بابا کے لیے دعائیں بھی کر رہی ہے اور جنید انکل سے بار بار کہہ رہی ہے۔۔ آپ میرے بابا کے لیے دعا کریں۔ ان شاءاللہ وہ ٹھیک ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر جنید یمنیٰ کو بار بار تسلیاں دے رہے ہیں۔

تھوڑی دیر ہی ICU میں گزری تھی تو ایک اور قیامت کا سامنا تھا۔ یمنیٰ، شیری اور اویس بیٹھے تھے کہ ڈاکٹر طاہر نے کہا کہ مجھے جلنے کی بو آ رہی ہے۔ چند لمحے ہی گزرے تھے کہ Ventilator بھک سے اُڑ گیا۔ وارڈ میں تھرتھلی مچ گئی۔ Back up پہ جو Ventilator تھا وہ بھی نہ چلا۔ سانس کی رفتار ایک دم گر گئی۔ سانس بمشکل آنے لگا۔ ڈاکٹر طاہر نے اِدھر اُدھر بھاگ دوڑ کی۔ ڈاکٹر تو کوئی نہ ملا۔ ایک نرس نے بڑی ہمت کر کے ICU میں موجود ایسے مریض کا Ventilator آف کر کے مجھے لگایا جس کی حالت Stable تھی۔ یوں اللہ نے یہاں بھی جان بچائی۔ سانس اور نبض کی رفتار بحال ہوئی۔ تھوڑا سا سکون ہوا۔

سب سے پہلے وضو اور نماز

میں نے آنکھیں کھولیں تو سب سے پہلے نماز پڑھنے کا کہا۔ اویس نے ایسے ہی وضو کروایا۔ نیم بے ہوشی کے عالم میں اشاروں سے نماز پڑھی تو اویس نے بتایا کہ چاچو جونہی آپ نے نماز پڑھی تو معجزہ ہو

گیا۔ نماز سے پہلے آپ کی خود سے سانس لینے کی رفتار تین یا چار منٹ سے زیادہ نہ تھی لیکن جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو یہ رفتار 13-14 فی منٹ ہو گئی۔ اویس نے کہا ہم سب حیران رہ گئے۔ اگلے تین دن Ventilator پہ گزارے۔ Anaesthesia کی ڈاکٹر زہرہ اور ڈاکٹر فرخ پل پل کی خبر لے رہی تھیں۔ وینٹی لیٹر اتارنے کا مرحلہ آیا تو ڈاکٹر فرخ نے کہا کہ چاہے جتنی دیر ہو جائے میں وینٹی لیٹر اتار کر جاؤں گی۔ نیک دل پروفیسر میرے سرہانے چار گھنٹے تک بیٹھی رہی اور جب تک سانسیں بحال نہ ہوئیں۔ دل کی رفتار نارمل ہوئی تو اس وقت تک انتظار کیا۔ خود وینٹی لیٹر اتارا اور پھر یمنیٰ کو مبارکباد دے کر رات گئے گھر گئیں۔ اسی دوران سرگودھا، فیصل آباد، اسلام آباد پشاور سے لوگ آتے رہے۔

میں اسلام آباد میں ہوں

مجھے ایسے لگ رہا تھا کہ میں اسلام آباد میں ہوں اور سارے ڈاکٹرز لاہور سے میرے علاج کے لیے اسلام آباد آئے ہوئے ہیں۔ وینٹی لیٹر پہ گزرے تین دن گھر والوں پہ بہت بھاری تھے۔ کسٹم کے ساتھی اور دوست علیحدہ پریشان تھے۔ کسٹمز کے سینئر ساتھی یاسین طاہر، رمضان بھٹی، محمد صدیق، ریاض ملک، سید احمد عالم، توصیف قریشی، ڈاکٹر ارسلان بدستور دعائیں کرتے رہے۔ کلاس 86 گروپ پہ بھی سرگرمیاں جاری رہیں۔ ممبر کسٹمز طارق ہدیٰ کی ہدایات پر چیف کلکٹر کسٹم فیض بھی رابطہ میں رہے۔ سب سے زیادہ پریشان یمنیٰ اور حذیفہ تھے۔ ان کے بابا وینٹی لیٹر پر تھے۔ طبیعت میں مدوجزر آ رہے تھے۔ ڈاکٹر کبھی پریشان ہو جاتے۔ کبھی تسلی دیتے۔

یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور، اسماء اور اہلِ خانہ کی دعائیں

یمنیٰ کی ہمت ہے کہ بابا کی نگہداشت بھی کر رہی تھی۔ طبیعت میں اتار چڑھاؤ بھی دیکھ رہی تھی۔ اسلم مروت، عبدالرؤف، سہیل فدا، سہیل خان، ملتان سے حنیف عابد سب ادھر تھے۔ اسلم مروت امید اور خوف کے عالم میں اِدھر اُدھر گھوم رہے تھے۔ زیرلب دعائیں پڑھ رہے تھے۔ حنیف عابد اندر آ کر کان میں کچھ کہنا چاہتا تھا۔ یمنیٰ نے اجازت نہ دی۔ کبھی آنکھیں کھلتیں پھر بے ہوشی طاری ہو جاتی۔ کبھی سانس چلتا، کبھی اکھڑتا۔ اسماء وینٹی لیٹر پر دیکھ کر حیران اور ششدر رہ گئی۔ ماہ نور گھر میں بیٹھی اللہ کے سامنے واویلا اور فریاد کرتی اور اللہ سے باتیں کرتی۔ اللہ سے ہم کلام ہوتے ہوئے اسے محسوس ہوتا کہ اللہ نے اس کی دعا سن لی ہے۔ وہ مطمئن ہو جاتی۔ بابا کی صحت کے لیے چھوٹی سی بچی نے تین دن تک روزے رکھے۔

دوست، یار، بہی خواہ سب پریشان اور دعا گو تھے۔ KKN کارکنان ختم نبوت کی روح رواں مروہ ماہ نور سے لمبی لمبی باتیں کرتی۔ حوصلہ بڑھاتی۔ ماہ نور نے بعد میں بتایا کہ بابا مروہ نے جس طرح میری دل جوئی کی۔ میری ہمت بڑھائی۔ میں اسے بھول نہیں سکتی۔ مروہ کی امی بھی رو رو کر دعائیں کرتی۔ اس کے بابا مشہور کالم نگار نواز میرانی بھی ہماری صحت کے لیے دعا گو تھے۔ اشفاق نے بتایا کہ ملک بھر کے تمام سنٹرز پہ دعائیں ہو رہی ہیں۔ خیرات بانٹی جا رہی ہے۔ روہنگیا مسلمانوں کے کیمپوں میں بھی دعائیں جاری ہیں۔ وینٹی لیٹر اترا تو طبیعت بحال ہونا شروع ہوگئی۔ نمازیں بھی شروع ہوگئیں۔ لوگوں کو پہچاننا شروع کر دیا۔

مولانا یوسف خاں کی تسلی اور دعائیں

مولانا یوسف خان سے ٹیلی فون پر بات ہوئی۔ مولانا یوسف قرآنی سکالر ہیں۔ شیخ الحدیث ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کے استاد ہیں۔ پچھلے دنوں کورونا کا شکار ہوئے۔ انہیں اپنا شربت کورونا پہنچایا۔ وہ ماشاءاللہ اب روبصحت ہیں۔ ان کو بتایا کہ بیماری کے دوران سب سے زیادہ تکلیف دہ بات نمازوں کا مسجد نہ جا کر پڑھنا ہے۔ مولانا نے حضور کی حدیث مبارک سنا کر تسلی کرا دی کہ جو بندہ بیماری کی حالت میں اشاروں سے نماز پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے باجماعت نماز کا ثواب دیتے ہیں۔ جامعہ اشرفیہ کے مہتمم مولانا فضل الرحیم سے کئی سالوں سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ ان کے بدستور فون آ رہے ہیں۔ دعائیں دیتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آصف محمود جاہ آپ کے لیے جمعہ میں اور ہر نماز کے بعد دعا جاری ہے۔

بریگیڈیر افضل رانا کی دعائیں اور روزے

اسلام آباد سے اللہ والے، قرآنی اور روحانی اسکالر بریگیڈیر افضل رانا کے پہلے دن سے لے کر آج تک روزانہ فون اور پیغامات آ رہے ہیں۔ وہ صبح وشام اشفاق سے رابطہ رکھے ہوئے ہیں۔ بات کرنے کا فن جانتے ہیں۔ وہ متقی اور پرہیز گار انسان ہیں۔ پیر اور جمعرات کو باقاعدگی سے روزہ رکھتے ہیں۔ وہ ہماری صحت یابی کے لیے مسلسل دعا کر رہے ہیں۔ انہوں نے حرمین شریفین میں اپنے متعلقین کو بھی دعا کے لیے کہا ہے۔ 92 نیوز کے نیک دل اور نیک سیرت عاشق رسول میاں حنیف کو جب سے حادثے کا پتہ چلا انہوں نے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں دعاؤں کا کہہ دیا ہے۔ بریگیڈیئر ضیاء اللہ نے حادثے کے بعد سب

سے پہلے پھولوں کا گلدستہ بھجوایا۔ بعد میں بھی ان کے دعاؤں بھرے اور محبت کے پیغامات آ رہے ہیں KE کلاس 86 گروپ، سینئر ٹیکس آفیسرز گروپ، پاکستان کسٹم آفیسرز گروپ، 6th،107th NMC، SMC،20th CTP اور KE Alumni کے علاوہ کئی اور گروپس میں بھی دعائیہ پیغامات آتے جا رہے ہیں۔ دوست حضرات دعائیں مانگ رہے ہیں۔ پریشان ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے آصف محمود جاہ کے لیے مہلت مانگ رہے ہیں۔ یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور اور اسماء ہر پل اور ہر سانس میں دعا گو ہیں۔

سرگودھا سے سارے اہلِ خانہ لاہور شفٹ ہو گئے

سرگودھا سے بھائی منیر، نوید، مسعودالرسول، ناصر بھی دعا گو ہیں۔ ڈاکٹر نوید سرگودھا میں اپنا کلینک اور گھر بند کر کے اپنی فیملی کے ساتھ لاہور آ گئے ہیں۔ امی ابو کی دعائیں پہنچ رہی ہیں۔ اللہ انہیں سلامت رکھے اور بڑھاپے میں کوئی غم نہ دکھائے۔ امی کا پہاڑ جیسا حوصلہ ہے۔ گو اللہ تعالیٰ سے انہیں پوری امید ہے کہ ان کا بیٹا صحت یاب ہو جائے گا۔ اس لیے وہ زیادہ پریشان نہیں۔ ابا جی ہر دوسرے دن پریشان ہو جاتے ہیں۔ پہلی دفعہ حادثے کے بعد ان سے بات تو وہ پہلے تو فرطِ جذبات سے زور زور سے رونے لگے لیکن جب میں نے بتایا میں ٹھیک ہوں تو ان کی تسلی ہوگئی۔ کہنے لگے میں نے تو اللہ سے ایک ہی بات کی ہے کہ یااللہ! جیسے تو نے بنی اسرائیل کے لوگوں کی غار سے نکلنے میں ان کی نیکیوں کے صدقے مدد کی تھی۔ یااللہ! میرے بیٹے کی نیکیوں کا واسطہ، اس کے تھر، آواران اور آفت زدہ علاقوں میں اسفار کا واسطہ۔ اس کی زندگی بخش دے۔ اس کو شفا دے دے۔ میرے آصف کو مزید مہلت دے دے۔ اللہ نے لگتا ہے میرے ابو کی التجائیں اور دعائیں سن لی ہیں۔ اسماء نے بتایا کہ اس نے بھی اللہ کے سامنے یہی دعا کی تھی کہ یااللہ! جس طرح تو نے بنی اسرائیل کے لوگوں کو ان کی نیکیوں کے بدلے غار سے نکالا تھا تو اسی طرح میرے سرتاج کو اس کی نیکیوں کے بدلے، تھر کے صحراؤں اور ملک کے دور دراز علاقوں میں دکھی انسانیت کے لیے ان کے ہزاروں کلومیٹر کے سفروں کے صدقے ان کی زندگی بخش دے۔ نئی زندگی دے دے۔

پروفیسر ڈاکٹر یار محمد کی والہانہ محبت

پروفیسر ڈاکٹر یار محمد (ایمرجنسی میڈیسن کے پروفیسر) حادثے کے پہلے دن سے لے کر وارڈ تک روزانہ تشریف لاتے رہے۔ بلکہ بعض اوقات تو وہ دن میں تین تین بار وارڈ کا چکر لگاتے۔ وارڈ سے چھٹی ہوئی تو ان کا معمول رہا کہ وہ روزانہ گھر تشریف لاتے۔ ڈریسنگ کر کے جاتے۔ پیٹ پہ لگے ہوئے

Stitches تنگ کرنے لگے تو انہوں نے گوندل صاحب اور ڈاکٹر اصغرنقی کے مشورہ سے Remove کیے۔ گوندل صاحب اور ڈاکٹر اصغرنقی کی وجہ سے وارڈ کے سارے ڈاکٹرز بڑی توجہ اور انہماک سے علاج کرتے رہے۔ ان میں ڈاکٹر شیری، عمران خان کا دیوانہ عقیل اشرف، دوسرے سینئر رجسٹراز، ڈاکٹر عبدالحفیظ وغیرہ شامل ہیں۔ اگرچہ سرجیکل ٹاور کے وارڈ میں تھے جہاں دوسرے مریض بھی تھے مگر اپنا بیڈ ایک خاص کونے میں تھا جہاں دوسرے کونے میں صرف ایک مریض تھا۔ اشفاق اور انوار نے سکرینیں لگا کر تقریباً علیحدہ پورشن بنایا ہوا تھا۔ حادثے کے شروع میں اور دورانِ علاج یار دوستوں میں اور بہی خواہوں میں یہ بات بھی چلی کہ میو ہسپتال سے شفٹ کر لیا جائے۔ سرکاری ہسپتالوں میں مناسب علاج نہیں ہوتا۔ یمنیٰ سے رابطہ کر کے کسٹمز کے سینئر آفیسران نے بھی کہا کہ بیٹا ہم آپ کے بابا کو کسی بھی اچھے پرائیویٹ ہسپتال میں شفٹ کر لیتے ہیں۔ یہاں اتنی اچھی سہولتیں بھی نہیں ہیں۔ کورونا کا بھی خطرہ ہے۔ مگر بابا کی بہادر بیٹی نے خود سے ہی اعتماد کے ساتھ فیصلہ کرتے ہوئے کہا کہ انکل میو ہسپتال میرے بابا کا ہسپتال ہے۔ میرا ہسپتال ہے۔ میں اور سب لوگ ادھر مطمئن ہیں۔ الحمدللہ! ٹھیک علاج ہو رہا ہے۔ رہا کورونا کا خوف تو بابا نے ہمیں ایک بات ہمیشہ سمجھائی کہ اللہ پہ تکیہ کرو۔ اللہ خیر کرے گا ان شاء اللہ۔ اللہ نے جس طریقے سے میرے بابا کی جان بچائی ہے۔ وہ بابا کو اور ہمیں کورونا سے بھی ان شاء اللہ محفوظ رکھے گا۔ بیٹی کی بات الحمدللہ! سچ ثابت ہوئی۔ گوندل صاحب نے وارڈ آنے کے تیسرے چوتھے دن کورونا ٹیسٹ بھی کروا لیا جب سیمپل لیا گیا تو تھوڑی پریشانی ہوئی کہ کہیں ٹیسٹ ve+ نہ آجائے مگر الحمدللہ! چار دن بعد رپورٹ آ گئی۔ رپورٹ گروپ میں لگی تو جنید اصغر نے خصوصی طور پر مبارکباد دی کہ الحمدللہ! کورونا کا ٹیسٹ ve- آ گیا ہے۔

ڈاکٹر جنید اصغر اور ڈاکٹر طاہر اقبال

حادثہ کی ابتدا سے لے کر وارڈ میں رہنے تک اور بعد میں گھر میں جو علاج ہوا اور جو ابھی تک جاری ہے۔ جن بندوں نے نہ صرف پل پل خبر لی۔ بیٹی یمنیٰ کو حوصلہ دیے رکھا۔ ہر طرح سے تیمارداری اور اور خبر گیری کی۔ ان میں ڈاکٹر طاہر اور ڈاکٹر جنید اصغر شامل ہیں۔ ڈاکٹر طاہر تو مشکل وقت میں ہر پل ہر آن گھڑی ساتھ رہے نہ صرف پوری فیملی کو حوصلہ دیتے بلکہ ڈاکٹروں کے ساتھ بھی تبادلہ خیالات کرتے تا کہ مناسب علاج ہو۔ جونہی کوئی بات محسوس کرتے جنید کو اطلاع کرتے۔ فوراً Consultant گروپ متحرک ہو جاتا اور علاج کے بارے میں تبادلہ خیالات شروع ہو جاتا اور اس کے مطابق علاج میں ترمیم یا ردو بدل ہوتا۔ ڈاکٹر جنید اصغر نے جونہی حادثہ کا سنا۔ فوراً رابطے شروع کر دیے۔ ڈاکٹر سامعہ ڈار کو اسماء کو تسلی دلانے کے

لیے گھر بھجوایا اور ساتھ ہی رقم بھی بھجوائی تا کہ بوقت ضرورت کام آئے۔ اسماء بھی اللہ والی ہے اس نے کہا آپ کا شکریہ بس آپ دعا کریں کہ بچوں کے بابا ٹھیک ہو جائیں۔ ڈاکٹر جنید اصغر نے کلاس 86 کے گروپ کو اور Consultant گروپ کو پل پل کی خبریں پہنچائیں۔ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے کلاس فیلوز اور مایہ ناز ڈاکٹرز اپنا اپنا مشورہ دیتے رہے۔ جس کے مطابق علاج ہوا۔ اس کے علاوہ تمام کلاس فیلوز کی دعائیں اور نیک تمنائیں بھی ملتی رہیں۔ سب سے بڑھ کر جنید نے یمنیٰ سے رابطہ رکھا۔ بیٹی ذرا بھی محسوس کرتی۔ جنید انکل کو میسج کرتی۔ انکل کا فوراً جواب آتا۔ فون کر کے بیٹی کو تسلی دیتے اور سمجھاتے بھی۔ یمنیٰ نے بتایا کہ جنید انکل مجھے گھنٹوں سمجھاتے، تسلی دیتے اور Technical باتیں بتاتے جس سے میں مطمئن ہو جاتی۔

حادثے کے بعد کے تین دنوں کی کہانی، حذیفہ کی زبانی

جمعرات کی رات بابا کو جناح ہسپتال سے لے کر میو ہسپتال پہنچے۔ رات گئے بابا کے ٹخنے کا آپریشن ہو گیا تو ہماری تسلی ہو گئی کہ کوئی زیادہ مسئلہ نہیں۔ رات آنکھوں میں کٹی تھی۔ مگر دل میں اطمینان تھا کہ اللہ نے کرم کر دیا ہے صرف ٹخنے کا مسئلہ تھا جس کا آپریشن ہو گیا ہے۔ جمعہ کی دوپہر بابا کی طبیعت پھر خراب ہونے لگی تو ڈاکٹر اصغر نقی نے کہا کہ جلدی Scanning کے لیے لے جائیں۔ Scan ہوا تو پتہ چلا کہ پیٹ میں خون ہے۔ فوری طور پر کہا گیا کہ خون کا انتظام کریں۔ رات خون کا انتظام ہو گیا تھا۔ کئی ڈونرز واپس چلے گئے تھے۔ Scan کے بعد ICU بھیجا تو حالت خراب ہونے لگی۔ فوراً آپریشن تھیٹر لے جایا گیا۔ سانس خراب ہو رہی تھی۔ ایک دَم پریشانی ہو گئی۔ تھرتھلی مچ گئی۔ اتنی جلد خون کہاں سے آئے گا۔ خون کی تلاش میں اِدھر اُدھر بھاگے۔ بلڈ بنک والوں سے التجا کی۔ سینکڑوں نمبر ڈائل کیے۔ کئی ساتھیوں کا بلڈ گروپ چیک اور میچ کروایا۔ ابوبکر کا بی ve- نکلا۔ منیر بھائی کا o-ve بھی نکلوا لیا۔ کوئی اللہ کا بندہ بھی بلڈ دے گیا۔ یوں دو چار بوتلیں اکٹھی ہو گئیں۔ بابا کے آپریشن تھیٹر میں لے جانے کا منظر میں کبھی نہیں بھول سکتا۔ بابا کو لے جا رہے تھے کہ اک دَم دروازے بند ہو گئے۔ باہر دَم بخود کھڑے تھے۔ شیری بھائی ڈاکٹرز روم میں تھا۔ باہر آیا تو رو رہا تھا۔ میں نے کہا کیا ہوا۔ اس نے کچھ جواب نہ دیا۔ چاچو کی حالت ٹھیک نہیں ہے۔ یا اللہ بابا کو بچا لینا۔ ایک بلڈ کا اور انتظام ہو گیا۔ بلڈ بنک سے سرجیکل ٹاور پہنچنا محال ہو گیا۔ بلڈ بنک والے کو کہا کہ بغیر ٹیسٹ کے بلڈ دے دو۔ بابا کی حالت نازک ہے۔ بلڈ بنک سے سرجیکل ٹاور کا راستہ 2 منٹ کا ہے مگر یہ راستہ طے کرنا گھنٹوں پہ محیط ہو گیا۔ سرجیکل ٹاور آ کر آپریشن تھیٹر آتے آتے پاؤں سو سو من کے ہو گئے۔ قدم نہ اٹھ رہے تھے۔ آپریشن تھیٹر کے سامنے شیری، اویس، شانی، تایا ابو منیر سب رو رہے تھے۔

میری بھی چیخیں نکلتے نکلتے رہ گئیں۔ یااللہ! میرے بابا کو ایک چانس دے دے۔ اسی اثناء میں ڈاکٹر نے اندر سے آ کر کہا کہ مریض کا پیٹ کھلا ہے۔ Sutures لائیں۔ sutures لانے کے لیے باہر نکلے۔ ساری Pharmacies چھان ماریں۔ لوہاری تک جا کر یمنیٰ کی دوست ماری ماری پھرتی رہی۔ دیر ہوتی جا رہی تھی۔ آخر کار سرجنز نے دوسرے sutures لگا کر پیٹ بند کیا۔ آپریشن سے لے کر ICU آنے تک کے تین گھنٹے قیامت کے تھے۔ سب سے پہلے آپریشن تھیٹر سے پروفیسر مسعود گوندل باہر نکلے ان کو دیکھ کر ذرا تسلی ہوئی۔ شیری نے بھاگ کر سلام کیا تو انہوں نے کہا کہ الحمدللہ! آپریشن خیریت سے ہو گیا ہے۔ مزید دعاؤں کی ضرورت ہے۔ شیری نے آ کر بتایا تو ہم سب کی جان میں جان آئی۔ قیامت کے وہ گھنٹے ہمیشہ یاد رہیں گے۔ اس دوران اللہ سے دعائیں، التجائیں اور مزید التجائیں کر کے بابا کو اللہ سے واپس مانگ لیا۔ ICU میں بابا آ گئے۔ وینٹی لیٹر پہ تھے۔ ابھی خطرے سے باہر نہیں تھے۔ کسی کو ان سے ملنے کی اجازت نہ تھی۔ میں اور یمنیٰ اندر جا کر بابا کے پاس بیٹھ گئے۔ ہر وقت بولنے اور باتیں کرنے والے بابا بہت سی نالیوں، ٹیوبوں اور آلات میں مقید تھے۔ آنکھیں بھی حرکت نہ کر رہی تھیں۔ ابھی بے ہوشی کے اثر میں تھے۔ ایک ایک لمحہ ہمارے لیے قیامت کا تھا۔ مما آئی بابا کو دیکھ کر ایک دَم چیخ ماری۔ وینٹی لیٹر پہ آ گئے۔ مما کو دیکھ کر بابا نے آنکھیں کھولیں تو ہم سب کی جان میں جان آئی۔ بابا بول نہ سکتے تھے۔ کاغذ دیا تو اس پہ ''نماز'' لکھا۔ اس کے بعد اسماء لکھا۔ بابا حالتِ موت میں بھی نماز کو نہ بھولے تھے۔ ڈاکٹر طاہر یمنیٰ، اویس اور میں بیٹھے تھے۔ ابھی ایک اور قیامت کا سامنا تھا۔ ڈاکٹر طاہر نے کہا کہ مجھے کسی چیز کے جلنے کی بو آ رہی ہے۔ مجھے اور کسی اور کو پتہ نہ چلا۔ چند منٹ ہی گزرے تھے کہ وینٹی لیٹر بھک سے اڑ گیا۔ فوراً ڈاکٹر طاہر نے نرس کو بلایا اس نے دوسرا لگانے کی کوشش کی۔ وینٹی لیٹر کے بغیر بابا کی سانسیں اکھڑ رہی تھیں۔ بڑی مشکل سے سانس لے رہے تھے۔ ہم پریشانی کے عالم میں اِدھر اُدھر ٹامک ٹوئیاں مار رہے تھے۔ ڈاکٹر طاہر ڈاکٹروں کی تلاش میں تھے۔ زندگی اور موت میں چند منٹ کا فاصلہ تھا۔ نرس نے ڈاکٹر کا انتظار کیے بغیر زندگی بچانے کا فیصلہ کیا۔ تیسرے بیڈ پہ ایک مریض تھا۔ اسے وینٹی لیٹر لگا ہوا تھا۔ مگر اس کی حالت بہتر تھی۔ اس نرس نے ہمارے اوپر احسان عظیم کیا۔ اس مریض کا وینٹی لیٹر بابا کو لگایا تو بابا کی سانسیں بحال ہوئیں اور بابا کو تھوڑا بہت ہوش آنے لگا۔ بابا نے آنکھیں کھولیں تو سب سے پہلے اشاروں سے کہا کہ مجھے وضو کرائیں۔ اویس بھائی نے تیمم کروایا۔ بابا نے اشاروں سے نماز ادا کی۔ جونہی نماز ختم کی۔ بابا کی طبیعت بہتر ہونے لگی۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ حالات بہتر ہونے لگے تو چار دنوں بعد ہم سب نے بھی سکھ کا سانس لیا۔ وہ چار دن میں نے یمنیٰ، ماہ نور، مما، نوید بھائی، اویس، شیری، تایا ابومنیر، بابا کے دوستوں،

اشفاق، خواجہ فاروق، اسلم مروت نے ایک لمحے کے لیے بھی نہ آرام کیا۔ نہ آنکھیں جھپکیں۔ حقیقتاً وہ دن آنکھوں میں گزرے۔ بابا نے آنکھیں کھولیں تو ہم بھی آنکھیں کھولنے کے قابل ہوئے۔ جب سے آنکھیں کھولیں۔ سب سے پہلے بابا کو ہی دیکھا۔ زندگی کے پچھلے 22 سالوں میں ہر جا بابا ہی بابا نظر آتے رہے۔ پچھلے چار دنوں میں لگتا تھا کہ بابا چلے جائیں گے۔ نظر نہ آئیں گے۔ یہ تصور روح فرسا تھا۔ جاں لیوا تھا، یمنٰی، ماہ نور اور مما ایک ہی دعا مانگ رہے تھے۔ یااللہ! بابا کو ان کی نیکیوں کے بدلے ہمارے لیے ایک چانس دے دے۔ ان کی زندگی بخش دے۔ چار دن بعد بابا کی حالت سنبھلی تو میں نے پہلی دفعہ تھوڑا سا ناشتہ کیا ورنہ چار دن سے نوالہ اندر ہی نہ جاتا تھا۔ نہ نیند آتی تھی نہ اونگھ۔ مما اور ماہ نور اگرچہ زیادہ وقت گھر میں گزارتیں مگر ان سے منٹ منٹ رابطہ تھا۔ اللہ بابا کو ہمارے سروں پہ سلامت رکھے اور ہم سب کو ان کے ساتھ مل کر دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق دے۔ بابا کی طبیعت سنبھلی تو ڈاکٹروں کے چہرے پہ بھی رونق آگئی۔ ڈاکٹر خالد مسعود گوندل پروفیسر اصغر نقی، پروفیسر یار محمد، پروفیسر نعمان نصیر، پروفیسر ڈاکٹر فرخ، پروفیسر ڈاکٹر زہرہ اکٹھے راؤنڈ کے لیے دن میں دو بار آتے۔ تسلی دیتے اور مزید ہدایات دے کر جاتے۔ ICU سے بابا وارڈ میں شفٹ ہوئے تو ہم سب نے سکھ کا سانس لیا اور اللہ کا کروڑ بار شکریہ ادا کیا۔

حصہ دوم

ہسپتال میں گزرے ایام کی ڈائری

خدمت خلق، دُعائیں اور معجزے

معجزے دُعاؤں کی وجہ سے وقوع پذیر ہوتے ہیں اور دُعائیں انسانوں کے ساتھ آپ کے حسن اخلاق اور خدمت خلق سے میسر آتی ہیں۔ یہ ہے وہ ترتیب جو دُنیا کے ہر معاشرے میں بکھری پڑی ہے۔ اسی ترتیب کا مظہر ڈاکٹر آصف محمود جاہ کی ذات ہے جو کتنے سالوں سے پاکستان کے طول وعرض سے

دُعاؤں کے خزانے سمیٹ رہی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ سیدالانبیاء کے اس فرمان کے مصداق کہ تقدیر کو دُعا کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بدلتی اور عمر کو نیکی کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں بڑھاتی (ترمذی، مشکوٰۃ) ڈاکٹر آصف محمود جاہ کا جان لیوا حادثہ سے بچنا کسی معجزے سے کم نہیں ہے۔ ایسا ہونا ہی تھا کیونکہ بے شمار ایسے ہاتھ ہیں جو ڈاکٹر کے لیے روز بصورت دُعا بلند ہوتے ہیں اور میرے جیسے لاتعداد گناہ گار ایسے ہیں جو ان کی نیک اور پاکیزہ زندگی پر رشک کرتے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے اپنے ساتھ موٹروے پر پیش آنے والے حادثے، اس میں معجزانہ طور پر بچنے اور پھر علاج اور مکمل صحت یابی تک جو تحریر پڑھنے والوں کے ذوق کی تسکین کے لیے لکھی ہے اس کا خاصہ یہ ہے کہ پوری کتاب میں ذات خداوندی پر یقین، دُعا کی برکات، احباب کا حسن سلوک اور علاج کی اذیتوں کا ذکر اس خوبصورتی سے کیا ہے کہ داستان کا گمان ہوتا ہے۔ یہ سب اس لیے ممکن ہوتا ہے کہ انسان خارجی زندگی کے واقعات کے داخلی زندگی پر اثرات کو تخلیقی سطح پر محسوس کرتا ہو۔ بڑے بڑے ادیبوں، شاعروں اور نثر نگاروں نے بہت کچھ تحریر کیا ہے اور یہ ہوتا بھی بہت انوکھا تجربہ ہے جو ہر کسی کو میسر نہیں آتا، لیکن جسے میسر آئے اس پر یہ قرض ہوتا ہے کہ وہ اسے باقی لوگوں تک منتقل کرے۔ ڈاکٹر آصف محمود جاہ صاحب نے جہاں اس قرض کی ادائیگی کی ہے وہیں لوگوں کے سامنے موت سے واپسی کے معجزے کی اس ترتیب کی حقانیت پر بھی مہر تصدیق ثبت کر دی ہے کہ معجزے دُعاؤں سے اور دُعائیں حسن اخلاق اور خدمت خلق سے جنم لیتی ہیں۔

اوریا مقبول جان

ہسپتال میں گزارے ایام کی ڈائری

پچھلے صفحات میں جو کچھ لکھا گیا وہ ہسپتال سے گھر آنے اور صحت یاب ہونے کے بعد لکھا گیا۔ اسماء، یمنیٰ، حذیفہ، ڈاکٹر یار محمد، ڈاکٹر طاہر اور ڈاکٹر جنید اصغر نے بھی اپنے اپنے انداز میں حادثے کے بعد کے دنوں کی داستان سنائی۔ ان کی بتائی ہوئی داستان کو اپنے لفظوں میں بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ حادثے

کے فوراً بعد تو ہوش تھی مگر مجھے کچھ یاد نہیں کہ جمعرات کی رات کو Ankle کے آپریشن سے پہلے کیا ہوا تھا۔ کیسے زندگی کی ڈوریں کٹتی کٹتی جڑیں۔ کیسے یار محمد نے دوسرے ڈاکٹروں کے ساتھ مل کر CPR کر کے دل کو چلایا۔ کیسے اس دوران پسلیاں ٹوٹیں؟ پیٹ کا آپریشن ہوا۔ وینٹی لیٹر پہ کتنے دن گزارے۔ ان سب باتوں کا مجھے بچوں اور ڈاکٹروں نے بتایا۔ پچھلے صفحات میں بیان کی گئی داستان بچوں اور دوستوں کی بتائی ہوئی داستان ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہسپتال میں جب طبیعت بحال ہوئی تو ہسپتال میں گذرے ایام کی ڈائری لکھنی شروع کر دی تھی۔ گھر آ کر بھی اپنے احساسات اور واقعات لکھنے کی بجائے ریکارڈ کروائے۔ گھر میں بچوں کے ساتھ خصوصاً رات کو لمبی نشستیں ہوتیں۔ ماہ نور ان کو ریکارڈ کرتی اور پھر مبشر شاہ ریکارڈنگ سن کر ٹائپ کرتا۔ اگلے صفحات میں ہسپتال اور اس کے بعد گھر میں گزرے ایام کی داستان ہے۔

ICU میں طبیعت بگڑ گئی

ICU میں اشفاق اور حذیفہ نے لوگوں کے آنے پر پابندی لگائی ہوئی تھی۔ دو دن طبیعت بہتر رہی لیکن ایک دن اچانک الٹیاں شروع ہو گئیں۔ نیلا پیلا مواد نکلنے لگا۔ الٹیاں کر کر کے طبیعت بے حال ہو گئی۔ الٹیاں دن بھر جاری رہیں۔ ڈاکٹر اصغر نقی اپنی ٹیم کے ساتھ آئے۔ انہوں نے حال چال پوچھا۔ الٹیوں کا بتایا تو فوراً معدے میں ٹیوب NG ڈالنے کا آرڈر کیا۔ سینئر رجسٹرار نے ان کی موجودگی میں NG ڈال دی۔ جونہی NG ٹیوب معدے میں گئی ایک دَم اندر سے بہت سارا مواد اور ہوا نکلی۔ NG بیگ ہوا اور الٹی کے مواد سے بھر گیا۔ طبیعت بہتر ہو گئی۔ ایسے لگا جیسے جسم سے بہت بڑا بوجھ اتر گیا ہے۔ پیٹ بالکل ہلکا ہو گیا۔ الٹیوں کی وجہ سے جو حالت غیر ہوئی تھی۔ وہ ایک دَم بہتری کی طرف گامزن ہو گئی۔ اگرچہ NG ٹیوب کی ایک اپنی ٹینشن ہوتی ہے۔

گوجرانوالہ وارڈ میں

طبیعت بہتر ہوئی تو اصغر نقی صاحب نے آرڈر کیا کہ اب ہم آپ کو وارڈ میں شفٹ کر لیتے ہیں۔ اگلے دن وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا۔ جونہی گوجرانوالہ وارڈ ایسٹ سرجیکل میں شفٹ ہوئے۔ وائس چانسلر خالد مسعود گوندل اپنی ٹیم کے ساتھ آئے تو وارڈ کے سینئر رجسٹرارز اور دوسرے ڈاکٹروں نے بھر پور توجہ دینا شروع کر دی۔ ہر پل، ہر لمحے کوئی نہ کوئی ڈاکٹر پوچھنے کے لیے آ رہا ہے۔ وارڈ کے ایک کونے میں بیڈ نمبر 1

پہ جگہ ملی۔ وارڈ میں دو چار اور مریض تھے۔ مگر اپنا سیکشن بالکل علیٰحدہ تھا۔ جون کے تیسرے اور آخری ہفتے میں ملک بھر میں کورونا کا زور تھا۔ ہسپتال مریضوں سے بھرے ہوئے تھے۔ لوگ ہسپتال آنے سے ڈرتے تھے۔ سرگودھا، اسلام آباد، فیصل آباد سے پوری فیملی آئی ہوئی تھی۔ سب ہسپتال کا چکر لگا رہے تھے۔ ڈر تھا کہ کہیں کسی کو کورونا نہ پکڑ لے۔ اس وجہ سے کئی قریبی دوست اور جاننے والے ہسپتال آنے کی ہمت نہ کر سکے۔ وہ گھر بیٹھے دعائیں کر رہے تھے۔

کورونا SOPs پر عمل درآمد

اللہ نے اپنا کرم کیا کہ تمام اہلِ خانہ، دوست، احباب اور خدمت علاج کے ساتھی 24 گھنٹے ہسپتال میں موجود تھے وہ سب کورونا سے محفوظ رہے۔ مگر اس کا کریڈٹ پوری ٹیم، حذیفہ، یمنیٰ، اشفاق اور انور کو جاتا ہے کہ انہوں نے کورونا وائرس سے بچاؤ کی تمام SOPs پر بدرجہ اتم عمل کروایا۔ اول تو کسی کو ملنے کی اجازت ہی نہ تھی لیکن اگر کسی کو ملنا ہوتا تو وہ دور سے Social Distancing سماجی فاصلوں کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آ کر سلام کرتا، ماسک پہنے ہوتا۔ انور کمانڈو کی وردی پہنے لوگوں پہ کنٹرول رکھتا۔ باہر اس نے رجسٹر رکھا ہوا تھا۔ جس پر ملنے والے حاضری لگواتے اور اپنے تاثرات درج کرتے۔ کسی کو بھی بغیر ماسک کے ملنے کی اجازت نہ تھی۔

پروفیسرز اور Consultants کا میگا وارڈ راؤنڈ اور ڈاکٹر یُمنیٰ

ہر صبح پروفیسر اصغر نقی ٹھیک آٹھ بجے راؤنڈ کرتے۔ آتے ہی سلام دعا کے بعد یمنیٰ سے رپورٹ لیتے۔ یمنیٰ نے علیٰحدہ سے میرا وارڈ کارڈ بنایا ہوا تھا۔ وہ ہر گھنٹے میرے Vital Signs ریکارڈ کرتی اور صبح راؤنڈ کے دوران تفصیل سے بتاتی۔ لیبارٹری ٹیسٹ اور ادویات کے متعلق آگاہ کرتی۔ دس بجے کے قریب روزانہ وائس چانسلر خالد مسعود گوندل، پروفیسر یار محمد، پروفیسر نعمان نصیر، ڈاکٹر سلمان پلمونولوجسٹ، Anaesthesia کی پروفیسرز فرخ اور زہرہ کے علاوہ ایسٹ سرجیکل کی پوری ٹیم راؤنڈ کے لیے آتی۔ ڈاکٹر اصغر نقی بریف کرتے۔ گوندل صاحب یمنیٰ سے بھی پوچھتے۔ پرانی Lab Reports بھی ملاحظہ کرتے۔ روزانہ نت نئی رپورٹس کروائی جاتیں۔ حادثے نے جسم کے تمام اندرونی اعضاء متاثر کیے تھے۔ CPR کے دوران پسلیاں بھی ٹوٹی ہوئی تھیں۔ لبلبہ بھی متاثر تھا۔ ریڑھ کی ہڈی میں بھی مسئلہ تھا۔ بعد میں سکین پہ پتہ چلا کہ مہروں میں بھی ہلکا سا فریکچر ہے۔ سانس لینے میں دشواری ہوتی تھی۔ پروفیسر نعمان نصیر

بلڈ پریشر بڑھنے پہ فکر مند تھے۔ اسکے لیے انہوں نے ادویات علیٰحدہ سے تجویز کی ہوئی تھیں۔ گوندل صاحب روزانہ کہتے کہ ڈاکٹر آصف آپ کو آپ کے نیک دل، نیک سیرت، اور بزرگ والد اور تھر کے پیاسے لوگوں کی دعاؤں نے بچایا ہے۔ ڈاکٹر فرخ اور ڈاکٹر زہرہ بھی یہی کہتیں کہ آپ کو اللہ نے ایک ہفتہ میں تین زندگیاں دی ہیں۔ گوندل صاحب بتاتے کہ ہم نے آپ کے علاج کا پروٹوکول بنایا ہے کہ راؤنڈ کے بعد میٹنگ کرتے ہیں۔ موجودہ صورتِ حال اور Lab Reports کی روشنی میں علاج میں تبدیلی کے بارے میں مشورہ ہوتا ہے۔ تمام رپورٹس اور فائنڈنگ Asif Jah Consultants Whats app گروپ پہ شیئر کی جاتی ہیں اور باہمی تبادلہ خیال کر کے علاج کے بارے میں نئی حکمتِ عملی طے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر جنید اصغر کو خوش رکھے کہ وہ صبح اور شام رابطے میں رہے۔ بیٹی یمنیٰ سے منٹ منٹ کی خبریں لیتے ہیں۔ ڈاکٹر طاہر انہیں علیٰحدہ سے بریف کرتا ہے۔ ڈاکٹر جنید یمنیٰ کو حوصلہ دینے کے ساتھ ساتھ گائیڈ بھی کرتے رہے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر جنید اصغر اور میرے تمام دوستوں کو جزائے خیر دے جنہوں نے پل پل خیال رکھا۔ وارڈ میں رہتے ہوئے روزانہ لیب ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ 30 فیصد ٹیسٹ ہسپتال کی لیبارٹری میں ہو جاتے ہیں۔ باقی کے لیے علی حیدر کبھی چغتائی لیب جا رہا ہے کبھی شوکت خانم لیب۔

ماہ نور کا میجک پتھر

دونوں ہاتھوں اور بازوؤں میں سینکڑوں دفعہ سوئیاں لگ چکی ہیں۔ ہاتھ اور بازو چھلنی ہیں۔ ڈرپس بھی لگی ہوئی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ جب سے ICU میں شفٹ ہوئے ہیں نمازوں میں پابندی آ گئی ہے۔ ماہ نور نے ایک پتھر لا کر دیا ہے۔اسے ماہ نور نے میجک Magic پتھر کا نام دیا ہے۔ اس پہ ہاتھ مار کر تیمم کرتا ہوں اور پھر کعبہ کے رخ کا تعین کر کے اشاروں سے نماز ادا کرتا ہوں۔ اشاروں سے نماز پڑھنا بھی عجیب تجربہ ہے۔ ایک ایسے بندے کے لیے جس نے جب سے ہوش سنبھالا ہمیشہ مسجد میں جا کر باجماعت نماز پڑھی ہو اور کورونا کے دنوں میں بھی مسجد جانا نہ چھوڑا ہو اس کے لیے ایک دَم سب کچھ موقوف کر کے بستر پہ لیٹ جانا اور تیمم کر کے اشاروں سے نماز پڑھنا نہائت تکلیف دہ ہے۔ کتنے ہی دن بیت گئے۔ مسجد سے اذان کی آواز نہیں سنائی دی۔ اللہ تعالیٰ جلد دوبارہ سے مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کی توفیق دے۔

وارڈ کے شب و روز

وارڈ کی دنیا بھی عجیب ہے اور یہاں کے شب و روز ایک جیسے ہیں۔ وارڈ میں پتہ نہیں چلتا کہ صبح ہے یا شام ہے۔ باہر کی دنیا سے بالکل رابطہ نہیں ہوتا۔ ICU سے آنے والا مریض ایک طرح سے قیدی ہوتا ہے۔ دونوں ہاتھوں پہ ڈرپس لگی ہوئی ہیں۔ ایک طرف مانیٹر لگا ہوا ہے۔ پیشاب کی نالی لگی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ Pamper بھی لگا ہوا ہے۔ ان سب کے اوپر NG ٹیوب بھی ہے۔ ان حالات میں مریض ڈیپریشن کا شکار ہو جاتا ہے مگر ڈاکٹروں کی توجہ اور بھرپور علاج اور Attendants کے ہمدردانہ اور مشفقانہ رویے سے مریض کی حالت بہتر ہوتی جاتی ہے۔ وارڈ میں روزانہ صبح و شام ڈرپس لگتی ہیں۔ رات کی ڈیوٹی والے ڈاکٹرز اور نرسیں صبح وارڈ راؤنڈ کے بعد چھٹی کر لیتے ہیں۔ آٹھ بجے نئی نرسیں اور ڈاکٹرز آتے ہیں۔ ایسٹ سرجیکل وارڈ میں ڈرپس اور دوسری نالیوں میں مقید دن گزر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ مسئلہ صفائی کا ہوتا ہے۔ وارڈ کے Workers غریب لوگ ہوتے ہیں۔ جب تک ان کی خدمت نہ کی جائے۔ پاس نہیں پھٹکتے اگرچہ Protocol مریض کی سن لیتے ہیں۔ اشفاق اور حذیفہ ان کی خدمت کرتے ہیں۔ ایسٹ سرجیکل کا منگا اور آپا اپنے کام کی ماہر ہیں۔ صبح سویرے آپا Urine bag خالی کرتی ہے اور سٹاف نرس کو بتاتی ہے کہ Bag میں Urine 500ml تھا یا 1000 ml ۔ Pamper بدلنا خاصا جاں جوکھوں کا کام ہے۔ کم از کم دو بندے چاہیے۔ ICU میں اشفاق نے بندے پکے کر لیے تھے۔ کبھی کبھار وہ اِدھر بھی آجاتے ہیں۔ حذیفہ اور نعمان ساتھ مدد کرتے ہیں۔ منگا اور ساتھی بڑے اچھے طریقے سے صفائی کرتے ہیں۔ حذیفہ اور نعمان جسم کے تمام حصوں کو اچھی طرح سے سینیٹائز کرتے ہیں تا کہ کہیں گندگی لگی نہ رہ جائے۔ آپریشن کے بعد مریض کی صفائی ستھرائی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ زیادہ تر بیڈ پہ رہنا پڑ جائے تو پھر کمر کی صفائی اور حفاظت بہت ضروری ہو ورنہ جاں لیوا Bed Sores بن کر زندگی اجیرن کر دیتے ہیں۔ سرجیکل ٹاور کے ایسٹ سرجیکل وارڈ میں شب و روز اچھے گزر رہے ہیں۔ سب سے زیادہ ارمان یہ ہے کہ جلد سے جلد صحت یاب ہو کر مسجد میں جانے اور باجماعت نماز پڑھنے کے قابل ہو سکوں لیکن فی الحال ایسا ممکن نہیں۔ پاؤں سے لے کر گردن تک مختلف نالیاں اور ڈرپس لگی ہوئی ہیں۔ پتہ نہیں کب جان کی خلاصی ہوگی۔ یہ سب سوچ کر کبھی کبھی ڈیپریشن بھی ہو جاتی ہے۔ رات آنکھوں میں کٹتی ہے اور صبح دیکھتے ہی ڈاکٹر خالد مسعود گوندل اور ڈاکٹر اصغر نقی کہتے ہیں کہ رات آپ نے نیند پوری نہیں کی۔ نیند پوری کرنا اور 5 سے 6 گھنٹے گہری نیند سونا مریض کی صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔

دُعاؤں کا اثر اور ڈاکٹروں کی بھرپور توجہ

جوں جوں دن گزر رہے ہیں۔ طبیعت میں بہتری ہوتی جا رہی ہے۔ بدستور دوائیں اور ڈرپس بھی کم ہو رہی ہیں۔ لگتا ہے ملک بھر اور حرمین شریفین میں ہونے والی دعائیں اور میرے بچوں کی آہ و بکا اور اہلِ خانہ کی التجائیں اور دعائیں اپنا اثر دکھا رہی ہیں۔ پروفیسر فرخ اور پروفیسر زہرہ تو ہر راؤنڈ میں کہتی ہیں کہ ڈاکٹر آصف آپ کو دعاؤں کے طفیل نئی زندگی ملی ہے۔ ڈاکٹر نعمان نصیر بھی راؤنڈ میں ساتھ ہوتے ہیں۔ ان سے پہلے رابطہ نہیں تھا۔ جب بھی آتے ہیں محبت اور عقیدت سے ملتے ہیں۔ ایک دن آئے کہنے لگے آپ کی ایکوکارڈیوگرافی کرنی ہے۔ میں نے سمجھا کسی اور وارڈ میں جانا پڑے گا۔ انہوں نے جیب سے موبائل فون جتنی ایکو کی مشین نکالی اور جھٹ سے ایکو کر لی۔ فائنڈنگ دیکھ کر ان کی تسلی ہو گئی کہنے لگے کہ ECHO بالکل نارمل ہے۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ ڈاکٹر نعمان کہنے لگے کہ ڈاکٹر آصف ماشاءاللہ آپ کا بڑا نام سنا ہے۔ آپ جو نیک کام کرتے ہیں۔ ان کی بدولت اللہ نے آپ کو نئی زندگی دی ہے۔ Anaesthesia ڈیپارٹمنٹ کی پروفیسرز فرخ اور زہرہ اپنے شعبے میں ماہر ہیں۔ کسی بھی ہسپتال میں بے ہوشی Anaesthesia ڈیپارٹمنٹ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر زہرہ اور ڈاکٹر فرخ روزانہ وارڈ آ کر خیریت پوچھتی ہیں۔ یمنیٰ سے ان کا مسلسل رابطہ ہے۔ ایک دن رات تین بجے طبیعت خراب ہوئی۔ یمنیٰ نے گروپ میں لکھا۔ سب سے پہلے ڈاکٹر فرخ نے دیکھا۔ ECG رپورٹ بھیجی تو ان کی تسلی ہوئی۔ دیکھ کر یمنیٰ کو بتایا کہ خیریت ہے۔ بابا کو تسلی دو۔ بے ہوشی والوں کا کام بے ہوشی دینے یا مریض کو آپریشن تھیٹر سے باہر لانے تک ہوتا ہے مگر ڈاکٹر فرخ اور ڈاکٹر زہرہ جو اپنے یونٹ کی انچارج ہیں روزانہ باقاعدگی سے ICU کے دنوں سے لے کر جب تک وارڈ میں رہے آتی رہیں۔ خیریت دریافت کر کے دعائیں دے کر جاتیں۔ ڈاکٹر زہرہ نے ایک اور تعلق بتایا کہ آپ کے دو بچوں یمنیٰ اور حذیفہ کی پیدائش کے وقت میں نے ہی اسماء کو Anaesthesia دیا تھا۔

تائی اماں! مجھے بچا لو

وارڈ کی دنیا عجیب ہوتی ہے۔ وارڈ میں مختلف بولیاں بولنے والے لوگ ہوتے ہیں۔ جن میں جوان بھی ہیں بوڑھے بھی ہیں۔ ایک نوجوان مریض وارڈ کے لیے دردِ سر بھی ہے اور رونق بھی ہے اسے فائر انجری ہوئی ہے۔ وہ ساری رات کراہتا ہے۔ تائی اماں میری جان بچا لو۔ مجھے پانی دے دو۔ کہتا ہے کہ میں نے

شادی اسی لڑکی سے کرنی ہے۔ ایسے مریض بھی ہیں جن کو این پی او رکھا ہے یعنی رات سے صبح تک کو کھانے کے لیے کچھ نہیں دینا۔ انہیں انجی ٹیوب (معدے میں ٹیوب) لگی ہوتی ہے۔ ان کی کوشش ہوتی ہے کہ ہاتھ سے اس ٹیوب کو نکال دیں۔ پانی پینے کی ان کی بڑی خواہش ہوتی ہے۔ ڈاکٹروں نے منع کیا ہوتا ہے۔ وہ گالی گلوچ کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم اس بیماری سے یہیں مر جائیں گے۔ مریضوں کی چیخ و پکار اور ان کے رشتہ داروں کی چلت پھرت سے وارڈ میں رونق رہتی ہے۔

کلاس 86 کے ساتھی ڈاکٹر طاہر اور ڈاکٹر جنید اصغر

کلاس 86 کے گروپ میں ڈاکٹر دوست اور کلاس فیلوز میری صحت یابی پر خوش ہو رہے ہیں۔ دعائیں کر رہے ہیں۔ جنید اصغر بھائیوں سے بڑھ کر ساتھی ہے۔ سب سے زیادہ متفکر اور پریشان ہے اس کا یمنیٰ اور ڈاکٹر طاہر سے پل پل رابطہ ہے۔ ڈاکٹر طاہر علاج سے زیادہ مطمئن نہیں ہیں۔ وہ لمبی لمبی بحثیں کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ارشد رانا اپنی ٹیم کے ساتھ آ گئے۔ انہوں نے پی او پی لگانا یعنی ٹخنے پر پلستر چڑھانا تھا۔ POP لگا کر انہوں نے ونڈو بنا دی تا کہ زخم کی پٹی ہو سکے اور بتایا کہ کیسے پٹی کرنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے چلنا بھی ہے۔ اس کے بعد ٹوٹل باڈی سکین ہوا اور اس کی رپورٹ کے لیے چلے گئے جب واپس آئے تو رانا صاحب کہہ گئے تھے کہ چلنا ہے تو کوشش کی اور 13 دن بعد زمین پر ایک قدم رکھا پھر اٹھایا اور پھر دوسرا قدم اٹھایا۔ جو پن لگی ہوئی تھی اس کا باہر والا حصہ کاٹ دیا گیا۔ میری تیمارداری میں ڈاکٹر عرفان بھی شامل ہیں۔ ماشاءاللہ وہ ایسے نسخے بتاتے ہیں کہ ان پر عمل کرنے کو دل کرتا ہے۔ وہ نیک دل اور انسان دوست ڈاکٹر ہیں۔ اللہ کی راہ میں صدقہ خیرات بھی دیتے رہتے ہیں۔ ہمارے کاموں میں بھی دلچسپی رکھتے ہیں۔ سرگودھا میں الحمدللہ! جو کارڈیالوجی سینٹر ہم نے بنایا اس میں کارڈیک سرجری بھی کرتے ہیں اور مریضوں کی خوب خدمت کرتے ہیں۔

مولانا اکرم طوفانی کی آمد اور دعائیں

رحمت للعالمین کارڈیک سنٹر کے بانی اور روح رواں اکرم طوفانی صاحب آئے اور انہوں نے دعائیں دیں۔ طوفانی صاحب بڑی مرنجاں مرنج شخصیت ہیں۔ 85 کے پیٹے میں ہیں مگر ماشاءاللہ ابھی بالکل ہوش و حواس میں ہیں۔ اچھی طرح چلتے پھرتے ہیں۔ تبلیغی سرگرمیاں ابھی تک جاری رکھے ہوئے

ہیں۔ ملک بھر میں طوفانی دورے کر کے ختم نبوت کا پرچم سر بلند رکھتے ہیں۔ ان کے دم سے قادیانیوں کے مقابلے میں سرگودھا میں کارڈیالوجی سینٹر قائم ہوا۔ شروع میں ایک دیوانے کا خواب لگتا تھا۔ اس بوڑھے شخص نے اپنی ہمت سے کروڑوں روپے اکٹھے کیے اور کامیاب سینٹر بنا دیا۔ اس سنٹر میں انجیو پلاسٹی، انجیو گرافی کے ساتھ ساتھ کارڈیک سرجری بھی شروع ہو گئی ہے۔ ڈاکٹر عرفان نے کامیاب بائی پاس آپریشن کیے ہیں۔ ابھی وہ ٹوٹل باڈی سکین کا سلسلہ شروع کرنے والے ہیں۔ سرگودھا، فیصل آباد اور دوسرے شہروں سے لوگ مزاج پرسی کے لیے آ رہے ہیں۔ فیصل آباد سے اعجاز فیملی کے ساتھ ملنے آئے۔ میانوالی سے نوجوان آرتھوپیڈک سرجن ڈاکٹر قدرت اللہ نیازی بھی اپنی اہلیہ کے ساتھ ملنے کے لیے آئے۔ قدرت اللہ نیازی سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ وہ کئی دفعہ ہمارے ساتھ خدمت اور علاج کے سفروں پہ گئے۔ رات گئے کلاس فیلو اور انسان دوست ڈاکٹر سامعہ ڈار نے چکر لگایا۔ اس کی یُمنیٰ اور اسماء کے ساتھ خوب باتیں ہوئیں۔ سامعہ ڈار نے کہا کہ ہماری 86 کلاس کے سارے ساتھی پریشان تھے۔ اب جب آپ کی صحت بہتر ہونے لگی ہے تو سب نے سکھ کا سانس لیا ہے اور اللہ کا شکر ادا کیا ہے۔ میں نے کہا کہ سب دوستوں اور ماں باپ کی دعائیں کے طفیل اللہ نے نئی زندگی اور صحت دی ہے۔ (بابا جی مولانا اکرم طوفانی رحمہ اللہ علیہ 26 دسمبر 2021ء بروز اتوار کو اس دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اہالیان سرگودھا نے اپنے بابا جی کو آہوں اور سسکیوں میں بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان کے جنازے میں لاکھوں لوگوں نے شرکت کی)

اندھیری قبر میں جانا

ریڈیالوجی میں ٹوٹل باڈی سکین ہوا۔ یہ بھی بڑی عجیب چیز ہے جب یہ سکین ہوتا ہے تو ایسے لگتا ہے کہ آدمی اندھیری گلی میں داخل ہو گیا ہے۔ اندھیری گلی میں جانا بڑے دل گردے کا کام ہے اگرچہ تھوڑے لمحے کے لیے جانا ہوتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ لاہور میں ہمارے ایک ڈائریکٹر ہمایوں خان سکندری صاحب ہوتے تھے۔ میں انہیں سکین کے لیے لے گیا۔ شوکت خانم ہسپتال میں ہم نے فیس بھی دی ہوئی تھی۔ جونہی سکندری صاحب اندھیری غار میں جاتے تو چیخنے لگتے کہ I am dying get me out یعنی میں مر رہا ہوں۔ مجھے باہر نکالو۔ ہم نے دو تین دفعہ کوشش کی کہ ان کا سکین ہو جائے مگر وہ نہ ہو سکا۔ اب طبیعت میں بہتری آ رہی ہے۔ جب بھی کوئی پوچھتا ہے تو الحمدللہ! اور ماشاء اللہ کہہ کر جواب دیتا ہوں۔ ڈاکٹرز بھی یہی

کہتے ہیں کہ اللہ نے آپ کو دعاؤں کی وجہ سے اتنے بڑے حادثے کے بعد شفاء دی ہے۔ اپنے پیرامیڈیکس کا اپنے ورکروں کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان سب کو سلام جنہوں نے میرا خیال رکھا۔ اللہ تعالیٰ ان کو خوش رکھے۔

دعاؤں سے اللہ سے دوبارہ مانگ لیا

رانا ارشد بہت اچھے سرجن ہیں۔ دیسی ٹوٹکے بھی بتاتے ہیں اور مریضوں کو کہتے ہیں کہ آپ نے خود ہی کھڑا ہونا ہے۔ ماشاء اللہ جب علاج کرتے ہیں تو پوری دلجمعی سے علاج کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ فزیوتھراپی جسم کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہ ہڈیوں اور جوڑوں کو تندرست و توانا رکھتی ہے۔ ان کے خیال میں کہ ہمارے گاؤں میں جو مٹھیاں بھرنے کا رواج ہے یہ بہترین فزیوتھراپی ہے۔ ڈاکٹر ارشد نے مجھے کہا کہ آپ کو اپنے ذہن میں یہ بٹھانا ہے کہ میں نے چلنا ہے۔ اپنے آپ کو پہلے کی طرح کا کرنا ہے۔ اس کے بعد جب آپ کا ڈر ختم ہوگا تو آپ چل سکیں گے۔ اسماء روزانہ شام کو آتی ہیں۔ ماہ نور بھی گھر میں دعائیں کر رہی ہے اور رات کو ہسپتال آ جاتی ہے۔ چپکے سے بیٹھی ہوتی ہے۔ اسماء روزانہ آ کر بتاتی ہے کہ ہم سب نے دُعائیں کر کے اللہ سے دوبارہ آپ کو مانگ لیا ہے۔ اعجاز سکا صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔ ان کے ساتھ برسوں سے تعلق ہے وہ آئے اور دعائیں دیں۔ اٹک سے ایک ڈونر نے بیماری سے شفاء کے لیے صدقہ دیا۔ وارڈ میں روزانہ ناشتہ کا بندوبست کیا ہوا ہے۔ صبح صبح رفیق ناشتہ لے کر آ جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کے لیے علیحدہ ناشتہ ہوتا ہے اور مریضوں کے لیے علیحدہ۔ سٹاف اور نرسز کے لیے بھی ناشتہ آتا ہے۔ جب سے ہم یہاں آئے ہیں تو وارڈ میں ہمارے دم سے رونق ہے۔ صبح سویرے اشفاق بھی پہنچ جاتا ہے۔ علی حیدر ساری رات جاگتا ہے۔ الحمدللہ! باڈی سکین کی رپورٹ آ گئی ہے اس میں کوئی خاص فریکچر وغیرہ تو نظر نہیں آیا۔ اللہ کا شکر ہے۔

وزیراعظم پاکستان کا دعاؤں بھرا پیغام

محترم وزیراعظم پاکستان جناب عمران خان کی طرف سے دعاؤں بھرا پیغام آیا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو جلد صحت کامل عطا کرے۔ وزیراعظم کا پیغام آیا تو 2013ء کا واقعہ یاد آ گیا جب عمران خان صاحب ایک جلسے کے دوران سٹیج سے نیچے گر کر زخمی ہو گئے تھے۔ ہم اپنے دوست ڈاکٹروں کے ساتھ شوکت خانم ہسپتال گئے تھے۔ کئی گھنٹے وہاں موجود رہے۔ جب تک عمران خان سے ملاقات نہ ہوئی واپس نہ آئے۔

اللہ تعالیٰ وزیراعظم پاکستان کو لمبی زندگی اور صحت دے تاکہ وہ اپنے خوابوں کے مطابق پاکستان کو ریاست مدینہ کی طرز پر چلانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

ایسٹ سرجیکل وارڈ میں فائرنگ اور بیماریوں کی وجہ سے مریضوں کی آمد جاری ہے۔ حادثے سے پھیپھڑے بھی متاثر ہوئے ہیں۔ اس کے لیے یمنیٰ صبح و شام Spiro metry کرواتی ہے۔ ڈاکٹر اصغر نقی صبح سویرے آ کر کہتے ہیں کہ آپ نے زیادہ سے زیادہ غبارے پُھلانے ہیں۔ یُمنیٰ نے سارے غبارے بیڈ کے اردگرد لگا دیئے ہیں۔ ان پہ Happy Birthday لکھا ہوا۔ ماہ نور نے بابا کی شفایابی کے لیے تین دن کے روزے رکھے اور ایک روزہ ہسپتال آ کر ہمارے ساتھ افطار کیا ہے۔ ہسپتال میں آئے دو ہفتے ہو گئے ہیں۔ اذان کی آواز نہیں سنی۔ آج رات خواب میں مسجد نبوی نظر آئی۔ اللہ سے یہی دعا کی کہ جلدی سے صحت یاب کرے تاکہ مسجد میں جاؤں اور باجماعت نمازیں ادا کروں۔

پھیپھڑے کھولنے والا حقہ

وارڈ کی دنیا بھی عجیب دنیا ہے۔ یہاں نہ صبح کا پتہ چلتا ہے اور نہ شام کا۔ رات سے وارڈ میں نئے مریضوں کی آمد جاری ہے۔ ان کی چیخ و پکار اور آہ و بکا میں وارڈ میں ہلچل رہتی ہے۔ مریض ایک دوسروں کو گالیاں بھی دیتے ہیں۔ آہیں بھی بھرتے ہیں اور سسکیاں بھی لیتے ہیں۔ جن مریضوں کی صبح سرجری ہونی ہوتی ہے۔ ان کے معدے میں ٹیوب ڈالی جاتی ہے۔ وہ ایک گھونٹ پانی کے لیے بار بار بلاتے ہیں اور اونچی آواز میں فریاد کرتے ہیں۔ سرجیکل ٹاور کے دلچسپ کردار بھی ہیں۔ بابو اور آپا جو ہر دم صفائی کے لیے حاضر ہوتے ہیں۔ منگا واش روم یعنی رفع حاجت کرانے کے لیے ہمیشہ تیار رہتا ہے۔ وہ اپنی دلچسپ باتوں سے محظوظ بھی کرتا ہے۔ سٹاف نرسیں وارڈ کو چلانے میں اہم کردار ادا کرتی ہیں۔ صبیحہ جو کرسچن ہیں اس کے بچے جوشواہ اور جیسن ہیں وہ مجھے اپنے دونوں بچوں کی تصویریں اور ویڈیوز دکھاتی ہے۔ انجری کے دوران پھیپھڑے بھی متاثر ہوئے ہیں جس کے لیے ہوا بھرنے کے لیے غبارے دیئے گئے ہیں۔ حذیفہ مجھے روز کہتا ہے کہ غباروں میں ہوا بھروں۔ غباروں میں ہوا بھر کر ان کو میرے بیڈ کے اردگرد سجا دیا گیا ہے۔ منگا کہتا ہے کہ حقہ پیا کرو میں نے کہا کہ حقہ سے کیا ہوتا ہے تو منگا کہتا ہے کہ اس سے پھیپھڑے کھلتے ہیں۔ Spirometry کو منگا نے حقہ کا نام دیا ہے۔ یہ لوگ آپا، منگا، اُسامہ، بابو اپنے فن کے ماہر ہیں۔ جوں جوں طبیعت بحال ہو رہی ہے تو یمنیٰ بیٹی پر پریشر کم ہو رہا ہے۔ یمنیٰ نے بتایا کہ آج وہ 12 دن کے بعد سوئی

ہے۔

دنیا کی بہترین ڈش

اس وقت انجی ٹیوب لگی ہوئی ہے۔ پیاس بہت لگ رہی ہے مگر پانی نہیں پی سکتا۔ڈاکٹروں نے کہا کہ برف کی ڈلی منہ میں رکھ لیں۔اس کے ساتھ کہا کہ ایک آئس کریم ہوتی ہے جسے آئس لولی کہتے ہیں وہ آپ لے لیں۔علی پتہ نہیں کہاں سے ڈھونڈ کر لے آیا۔ جب منہ میں ڈالی تو مجھے دنیا کی بہترین ڈش لگی۔ مزہ آ گیا۔علی دو لایا تھا مگر حذیفہ نے دوسری چھپا لی اور مانگنے کے باوجود نہ دی۔ یمنیٰ اور حذیفہ ڈاکٹرز کی ہدایات پر مکمل عمل درآمد کرواتے ہیں۔ دو دن بعد جونہی انجی ٹیوب اُتری اس کے اُترتے ہی بھوک میں بھی تیزی آ گئی۔صبح وشام خوب بھوک لگتی ہے۔شروع سے ہی صبح سویرے ناشتہ کرنے کی عادت ہے۔فجر کی نماز پڑھ کر صبح کا ناشتہ ہوتا ہے۔علی حیدر صبح 5 بجے گھر سے چائے یخنی اور دوسری چیزیں لے کر آتا ہے۔ فجر کی نماز کے بعد تسبیحات کا دور چلتا ہے۔ انہی ناموں کی بدولت اللہ نے نئی زندگی دی ہے۔مسنون تسبیحات کے ساتھ پروفیسر احمد رفیق کی بتائی ہوئی اللہ کے ناموں کی تسبیحات بھی جاری وساری ہیں۔ایسٹ سرجیکل وارڈ کے سربراہ ڈاکٹر اصغر نقی ہیں۔ بہت اچھے ڈاکٹر ہیں اور زبردست سرجن ہیں ان کی سربراہی میں علاج ہورہا ہے۔ان کے علاوہ ڈاکٹر نعمان، ڈاکٹر زہرہ اور ڈاکٹر فرخ بھی روزانہ آتے ہیں۔

عمران خان کا دیوانہ ڈاکٹر عقیل

وارڈ میں جو روزانہ راؤنڈ ہوتا ہے اس کے سربراہ ڈاکٹر خالد مسعود گوندل ہیں۔انستھیزیا کی ڈاکٹر فرخ، ڈاکٹر زہرہ، کارڈیالوجی کے ڈاکٹر نعمان، ڈاکٹر اصغر نقی اور وارڈ کے سارے دوسرے ڈاکٹرز بھی ساتھ ہوتے ہیں۔گوندل صاحب جب آتے ہیں تو تسلی دیتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں کہ طبیعت بحال ہو رہی ہے۔آج میں بیٹھا ہوا تھا تو دیکھ کر بڑے خوش ہوئے۔ ڈاکٹر عقیل اشرف رجسٹرار ہے۔ وہ عمران خان کا دیوانہ ہے۔ ڈاکٹر عقیل جب بھی آتے ہیں تو عمران خان کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ڈاکٹر عقیل کو بتایا کہ میری گزشتہ تین دہائیوں سے عمران سے یاد اللہ ہے۔ الحمدللہ! عمران نے بھی اس کا پاس کیا ہے۔ بھری محفل میں جب FBR کے آفیسرز آئے تو میں نے سوال کیا تو عمران خان نے کہا کہ آصف میں آپ کو گذشتہ تیس سال سے جانتا ہوں۔آپ کی ایمانداری کا بھی مجھے پتہ ہے۔آپ نے جو شوکت خانم کے لیے کام کیا ہے وہ بھی

قابل تحسین ہے۔ جب سے میں وارڈ میں آیا ہوں تو روزانہ ہماری طرف سے ناشتہ آتا ہے۔غریب لوگوں میں بھی تقسیم ہوتا ہے اور ڈاکٹروں میں بھی۔ ڈاکٹر حفیظ جو ہاؤس سرجن ہیں ان کی میرے ساتھ اصغر نقی صاحب نے ڈیوٹی لگائی ہوئی ہے۔حفیظ بہت اچھا ڈاکٹر ہے وہ ہر وقت سائے کی طرح میرے ساتھ رہتا ہے۔ اگرچہ یُمنیٰ، نعمان، حذیفہ بھی ہوتے ہیں مگر وہ بھی بار بار آتا ہے اور بتاتا ہے کہ میں آپ کے ساتھ ہوں۔وزیراعظم عمران خان کی باتیں کرتے ہوئے میں نے ڈاکٹر عقیل کو بتایا کہ جب سے عمران خان کی حکومت آئی ہے تو کوئی میگا سکینڈل نہیں ہوا۔ نواز شریف اور پیپلز پارٹی کے دور میں ایم این اے، ایم پی اے، وزیر وغیرہ بڑے ہتھ چھٹ ہوتے تھے۔ بدتمیزی بھی کرتے تھے اور اپنا کام نکلوانے کی کوشش بھی کرتے تھے۔ الحمدللہ! ہم نے ان سے ڈر کر کبھی کوئی کام نہیں کیا۔ مگر اب خال خال ایم این اے یا وزیر وغیرہ سے واسطہ پڑتا ہے۔ اگر کسی کا فون آ جائے تو وہ احترام سے بات کرتا ہے اور کسی قسم کا دباؤ ڈالنے کی کوشش نہیں کرتا۔ واقعی یہ حقیقی تبدیلی ہے۔

چترال سے زندگی کی آمد

چترال سے زندگی کی بھی آمد ہوگئی ہے۔ زندگی ہمارا چترال کا چھلاوا ہے۔ وہ چترال میں ہمارے کاموں کی نگرانی کر رہا ہے۔ زندگی کے ذمے جو کام لگادیں وہ اسے پورا کرنے میں ذرا دیر نہیں لگاتا۔ جب بھی رانا صاحب آتے ہیں یا ان کا بندہ آتا ہے تو یہی پیغام دیتے ہیں کہ رانا صاحب نے کہا ہے۔ کہ آپ نے اب چلنا ہے۔ اٹھنے اور چلنے کی ہمت کرنی ہے۔ وارڈ میں صبح کے وقت ایسا سناٹا ہوتا ہے کہ پتہ ہی نہیں چلتا کہ کوئی مریض ہے کہ نہیں لیکن رات کے وقت مریضوں کی چیخ و پکار اتنی ہوتی ہے کہ لگتا ہے کہ یہ رات نہیں صبح ہے۔ کچھ مریضوں کو دوائی دے کر سلا دیا جاتا ہے اور جن کا آپریشن ہونا ہوتا ہے وہ جاگتے رہتے ہیں۔ وہ درد سے کراہتے ہیں۔ پانی مانگتے ہیں۔ اپنی انجی ٹیوب نکالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ مختلف نیک دل حضرات کی طرف سے صبح کا ناشتہ دوپہر اور رات کا کھانا بھی آتا ہے جو مریضوں کو عزت واحترام سے دیا جاتا ہے۔

اللہ کا سہارا

جب مصیبت آتی ہے۔ پریشانی آتی ہے تو بندے کا واحد سہارا اللہ ہی ہوتا ہے Prayer to

Allah is the only thing that heals sickness یعنی اللہ سے دعا بیماری سے شفاء حاصل کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ انسان اپنی ساری کوششیں کرتا ہے۔ اپنی پوری صلاحیتیں اس پر لگا دیتا ہے کہ کسی طریقہ سے مصیبت ٹل جائے یا بیماری دور ہو جائے۔ جب حادثہ ہوتا ہے تو ڈاکٹرز اپنی پوری کوشش کرتے ہیں کہ مریض کی جان بچ جائے۔ جب میرا ایکسیڈنٹ ہوا تو جتنے بھی کنسلٹنٹ تھے وہ سب علاج کے لیے جمع ہو گئے۔ ڈاکٹروں نے اپنے تئیں کوشش کی۔ تندہی سے علاج کیا۔ لیکن نئی زندگی دعاؤں کی بدولت اللہ کے کرم سے ملی۔ ماہ نور بتاتی ہے کہ میں ہر وقت اللہ سے دعائیں مانگتی رہتی تھی۔ اس کے علاوہ اسماء، یمنیٰ، نعمان، حذیفہ، نوید امی ابو سب اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ بلوچستان، چترال، تھر، نوشہرہ، مردان، سوات جہاں جہاں ہمارے علاج اور خدمت کے مراکز ہیں۔ وہاں سے دعائیں کی گئیں۔ لوگوں نے روزے رکھے۔ اللہ کا فضل شامل حال تھا۔ اس نے اپنا کرم کر دیا۔ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے نئی زندگی دی۔ طبیعت کبھی سنبھل رہی تھی اور کبھی بگڑ رہی تھی۔ اللہ نے مجھے بچوں کی خوشیاں دکھانے کے لیے دوبارہ زندگی دے دی۔ اللہ نے جو مہلت دی ہے یہ مخلوق خدا کی خدمت کے لیے، بھوکوں کو کھانا کھلانے کے لیے، پیاسوں کو پانی پلانے کے لیے اور ناداروں کی خدمت کرنے کے لیے دی ہے۔ ان شاء اللہ ان سب کاموں میں زیادہ سے زیادہ وقت گزرے گا۔

میو ہسپتال کے عظیم ڈاکٹروں کا کمال

بیماری اللہ کی طرف سے آتی ہے اور اللہ ہی شفاء دینے والا ہے۔ اللہ ہی کی طرف سے تکلیف آئی اور اللہ ہی اسے دور کرنے والا ہے۔ حادثہ ہوا، تکلیف آئی، آپریشن ہوئے، ہسپتال میں رہنا پڑا اور آپریشن کے دوران مختلف مشکل مراحل سے گزرنا پڑا۔ اللہ نے مہربانی کر دی۔ اللہ نے جان بچا دی۔ نئی زندگی بخش دی۔ مریض کی نگہداشت بڑی اہم ہوتی ہے اور اس میں اس کے گھر والوں کا بھی حصہ ہوتا ہے اور پھر ڈاکٹرز کا کردار تو بہت زیادہ ہے۔ الحمدللہ! میرے بچے اہل خانہ اور بچے سب اکٹھے ہو گئے۔ ڈاکٹروں کی ٹیم رات گئے ہسپتال پہنچ گئی۔ سب سے پہلے ٹخنے کا آپریشن ہوا۔ اس میں سب سے زیادہ خون کے لیے کوششیں کرنی پڑیں۔ میرے بچے خون کے لیے مارے مارے پھرے۔ پھر اللہ نے ایسا انتظام کیا کہ پشاور سے لوگ خون دینے کے لیے آ گئے۔ پھر پتہ چلا کہ پیٹ میں خون جمع ہو گیا ہے۔ وینٹی لیٹر اڑ گیا۔ دوسرا وینٹی لیٹر لگایا تو سانسیں بحال ہوئیں۔ تین چار دن آئی سی یو میں گزرے۔ ڈاکٹر اصغر کی پوری ٹیم نے

خیال رکھا۔ ڈاکٹر فرخ، پروفیسر ڈاکٹر زہرہ، پروفیسر ڈاکٹر نعمان، نصیر اور وائس چانسلر کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی خالد مسعود گوندل ہمیشہ راؤنڈ میں ساتھ ہوتے۔ پہلے میٹنگ کرتے اور دیکھتے کہ گزشتہ رات کوئی مسئلہ تو نہیں ہوا۔ ڈاکٹر جنید اصغر کلاس فیلو ہیں۔ بڑے دل والا انسان ہے۔ اس کے پیسہ میں بڑی برکت ہے۔ پانی کے جو پراجیکٹ ہم کر رہے ہیں۔ ان کی ابتداء جنید اصغر سے ہوئی۔ ہم نے جب تھر میں کام کا آغاز کیا تو پہلے دو کنوئیں جنید کے پیسوں سے ہی بنے۔ اس کے بعد جنید اور اس کی بیٹی نے بھی ڈونیشن دیا۔ پھر ایک سال کے اندر ہی اللہ نے تھر کو گل گلزار بنانے کی توفیق عطا فرمائی۔ بیٹی یمنیٰ میرے ساتھ ہوتی ہے۔ حذیفہ اور نعمان بھی میرے ساتھ ہیں۔ ماہ نور گھر بیٹھ کر دعائیں کرتی ہے۔ ڈاکٹر نوید پوری فیملی کے ساتھ لاہور شفٹ ہو گئے ہیں اور صبح و شام ساتھ رہتے ہیں۔ یمنیٰ، نعمان، حذیفہ، ابوبکر اور ماہ نور سارا دن میرے پاس بیٹھے رہتے ہیں تا کہ مجھے کسی چیز کی ضرورت ہو تو فوراً حاضر کر دیں۔

گوجرانوالہ وارڈ کے شب و روز اور دُعائیں

الحمدللہ! وارڈ میں شب و روز گزر رہے ہیں۔ طبیعت میں آہستہ آہستہ بہتری آ رہی ہے ملک بھر میں دعائیں جاری ہیں۔ امی ابو سے بھی بات ہو جاتی ہے۔ ابو پریشان ہو جاتے ہیں مگر امی کا حوصلہ قابل دید ہے۔ والد صاحب کہتے ہیں کہ دو دن بعد طبیعت پریشان ہو جاتی ہے۔ میرے گھر والے، والد، والدہ، نعمان، ابوبکر، ڈاکٹر نوید، بھابھی روبینہ، باجی شہناز، نگہت، نویرا وغیرہ سب سرگودھا سے شفٹ ہو گئے ہیں۔ یہاں انہوں نے ڈیرہ لگا لیا ہے۔ وارڈ میں بہت سارے مریض ہیں۔ حذیفہ اور اسماء مریضوں میں جوس اور پھل تقسیم کر رہے ہیں۔ چند ایک مریض بالکل خاموش ہیں۔ ایسے مریض بھی ہیں جو گالیاں دیتے ہیں اور سٹاف سے بدتمیزی کرتے ہیں۔ مگر سٹاف ان کی ساری باتیں برداشت کرتی ہیں اور دلجمعی سے ان کا علاج کرتی ہیں۔ پروفیسر رانا ارشد نے آج تسلی دی کہ ٹخنے کی ہڈیوں کی بڑی اچھی الائنمنٹ (Alignment) ہوئی ہے۔ انہوں نے زخم دیکھا اور پٹی کروائی۔ دیرینہ دوست سکول کے کلاس فیلو خواجہ عمر فاروق سرگودھا سے آئے۔ حادثے کے بعد جب پہلی دفعہ فاروق کو دیکھا تو کہا کہ میں نے ابھی بہت سے کام کرنے ہیں۔ یہ دعا کرنا کہ اللہ تعالیٰ مجھے زندگی دے۔ اشفاق پہلے دن سے صبح شام حاضر خدمت ہے۔ سارے لوگوں کو بھی بھگت رہا ہے۔ ملک بھر سے فون کالز بھی ریسیو کر رہا ہے اور اِدھر اُدھر بھاگ کر سارے کام بھی کروا رہا ہے۔ دوائیاں بھی لے کر آ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو خوش رکھے۔ وارڈ میں ایک نوجوان ہے۔ اس کا

اپینڈکس پھٹ گیا۔اس کے چچا صبح شام اس کے ساتھ ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر نعمان نصیر اور پروفیسر اصغر نقی

نوجوان پروفیسر ڈاکٹر نعمان نصیر کارڈیالوجی کے پروفیسر ہیں۔ وہ ڈاکٹر رضوان نصیر ڈی جی ریسکیو 1122 کے بھائی ہیں۔ بار بار وارڈ میں آتے ہیں اور بلڈ پریشر کے بارے میں دوائیں تجویز کرتے ہیں۔ سارے ڈاکٹروں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ جب بھی کوئی مسئلہ ہو تو یمنیٰ فون کرتی ہے تو ڈاکٹر فوراً Respond کرتے ہیں۔ وارڈ کی دنیا امیزنگ ہے جب اے سی چلتا ہے تو ماحول خوشگوار ہو جاتا ہے جب اے سی بند ہوتا ہے تو حبس ہو جاتا ہے۔ نیند پوری نہیں ہوتی۔ نیند پوری ہو جائے تو تسلی ہو جاتی ہے۔ صبح سویرے پروفیسر ڈاکٹر اصغر نقی سب سے پہلے آتے ہیں۔میرے معالج ڈاکٹرز برملا کہتے ہیں کہ ڈاکٹر آصف اللہ نے آپ کو تین زندگیاں دیں۔ سب سے پہلے اللہ نے آپ کو اتنے خطرناک حادثے سے بچایا۔دوسری دفعہ آپریشن کے بعد وینٹی لیٹر آف ہو گیا۔ آپ کو والدین اور تھر کے مریضوں کی بدولت نئی زندگی ملی۔ گھر کے ڈاکٹروں میں ڈاکٹر نوید، یمنیٰ ،نعمان اور دوسرے ڈاکٹرز چوبیس گھنٹے میری نگہداشت کر رہے ہیں۔ یمنیٰ بڑے اعتماد اور حوصلے سے میری دیکھ بھال کر رہی ہے۔ ڈاکٹروں سے مشورہ بھی کرتی ہے۔ ڈاکٹر طاہر پل پل کی خبر رکھتے ہیں اور ڈاکٹر جنید کو بتاتے ہیں۔ اس کے بعد ASif Jah Consultants واٹس ایپ گروپ میں Treatment Plan زیر بحث آتا ہے۔ کلاس فیلوز اور دوستوں نے جتنا خیال کیا ہے میں ان کا احسان زندگی بھر نہیں بھلا سکتا۔

سوئیوں سے چھلنی ہاتھ اور بازو

دونوں ہاتھ اور بازوں سوئیوں سے چھلنی ہیں۔ جگہ جگہ کینولا کے نشانات لگے ہوئے ہیں۔ دو دن بعد کینولا بدلتے ہیں۔ روزانہ کئی دفعہ بلڈ نکالتے ہیں۔ انجکشن لگتے ہیں۔ پہلے گردن میں سی وی پی لائن بھی لگی ہوئی تھی۔ وہ اب اتر چکی ہے۔ اللہ کا شکر ادا کر رہا ہوں۔ اللہ کی مہربانی سے بہترین علاج ہو رہا ہے۔ طبیعت میں دن بدن بہتری آ رہی ہے۔ عظیم ڈاکٹروں کو سلام جو وائس چانسلر خالد مسعود گوندل کی قیادت میں میرا علاج کر رہے ہیں۔ ان میں نمایاں طور پر ڈاکٹر اصغر نقی، ڈاکٹر نعمان نصیر، ڈاکٹر فرخ، پروفیسر ڈاکٹر زہرہ، پروفیسر یار محمد اور ایسٹ سرجیکل کے ڈاکٹرز اور سینئر رجسٹرار وغیرہ شامل ہیں۔ پیرا میڈیکل

سٹاف بھی خیال رکھ رہا ہے۔ گوندل صاحب روزانہ آتے ہیں اور آتے ہی دعا دیتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس طرح سے آپ کا علاج کر رہے ہیں۔ شروع میں سارے کنسلٹنٹس روزانہ کی علامات دیکھتے ہیں پھر ''آصف جاہ کنسلٹنٹس واٹس ایپ گروپ'' پر مشورہ کرتے ہیں اس کے بعد ٹریٹمنٹ پلان فائنل ہوتا ہے۔

ٹشو یا ایشو Issue

صبح کسی نے بتایا کہ باہر بارش ہو رہی ہے تو میں نے کہا کھڑکی کھول کر دکھائیں۔ دو ہفتے بعد باہر کی دنیا اور درختوں کو دیکھا۔ ہوا میں جھومتے درخت اور ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نے دل خوش کر دیا۔ الحمدللہ! نمازوں کا سلسلہ شروع ہے۔ ماہ نور نے ایک پتھر لا کر دیا ہے اس سے تیمم کر کے نماز ادا کرتا ہوں۔ ہسپتال میں بعض اوقات دلچسپ صورت حال پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک ینگ ڈاکٹر نے آ کر یمنیٰ سے پوچھا کہ کوئی ایشو تو نہیں۔ یمنیٰ نے اسے ٹشو کا ڈبہ پکڑا دیا۔ اس نے حیرت سے کہا کہ میں نے پوچھا تھا کہ کوئی ایشو تو نہیں ہے۔ یمنیٰ نے کہا نہیں ایشو تو کوئی نہیں ہے۔ سکیل سے روزانہ سی وی پی لائن کا پریشر چیک کرتے ہیں۔ صبح 6 بجے ہی وارڈ میں رونق ہو جاتی ہے۔ آئی سی یو کی آپا جس نے وہاں بہت خیال رکھا صبح ICU جانے سے پہلے وارڈ میں آ کر روزانہ پوچھتی ہے ڈاکٹر صاحب کیا حال ہے۔ ڈریسر صبح صبح اپنی ٹرالی کے ساتھ آ جاتا ہے۔ سلام کرتا ہے اور کہتا ہے بیلی کیا حال ہے۔ یہ اس کا تکیہ کلام ہے۔ پرانی پٹی اتار کر نئی پٹی کرتا ہے۔

اشفاق، خدمت اور علاج کے ورکرز

میرے چیتے ایک لمحہ کے لیے بھی نہیں سوتے جن میں اشفاق، علی حیدر، انور، توفیق، رفیق اور پرویز شامل ہیں۔ جمعہ کے روز میں نے اشفاق سے کہا کہ آج گوجرانوالہ وارڈ کے ڈاکٹروں کے لیے کھانا بنوائے۔ اشفاق نے ہوسٹل سے کھانا منگوایا۔ بڑا اچھا کھانا تھا۔ تمام ڈاکٹروں نے جی بھر کر کھایا۔ سٹاف اور نرسوں نے بھی کھایا۔ ناشتہ میں میٹھے سلائس لیے تو طبیعت خراب ہوگئی اور اُلٹیاں آنا شروع ہوگئیں۔ پھر ڈاکٹر نقی نے کہا کہ انجی ٹیوب ڈالیں۔ جونہی ٹیوب معدے میں گئی۔ اس سے معدے سے مواد خارج ہو کر تیزی سے باہر نکلا۔ ہوا بھی نکلی۔ بیگ ایک دم بھر گیا جس سے طبیعت ایک دم بحال ہوگئی۔ راؤنڈ کے دوران بیٹی ڈاکٹر یُمنیٰ جو حال ہی میں ہاؤس جاب سے فارغ ہوئی ہے۔ میری ساری رات کی ہسٹری بتاتی ہے۔ پروفیسر گوندل اور ڈاکٹر اصغر نقی یُمنیٰ سے رپورٹ پوچھتے ہیں۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ میری بیٹی

ڈاکٹر بنی۔ اس نے ڈاکٹر بننے کا حق ادا کر دیا۔ سرجیکل ٹاور میں ہمارا ناشتہ بہت مشہور ہوگیا ہے۔ صبح سویرے رفیق ناشتے کی پوٹلیاں اٹھائے یہاں موجود ہوتا ہے۔

اشفاق روزانہ سینکڑوں کالیں وصول کرتا ہے۔ لوگ ملنے کے لیے بھی آتے ہیں۔ اشفاق بہت کم لوگوں ملنے دیتا ہے۔ ہمارا ایک اور چیتا انور قادری باہر ہر دم موجود ہوتا ہے۔ اس نے کمانڈو لباس پہنا ہوا ہے۔ وہ لوگوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ ملنے کی اجازت نہیں دیتا کیونکہ گوندل صاحب نے پابندی لگا رکھی ہے کہ کوئی ملے گا نہیں اور موبائل بھی استعمال نہیں ہوگا۔ اگلے دن موبائل پہ بات ہو رہی تھی کہ عین موقع پر گوندل صاحب پہنچ گئے اور ناراض ہوگئے کہ ابھی موبائل کا استعمال آپ کی صحت کے لیے ٹھیک نہیں ہے۔

یمنٰی کی مسکراہٹ کی واپسی

الحمدللہ! جوں جوں صحت بہتر ہو رہی ہے توں توں یُمنٰی کی مسکراہٹ واپس لوٹ رہی ہے۔ ورنہ پندرہ دنوں تک بیٹی کو کوئی ہوش نہ تھا۔ بابا کی صحت کے بارے میں ہر لمحے متفکر رہتی۔ امی ابو بھی خوش ہیں۔ الحمدللہ! ڈاکٹروں کی بھرپور توجہ سے طبیعت میں بہتری آ رہی ہے۔ پیٹ کے زخم بھی مندمل ہو رہے ہیں۔ اللّٰہ سے دعاؤں اور التجاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ دنیا بھر سے رابطہ منقطع ہے۔ موبائل، ٹویٹر، فیس بک، یو ٹیوب اور واٹس ایپ سب بند ہیں۔ مگر ملک بھر سے دعائیں پہنچ رہی ہیں۔ صدائیں پہنچ رہی ہیں۔ صبح سویرے نماز کے بعد علی حیدر اخبار لا کر دے دیتا ہے۔ ایک دن پروفیسر ڈاکٹر ابرار اشرف تشریف لائے تو میں اخبار پڑھ رہا تھا انہوں نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ آپ ٹینشن لینے کے قابل ہوگئے ہیں تب ہی اخبار پڑھ رہے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عامر عزیز اور میڈم سمیرا نذیر

پروفیسر عامر عزیز نے حادثے کے فوراً بعد سرجی میڈ ہسپتال سے بی نیگیٹیو خون کی ایک بوتل بھجوائی۔ اس دوران میڈم سمیرا نذیر جو ہماری سینئر کولیگ ہیں ان کے بھی فون آتے رہے۔ ان سے دس دن بعد بات ہوئی۔ انہوں نے جذبات بھرے لہجے میں کہا کہ آصف آپ نے تو ڈرا ہی دیا تھا۔ ہم تمہارے لیے دن رات دُعائیں کرتے رہے۔ مزید بتایا کہ پہلے دن میرا بیٹا ساری رات آپ کے ساتھ رہا۔ احمد محبوب میڈم سمیرا کا ہونہار بیٹا ہے۔ ماشاء اللّٰہ بیرسٹر ہے۔ جب اسے خبر ملی فوراً اپنے دوست کے ساتھ سرجیکل ٹاور پہنچ

گیا۔ یہاں آ کر خون دیا اور ساری رات سرجیکل ٹاور میں رہا اور اپنی والدہ محترمہ کو بھی آگاہ کرتا رہا۔ سمیرا نذیر ڈاکٹر عامر عزیز کو بتاتی رہیں۔ نصرۃ الحق کے مولانا فضل الرحمن روزانہ دعائیں دیتے ہیں۔ ایسٹ سرجیکل وارڈ کے دو کردار اُسامہ اور حاجی صاحب ہیں۔ اُسامہ ڈریسر ہے۔ حاجی صاحب پرانے وقتوں کے ڈریسر ہیں۔ وہ روزانہ بتاتے ہیں کہ کورونا کے مریض کم ہوتے جا رہے ہیں۔ کورونا کا وارڈ خالی ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر طاہر بھی روزانہ تشریف لا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ دل کی باتیں ہوتی ہیں۔ ڈاکٹر عرفان بھی ساتھ ہوتے ہیں۔ وہ کارڈیک سرجن ہیں۔ اگلے دن ڈاکٹر سہیل آئی سپیشلسٹ تشریف لائے۔ انہوں نے بتایا کہ جس دن سے آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ امی روزانہ مجھ سے اپ ڈیٹ لیتی ہیں اور آپ کے لیے دعائیں کرتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کرم کر دیا۔ بہت دعائیں ہو رہی ہیں۔ مسجد نبوی میں بھی دعائیں ہو رہی ہیں۔ طبیعت بحالی کی طرف جا رہی ہے۔ اسی لیے ہسپتال میں رہتے ہوئے بھی کنوؤں کے بارے میں اور علاج اور خدمت کے کاموں کے متعلق پلاننگ شروع کر دی ہے۔ شرق پور والی پھوپھی زرینہ بھی سرگودھا سے آئی ہیں اور دعائیں دے رہی ہیں۔ سرگودھا سے چھوٹی بہن نگہت بھی اپنی بیٹی نویرہ کے ساتھ آئی ہوئی ہے۔ شفیق بھائی بھی احمد کے ساتھ بیمار پرسی کے لیے آئے۔

ابھی بہت کام باقی ہیں!

ابھی تو بہت سے خدمت اور علاج کے کام کرنے ہیں۔ لوگوں کو گھر بنا کر دینے ہیں۔ پیاسے لوگوں کے لیے اور جانوروں کے لیے میٹھے پانی کے مزید کنوئیں بنانے ہیں۔ بہت سے کنوئیں بن چکے ہیں۔ تھر کے لوگوں اور جانوروں کی پیاس بجھانی ہے۔ بھوکوں کو کھانا کھلانا ہے۔ اگرچہ یہ سلسلہ تین دہائیوں سے جاری و ساری ہے مگر آنے والے وقتوں میں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ حادثے کے پہلے دن سے لے کر آج تک یُمنیٰ بیٹی نے Dedication، پیار، محبت، دلجمعی اور بصیرت کے ساتھ میرا خیال رکھا۔ سب کچھ جاننے کے باوجود اپنے آپ کو بھی سنبھالا اور اپنی ماں کو بھی۔ ڈاکٹروں کو بھی فیس کیا۔ ساری رات جاگتی اور صبح آنکھیں ملتی راؤنڈ کے دوران بڑے اعتماد سے سارے کنسلٹنٹس کو میری حالت کے بارے میں بتاتی۔

میو ہسپتال بابا کا اور میرا ہسپتال ہے

حادثے کے بعد کسٹمز کے سینئر افسران اور کچھ ڈاکٹروں نے یُمنیٰ کو کہا کہ ہم تمہارے بابا کو شوکت خانم

ہسپتال یا کسی اور پرائیویٹ میں شفٹ کر دیتے ہیں تو یُمنیٰ نے کہا کہ ہم میو ہسپتال سے علاج کروائیں گے۔ یہ میرے بابا کا ہسپتال ہے۔ میں یہاں کے علاج سے مطمئن ہوں۔میو ہسپتال میں میرے بابا کا صحیح علاج ہو رہا ہے۔ کارڈیالوجی کے پروفیسر ڈاکٹر نعمان نصیر کی شخصیت نے متاثر کیا وہ بڑے پیار اور احترام سے علاج کرتے ہیں۔ آتے ہی کہتے ہیں کہ آپ تو بہت مشہور آدمی ہیں۔ آپ کو دعاؤں کے طفیل اللہ نے زندگی دی ہے۔ میوہسپتال وہ ہے جہاں میں نے ہاؤس جاب کیا۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے میڈیکل کی تعلیم حاصل کی۔ پچھلے دنوں کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کو حکومتی قوانین کے مطابق ایک گاڑی بھی لے کر دی۔ دن بدن طبیعت سنبھلتی جا رہی ہے۔ آج صبح سورج کی کرنیں 13 دن بعد دیکھیں۔ اللہ کا شکر ہے جس نے زندگی میں ہی یہ دوبارہ چیزیں دکھا دیں۔ حذیفہ، ابوبکر، نعمان رات بھر ڈیوٹی کرتے ہیں۔ ابوبکر نماز پڑھنے چلا جاتا ہے تو حذیفہ جم کر بیٹھا رہتا ہے اس وقت تک نہیں اٹھتا جب تک بابا نہ کہیں۔ جب نماز کا وقت ہوتا ہے تو میں کہتا ہوں بیٹا نماز پڑھ لو۔ نماز کے بعد پھر حاضر ہو جاتا ہے۔ پیمپر چینج کروانا ہو یا یورن بیگ وہ ہر کام میں تعاون کرتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے مریضوں کی خدمت بھی جاری ہے۔ اگر کسی مریض کو کوئی مسئلہ ہو تو ڈاکٹروں کو کہہ کر وہ حل کروایا جاتا ہے۔

میو ہسپتال کے ڈاکٹروں کو سلام

پاکستان کے ڈاکٹر عظیم ہیں۔ وہ کسی سے کم نہیں ہیں۔ پاکستان میں ہر شعبہ کے بہترین اور نایاب ڈاکٹرز موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ڈاکٹروں کو سلامت رکھے۔ ان سب کو میرا سلام۔ ماہ نور نے بابا کی صحت یابی کے لیے تین دن کے روزے رکھے۔ ماہ نور میری درویش بچی ہے۔ بابا کے لیے ہر وقت دعائیں کرتی رہتی ہے۔ ماہ نور نے میرے بہت سے دوستوں کو بابا کی بیماری کا میسج بھیجا۔ وزیر اعظم کو بھی میسج گیا۔ وزیر اعظم عمران خان کی طرف سے محبت بھرا میسج آیا کہ Asif get well soon, my prayers for you۔ ملک بھر میں دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے طبیعت بحال ہوتی جا رہی ہے۔ ذرا سی تکلیف ہوتی ہے تو یمنیٰ گروپ میں لکھ دیتی ہے تو فوراً ڈاکٹرز کا Rsponse آتا ہے اور اس کے مطابق عمل کیا جاتا ہے۔ ابوامی کی روزانہ دعائیں جاری ہیں۔ قمر ڈرائیور ماشاءاللہ صحت مند ہو کر گھر پہنچ چکا ہے۔ اس کا بھی پیٹ کا آپریشن ہوا تھا۔ میرے ساتھ ہی گوجرانوالہ وارڈ میں داخل رہا۔ حذیفہ بیٹے نے اس کو خون کی بوتل دی۔ اشفاق اس کا ہر طرح سے خیال رکھتا رہا۔ جس نوجوان نے گولی کھائی وہ ساری رات کراہتا رہتا ہے اور زور

زور سے کہتا ہے کہ پھوپھی اماں مجھے بچا لو۔ پھر کہتا ہے کہ پھوپھی اماں شادی تو اسی لڑکی سے کرونگا جس کے رشتہ داروں نے گولی ماری ہے۔ کئی نئے مریض آج ہسپتال آئے۔

Asif Jah Consultants WhatsApp Group

حادثے کے فوراً بعد برادر عزیز پروفیسر خالد مسعود گوندل نے میرے علاج کے لیے میو ہسپتال کے مایہ ناز پروفیسرز اور ڈاکٹروں کا WhatsApp گروپ تشکیل دے دیا، جس میں ہسپتال میں Stay کے دوران اور بعد میں میرے علاج کے بارے میں مشورے ہوتے رہے۔ الحمد للہ ان عظیم ڈاکٹروں کے مشورہ سے علاج ہوتا رہا اور اللہ نے زندگی بخشی اور صحت بحال کی ۔ Asif Jah Consultant Group میں پروفیسر خالد مسعود گوندل کے علاوہ سرجری کے پروفیسرز ڈاکٹر اصغر نقی، ڈاکٹر یار محمد، ڈاکٹر محمد یاسین، Anaesthesia کے پروفیسرز ڈاکٹر زہرہ، ڈاکٹر فرخ، چیسٹ میڈیسن کے سلمان ایاز، نیورولوجی کے پروفیسر ڈاکٹر احسن نعمان، کارڈیالوجی کے ڈاکٹر نعمان نصیر، سعودی عرب سے ڈاکٹر جنید اصغر، میری پیاری بیٹی ڈاکٹر یمنٰی کئی دوسرے ڈاکٹر شامل تھے۔ ہسپتال میں قیام کے دوران اور بعد میں گھر جا کر بھی میرے علاج کے بارے میں تفصیلی مشورہ ہوتا۔ پلان بنتا اور اس کے مطابق علاج تجویز ہوتا، گروپ میں تمام ڈاکٹرز اتنے فعال تھے کہ ڈاکٹر یمنٰی اور جو 24 گھنٹے میں پل پل میرے ساتھ ہوتی تھی ۔ جب بھی رات کے کسی پہر میری طبیعت کے بارے میں کوئی پوسٹ لکھتی فوراً Response آتا۔ ڈاکٹر پہنچ جاتے، چیک اپ کرتے اور تسلی کرا کے جاتے۔ ہسپتال میں ایک رات طبیعت میں بے چینی ہوئی۔ یمنٰی نے رات 3 بجے گروپ میں لکھا۔ ڈاکٹر فرخ نے فوراً Responed کیا۔ کارڈیالوجی کے ڈاکٹر پہنچ گئے۔ ECG ہوئی اور تسلی کرا کے ڈاکٹر واپس پلٹے ۔ اللہ ان سب ڈاکٹروں کو جزائے خیر دے۔ قارئین کی دلچسپی کے لیے گروپ میں لکھی ہوئی چند Posts دی جا رہی ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ میو ہسپتال کے تمام Consultants نے کتنی دلجمعی اور محنت سے میرا علاج کیا۔ اللہ نے شفاء بخشی، گھر آ کر سب ڈاکٹروں کا شکریہ ادا کیا۔

Prof. Salman Ayaz Pulmonologist

aoa...though its not a quantitative qulture...still colistin can be added for 7 days...as neutrophils are still high after 5 days of vancocin...thx

Prof. Nouman Naseer
did he get his metroprolol 25mg dose tonight

Prof. Nouman Naseer
ok then continue the amiodarone
Inshallah he will feel better

میری طرف سے ڈاکٹروں کا شکریہ

My dear fellow doctors, consultants, clinicians, emergency medicine experts and class fellows of 86
Asalamaikum.

It gives me immense pleasure to talk to you in the group after shifting from hospital. I take this opportunity to thank you all for your concern, care, planning, consultation regarding my treatment and its different stages. It gives me immense pleasure to thank you all for your great support regarding my treatment and proper communication with my family during last week. I have been just told that there have been videoconfrencing, boardmeetings, treatment plans which were accordingly applied with the consultation of all consultants in the group. When I gained concious I can daily remember a team of consultants spearhead by VC daily hovering around me and discussing the further mangement plans. I can say without any hesitation that Pakistani doctors working here or abroad are the best and incredible. When I recover fully InshaAllah I am going to write a book sharing my experiences and indicating the great potentialities and clinical acuman of all of you. Me and my family are greatly indebted to you for all of this. Salute to all of you. Stay blessed and pray for my early recovery.
Profound regards
Dr Asif Mahmood Jah.

Prof. Khalid Masood Gondal
AlhammadoliAllah..!!!

Welcome back our honorable pride, a noble soul.
May Allah bless you with the complete, safe, sound recovery, the best of dien, dunya and aakhiraat..!!!
Amin Sum Amin

Dears Dr Salman & all
Consulted my ID & Intensivists
They suggested triple antibiotics
We have started with Colistin as suggested by you?. In addition Meropenem 1gm x8hrly should be continued. They suggested to add Vancomycin 1gm X 12hrly also to be more appropriate & aggressive to start with since MRSA have also been identified.
Since both Colistin & Vancomycin are nephrotic, so ample hydration should be maintained. They suggested every 2-3 days repeat of blood cultures & renal profiles. Turf levels of vancomycin should be done on the appropriate time. Depending on the response and vital stability vancomycin could be reviewed after 3-4 days.
Many thanks.

Asslam o alaikum to all. Inj. Colistin (1st dose) given in evening after sending the investigation as advised by **Dr. Salman.** Result awaited. Problem is availability of 4.5 million IU of colistin, only 1 or 2 million available. So 5 million IU given. Masha Allah he is well and mobilization also increased today. Apart from 99 temperature(settled with 1 panadol) all other parameters normal.
Regards

Prof. Yar Muhammad
Visited him at 8.30AM. At night, he was not feeling well and had BP of 90/60. Now the temperature 99, others vital signs normal. Urine output about 2200 in 24 hour. He comfortable in morning. Advise to use Merol as mentioned by Dr. Nauman sb. Rest of the medicine to continue

Prof. Asghar Naqi
Alhamdolillah Prof Yar.
Is the feeling related to any iv given at the time. Prof

Nauman has already advised decrease in dose of Beta blockers.

Prof. Salman Ayaz
aoa...nebs with clenil compositum is ok...

pl check spo2 sitting and on lying position

and any edema ...thx

Lipase 706 to 286

Amylase 279 to 232. A great improvement in the rest of the results also..!!! AlhammadoliAllah

Albumin is still low 2.6. I don’t know if there’s any room/indication for IV albumin?

Although low dose Amio just 100 mg twice daily for his A fib. but potential for interaction with onset / zofran for Qt prolongation so prefer to use other antiemetics

Dear Prof Yar Mohammad

Please don’t forget to repeat Blood

Culture, renal profiles.

AlhammadoliAllah looks much improved. Please stress on blowing balloons and deeper cough. Many thanks.

Dear Dr Salman

He showed 3 Spikes of fever today. 99° and 101°C, as per her daughter.

I myself don’t like to give antibiotics unless direly needed. Is there any place considering to add another oral antibiotic like Minocycline or Clindamycin at this stage..!!!

Prof. Khalid Masood Gondal VC KEMU

I spoke with him about 15 minutes before and encouraged him to cough. Sounded like thick secretions. No urinary symptoms. I have all my doubts on chest being the source of his spiking fever rather than line sepsis. Procalcitonin being normal CRP & WBC being improved. Not sure on the selection of appropriate oral antibiotic. Avelox vs Minocycline or Augmentin? Leave it on your expert opinion.

Prof. Yar Muhammad
Alhamdolillh Dr Asif jah sb better. Febrile episodes with temp of 99 - 100 about twice. And as mentioned by his brother, occurs mostly during or after Colistin infusion .Reduced air at left lower chest. Otherwise he is alright. Vancomycin stopped since yesterday. Colistin continues. Advice about 1- Xray chest (bed case) and 2- COVID testing (previous negative, done during admission)

Dear Prof Yar Mohammad.

How much Colistin dose we are giving, since the recommended dose was 3 million unit X 8hrly.

They way he coughs I have a suspicion clinically that it is Pneumonia since there’s a decrease air entry also. We should add a second antibiotic also suitable for HAP. Meropenem has already been suggested by the ID & Intensivists, since Ac Baumanni, has shows resistance to Colistin, as told mentioned in the latest studies.

Although in the light of normal Procalcitonin level, decreasing TLC and CRP the chances of sepsis are excluded.

A 3 day addition of Zithromax may help if allowed by Prof Nauman Naseer, if the QT interval is normal.

We have to add another antibiotic..!!
Dr Salman please give your expert opinion..!!!

Many thanks

Prof. Khalid Gondal
MashaaAllah..!!! you are star. Allah SWT bless you with the best of everything and our other team also. Special thanks to Prof Yar Mohammad

Asslam o alaikum. He has improved further and can sit on his own. Ankle wound and stitches managed by Prof **Rana Arshad sb.** Colistin can be ,and I think better to stop.

If possible we should shift to oral antibiotics please.

AlhammadoliAllah all labs ok. Amylase & lipase improving, rest blood picture stable as compared to the old one including Hb & TLC.

CRP is going up 1.11 to 2.8

Clinically correlating he is stable vitally. If no fever or tachycardia continuation of oral antibiotic will cover it inshaaAllah.

It is great to see

Dr Asif 's messages in the group .

Alhamdolillah.

Prof. Khalid Masud Gondal
WAS

It's been an honor and pleasure to serve you with all the knowledge, skills and experience Allah SWT blessed everyone of us in this group. All praises to Almighty Allah SWT the Ultimate Healer Who has blessed you with a new life so that you can keep on serving humanity and His Ashraf Ul makhlooqat.

Prof. Zahra
May Allah bless you with a full, safe & sound recovery.

Prof. Rana Arshad

Alhumdulillah

Prof. Nouman Naseer
Alhumdulillah

Dr. Junaid Asghar, Saudi Arabia
Alhumdulillah
Mashaallah

Prof. Farrukh
Mashallah nice to see you recovering well.
It is great to see Dr. Asif Messages in the group.

Dear Dr Asif Mahmood Jah sahib
Welcome back to continue serving humanity. Many congratulations for being recommended for 2nd higgest award of Pakistan, Hilale Imtiaz.

MashaaAllah..!!! We all feel proud of you and pray for your well being and complete sehat yabi to Allah SWT.

Prof. Dr. Asghar Naqi
Masha Allah. Many congratulations Asif bhai. Very well deserved

Prof. Dr. Zahra
MashaAllah sir Congratulations .

Prof. Dr. Farrukh
MaShAllah Sir, Heartiest congratulations

Alhamdulillah

congratulations sir...MA !

Congratulations!!

Assallamoalaikum everyone Allah bless you always and all. I and my family is grateful to you for your kind concern.prayers and experties regarding my treatment protocols. Each one of you responded immediately to my daughter Dr.Yumna,s calls and at the same time consoled her. All of you remained a great source of

hope for the family which will remain indebted to you for great acts of kindness.Million salutes to all Pakistani doctors for their relentless efforts to save lives. May Allah bless you always and give you more courage and strength to help the humanity in distress and pain. Regards **Dr. Asif Mahmood Jah, Dr. Yumna and family.**

بابا شریف کی آمد

بابا شریف بھی عطاء اللہ کے ساتھ ملنے کے لیے آیا۔ بابا شریف مسجد کا ایک دلچسپ کریکٹر ہے۔ غریب اور نادار آدمی ہے۔ مسجد کی کئی سالوں سے خدمت کر رہا ہے۔ اس کے بدلے میں اسے پچھلے سال عمرے کے لیے بھی بھیجا۔ لوگ کہتے تھے پلے پیسہ نہ دھیلہ چلا ہے عمرہ کرنے۔ لیکن ماشاء اللہ بابا شریف عمرہ کر آیا۔ اشفاق نے ہسپتال میں مارشل لاء لگایا ہوا ہے کسی کو اندر نہیں آنے دیتا اور سارے کام بھی کرتا ہے۔ وہ بڑے اچھے انداز سے اپنی ذمہ داریاں نبھا رہا ہے۔ مولانا فضل الرحیم کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔ ان کی دعاؤں کے طفیل اللہ نے بڑی مہربانی کی اور صحت کاملہ عطا کی۔

کورونا کا خاتمہ قریب ہے

حاجی صاحب کورونا کے بارے میں روزخبریں سناتے ہیں۔ الحمدللہ! وہ بتاتے ہیں کہ کورونا کے مریض کم ہو رہے ہیں۔ میو ہسپتال میں ایک آخری مریض تھا وہ بھی چلا گیا۔ اب کورونا کی مصیبت سے جان چھٹنے والی ہے۔ اللہ نے پاکستان پہ خاص کرم کر دیا ہے۔ پاکستان میں کورونا کے مریض بتدریج کم ہوتے جا رہے ہیں جبکہ قریبی ملک بھارت میں روزانہ اس سے ہزاروں لوگ مر بھی رہے ہیں اور روزانہ کیسوں کی تعداد بھی ہزاروں میں ہے۔ ذہن میں بڑا خدشہ تھا کہ ہسپتال میں رہتے ہوئے کہیں کورونا وائرس کا اثر نہ ہو جائے۔ جنید نے فون کر کے بتایا کہ کورونا کا جو ٹیسٹ لیا گیا تھا وہ نیگٹیو آ گیا ہے۔ الحمدللہ! اللہ نے صحت بھی دی اور کورونا سے بھی بچایا۔ اب جوں جوں صحت بحال ہو رہی ہے اسماء کے چہرے کی رونق واپس آتی جا رہی ہے۔ جب بھی آتی ہے تو اللہ کا شکر ادا کرتی ہے اور کہتی ہے کہ ہم نے دعاؤں سے اللہ سے آپ کو دوبارہ مانگ لیا ہے۔ سرجیکل ٹاور سے سورج کی پہلی کرنیں کھڑکی سے نظر آئیں تو دل باغ باغ ہو گیا۔ ورنہ صبح ہوتی تھی، شام ہوتی تھی پھر ایسے ہی رات ہو جاتی تھی۔ نمازیں الحمدللہ! اشاروں سے ادا کی

جا رہی ہیں۔ بچوں کو بھی کہتا ہوں کہ نماز پڑھ کر آئیں۔ آج سارا دن ایسٹ سرجیکل میں نئے مریضوں کا رش لگا رہا۔ نئے نئے مریض آئے جو تکلیف سے کراہ بھی رہے تھے اور کبھی اپنے آپ کو اور کبھی دشمنوں کو گالیاں بھی دے رہے تھے۔ آج دوسرے مریضوں نے کافی شور مچائے رکھا۔لیکن گولی کھانے والا چپ تھا کیونکہ اس کی سرجری دوبارہ ہوئی ہے اور وہ صبح سے بے ہوشی کی حالت میں ہے۔

’’حادثہ، مسیحا اور زندگی‘‘

کتاب ’’حادثہ، مسیحا اور زندگی‘‘ لکھنے کا مقصد پاکستانی ڈاکٹرز کو سلام پیش کرنا ہے جنہوں نے میرا علاج کیا۔ حادثہ ہوا جس میں شدید زخمی ہوا۔ پاکستانی ڈاکٹروں نے کوشش کر کے علاج کیا اور اللہ کا شکر ہے کہ آج میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہوں۔ گاڑی سے اللہ نے بڑی حفاظت سے نکالا جبکہ اس گاڑی کو دیکھ کر کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا کہ حادثے کے بعد اس گاڑی کا کوئی سوار زندہ بچا ہوگا۔ گاڑی اتنی پچکی ہوئی تھی کہ لگتا تھا کہ گاڑی کے مکین بھی اللہ کو پیارے ہو گئے ہوں گے۔ مجھے ایسا لگا کہ کسی نے مجھے گاڑی سے باہر بٹھا دیا تھا۔ اب میں زندہ جاوید آپ کے سامنے ہوں اور آپ سے باتیں کر رہا ہوں۔

وینٹی لیٹر کی خرابی اور دُعائیں

پورا ٹخنہ خون میں لت پت تھا۔ بہت زیادہ خون بہہ چکا تھا۔ یمنیٰ بیٹی نے بتایا کہ ٹخنے کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ شاید پاؤں کو کاٹنا Amputate کرنا پڑے۔ آپریشن کے لیے جب بے ہوشی کا ٹیکہ لگایا تو شاک ہوگیا۔ بڑی مشکل سے سانسیں بحال ہوئیں تو آپریشن ہوا۔ پیٹ کا آپریشن ہوا تو ڈاکٹر طاہر بتاتے ہیں کہ بہت نقاہت ہوگئی تھی۔ آئی سی یو میں وینٹی لیٹر پر ڈالا۔ کچھ دیر بعد ہی ڈاکٹر طاہر کہتے ہیں کہ مجھے بدبو سی محسوس ہوئی لگتا تھا کہ جیسے کوئی چیز جل رہی ہے۔ اس کے بعد ایک اور مشکل کا سامنا کرنا پڑا۔ وینٹی لیٹر ایک دم دھماکے سے بند ہوگیا۔ پہلا وینٹی لیٹر اُڑ گیا دوسرا لگانے لگے وہ بھی نہ لگا۔ ایک نرس نے ہمت کی۔ ایک مریض جس کی حالت بہتر تھی اس کا وینٹی لیٹر لگایا تو تھوڑے حالات نارمل ہوئے۔ میرے گھر والے بتاتے ہیں کہ سب سے پہلے جب آپ کو ہوش آیا تو آپ نے کہا کہ مجھے وضو کروا دیں۔ نماز پڑھنی ہے۔ جہاں ڈاکٹرز فیل ہو جاتے ہیں وہاں دعائیں کام آتی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ حادثے کے فوراً بعد دعائیں جاری ہوگئیں۔ فیملی کے سارے افراد سرگودھا سے آ چکے تھے۔ ملک بھر میں دعائیں ہو رہی

تھیں۔ ڈاکٹر طاہر پل پل کی خبریں ڈاکٹر جنید کو پہنچا رہے تھے۔ پھر ڈاکٹر رضوان بٹ نے بھی دہائیاں دینا شروع کر دیں۔ کسٹم والے بھی آ گئے۔ یمنیٰ بیٹی نے بڑے حوصلے سے سب کو فیس کیا۔ اکیلے جا کر روتی تھی۔ بہت خدمت کی مگر ایک لمحہ کے لیے بابا کے سامنے نہیں روئی۔

آج آپ کا ہیلتھ ڈے ہے

ڈاکٹر رانا ارشد نے اگلے دن اپنے دفتر میں بلایا۔ اینکل مومنٹ چیک کی تو بہت خوش ہوئے کیونکہ وہ بالکل نارمل تھیں۔ مجھے رانا صاحب بہت اچھے لگتے ہیں ان کا فلسفہ، ان کی باتیں بہت سادہ لیکن دلنشیں ہوتی ہیں۔ 20 سال کا ایک لڑکا ان کے آفس میں آیا۔ یہ لڑکا کئی جگہ سے ٹامک ٹوئیاں مار کر آیا تھا مگر رانا ارشد صاحب نے ایک سوال کر کے مرض کی تشخیص کر لی۔ کہ آپ کے گھر میں کسی کو TB تو نہیں ہے تو اس کی ماں نے کہا کہ اس کے چاچو کو ہے۔ رانا ارشد مجھے بتا رہے تھے کہ آپ کے اینکل کے جو حالات تھے۔ ایسے لگ رہا تھا کہ یہ اپنی نارمل حالت میں نہیں آئے گا۔ ہم نے اللہ کا نام لے کر آپریشن کیا تو اللہ نے کرم کر دیا۔ رانا ارشد صاحب نے بتایا کہ ڈاکٹر آصف جاہ آج آپ کا ہیلتھ ڈے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نئی زندگی دی اس کے بعد معذوری سے بھی بچایا۔ آپ کے ٹخنے کی مومنٹ واپس آ گئی ہے۔ یہ اللہ کا بڑا کرم ہے انہوں نے مجھے تصویر بھی دکھائی کہ جس میں خون میں لت پت ٹخنہ لگ رہا تھا کہ اب گرا کہ تب گرا۔ یہ ساری باتیں اس لیے کر رہا ہوں کہ اللہ پر یقین رکھیں۔ اللہ پر اعتماد رکھیں۔ اس سے بڑے بڑے مسائل حل ہو جاتے ہیں۔ جب آپ ٹھیک نیت سے کام کریں گے تو اللہ کی مدد شامل حال ہوگی۔ دکھ تکلیف اور بیماری اللہ ہی کی طرف سے آتی ہے اور اللہ ہی شفاء دینے والا ہے۔ بہت بڑا حادثہ تھا اس میں گاڑیوں کی حالت دیکھ کر آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ کیسے اللہ تبارک و تعالیٰ نے حادثہ سے بچایا پھر آپریشن کے دوران پیچیدگیاں ہوئیں۔ اس میں بھی اللہ نے محفوظ رکھا۔ الحمدللہ! صحت یاب ہو کر آپ سب سے مخاطب ہوں۔ یہ سب پڑھ کر آپ کو بھی یقین آئے گا کہ اللہ موجود ہے۔ اللہ ایک قوت ہے۔ اللہ آج بھی معجزات کر سکتے ہیں۔ اللہ پر یقین رکھیں۔ اللہ کے ساتھ لو لگائیں اور مادیت میں ڈوب کر اپنے اللہ کو بھول نہ جائیں۔

30 جون 2020ء

آج 30 جون کا دن ہے۔ جب سے نوکری میں آئے۔ 30 جون 1993ء سے لے کر 30 جون

2019ء تک ہمیشہ 30 جون کا دن رات دفتر میں گزرتا۔ جون کے مہینے میں یہی کوشش ہوتی کہ کسی طرح ریونیو پورا ہو جائے۔ لوگوں کی منتیں کی جاتیں تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ ریونیو دیں۔ کسی جگہ ایکشن لیا جاتا تاکہ ریکوری ہو جائے۔ مگر آج 30 جون 2020ء کا دن بستر پر گزر رہا ہے۔ یہ گوجرانوالہ سرجیکل وارڈ ہے اور وہاں الحمدللہ! علاج جاری ہے۔ اللّٰہ نے بڑی مہربانی کی ہے کہ آہستہ آہستہ صحت بحال ہو رہی ہے۔ ٹخنہ پر پلاسٹک آف پیرس لگا ہوا ہے۔ سوجن بھی تھوڑی بہت ہے۔ ان شاء اللّٰہ آہستہ آہستہ سوجن بھی کم ہو جائے گی اور POP بھی اُتر جائے گا۔

حاجی صاحب اور مکہ مدینہ کی باتیں

وارڈ میں اسامہ کے ساتھ حاجی عطاء اللّٰہ صاحب پرانے ڈریسر ہیں۔ انہوں نے زندگی میو ہسپتال میں گزار دی۔ ہمارے وقتوں میں بھی تھے۔ وہ باریش آدمی ہیں۔ کئی دفعہ انہوں نے حج کیا۔ بڑی عقیدت سے مکہ اور مدینہ کی باتیں کرتے ہیں۔ حاجی صاحب سے خوب باتیں ہوئیں۔ کہنے لگے کہ ہر وقت مکہ کی یاد آتی ہے۔ مدینہ کی یاد آتی ہے۔ دل کرتا ہے کہ جلدی سے مدینہ پہنچ جاؤں اور مدینہ کی خاک میں خاک ہو جاؤں۔ مجھے بھی مسجد نبوی کے مینار نظر آتے ہیں۔ میرا دل کرتا ہے کہ جونہی میری صحت بحال ہو تو میں روضۂ رسول پر حاضری دوں۔ بیت اللّٰہ کے سامنے جا کر اس کو آنکھوں میں بسا لوں۔ حاجی صاحب کو اپنی حج کے سفرناموں کی کتابیں ''اللّٰہ، کعبہ اور بندہ'' اور ''رَب رحمن کے مہمان'' دیں۔ وہ ان کو وصول کر کے بہت خوش ہوئے اور عقیدت سے آنکھوں کو لگا کر چوما۔

محبت بھرے پیغامات، آڈیو، ویڈیو SMS

18 جون 2020ء کے حادثہ کی خبر جونہی نشر ہوئی، پاکستان کے مختلف شہروں اور دُنیا کے مختلف ممالک میں بالعموم اور مسجد حرم اور مسجد نبوی میں بالخصوص صحت یابی اور زندگی کے لیے دعائیں شروع ہو گئیں۔ سرگودھا، فیصل آباد، لاہور، اسلام آباد سے اہل خانہ اور رشتہ دار اپنا سب کچھ چھوڑ کر لاہور پہنچ گئے۔ بیمار پرسی اور تیمارداری میں مصروف ہو گئے۔ صبح و شام دعائیں ہونے لگیں۔

موبائل فون تو بند تھا۔ سوشل میڈیا پر کسی سے رابطہ نہ تھا۔ یمنٰی اور اشفاق کے موبائل پر متواتر میسج آ رہے تھے۔ لوگ فکرمند تھے۔ پریشان تھے۔ دعائیں دے رہے تھے۔ عمران خان وزیراعظم پاکستان کا

بھی یمنٰی کو Message آیا، انہوں نے لکھا؛

"Asif, get well soon, prayers for you"

مشہور قرآنی سکالر **پروفیسر احمد رفیق** کا بھی دعاؤں اور محبت سے لبریز آڈیو پیغام برادر عزیز عمران چوہدری کے توسط سے پہنچا۔ انہوں نے اپنے پیغام میں صحت یابی کے لئے دعائیں دیں اور پڑھنے کے لئے تسبیح بتائی۔

محبت بھرے SMS میں سے چند ایک ذیل میں دیے جا رہے ہیں جن کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ دوست احباب کتنے پریشان تھے اور کس محبت سے وہ میرے لیے دعائیں کر رہے تھے۔ اللہ ان سب کو خوش رکھے اور ان پر اپنا کرم کرے۔ ان کی دعاؤں کے باعث اللہ نے نئی زندگی دی۔

Hello sir!

I don’t know whether you will be in a position to read this message or not. However, I will still write it. I came to know about the sad news the day of the incident. I was very disturb through out that day and am disturb even now. I still remember your smiling face when ever I visited your office. The humility of your attitude and the kindness of your heart are god gifted qualities. I am sure you will get well soon with His grace. I can’t wait for the day to see you in your office again. May you get well soon sir.

Asfandyar, Customs

Sir, Assalamualeykum!
Hope your good self is recovering fast.May Allah give u good health n early recovery.
Regds.

Sir,
praying that the procedure goes well and for your early recovery. May Allah keep you in His protection. I’m in touch with colleagues in Lhr and glad that you are being looked after in the best possible manner. May Allah bless you and keep you out of harm’s way. Amen. Regards.

AOA!
MASHALLAH
Good news may ALLAH KARIM bless you with good health and early recovery. Stay blessed.
Regards
Abdur Razzaq

AOA,
Dear Asif, this event is an " aazmaish" for you from almighty Allah to bring you more close to Him. More one is Allah's beloved, more severe the aazmaish will be. Nothing will happen to your life (insha allah), istiqamat is needed at this stage, to be uplifted by Allah swt, so attach more and more to Him, to be succeeded and to get His khushnodi.Your well wisher,
Dr. Wasim Aftab PIC

Asalam-o-alikum wa rehmatullah wa barakatu.
I just heard from Dr. Fazal Karim that you had some car accident. I hope that it wasn't serious but I understand that you are still in the hospital. May Allah SWT bless you and recover you soon InshaAllah. I'm sure there are thousands of people praying for you. May Allah SWT give you quick recovery so that you can continue with your welfare work. Please update us if you find it appropriate.
Jazakallah khair
Dr. Anayatullah Khokhar
Gold Coast, Australia

Dear Sir Aslamoalaikum,
Praying for your health and long life. Insha'Allah, nothing can harm you. Hundreds of thousands of people around the world are praying for your well being as you work day and night for the well being of the oppressed humanity. God bless you, sir!
Best regards and best wishes

اسلام علیکم!
کائنات کا مالک ہمیشہ آپ کو اپنی رحمتوں کے سائے میں

رکھے۔ اور اللہ تعالیٰ آپ کو جلد تندرستی اور صحت عطا
فرمائے۔ آمین

آپ کا مخلص

محبوب الٰہی

AoA Dr Sb. Worried about your health. May Allah SWT bless you with complete and early recovery (Ameen). You are a messiah for thousands of people and our and their prayers are for you. I will be extremely happy to be of assistance. Best regards, **Hamed Sheikh.**

حصہ سوم

ہسپتال سے گھر

دُعا قضا پہ غالب آ گئی

ڈاکٹر آصف محمود جاہ بڑے انوکھے تجربوں کا شکار ہوئے۔ ہر تجربہ میں ان کو بیش بہا تعلیمی نتائج سے نوازا گیا۔ آخری تجربہ جان لیوا بھی تھا اور طویل تکلیف اور اذیت والا بھی۔ وہ ایک بار نہیں متعدد بار خوف مرگ میں مبتلا ہوئے۔ زندگی میزان میں پڑ گئی۔ بیم و رجا کا تسلسل رہا۔ وہ ایک حادثہ کا شکار ہوئے جس میں مرنا زندہ رہنے سے آسان تھا۔ مگر ان کی امید کا دامن وسیع تر رہا۔ ان کے لیے بہت دُعائیں، بہت مخلصانہ دُعائیں ہوئیں، ایسے لگا کہ دُعا قضا پہ غالب آ گئی۔ لگتا تھا کہ کسی بڑے نقصان کے بغیر ابتلا جان نہیں چھوڑے گی۔ مگر کمال یہ ہوا کہ اتنا بڑا حادثہ بغیر کوئی خراش ڈالے گزر گیا۔ ان کی کتاب ''حادثہ، مسیحا اور زندگی'' روداد اسی طوفان بالا خیز کی ہے جس میں ان کی کشتی حیات اللہ توکل چاہنے والوں کے اخلاص اور ان کے قرب و جوار میں بے شمار دُعاؤں کی بدولت تھمی۔ یقینا وہ خود بھی حیران ہوئے ہونگے۔ اس پہ ان کے سب جاننے والے اور ان کے معالج بھی حیران ہوئے ہونگے۔ ان کے اس سفر نامہ فنا و بقاء میں ایک بات کے سب قائل ہو گئے ہونگے کہ ہر لمحہ ان کی دُعا کا پلڑا زمین کو جھکا رہا۔ انکسار کی طمانیت نصیب رہی اور وہ اللہ پہ توکل میں کامیاب رہے۔

پروفیسر احمد رفیق اختر

پروفیسر خالد مسعود گوندل اور ڈاکٹر یار محمد

ڈاکٹر یار محمد صاحب ایمرجنسی میڈیسن کے پروفیسر ہیں اور ان سے کئی سالوں سے یاد اللہ ہے۔عمر میں بھی چھوٹے ہیں اور ہم سے جونیئر ہیں مگر اللہ نے ان کو بہت جلد پروفیسر بنا دیا۔حادثے کے بعد پہلے دن سے لے کر آخر تک ساتھ رہے۔کوئی مشکل بھی آئی تو انہوں نے ہی دیکھا۔ یار محمد صاحب آئے اور بتایا کہ نقی صاحب کہہ گئے ہیں کہ بس آج آپ کو چھٹی دے دینی ہے۔مزید کہا کہ میں نے آپ کو جناح ہسپتال میں ریسیو کیا تھا اور اب گھر بھی میں ہی چھوڑ کر آؤں گا۔جس طرح یار محمد صاحب نے شروع سے لے کر آخر تک ساتھ دیا اس کا احسان میں ساری زندگی نہیں بھلا پاؤنگا۔بیٹی یمنیٰ بھی پچھلے پندرہ دن سے ایک لمحے کے لیے نہیں سوئی۔کہتی ہے بابا ٹھیک ہونگے تو میں آرام کروں گی۔چھٹی کے لیے گوندل صاحب کا انتظار ہے۔تھرپارکر میں ہمارے پروجیکٹ کامیابی سے چل رہے ہیں۔وہاں میری مکمل صحت یابی کے لیے دعائیں ہو رہی ہیں۔ہندو بھی دعائیں کر رہے ہیں۔عیسائی بھی دعائیں مانگ رہے ہیں۔مسلمان بھی رو رو کر دعائیں کر رہے ہیں۔خیرات بھی بٹ رہی ہے۔مدرسوں میں بھی دعائیں ہو رہی ہیں۔خالد مسعود گوندل صاحب اپنی پوری ٹیم کے ساتھ ماشاء اللہ مسکراتے چہرے کمانڈر کی طرح سب کو لیڈ کرتے ہوئے تشریف لائے اور مبارکباد دی اور کہا کہ دیکھیں آصف جاہ میں نے جب آپ کو پہلے دن دیکھا تو آپ کی حالت بہت خراب تھی۔بہت سیریس تھی تو میں نے کہا کہ اس کو والدصاحب اور تھر کے پیاسے عوام کی دعائیں ہیں۔ان شاء اللہ کچھ نہیں ہوگا۔سب سے پہلے میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ جس نے نئی زندگی دی۔پروفیسر ڈاکٹر زہرہ اور ڈاکٹر فرخ کہنے لگیں کہ ڈاکٹر صاحب آپ کو ایک نہیں تین زندگیاں دی۔آپ کا ایکسیڈنٹ بہت سیریس تھا جس میں اللہ نے آپ کو بچا لیا۔اس کے علاوہ دوران شاک بھی اللہ نے کرم کیا۔پھر وینٹی لیٹر پر بچا لیا اس پر آپ اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کریں کم ہے۔اس موقع پر ڈاکٹر زہرہ نے کہا کہ ڈاکٹر صاحب آپ کا Pain Threshold یعنی درد برداشت کرنے کی قوت بہت زیادہ ہے آپ نے کسی موقع پر یہ نہیں کہا کہ مجھے سخت درد ہو رہی ہے۔میں نے کہا کہ یہ سب میرے اللہ کی مہربانی ہے۔اس کا کرم ہے

کہ اس نے نئی زندگی دی اور صحت عطا کی۔

ہسپتال سے چھٹی اور وائس چانسلر کی گاڑی

اتنے بڑے حادثے کے بعد الحمدللہ صحت یاب ہو کر گھر واپس جا رہے ہیں۔ اشفاق کو کہہ دیا ہے کہ وارڈ کے ڈاکٹروں اور سٹاف کے لیے مٹھائی لائے۔ سب خوشیاں منا رہے ہیں۔ وارڈ کے ورکرز، آیا، آپا، منگا وغیرہ کو انعام بھی دیا۔ ان لوگوں نے میری بھرپور خدمت کی۔ گوندل صاحب ٹیم کے ساتھ آئے اور مبارکباد دی۔ ڈاکٹر زہرہ اور ڈاکٹر فرخ بھی آ گئیں۔ انہوں نے صحت یابی کی مبارکباد کے ساتھ دعائیں دیں۔ میں نے بھی ان سب عظیم ڈاکٹروں کا شکریہ ادا کیا۔ یمنیٰ بیٹی نے ماشاءاللہ بڑی بہادری اور ہمت سے بابا کا علاج کروایا اور بڑے اعتماد کے ساتھ سارے پروفیسروں کے ساتھ رابطہ رکھا۔ گھر میں ماہ نور، حذیفہ، نعمان، ڈاکٹر نوید، ڈاکٹر زہرہ ہر طرح نے خیال رکھا اور ابھی تک دیکھ بھال کر رہے ہیں۔ اشفاق، رفیق وغیرہ سب خوش ہیں اور خوشی سے نہال ہیں کہ ہمارے سر ٹھیک ہو گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی یمنیٰ ڈسچارج سلپ بنانے کے لیے چلی گئی۔ گوندل صاحب بھی عجیب آدمی ہیں۔ وہ پروٹوکول کا کوئی موقع جانے نہیں دیتے۔ ان کا فون آ گیا کہ وائس چانسلر کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کی گاڑی ڈاکٹر آصف جاہ کو گھر چھوڑ کر آئے گی۔ اشفاق نے سامان سمیٹا۔ سٹاف میں مٹھائی تقسیم کی۔ جانے کی تیاریاں شروع ہو گئیں۔ اللہ نے کرم کیا۔ اس کی بڑی مہربانی ہے کہ اس نے جان بچائی اور صحت عطا کی۔ زندگی اللہ نے اس لیے بخشی ہے کہ ابھی بہت سے کام کرنے ہیں۔ بہت سارے بے سہاروں کا سہارا بننا ہے۔ بیواؤں کے کام آنا ہے۔ یتیموں کے سر پہ ہاتھ رکھنا ہے۔ غریب بچوں کو تعلیم دلوانی ہے۔ پیاسے جانوروں اور انسانوں کی پیاس بجھانی ہے اور ایسے ایسے علاقوں میں جانا ہے جہاں انسانیت سسک رہی ہے۔ دم توڑ رہی ہے۔ اپنے ساتھ بچے غبارے بھی لائے تھے۔ وہ ان کو خوشی سے پھاڑ رہے ہیں۔ 14 دن پہلے ان سب کا عجب حال تھا۔ سب پریشان تھے۔ رو رہے تھے۔ اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ التجائیں کر رہے تھے۔ آنے والے وقت سے ڈر رہے تھے۔ آج اللہ نے خوشی دکھائی ہے۔ گھر میں سب انتظار کر رہے ہیں۔ اسلام آباد سے خواجہ ظفر بھی آ گئے ہیں۔ ساتھ خواجہ رئیس بھی ہیں۔ سرجیکل ٹاور کے بعد باہر خوشی کا سماں ہے۔ یار محمد صاحب بھی آ گئے ہیں۔ تقریباً دو ہفتوں بعد باہر کی دنیا دیکھی ہے۔ باہر کی دنیا عجیب سی لگ رہی ہے۔ دو ہفتے بعد کھلی فضا میں سانس لینے کا موقع ملا ہے۔ جب میں نے سکھیکی کے قریب مغرب

کی نماز پڑھی۔ ذہن میں یہی تھا کہ میں آدھے گھنٹے میں گھر پہنچ جاؤں گا۔ اس دوران اسماء کا اور اشفاق کا فون آیا۔مگر میں نے کہا کہ گھر یا ہسپتال جا کر جلدی بات ہوگی۔

پریشانی خوشی میں بدل گئی

آج تقریباً 14 دن اور 20 گھنٹے بعد گھر جا رہے ہیں۔ سرجیکل ٹاور سے گھر تک کا سفر بڑا خوش گوار لگا۔ لاہور کی سڑکیں، بلڈنگز اور شاہرائیں نئی نئی لگ رہی ہیں۔ ایسے لگ رہا ہے کہ پہلی دفعہ دیکھ رہا ہوں۔ دو ہفتے تک تو اپنی دنیا پہلے ICU پھر گوجرانوالہ وارڈ تک محدود تھی۔ مگر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے کرم کر کے نئی زندگی کے ساتھ صحت بھی عطا کی۔ اسماء اور ماہ نور پھولوں کے ہار لیے کھڑے ہیں۔ ماہ نور بھی خوشی کے مارے رو رہی ہے۔ اس گھر میں 15 دن پہلے کیسی غمی آئی تھی۔ کیسی اداسی آئی تھی۔ کیسی پریشانی آئی تھی۔ ابا جی، امی جی سے بات ہوئی۔ ان کی خوشی سے چیخیں نکل گئیں۔ ہر طرف سے ایک ہی بات ہو رہی ہے کہ یا اللہ تیرا کرم ہے۔ تیرا شکر ہے۔ یا اللہ تو نے زندگی بچائی اور صحت عطا کی۔ الحمدللہ! پیٹ کے زخم بھی مندمل ہو رہے ہیں۔ پلاسٹک آف پیرس اینکل پر لگا ہوا ہے۔ یہ بھی آہستہ آہستہ اُتر جائے گا۔ خوشی یہ ہے کہ اللہ نے ہسپتال سے بخیر و عافیت گھر پہنچا دیا۔ پروفیسر ڈاکٹر اصغر نقی ان کی ٹیم کو ڈاکٹر فرخ اور ڈاکٹر زہرہ، ڈاکٹر نعمان نصیر کارڈیالوجسٹ، ڈاکٹر سلمان پلمونالوجسٹ پروفیسر احسن نیورولوجسٹ اور سب سے بڑھ کر پروفیسر یار محمد جنہوں نے شروع وقت سے لے کر آخری وقت تک بہت خیال رکھا اور پل پل کی خبر رکھی ان سب کو سلام عقیدت۔ خاص طور پر سب سے زیادہ پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود گوندل صاحب کو سلام جنہوں نے حادثے کے شروع سے لے کر آج تک علاج کی نگرانی کی۔ کلاس 86 کے تمام دوستوں کو سلام جنہوں نے میری صحت یابی کے لیے دُعائیں کیں۔ ڈاکٹر جنید اصغر کو سلام جنہوں نے سعودی عرب سے میری خبر گیری کی اور بیٹی سے پل پل رابطہ رکھا۔ واٹ سیپ گروپ بھی بنایا۔ مجھے جو بھی پرابلم ہوتا وہ ڈسکس ہوتا۔ اللہ ان سب ڈاکٹروں کو خوشیاں دیں۔ ان کے خاندان والوں کو خوشیاں دیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا سایہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچوں کی خوشیاں دکھائے۔ اللہ اپنا کرم کرے اور تمام ڈاکٹروں کو مزید کام کرنے اور انسانیت کی خدمت کی توفیق دے۔

تسبیح نے خودکش حملے اور حادثے سے بچایا

گزشتہ رات جسم پر کچھ خارش تھی۔ یمنیٰ نے گولی کھلادی تھی۔ میری نیند زیادہ تر چار یا پانچ گھنٹے کی ہوتی ہے۔ تین بجے آنکھ کھل گئی۔ میں بولتا جارہا ہوں۔ بیٹی پریشان ہوتی ہے۔ بیٹی کہتی ہے بابا کو پتہ نہیں کیا ہوگیا ہے۔ میرا دل کیا کہ اپنی بچیوں کو پروفیسر احمد رفیق سے متعارف کرواؤں۔ سوشل میڈیا پر ان کے بہت سے لیکچرز موجود ہیں۔ ان کے لیکچرز سن کر بندہ اللہ سے تعلق جوڑ سکتا ہے۔ اس وقت پروفیسر احمد رفیق اختر کی تصویر آنکھوں کے سامنے آگئی۔ پروفیسر صاحب کہتے ہیں اللہ کا ذکر آپ کو ہر طرح سے پروٹیکٹ کرتا ہے۔ اگر اللہ سے لو لگانا ہے تو اللہ کا ذکر بار بار کریں۔ تسبیح کیا ہے۔ تسبیح اللہ کا ذکر بار بار عقیدت ومحبت کے ساتھ کرنے کا نام ہے۔ اللہ کا ذکر کیا جائے تو اللہ اس پر بہت خوش ہوتے ہیں۔ رات تین بجے کا وقت ہے۔ میں بولتا جارہا ہوں۔ بیٹیاں سنتی جارہی ہیں میں نے مختلف باتوں کو ڈسکس کیا۔ جب بھی گوجرخان میں گل پارہ گئے جو پروفیسر صاحب کا مرکز ہے۔ ان کے جتنے بھی عقیدت مند تھے وہ ہاتھوں میں تسبیحات پکڑے گھوم رہے تھے۔ مگر میں نے ان کی بتائی تسبیحات ابھی شروع نہیں کی تھیں۔ چھ مہینے پہلے ندیم احسن کے دوست بریگیڈئر باسط سے ملاقات ہوئی۔ وہ رینجرز میں رہے۔ بریگیڈئر باسط صاحب میرے ساتھ اسلام آباد سے لاہور آئے اور راستے میں ہم پروفیسر صاحب کا ذکر کرتے رہے۔

بریگیڈئر باسط صاحب نے اپنا قصہ بیان کیا کہ دو یا تین دفعہ کراچی میں خودکش حملہ آوروں نے ان کی گاڑی کو ہٹ کیا۔ ان کی دوسری گاڑی کے لوگ شہید ہوگئے۔ مگر باسط صاحب کہتے ہیں کہ میں بالکل محفوظ رہا۔ پروفیسر صاحب نے جو تسبیحات مجھے بتائی تھیں وہ میں بدستور پڑھتا رہا۔ ان کا پروفیسر صاحب سے 20، 25 سال سے تعلق ہے۔ میں نے صبح دفتر آتے ہوئے ''یا سلامُ'' کی تسبیح پڑھی ہوئی تھی جس کی وجہ سے تو اللہ نے مجھے بچائے رکھا۔

پروفیسر احمد رفیق کی عزت افزائی

19 فروری کو ہفتہ کا دن تھا۔ میں ہفتہ کے دن زیادہ تر لاہور ہوتا ہوں۔ اس دن پروفیسر صاحب کا سالانہ لیکچر تھا۔ لیکچر سننے کے لیے جلیل اختر، حمید قاضی، امجد بخاری اور محمد صدیق کے ساتھ گوجرخان پہنچے۔ ہمیں درمیان میں سیٹیں ملیں۔ میں پروفیسر صاحب کے بالکل سامنے تھا۔ ایک دم کسی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا تو میں نے کہا کیا ہوا تو انہوں نے کہا پروفیسر صاحب آپ کو سٹیج پر بلا رہے ہیں۔ مجھے بڑی حیرت ہوئی اور خوشی بھی ہوئی کہ یہ کتنے بڑے آدمی ہیں یعنی لوگ تو 40، 40 سال سے ان کے ماننے

والے ہیں میری تو جمعہ جمعہ چار دن پہلے ان سے واقفیت ہوئی ہے میں تو ان کی بتائی ہوئی تسبیحات ریگولر بھی نہیں پڑھتا۔ اس کے باوجود سب کے سامنے اتنی عزت دے رہے ہیں۔ واپسی پر میں نے تسبیح والا کاغذ جو پروفیسر صاحب نے دیا تھا اس کو میں نے ڈھونڈ نکالا۔ مسنون تسبیحات کے ساتھ پروفیسر صاحب کی بتائی ہوئی اللہ کے ناموں کی تسبیحات ریگولر پڑھنی شروع کر دیں۔ ان تسبیحات کی بدولت اللہ نے مجھے حادثے سے بچایا اور نئی زندگی دی۔ 6 جولائی کو صبح 2 بجے مجھے لگا کہ میں ایک روحانی ماحول میں ہوں۔ حادثہ ہوئے 15 دن سے زیادہ گزر چکے ہیں۔ جب سے ہسپتال سے گھر آیا ہوں تو میری چھوٹی بیٹی ماہ نور جو سکالرشپ کی ہے مجھ سے روحانیت کی باتیں کرتی ہے۔ اس بچی کا بھی دعا کرنے کا اپنا انداز ہے۔ اللہ سے میری شفایابی کے لیے اس نے تین دن کا روزہ رکھا۔ اور رقت آمیز طریقے سے دعا کی کہ یا اللہ میرے بابا کو شفاء دے۔ اس کی دعاؤں کے طفیل اللہ نے نئی زندگی دی۔

ماہ نور کی روحانی باتیں

ماہ نور بتاتی ہے کہ ''میں اتوار کے دن حادثہ کے دو دن بعد صبح صبح فجر کی نماز کے وقت روتے روتے دعائیں کرتے باہر گئی۔ ابھی قریبی مسجد میں اذان ہونے والی تھی۔ دور دراز کی مسجدوں سے اذان کی آوازیں شروع ہوگئی تھیں۔ میں دعا کرنے لگی۔ اللہ میاں سے دعا کی کہ یا اللہ بابا کو شفاء دے۔ ابھی ہم سب کو اور غریبوں کو بابا کی بہت ضرورت ہے۔ میں نے 15 سے 20 منٹ تک دعائیں کیں۔ پھر مسجد میں اذان ہونے لگی تو خاموشی ہوگئی اور میں آسمان کو دیکھ رہی تھی۔ میں مطمئن ہوگئی۔ مجھے ایسے لگا کہ اللہ نے میری بات سن لی ہے۔'' جب اللہ مشکل میں ڈالتا ہے تو اس کو برداشت کرنے کا حوصلہ دیتا ہے۔ ماہ نور کی باتیں سن لیں۔ یہ روحانیت کے بہت قریب ہے۔ جب سے میں گھر آیا ہوں تو یہ پوری رات میرے پاس بیٹھ جاتی ہے۔ پیار اور محبت کی باتیں کرتی ہے اور مجھے تسلیاں دیتی ہے۔

صبح 3 بجے عجیب بات ہوئی کہ یکدم میں نے بولنا شروع کر دیا۔ میری آنکھیں بند تھیں۔ ماہ نور اٹھی ہوئی تھی فوراً آئی اور کہا کیا ہوا بابا۔ یمنیٰ بھی بھاگی بھاگی آئی۔ یمنیٰ نے کہا بابا سو جائیں۔ اس نے میرا بلڈ پریشر چیک کیا، نبض دیکھی۔ دیکھ کر مطمئن ہوگئی۔ یمنیٰ اور ماہ نور میرے سرہانے کھڑی ہوگئیں۔ گزشتہ رات بدن پر خارش ہو رہی تھی۔ اب اللہ کا شکر ہے میں بالکل ٹھیک ہوں۔ مگر اس وقت میں غنودگی کی حالت میں تھا۔ بیٹیاں میرے پاس کھڑی ہوئیں تھیں اور میری باتیں توجہ سے سن رہی

تھیں۔ میں اپنی بیٹیوں کو روحانیت کے بارے میں بتا رہا تھا۔ ان کے ساتھ اللّٰہ اور اس کے رسول کی باتیں کر رہا تھا۔

نماز پڑھنے کا فوری اثر

الحمدللہ! جوں جوں طبیعت بحال ہوتی جا رہی ہے تو پتہ چلتا جا رہا ہے کہ شروع میں ہسپتال میں کیا بیتی۔ سی پی آر بھی کرنا پڑا۔ ابھی ابھی اویس نے بتایا کہ جب آپ وینٹی لیٹر پر تھے تو آپ کی حالت بہت خراب ہو رہی تھی سانس اکھڑ رہی تھی۔ ایک دم آپ نے کہا کہ مجھے وضو کروائیں۔ وینٹی لیٹر پر تھا تو ڈاکٹروں نے کہا کہ ابھی ٹائم نہیں ہے تو جب میں نے نماز کے لیے زور دیا تو یُمنیٰ نے تیمم کروا دیا۔ جب میں نے نماز پڑھی تو مجھے کچھ یاد نہیں کہ کیا ہوا۔ یہ بچوں نے ہی بتایا کہ آپ نے آہستہ سے اشاروں سے نماز پڑھی۔ ایک دم عجیب اتفاق ہوا کہ جو سانس کی رفتار جو 2 یا 3 تھی ایک دم 12 یا 13 پر پہنچ گئی۔ بچے بڑے خوش ہوگئے کہ اللّٰہ پاک نے کیسا معجزہ دکھایا۔ جب وینٹی لیٹر خراب ہوا تو بھی اللّٰہ تبارک وتعالیٰ نے مہربانی کی۔ دوسرے پر لگایا تو وہ بھی نہ چلا جب تیسرے پر لگایا تو وہ چلا۔ اللّٰہ تعالیٰ پاک نے کرم کر دیا اور طبیعت بحال ہوگئی۔ مگر حادثے کے بعد پہلے 3 دن گھر والوں پر بہت بھاری رہے۔ یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور، ڈاکٹر اویس، شیری، نوید منیر بھائی سب رو رہے تھے۔ مگر اللّٰہ نے کرم کر دیا اور نئی زندگی دی۔

یا سلام کی برکت اور طاقت نے حادثے سے بچایا

18 جون کو دفتر میں کام کیا۔ جب سے اسلام آباد ٹرانسفر ہوئی ایک ہفتہ بعد جمعہ کو دفتری امور نپٹانے کے بعد لاہور کے لیے روانہ ہوتا ہوں تاکہ بچوں سے مل لوں۔ ان کے ساتھ وقت گزار لوں اور ساتھ ساتھ اپنے ادارے کے معاملات اور دو دن مریضوں کو دیکھ لوں۔ جمعرات کے دن ہم ساڑھے تین بجے لاہور کے لیے چلے تھے ذہن میں یہی بات تھی کہ ان شاء اللّٰہ مغرب کی نماز لاہور میں ادا ہوگی۔ رفیق جیسا ڈرائیور ہوتا تو ہم مغرب سے پہلے ہی پہنچ چکے ہوتے۔ نیا ڈرائیور قمر تھا جو 120 کی سپیڈ سے گاڑی چلا رہا تھا۔ میری یہ عادت ہے کہ میں عموماً ڈرائیور کے ساتھ والی اگلی سیٹ پر بیٹھتا ہوں مگر اب کورونا کی وجہ سے پچھلی سیٹ پر بیٹھنا شروع کیا ہے۔ راستے میں میں یا سلامُ کی تسبیحات پڑھتا رہا۔ کئی مقامات پر جب ٹائم ملا میں تسبیح نکال لیتا۔ کبھی معمولات کی تسبیحات پڑھنے لگ جاتا۔ جب مغرب کا ٹائم ہوا تو ہم نے مغرب کی

نماز پڑھی۔ لاہور موٹروے ٹول پلازہ سے 30 کلومیٹر کے فاصلے پر دونوں طرف ایک ریسٹ ایریا بنا ہوا ہے وہاں لوگ چائے بھی پیتے ہیں اور مسجد میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اس کے علاوہ تھوڑی دیر آرام بھی کر لیتے ہیں۔ وہاں ہم نے مغرب کی نماز پڑھی۔ میں نے مغرب کی جماعت کروائی۔ پانچ سات لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو گئے۔ راستے میں بھی میں تسبیحات پڑھتا رہا۔ ٹول پلازہ آنے والا تھا۔ پندرہ بیس منٹ بعد گھر پہنچنا تھا کیونکہ سفر 25 کلومیٹر تھا۔ دو پہر کھانا بھی نہیں کھایا تھا۔ میں سوچ رہا تھا کہ میں گھر جاؤں گا۔ اسماء نے کھانا بنایا ہوگا۔ واقعی اسماء نے میری پسندیدہ سبزی آلو پالک اور سویاں بنائی ہوئی تھیں مگر وہ کھانا نصیب میں نہیں تھا۔

18 جون کی بات ہو رہی تھی۔ میں نے تسبیحات دوبارہ پڑھنی شروع کر دیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم ریسٹ ایریا سے نکلنے کے پندرہ بیس منٹ بعد یہ حادثہ ہو گیا۔ جس وقت حادثہ ہوا میرے ہاتھ میں تسبیح تھی اور یا سلامُ کا ورد کر رہا تھا۔ گاڑیاں آپس میں ٹکرائیں۔ مجھے کچھ یاد نہیں۔ مجھے ایکسیڈنٹ کا ایک منظر بھی یاد نہیں۔ سوشل میڈیا پر ویڈیو دکھائی گئی ہے۔ مجھے میرے بچوں نے حادثہ کی ویڈیو نہیں دیکھنے دی۔ جب حادثہ ہوا تو میں یا سلامُ کی تسبیح پڑھ رہا تھا۔ اللّٰہ پاک نے مجھے ان تسبیحات کی وجہ سے بچایا۔ یہ اللّٰہ کا کمال ہے۔ ویڈیو دیکھنے والے بتاتے ہیں کہ میں خون میں لت پت ہوں اور زمین پہ بیٹھا ہوا ہوں۔ مگر مجھے کچھ پتہ نہ چلا کیسے حادثہ ہوا اور کیوں ہوا۔ یہ باتیں میں تین بجے اپنی بیٹیوں سے کر رہا ہوں۔ میں بولتا جا رہا ہوں اور بولتا جا رہا ہوں۔ موٹروے سے مجھے جناح ہسپتال لے آئے پھر مجھے میو ہسپتال شفٹ کر دیا گیا۔ جمعرات کو پہلا آپریشن ہوا۔ دوسرا آپریشن جمعہ کو ہوا۔ تین دن وینٹی لیٹر پہ گزارے۔

نمازیں اور تسبیحات

تین دن کے بعد تیمم کر کے نمازیں شروع کر دیں۔ صبح کے وقت بیٹی یمنیٰ ڈیوٹی پر ہوتی تھی یا نعمان ہوتا تھا یا حذیفہ ہوتا تھا۔ یہ مجھے ایک لمحے کے لیے بھی نہیں چھوڑتے تھے۔ پھر بچے مجھے کہتے کہ بابا نماز پڑھ لیں میں تیمم کرتا اور نماز پڑھتا اور اس کے بعد تسبیحات مکمل پوری کرتا۔ مجھے یقین کامل ہے کہ انہی تسبیحات نے مجھے سہارا دیا۔ 18 جون کو حادثہ ہوا۔ 19 جون کو آپریشن ہوئے۔ 18 جون سے یکم جولائی تک میں ہسپتال میں رہا اور ساری نمازیں بھی پڑھتا رہا اور تسبیحات بھی کرتا رہا۔ آج 6 جولائی ہے۔ صبح کا وقت ہے۔ ابھی میں نے تسبیحات پوری کرنا ہیں۔ ان شاء اللّٰہ ضرور کروں گا۔ رات 3 بجے اٹھ کر بیٹیوں کو

ساری باتیں بتائیں۔ اپنے پروفیسر صاحب کا میں نے تذکرہ کیا۔ بیٹیوں کو پتہ چل گیا کہ پروفیسر صاحب کیا آدمی ہیں۔ عمران چودھری نے پروفیسر احمد رفیق صاحب کو میرے حادثے کے بارے میں بتا دیا تھا۔ پروفیسر صاحب کو پتہ نہیں تھا کہ میں بھی تسبیح گزار ہوں۔ پروفیسر احمد رفیق قرآنی سکالر ہیں۔ اللہ نے انہیں بڑا علم دیا ہے۔ ماشاءاللہ 85 سال عمر ہے۔ لوگوں کی باتیں توجہ سے سنتے ہیں اور ان کے تمام مسائل کا حل بتاتے ہیں۔ عمران چودھری نے مجھے بتایا کہ پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ میں نے ڈاکٹر صاحب کے لیے دعا کی ہے۔ ان شاءاللہ انہیں کچھ نہیں ہوگا۔ پھر میرے ذہن میں آیا ہے کہ یہ جو کمال ہوا ہے۔ یہ تو اللہ نے کیا ہے اور یا سلامُ کی تسبیح کا اس میں رول بہت زیادہ ہے۔ میں نے ایک وائس میسیج بنا کر پروفیسر صاحب کو بھیجا کہ میری صحت اور زندگی کے لیے دُعا فرمائیں۔ انہوں نے اپنے سب تسبیح گزاروں کو کہا کہ ڈاکٹر صاحب کے لیے دعا کریں۔ ہسپتال میں قیام کے دوران الحمدللہ نمازیں بھی ادا ہوتی رہیں اور تسبیحات بھی۔ میں نے جب فون کیا۔ پروفیسر صاحب نے بھی وائس میسیج بھیجا وہ بڑے مطمئن ہوئے اور فرمایا دیکھیں بات یہ ہے کہ اللہ کا ذکر ہمیں اللہ کے ساتھ ملاتا ہے۔ آپ کے واقعہ نے اور بھی مجھے قائل کر دیا ہے کہ زیادہ سے زیادہ اللہ کی تسبیح کی جائے۔ اللہ کے پیارے ناموں میں بہت طاقت اور برکت ہے۔

دعاؤں کا اثر

حذیفہ بتا رہا تھا کہ ہم سب خون ڈھونڈ رہے تھے کبھی اِدھر جا رہے ہیں کبھی اُدھر جا رہے ہیں۔ اللہ نے مدد کی اور خون کا انتظام ہو گیا۔ کافی بوتلیں اکٹھی ہو گئیں۔ پیٹ کے آپریشن کے بعد وینٹی لیٹر پر ڈال دیا گیا۔ وینٹی لیٹر پر ڈالنے کا مطلب ہے کہ حالات بہت خراب ہو گئے ہیں۔ یمنیٰ، حذیفہ اور شیری نے بتایا کہ حالات آپ کے بہت خراب ہو چکے تھے۔ ہمیں سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کریں۔ ڈاکٹرز بھی پریشان تھے۔ مگر اللہ نے اپنا کرم کر دیا اور حالات ٹھیک ہوتے گئے۔ وائس چانسلر خالد مسعود گوندل ڈاکٹر اصغر نقی، پروفیسر ڈاکٹر زہرہ، پروفیسر فرخ، ڈاکٹر سلمان، پروفیسر یار محمد روزانہ راؤنڈ کے لیے آتے۔ جب وہ چلے جاتے تو پورے وارڈ کے ڈاکٹرز بشمول سینئر رجسٹرارز خدمت کے لیے حاضر ہوتے۔ دوستوں اور بہی خواہوں نے صدقے دینے شروع کر دیئے۔ خیرات دینی شروع کر دی۔ اللہ اعجاز سکا صاحب کو سلامت رکھے۔ انہوں نے بھی صدقہ کے لیے رقم دی۔ اشفاق ہر جگہ صدقہ کی رقم پہنچا رہا ہے۔ تھرپارکر سے خبریں آئیں کہ ہندوؤں نے بھی اپنے انداز سے دعائیں کیں اور پرشاد تقسیم کیا۔ ان دعاؤں کے طفیل زندگی کی وہ

سانسیں جو ٹوٹ رہی تھیں وہ دوبارہ جڑنی شروع ہوگئیں۔ مسجد نبوی میں بھی میرے لیے دعائیں شروع ہوگئیں۔

خواب میں ملاقات

آج 19 جولائی ہے۔ حادثہ ہوئے ایک ماہ ہو گیا ہے۔ اس دوران بہت سارے لوگوں نے میری صحت یابی کے لیے دعائیں کیں۔ تھر کے لوگوں نے، پاکستان میں ہر صوبے کے افراد نے، بیرون ممالک دوستوں نے، غرضیکہ ہر ایک نے میری صحت یابی کے لیے دُعائیں کیں۔ بہت سے احباب ملنے کے متمنی ہیں مگر اشفاق اور حذیفہ نے بڑی پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کم سے کم لوگوں سے ملنا ہے۔ کورونا کا بھی خطرہ ہے۔ چودھری بشارت صاحب سے ایک عرصہ سے تعلق ہے۔ بشارت صاحب نے فون پہ کہا کہ آپ سے میری ملاقات خواب میں ہوئی۔ ان سے بڑی پیار کی باتیں ہوئیں۔ کہنے لگے حادثے کے بعد میں نے فوراً دعائیں شروع کر دیں۔ اللہ سے التجائیں شروع کر دیں کہ ڈاکٹر صاحب کو نئی زندگی دے۔ اللہ نے سب دوستوں، رشتہ داروں اور غریب اور نادار مریضوں کی دعاؤں کی بدولت نئی زندگی بخشی۔

پروفیسر احمد رفیق اختر کا پیغام

اسلامُ علیکم جی۔ اللہ آپ کو خیر و عافیت سے رکھے اور صحت کاملہ عطا فرمائے۔ میرا تو خیال یہ ہے کہ شکر کریں کہ اللہ میاں نے مجھے اور آپ کو اپنا ذکر کرنے کی توفیق دی۔ اس کے ناموں کی تلاوت سے ہمارے حوصلے بلند اللہ ہر بلا سے محفوظ رکھے۔ تسبیحات کے ساتھ ایک دوسری تسبیح انا اللہ وانا علیہ راجعون بھی سو 100 دفعہ پڑھ لیا کریں۔ اور ان شاء اللہ Soon we will be able to see each other in your perfect good health and mind

ڈاکٹر فیاض رانجھا کی دلچسپ باتیں

فیاض رانجھا صاحب عیادت کے لیے آئے۔ ان کی گزارشات انہی کی زبانی سنئے۔ ''ڈاکٹر صاحب ہم آپ کی عیادت کے لیے آئے ہیں۔ ایک فقرہ سنانے کے لیے کہ آپ نے اس وقت تک لاکھوں لوگوں کو فیضان پہنچایا اس وقت آپ 62 ماڈل آصف جاہ تھے۔ جب آپ نے 980 کنوئیں کھدوا کر لوگوں کو پانی پہنچایا اس وقت آپ 62 ماڈل آصف جاہ تھے۔ اب ہم توقع یہ کر رہے ہیں کہ اب آپ ڈاکٹر آصف جاہ

ماڈل 2020ء ہیں۔ 2020ء ماڈل اب آپ اور بھی اچھے اور مناسب طریقے سے غریب اور نادار لوگوں کو فیضان پہنچائیں گے۔ اللہ آپ کو شفاء دے۔ اللہ آپ کے فیضان میں اضافہ کرے۔ مجھے یہ جان کر خوشی ہوئی کہ آپ نے اور آپ کی بیٹی نے یہ کہا کہ ہم کسی پرائیویٹ ہسپتال سے علاج نہیں کروائیں گے۔ اگر ڈاکٹر صاحب آپ کسی اور جگہ سے علاج کروا لیتے تو کنگ ایڈورڈ اور میوہسپتال شرمندہ ہوتے کہ ہمارے ایک اتنے بڑے سپوت کو اپنی جنم بھومی پر اعتماد نہیں۔ آپ نے اور آپ کی بیٹی نے حق ادا کیا۔ بیٹی نے کہا کہ میوہسپتال میرے باپ کا ہسپتال ہے یہ میرا بھی ہے۔ ہسپتال والوں نے بھی وہ کیا جو اپنوں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مجھے یاد ہے کہ اللہ نے مجھے توفیق دی کہ جب میں میوہسپتال میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ تھا تو بغیر تفتیش کے کہ یہاں پر کوئی ڈاکٹر آصف جاہ ہے یا نہیں ہے۔ ہر مریض کو وہی علاج ملتا جو وزیراعلیٰ کی والدہ کو، حامد ناصر چٹھہ کی والدہ کو، سینئر منسٹر راجہ بشارت کو، آصفہ ریاض فتیانہ کو، پریذیڈنٹ آف پاکستان کی ہمشیرہ کو ملتا۔ داتا دربار سے ایک لاوارث مریض کو بھی ایسا ہی بہترین علاج ملتا۔ اس پہ میں نے کہا کہ میں اس کا گواہ ہوں کہ میرے سپاہی کے 2 سٹنٹ میوہسپتال میں مفت ڈالے گئے۔ رانجھا صاحب مزید کہنے لگے۔

میں ایک واقعہ سناؤں کہ میں موٹروے پر جارہا تھا اسلام آباد میٹنگ میں ایڈیشنل ڈائریکٹر کا فون آیا کہ ایک مریض کو بمب لگا ہے۔ ٹانگے کے بانس کو بمب کہتے ہیں۔ بمب اس کے چھاتی کے آرپار ہو گیا ہے۔ کمہار ہے غریب آدمی ہے۔ سرجن آفتاب یونس نے کہا کہ اس کے علاج کے لیے 35 ہزار کے ڈسپوزایبل چاہیے۔ ہم نے قانون بنایا ہوا تھا کہ 20 ہزار تک ڈسپوزیبل فوراً دے دیتے۔ اس سے سے زیادہ کی اجازت لینی پڑتی تھی۔ اس نے کہا کہ میں آپریشن کرنا چاہتا ہوں مجھے ڈسپوزیبل کی اجازت دیں۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیا مریض بچ جائے گا۔ آدھے منٹ کے بعد اس نے فون کیا اور اعتماد کے ساتھ بتایا کہ ان شاء اللہ مریض بچ جائے گا۔ آپریشن ہوا۔ غریب آدمی کی جان بچ گئی۔ بچنے کے بعد یہ ہوا کہ 7 بجے جب جیل وزٹ کرنے سیالکوٹ گئے تو ان کے ساتھ ہوم سیکرٹری، چیف سیکرٹری وغیرہ بھی تھے۔ ایک مائی بار بار آگے آئے اور بات کرنا چاہے۔ اس نے کہا کہ میکو پتہ لگا اے کہ توصوبے کا وڈا افسر ہے۔ میں کمہاری آں میرا کوئی والی وارث نہیں ہے میں جھولی چک کے تہاڈے آگے دعا کر رہی آں مینوں تے اوہ عزت ملی اے کہ میرا پتر بچ گیا اے۔ یہ اماں اس شخص کی ماں تھی جسے ٹانگے کا بمب لگا تھا۔ اس سے میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ ڈاکٹر صاحب اس طرح کے غریب لوگوں کی خدمت اور تھر کے

پیا سے عوام اور آفت زدوں کی خدمت کی وجہ سے ہم آپ سے عشق کرتے ہیں۔ آپ جس طرح زلزلے زدگان کے پاس پہنچے۔ ان کے والی وارث بعد میں پہنچے۔ آپ پہلے پہنچے۔ سیلاب آیا۔ آپ پہلے پہنچے۔ تھر میں آپ پہنچے۔ گلگت بلتستان میں آپ پہنچے۔ اب تو ایسے لگتا ہے آپ زلزلے سے پوچھ کر یا زلزلہ آپ سے پوچھ کر آتے ہیں۔ آپ پر اللہ کا خاص کرم ہے۔ آپ بیمار ہیں دعا کر دیجیے کہ اللہ تعالیٰ آخری وقت میں مجھے مریضوں میں سرخرو کرے اور موت بھی مریضوں کی خدمت کرتے کرتے آئے''۔

عبدالودود خان کا خواب اور طاہر قریشی اور جمیل ناصر کی پریشانی

الحمدللہ! اب صحت بہتر ہو رہی ہے۔ آج بہت سارے لوگ ملنے آئے اور دعائیں دے کر رخصت ہوئے۔ سب سے اہم عبدالودود خان صاحب تھے۔ خان صاحب آتے ہیں تو پرانے قصے بھی سناتے ہیں۔ نئی باتوں کا بھی تذکرہ ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ کئی سالوں سے عقیدت کا رشتہ ہے۔ 1994ء میں ان کے زیر نگرانی ملتان میں بطورِ اسسٹنٹ کلکٹر کام کرنے کا موقع ملا۔ ماشاء اللہ ڈپٹی چیئرمین FBR ریٹائرڈ ہوئے۔ بڑی ہمت والے انسان ہیں۔ کبھی کبھار ناراض بھی ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے ایک عجیب بات بتائی۔ آپ کے ایکسیڈنٹ سے پہلے کہ میں نے خواب دیکھا کہ میں قبرستان میں ہوں اور تین قبریں بنی ہوئی ہیں۔ دو میں لوگ آ گئے ہیں جبکہ تیسری خالی ہے۔ میں زور زور سے آوازیں دے رہا ہوں کہ آصف جاہ کدھر ہے۔ آصف جاہ کدھر ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ آصف جاہ کی زندگی ابھی باقی ہے۔ میرے ایک دوست جمیل ناصر نے فون کر کے کہا کہ سر آپ کا ہمیں بہت فکر ہے۔ آپ ذرا احتیاط کیا کریں۔ اسی طرح طاہر قریشی نے بھی حادثے سے ایک دن پہلے ہی مجھے فون کر کے بتا دیا سر آپ اپنا خیال رکھیں۔ ہمیں آپ کی بہت فکر ہے۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ آج غسل صحت کیا۔ حذیفہ نے واش روم لے جا کر اچھی طرح غسل کرایا۔ غسل کر کے عصر کی نماز پڑھی۔ آج تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد اپنے بیڈ پر لیٹنے کا موقع ملا ہے۔ شکر ہے اس کی فیلنگ ہی علیحدہ ہے۔ ایسے محسوس ہو رہا ہے جیسے دنیا اور زندگی میں واپس آ گیا ہوں۔ اللہ کی مہربانی ہے کہ اس بیماری کے دوران ہسپتال میں فیملی کے تمام افراد نے بہت خیال رکھا۔ گھر میں صبح شام سب خیال رکھ رہے ہیں۔ جونہی گھنٹی بجاتا ہوں تو کوئی نہ کوئی حاضر ہو جاتا ہے۔ اللہ کا بڑا احسان ہے۔ اللہ کی بڑی مہربانی ہے۔ صحت واقعی بہت بڑی دولت ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ پچھلے دس دن سے دفتر بھی آن لائن جوائن کر لیا ہے۔ کانفرنسز میں بھی شرکت کی ہے اور ساتھ ساتھ ویڈیو کانفرنس بھی

اپنے کلکٹرز کے ساتھ کی ہیں۔

دادو کے غریب عوام کے لیے میٹھے پانی کا انتظام

ماشاءاللہ خدمت اور علاج کے کام بھی شروع ہو گئے ہیں۔ نئے کنوئیں بن رہے ہیں۔کبھی گل دراز کنوؤں کی تصویریں بھیج دیتا ہے۔کبھی قربان کی طرف سے آ جاتی ہیں۔ ذوالفقار سے مسلسل رابطہ ہے۔دادو کے کسی گاؤں کی ویڈیو وائرل ہوئی جس میں بچے اور عورتیں ایک گندے جوہر سے پانی بھر رہے تھے۔ ہماری ٹیم نے اور وہاں پہنچ کر سروے کیا اور پتہ چلا کہ دادو میں پانی کا بہت بڑا مسئلہ ہے۔لوگ گندے جوہڑ سے پانی پیتے ہیں۔اس سلسلے میں ایک مہم شروع ہوگئی۔نئی امید فاؤنڈیشن کی ممبرز نے فنڈز جمع کئے۔ فی سبیل اللہ گروپ کی ڈاکٹر آمنہ اصغر نے ماشاءاللہ ایک تحریک چلائی۔ جو بات ڈاکٹر آمنہ کے دل میں آ جائے تو وہ پوسٹ لگا دیتی ہے اور دھڑا دھڑ فنڈز آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ اب ہماری ٹیم ذوالفقارعلی کی قیادت میں دادو جائے گی۔سمارٹ ہینڈ پمپس کے علاوہ بڑے ہینڈ پمپس بھی لگائیں گے۔ دادو میں اب ہم نے پانی کے مسئلہ کا حل کرنے کی ٹھان لی ہے۔ الحمدللہ! اب تک دادو کے مختلف گوٹھوں میں پچاس سے زائد چھوٹے اور بڑے ہینڈ پمپس لگ چکے ہیں۔ ذوالفقارعلی دادو کے مختلف گوٹھوں میں جا کر ہینڈ پمپ لگوا رہا ہے۔مزید ہینڈ پمپس کے لیے فنڈز آتے جا رہے ہیں۔ امریکہ سے الباسط فاؤنڈیشن کی شاہدہ سلطان نے بھی اپنی بھانجی سائرہ وائیں کے ذریعے رقم بھجوائی ہے۔اللہ تعالیٰ اس میں برکت فرمائے۔اللہ کا بڑا احسان ہے۔اس کا شکر ہے۔ ملک بھر میں اس سال بھی قربانیوں کا سلسلہ شروع کر رہے ہیں۔ روہنگیا مسلمانوں کے لیے قربانی کے پیسے بھجوا دیئے ہیں۔ بلوچستان، چترال، تھرپارکر، سندھ، نوشہرہ، مردان، سوات، بنوں، آزاد کشمیر، سرگودھا، لاہور، جھنگ، پشاور، لکی مروت اور تمام شہروں میں قربانی ہوگی اور گوشت یتیم اور ناداروں میں تقسیم کیا جائے گا۔ تھرپارکر میں بھی گوشت تقسیم ہوگا۔ اللہ کی مہربانی سے صحت یابی ہو رہی ہے اور دفتر کے کام بھی ساتھ ساتھ ہو رہے ہیں۔ ماشاءاللہ خدمت اور علاج کا سلسلہ بھی جاری ازسرنو جاری ہوگیا ہے۔ اگرچہ ابھی مریض دیکھنے کا سلسلہ شروع نہیں ہوا۔اس کے علاوہ دوسرے جو خدمت کے کام ہیں وہ سارے جاری وساری ہیں۔ اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اللہ نے اتنے بڑے حادثے سے بچایا اور صحت دی۔ جوں جوں صحت بحال ہو رہی ہے میں اور گھر کے سارے افراد اللہ کے سامنے سربسجود ہو کر اس کا

بار بارشکریہ ادا کر رہے ہیں۔

ڈاکٹرنوید انور کی خدمت

ڈاکٹر نوید جو چھوٹے بھائی ہیں۔ ماشاء اللہ بہت قابل ڈاکٹر ہیں۔ سرگودھا میں ان کا اپنا کلینک ہے اور سب سے بڑی بات ہے کہ سرگودھا میں رہتے ہوئے والدین کی خدمت بھی کر رہے ہیں۔جس دن سے حادثہ ہوا۔ وہ اپنا گھر اور چلتا کلینک بند کر کے فیملی کے ساتھ لاہور آن بسے ہیں۔ ان کے بچے ڈاکٹر نعمان اور ابوبکر ہر دم میرے ساتھ ہیں۔ ڈاکٹر نوید پہلے ہسپتال میں خدمت کرتے رہے۔ جب سے گھر آئے ہیں تو سارا علاج ان کے زیرِ نگرانی ہو رہا ہے۔ وہ دیکھ بھال کے بڑی احتیاط سے انجکشن اور ڈرپس لگاتے ہیں اور جب تک ڈرپ ختم نہ ہو جائے۔ گھنٹوں پاس بیٹھے رہتے ہیں۔ بیڈ روم کی ایک ایک چیز کو Sanitize کرتے ہیں۔تمام دواؤں کا حساب رکھتے ہیں۔انجکشن یا ڈرپ کے بعد جب طبیعت خراب ہونے لگتی ہے تو مانیٹر کرتے ہیں اور تسلی دیتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر عامر عزیز کی آمد

تین دن پہلے طبیعت خراب ہوئی۔ پروفیسر ڈاکٹر عامر عزیز دنیا بھر کے مانے ہوئے آرتھوپیڈک سرجن ہیں۔ ان کا کوئی ثانی نہیں۔ گھرکی ہسپتال کے چیف ایگزیکٹو ہیں۔ پریشانی میں پروفیسر صاحب کو وائس میسج بھیجا۔ انہوں نے فوراً جواب دیا اور کہا تو فکر نہ کر تیرا بچنا ایک معجزہ ہے۔ میں تجھے دیکھنے کے لیے آؤں گا۔ وہ ساڑھے پانچ بجے آئے اور آتے ہی گلے لگایا اور کہا کہ پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا کہ شاید آپ کو پتہ نہیں کہ جس وقت حادثہ ہوا تھا تو میں نے بھی بی نیگیٹو خون کی ایک بوتل سرجی میڈ ہسپتال سے بھجوائی تھی۔ پروفیسر عامر عزیز کے ساتھ دل کی باتیں ہوئیں۔انہوں نے صحت یابی پر مبارکباد دی۔ ڈاکٹر عامر عزیز اللہ انہیں سلامت رکھے، اتنے بڑے ڈاکٹر ہونے کے باوجود درویش منش اور سادہ مزاج انسان ہیں۔ اسماء کو بتانے لگے کہ آصف کا بچنا معجزہ ہے۔ کہنے لگے میں آصف کے ساتھ بیٹھتا ہوں وہاں فٹ ریسٹ رکھا ہوا تھا اس پر بیٹھ گئے۔ دیکھ لیں اس آدمی کی عظمت کہ لوگوں کو ان سے چیک اپ کروانے کے لیے چھ چھ مہینے کا ٹائم ملتا ہے۔مگر وہ میرے ساتھ نیچے فٹ ریسٹ پہ بیٹھ گئے۔آدھ گھنٹہ میرے ساتھ گزار کر ڈاکٹر عامر عزیز رخصت ہوئے۔ نیک آدمیوں سے مل کر روحانی خوشی ہوتی ہے۔ ان

سے ملاقات کا خوشگوار تاثر کئی دنوں تک برقرار رہا۔ ڈاکٹر عامر عزیز کو ٹخنے کا ایکسرے کروا کر بھیجا جسے دیکھ کر انہوں نے کہا کہ بڑی ٹھیک سرجری ہوئی ہے۔ چند دنوں کی بات ہے۔ چلنا پھرنا شروع کر دو گے اور اپنے سارے کام پہلے سے زیادہ جذبے اور ہمت کے ساتھ کرو گے۔ پروفیسر عامر عزیز کے آنے سے دلی خوشی اور اطمینان نصیب ہوا۔ اللہ پروفیسر عامر عزیز کو خوش رکھے اور انہیں دکھی انسانیت کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سول ایوارڈز 2020ء

اس سال 14 اگست کو سول اعزازات کا اعلان ہونا ہے۔ جلد از جلد اپنے کاغذات اکٹھے کیے۔ ایف بی آر بھجوائے۔ 5 جون کاغذات جمع کروانے کی آخری تاریخ تھی۔ ایوارڈ کی نامزدگی کے لیے ایف بی آر کی کمیٹی بنتی ہے جس میں سیکرٹری ریونیو ڈویژن، چیئرپرسن FBR، ممبر کسٹم، ممبر IR اور ممبر ایڈمن شامل ہوتے ہیں۔ کمیٹی نے نام Approve کر کے بھجوا دیا۔ وقت پر نامزدگی بھجوانے میں سب سے زیادہ رول فیض الٰہی میمن ممبر ایڈمن کا رہا جو کچھ عرصہ بعد FBR سے ٹرانسفر ہو گئے۔ شاید وہ میری نامزدگی بھجوانے کے لیے کراچی سے FBR آئے تھے۔

امی ابو بھی سرگودھا سے دعائیں کر رہے ہیں۔ دَس جولائی کو ایوارڈ کمیٹی کی میٹنگ ہونی تھی۔ جونہی ایوارڈ کی منظوری کے لیے میٹنگ شروع ہوگئی۔ بچوں، اسماء اور والدین نے اللہ سے دُعائیں شروع کر دی۔ ماہ نور نے تو کمال کر دیا۔ اس نے پہلے بابا کی صحت کے لیے لگا تار تین دن روزے رکھے تھے۔ ایک روزہ ایوارڈ کی منظوری کے لیے بھی رکھا۔ دَس جولائی کو 2 بجے میٹنگ شروع ہوئی۔ میرے حوالہ معرفی Citation اور اس میں بیان کی ہوئی کارگزاری کے بارے میں تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ ہر صوبے کے آفیسرز کے علاوہ آزاد کشمیر اور گلگت بلتستان کے نمائندوں نے بھی ہمارے فلاحی کاموں کی تعریف کی۔ دل کی دھڑکنے تیز ہوگئیں۔ الحمدللہ! سب سے پہلے طاہر قریشی کا میسج آیا کہ سر جی بہت مبارک ہو۔ گلگت سے جمال صاحب میٹنگ میں شامل تھے۔ انہوں نے میسج بھیجا کہ ڈاکٹر صاحب کا نام منظور ہو گیا ہے۔ ستارہ امتیاز تو پہلے ہی مل چکا ہے اب ہلالِ امتیاز کی منظوری ہوگئی ہے۔ ڈاکٹر حامد عتیق کا بھی فون آ گیا۔ شکر اللہ کا کہ اس نے دوسرے اعزاز سے نوازا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ دکھی انسانیت کی خدمت کی مزید توفیق دے۔ گھر میں ابو امی کو بتایا۔ سب بہت خوش ہوئے اور دعائیں دیں۔

یمنیٰ، ماہ نور اور حذیفہ ہر دم میرے ساتھ

حادثہ ہوئے ایک مہینے سے زیادہ وقت ہو چکا ہے۔ اس وقت صبح نو بجے کا وقت ہے۔ میں اور ماہ نور بیٹھے ہیں۔ ماہ نور بہت پیاری بیٹی ہے۔ میرا بہت خیال رکھتی ہے۔ اللہ اس کو ہمیشہ خوش رکھے۔ ماہ نور رات کے وقت جاگتی ہے حالانکہ میں سو بھی رہا ہوں تو لمحہ بہ لمحہ خبر رکھتی ہے کہ بابا کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ہے۔ جب ہم جاگ رہے ہوتے ہیں تو مختلف موضوعات پر بات ہوتی ہے۔ اس دوران تقریباً آدھا وقت ہسپتال میں گزرا۔ ہسپتال کی دنیا وارڈ تک محدود تھی۔ پہلے آئی سی یو، پھر ایسٹ سرجیکل وارڈ۔ گوجرانوالہ وارڈ میں نت نئے ڈرامے ہوتے تھے۔ رات کو بھی مریضوں کی چیخ و پکار ہوتی تھی۔ مختلف قسم کے حالات تھے۔ مریضوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ میرے ساتھ یمنیٰ، حذیفہ، نعمان، ابوبکر وغیرہ رہتے تھے۔ تقریباً دو ہفتے ہسپتال رہنا پڑا۔ جب سے گھر آنا ہوا ہے سب خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ ابھی گھر میں آئے ہوئے دو ہفتے سے زیادہ کا وقت ہو چکا ہے۔ زیادہ تر وقت سوتے جاگتے گزرتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے آپریشن کے کٹ اور زخم مندمل ہونے لگے ہیں۔ پنز نکال دی گئی ہیں رانا ارشد نے خود اپنے آفس میں چلوایا۔ اللہ نے شفاء دی۔

آصف بٹ کا سجدہ شکر

آصف بٹ اور ممبر کسٹمز اپیلٹ ٹریبونل محمد صادق ملنے کے لیے تشریف لائے۔ آصف بٹ کسٹم کا کولیگ ہے۔ وہ اپنے جذبات کو نہ روک سکا اور ادھر ہی سجدہ کر کے اللہ کا شکر ادا کیا۔ آصف بٹ سے پیار اور محبت کا تعلق ہے۔ نوکری سے ریٹائرمنٹ کے بعد آج کل وکالت کے پیشے سے وابستہ ہے۔ لکھنے پڑھنے کا شوقین ہے۔ اب ایک مستند کالم نگار بن چکا ہے۔ کالموں کے مجموعے بھی چھپ چکے ہیں۔ بریگیڈئر افضل رانا صاحب کے روز فون آتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہا کہ آپ کے لیے تو حرم میں بھی خصوصی دعائیں مانگی جاتی رہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ لوگوں کی اتنی چاہت، شفقت اور پیار ملا۔ پچھلے دنوں چترال گجرال میں سیلاب کی وجہ سے کئی گھر ڈوب گئے۔ لوگ بے گھر ہو گئے تو فوراً چترال میں اپنے نمائندے زندگی کو بھیجا کہ متاثرہ خاندانوں میں راشن پہنچائے۔ زندگی نے اگلے دن راشن پہنچا دیا۔ یوں علاج اور خدمت کا سلسلہ بھرپور طریقے سے دوبارہ جاری ہو گیا ہے۔

دوستوں کا ایثار اور دعاؤں کا کمال

18 جون کو حادثہ ہوا تھا۔ آج 19 جولائی ہے۔ بستر علالت پڑے پڑے مریض ذہنی طور پر اپ سیٹ ہو جاتا ہے۔ اپنے پیاروں کی طرف سے مریض کی تسلی کرانا اور اس کی سائیکوتھراپی کرنا بہت اہمیت رکھتا ہے۔ میں اس سلسلہ میں بہت خوش قسمت ہوں کہ میری بچیاں، یمنیٰ، ماہ نور، میری اہلیہ اسماء اور بیٹا حذیفہ مکمل خیال رکھ رہے ہیں۔ ذرا سی طبیعت خراب ہوتی ہے تو چاروں دوڑے آتے ہیں۔ یمنیٰ اور اس کا کزن، بھتیجا ڈاکٹر نعمان اور سرگودھا سے ڈاکٹر نوید اور دوسرے افراد سب موجود ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اتنے بڑے حادثہ کے باوجود صحت بحالی کی جانب گامزن ہے۔ کبھی کبھی ہلکا پھلکا بخار ہو جاتا ہے۔ رانا ارشد صاحب نے ٹخنے سے PINS نکالیں اور اپنے دفتر میں چلانے کی کوشش کی اور ساتھ ہی باور کرایا کہ اب آپ نے اپنے آپ کو ذہنی طور پر چلنے کے لیے تیار کرنا ہے۔ زمین پر قدم رکھتے ہوئے پہلے ذہن میں بٹھانا ہے کہ میں چل سکتا ہوں۔ میں پہلے کی طرح قدم اٹھا کر نارمل طریقے سے چلوں گا۔ رانا ارشد نے تسلی دے کر اپنے آفس میں walker واکر کی مدد سے چلایا۔

میری امی کی روحانی پھونکیں

اللہ شکر ہے کہ سرگودھا سے والدہ صاحبہ میرے ساتھ موجود ہیں۔ صبح سویرے اٹھ کر پڑھ کر پھونکیں مارتی ہیں۔ ان کی دُعاؤں اور روحانی پھونکوں سے سارا دن طبیعت خوش گوار رہتی ہے۔ روحانی سکون ملتا ہے۔ بڑی خوش قسمتی ہے کہ والدین کا ساتھ ہے۔ لوگوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ لوگ دور دراز سے آ رہے ہیں۔ عمیر بٹ اور عمر بٹ جو گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ تاجر ہیں۔ بڑے سعادت مند نوجوان ہیں۔ بہت بڑا دل رکھتے ہیں۔ ہمارے ہر پروجیکٹ میں ڈونیشن دیتے رہتے ہیں۔ وہ خصوصی طور پر ملنے کے لیے آئے۔ دعائیں دیتے رخصت ہوئے۔ چیف کلکٹر کسٹمز (سنٹرل) ڈاکٹر فرید، کلکٹر کسٹمز ڈرائی پورٹ محسن رفیق بھی آئے۔ سب دوستوں، غریبوں، ناداروں اور میرے اہل خانہ کی دعاؤں کے طفیل اللہ تعالیٰ نے صحت دی ہے۔ اللہ کرے جلدی سے جلدی مکمل صحت یاب ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اور چل کر اپنے سارے کام دوبارہ سے کرنے کے قابل ہو جاؤں۔ وہی انرجی لوٹ آئے۔ اس حادثہ کے بعد انسانیت کی خدمت کے لیے، دوسروں کی بھلائی کے لیے، غریبوں کی مدد کرنے کے لیے اور آفت زدوں کی دادرسی کے لیے ایک نئے ولولے اور جذبے کے ساتھ کام کرنا ہے۔ ان شاءاللہ

پہلا غسل صحت

آج کا دن گھر میں ہی گزرا۔ باربر سے حجامت بنوائی۔ حذیفہ نے بڑا احتجاج کیا کہ میں خود ہی کر لوں گا۔ سیف باربر کو اشفاق نے نئی چیزیں لا کر دیں۔ ہیئر کٹنگ سے پہلے سب اشیاء کو اچھی طرح Sanitize کروایا۔ حذیفہ نے غسل کروایا۔ اس وقت موسم بہت اچھا ہے۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ہلکی ہلکی پھوار بھی پڑ رہی ہے۔ بہت سہانا موسم ہے۔ کمرے سے باہر آ کر بہت اچھا لگ رہا ہے۔ ایسے لگ رہا ہے کہ دنیا میں واپسی ہوگئی ہے۔ مریض ایک کمرے میں محبوس ہوکر پریشان ہو جاتا ہے۔ وہی کمرہ اس کی ساری دنیا ہوتا ہے۔ اس موسم میں آج ایک دیرینہ دوست نعیم چودھری صاحب ملنے آئے۔نعیم چودھری درد دل رکھنے والے انسان ہیں۔ ان کے ساتھ کئی سالوں سے یاد اللہ ہے۔ باتیں خوب کرتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ میں روز آپ کا پوچھتا رہا ہوں۔گھومنا پھرنا تو اپنی زندگی کا خاصہ رہا ہے۔ پاکستان بھر میں کہیں بھی کوئی آفت آئی۔ وہاں پہنچے۔اللہ نے بڑا کرم کیا۔اللہ نے صحت دی۔صحت زندگی ہے۔ بیمار ہوکر پتہ چلتا ہے کہ صحت کی کتنی قدر ہے۔اللہ کا بڑا احسان ہے کہ صحت بھی ملی اور تندرستی بھی۔ ان شاءاللہ اپنے نامکمل ایجنڈے کومکمل کرنے کے لیے ابھی بہت کام کرنے ہیں۔ ان شاءاللہ بے کسوں کی خدمت کا، بیماروں کے علاج کا، پیاسوں کو پانی پلانے کا اور بھوکوں کو کھانا کھلانے کا سلسلہ جاری وساری رہے گا۔

بارہ کہوہ میں علاج اور خدمت جاری ہے

حمید قاضی صاحب جو پی ٹی وی کے ریٹائرڈ جنرل مینیجر ہیں اس وقت وہ بارہ کہو میں ہمارے ہسپتال اور فلاحی مرکز کی نگرانی کر رہے ہیں۔ ماشاء اللہ بہت منجھے ہوئے اور تجربہ کار آدمی ہیں۔ ان سے مختلف موضوعات پر بات ہوئی۔ ان شاء اللہ ایک نیا پروجیکٹ شروع کرنے جا رہے ہیں جو لاہور میں پہلے ہی شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کا نام ہم نے رکھا ہے ''اپنا روزگار سکیم'' اس میں ہم لوگوں کو چھوٹے کاروبار شروع کرنے کے لیے مدد فراہم کریں گے تاکہ وہ اپنے بل بوتے پر کمائی کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں۔اس کے علاوہ چھوٹے قرضے دینے کی اسکیم پر بھی غور ہو رہا ہے۔

بارہ کہوہ میں دوسری ڈیوٹیاں جاری ہیں۔ ڈاکٹر رمشا مریضوں کا چیک اپ اور علاج کر رہی ہیں۔ ڈاکٹر رمشاء کی وجہ سے بارہ کہو کا سنٹر آباد ہے۔ وہ پہلے دن سے ہمارے ساتھ ہیں۔ بڑی محبت اور توجہ سے

مریضوں کا چیک اپ اور علاج کرتی ہیں۔ روزانہ دستر خوان بھی جاری ہے۔ ہمارے ایک کولیگ کلکٹر کسٹم علی رضا کی والدہ کا انتقال ہوا تو انہوں نے والدہ کے زیر استعمال جو اشیاء تھیں وہ ہمارے ہسپتال کو عطیہ کیں۔ علی رضا کی والدہ محترمہ بہت بڑی افسانہ نگار تھیں۔ ان کی بہت سی کتابیں شائع ہوئی ہیں۔ وہ ہمارے کام کی بہت مداح تھیں۔ ان کے ایصال ثواب کے لیے ہسپتال میں قرآن خوانی کا اہتمام کیا گیا۔ اس میں علی رضا نے بھی شرکت کی۔ تمام مرحومین کے لیے دعائے مغفرت کی گئی۔ بارہ کہوہ میں خدمت کا کام بھی جاری ہے۔ کھانا بھی پک رہا ہے اور علاج بھی ہو رہا ہے، سلائی کا سکول بھی جاری ہے اور تیسری منزل پر ایک ہال کمرہ تیار کیا جا رہا ہے جس میں مختلف قسم کے فلاحی اور تعلیمی پروگرام منعقد کئے جائیں گے۔

آدھ گھنٹے کا سفر 14 دنوں پہ محیط

آج 18 جولائی ہے۔ دوپہر کا وقت ہے۔ آج حادثہ ہوئے پورا ایک مہینہ ہو گیا ہے۔ 18 جون کو تقریباً اسی وقت اسلام آباد سے لاہور کے لیے روانہ ہوا تھا۔ ذہن میں تھا کہ مغرب کی نماز کے بعد پہنچ جاؤں گا۔ لیکن گھر پہنچنے کی بجائے ہسپتال پہنچا۔ اللہ کی یہی مرضی تھی۔ پھر وہاں کافی دن رہنا پڑا۔ 30 منٹ میں جو گھر پہنچنا تھا تو وہاں سے ریسکیو 1122 کی گاڑی میں ہسپتال پہنچے۔ پھر پورے 14 دن اور 20 گھنٹے کے بعد گھر آنا نصیب ہوا۔ پورے دو ہفتے سورج کی روشنی دیکھی نہ چاند کی۔ ایک مہینے کے بعد حذیفہ اور نعمان نے غسل صحت کروایا۔ بہت اچھا محسوس ہوا۔ مہینے بعد جسم کی عجیب حالت ہو گئی تھی ایسا لگتا تھا کہ جسم اور اس کی سکن سکڑ چکی ہے۔ سوکھ چکی ہے۔ جسم پر پانی پڑا تو بڑا خوشگوار لگا۔ حذیفہ نے جسم پر خوب رگڑ رگڑ کر صابن ملا جس سے مہینہ بھر کی جمع ہوئی میل کی تہہ اتری۔ آج بہت سارے لوگ ملنے کے لیے تشریف لائے جن میں محبوب شاہ شامل ہیں۔ ان سے 25 سال کا تعلق ہے۔ بڑے دل والے آدمی ہیں آج کل بیماری کی وجہ سے گھر سے باہر کم نکلتے ہیں۔ کینیڈا میں ان کا بون میرو ٹرانسپلانٹیشن ہوا۔

اب آپ نے چلنا ہے، دوڑنا ہے

18 جون کا حادثہ ہوئے ڈیڑھ ماہ ہو گیا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے شفاء دی ہے۔ رانا ارشد صاحب آرتھوپیڈک سرجن ہیں۔ جب ان کے آفس گئے تو انہوں نے پلاسٹک آف پیرس اتروا کر ٹخنے کی

مختلف حرکات کو ملاحظہ کیا۔ الحمدللہ! ٹخنے کی مختلف اوپر نیچے کی حرکات تقریباً نارمل تھیں۔ اللہ کا بڑا ہی احسان ہوا کہ ٹخنہ جو بالکل شیل تھا اور خون میں لت پت تھا۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جسم کے ساتھ لٹک رہا ہے وہ اپنی نارمل پوزیشن میں آ گیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ حرکات بھی نارمل ہیں۔ رانا ارشد بہت اچھے سرجن ہیں۔ اس سے زیادہ اچھے انسان ہیں۔ مریض کے مسائل کی تہہ تک جاتے ہیں۔ دوران علاج وہ بتاتے رہے آپ نے اپنے آپ کو کس طرح سے سنبھالنا ہے۔ دورانِ گفتگو وہ موٹیویٹ بھی کرتے ہیں۔ انسپائر بھی کرتے ہیں۔ وہ شروع ہی سے مجھے کہتے رہے کہ آپ نے جلد چلنا ہے۔ پہلے کی طرح دوڑنا ہے۔ You Have To Run, You Have To Move, You Have To Walk۔ ماہ نور نے گھر آتے ہی یہ تحریر بڑے خوبصورت انداز میں لکھ کر بیڈ کے سامنے لگا دی ہے۔ صبح اٹھتے ہی اس پہ نظر پڑتی ہے تو اِک نیا حوصلہ اور جذبہ ملتا ہے۔ ایکسیڈنٹ کے تقریباً ایک مہینہ بعد جب میں نے زمین پر قدم رکھا تھا تو ایسا ہی لگا جیسے پہلی دفعہ چلنا سیکھا ہے۔ فیاض رانجھا صاحب نے بڑی اچھی بات کی ہے کہ ایک آصف جاہ 58 سال پہلے پیدا ہوا تھا اور اب ریکنڈیشنڈ آصف جاہ 2020ء 58 سال بعد پیدا ہوا ہے۔ اب چلنا ہے۔ دوڑنا بھی ہے بلکہ آگے بڑھ کر اور دوڑ کر دکھی انسانیت کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنی ہے۔ کہتے ہیں کہ جو گاڑی ہماری گاڑی سے لگی تھی اس میں جو سوار تھے وہ نہیں بچ سکے۔ مگر اللہ نے میری جان بچائی۔ اس پہ اللہ کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ آہستہ آہستہ تکلیف کم ہوتی جا رہی ہے۔

میدانِ عرفات میں ابرِ کرم ٹوٹ کر برسا

آج یوم عرفہ ہے۔ گزشتہ سال اس دن ہم مکہ میں تھے۔ میدانِ عرفات میں تھے۔ میدانِ عرفات میں ابر کرم ٹوٹ کر برسا تھا۔ جب ہم مسجد نمرہ سے نماز پڑھ کر نکلے تو ابر کرم اتنا ٹوٹ کر برسا کہ چارسو جل تھل ہو گیا۔ ہر طرف اللہ کی رحمت ہو گئی۔ احرام اڑ گئے۔ چھتریاں ٹوٹ گئیں۔ ندی نالے بہنے لگ گئے۔ مسجد نمرہ سے لے کر ہمارے خیموں تک کے سفر میں تقریباً 2 گھنٹے لگ گئے۔ اتنا جل تھل ہونے کے بعد لوگ اللہ سے گریہ زاری کر رہے تھے۔ رو رہے تھے اور ساتھ ساتھ ابر کرم کے مزے لُوٹ رہے تھے۔ موسم اتنا اچھا ہو گیا کہ گرمی کا نام ونشان نہ رہا۔ اسی دوران ایک سوڈانی بجلی کے زوردار کڑاکے کی تاب نہ لاتے ہوئے سجدے میں جاتے ہوئے اللہ کی راہ میں شہید ہو گیا۔ وہ عرفات کا پہلا شہید ہے قیامت کے دن وہ حالت احرام میں اٹھایا جائے گا۔ اس سال تقریباً دس ہزار

لوگوں نے حج کیا۔ نہ وہ منظر تھے نہ وہ بہاریں تھیں۔

لاہور میں عیدالاضحیٰ

ہر سال ماں باپ بہن بھائیوں کے ساتھ عید ہوتی تھی۔ یہ پہلا موقع ہے کہ حادثے میں زخمی ہونے کی وجہ سے لاہور رہنے پر مجبور ہیں۔خوشی کی بات یہ کہ والدہ محترمہ میرے پاس ہیں۔صبح شام دعائیں دیتی ہیں۔سرگودھا میں عید کی نماز کے لیے والد صاحب کے ہمراہ بیٹے، بھانجوں،بھتیجوں اور بھائیوں کے ساتھ جانا ہوتا تھا تو بہت مزے کا سماں ہوتا۔واپسی پر قبرستان جاتے۔عزیز واقارب کی قبروں پہ فاتحہ خوانی کرتے۔امی بتا رہی تھیں کہ جب حادثہ ہوا تو محلے سے کچھ عورتیں آ گئیں تو انہوں نے آتے ہی کہا کہ ڈاکٹر صاحب کو کچھ نہیں ہوگا۔امی پرانے وقتوں کی سادہ سی خاتون ہیں۔ایک ہی بات کہتیں۔اللہ میرے پتر دی حفاظت کرے گا۔ دوران علاج بہت سارے مشکل مراحل آئے۔آئی سی یو اور وارڈ میں طبیعت خاصی خراب ہوتی رہی مگر اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیشہ بڑا کرم کیا۔ڈاکٹر رانا ارشد صاحب نے جب پلاسٹک آف پیرس کھولا تو ٹخنے کی موومنٹ بھی دیکھی۔پھر انہوں نے خوشی سے کہا اللہ کا بڑا احسان ہے کہ آپ کا ٹخنہ بالکل نارمل ہے۔اب دوسرے پاؤں پر بھی بوجھ ڈالنا شروع کر دیں۔لوگوں کی بدستور دعائیں مل رہی ہیں۔مولانا فضل الرحیم کی دعائیں شامل حال ہیں۔مولانا یوسف خان بھی دعائیں دے رہے ہیں۔مولانا فضل الرحمن بدستور دعائیں کر رہے ہیں۔اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ہمارا ہر سال قربانیوں کا جو اہتمام ہوتا ہے وہ اس سال بھی پورے ملک میں ہو رہا ہے۔پنجاب کے مختلف شہروں کے علاوہ میر پور آزاد کشمیر میں قربانیوں کا اہتمام ہو رہا ہے۔اس دفعہ پہلی دفعہ عید لاہور میں منائی جائے گی۔خیال تھا کہ اس دفعہ ڈونیشن کم آئیں گے لیکن الحمدللہ! اس دفعہ سب سے زیادہ ڈونیشن آئے۔اعجاز سکا،عمران بٹ،محبوب شاہ، افتخار بشیر صاحب، ماشاءاللہ خطیر رقم کا عطیہ لے کر آئے۔چترال، ہنزہ، آزاد کشمیر، گلگت بلتستان، مظفر گڑھ،نوشہرہ،مردان،سوات، پشاور،لکی مروت میں قربانی کے جانور خریدنے کے لیے رقم بھجوا دی۔ان شاءاللہ ہر سنٹر قربانی کا اہتمام کیا جائے گا۔اللہ پاک جلد سے جلد صحت بحال کرے اور صحت یاب کرے تاکہ میں دوبارہ اس جذبے اور رفتار سے خدمت اور علاج کے کام سرانجام دے سکوں۔

مسجد میں عیدالاضحیٰ کی نماز

آج عیدالاضحیٰ ہے اور گزشتہ کئی سالوں میں پہلا موقع ہے کہ عید لاہور میں گزر رہی ہے۔ ہر سال عید سے پہلے رات کو ہم سرگودھا پہنچ جاتے تھے۔ والد صاحب، سارے بھائی اور ان کے بچے مل کر عید کی نماز ادا کرتے تھے۔ لیکن آج عید کی نماز مختلف رہی۔ حذیفہ نے کہا کہ چلنا مشکل ہے گھر میں پڑھ لیں۔ مگر میں نے کہا کہ عید کی نماز مسجد جا کر ادا کرنی ہے۔ مسجد میں سلیمان شکور بھی آ گیا۔ خیبر بلاک کی مسجد میں داخل ہوئے۔ فرزندان توحید نماز پڑھنے آ رہے تھے۔ مسجد میں اوپر نیچے ہر طرف لوگ ہی لوگ تھے۔ مولوی صاحب بیان کر رہے تھے۔ 30-6 بجے عید کی نماز کا ٹائم تھا۔ مقررہ وقت پر نماز کھڑی ہوگئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا کہ 18 جون سے آج 31 اگست ہے۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ بعد اللہ نے مسجد میں جا کر عید کی نماز ادا کرنے کی توفیق دی۔

لاہور میں گھر والوں کے ساتھ عید

آج عیدالاضحیٰ کا دوسرا دن ہے۔ ہم لاہور میں ہیں۔ سرگودھا سے اہل خانہ یہاں آ رہے ہیں۔ میں ماشاءاللہ باہر لان میں بیٹھا ہوں۔ موسم بہت اچھا ہے۔ ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ خنکی بھی ہے ابر کرم ٹوٹ کر برسا ہے۔ ہر طرف جل تھل ہوگیا۔ ماشاءاللہ آج بھی جانور اللہ کی راہ میں قربان کئے جا رہے ہیں۔ الحمدللہ! طبیعت میں بہتری آ رہی ہے۔ کل عید کی نماز مسجد میں جا کر ادا کی۔ سرگودھا میں بھی سب سے بات ہوتی رہی۔ سب سے بڑی بات امی ابو کی دعائیں ہیں۔ امی یہاں موجود ہیں۔ ہر پل دعائیں دیتی رہتی ہیں۔ اس عمر میں ماں باپ کا ساتھ بہت بڑی بات ہے۔ میری ماں اللہ پر یقین رکھتی ہیں۔ توکل اور قناعت کا اعلیٰ مرقع ہیں۔ کہتی ہیں کہ جب میرا ایکسیڈنٹ ہوا تو میں نے کہا کہ یااللہ میرے بچے کو محفوظ رکھنا۔ اس کی حفاظت کرنا۔ میں نے گھر والوں سے یہی کہا ہے کہ اللہ کے فضل سے ہم سب اکٹھے عید منا رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے۔ اس کا بڑا احسان ہے۔ میں نے آہستہ آہستہ پاؤں کی موومنٹ بھی شروع کر دی ہیں اور ان شاءاللہ بہت جلد میں اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جاؤں گا۔ ان شاءاللہ اسلام آباد بھی جاؤں گا اور دوسرے فلاح کے کام بھی کروں گا۔ میرا ارادہ ہے کہ جوں ہی حالات بہتر ہوں گے۔ بیٹے کے ساتھ جا کر عمرہ کروں گا اور وہاں جا کر اللہ کا خاص شکر ادا کروں گا۔ اللہ نے جو کرم کیا ہے۔ اللہ نے جو زندگی دی ہے اس کو اب پہلے سے بھی زیادہ سے زیادہ مخلوق خدا کی خدمت میں گزارنا ہے۔

پروفیسر ڈاکٹر فرخ کا اصرار اور ایثار

جب وینٹی لیٹر اتارا جانا تھا تو ڈاکٹر فرخ نے کہا کہ میں یہ میں خود اتار کر جاؤں گی۔ وہ اللہ کی بندی 4 گھنٹے تک میرے پاس بیٹھی میرے Vital Signs مانیٹر کرتی رہیں اور جب میری سانس او رنبض کی رفتار بہتر ہوئی تو اس وقت انہوں نے خود وینٹی لیٹر اتروایا اور پھر گھر گئیں۔ اللہ ان کو خوش رکھے۔ انہوں نے میو ہسپتال آنے کے پہلے دن سے آخری دن تک بڑا خیال رکھا اور روزانہ پہلے ICU اور پھر وارڈ میں خیریت دریافت کرنے لیے آتی رہیں۔ ڈاکٹر فرخ، ڈاکٹر زہرہ سمیت ہسپتال کے سارے ڈاکٹرز میرا بہت خیال رکھ رہے ہیں۔ الحمدللہ! اب میں نے واکر کے ساتھ چلنا شروع کیا ہے۔ دیکھیں اللہ پاک کی انسان پر کتنی رحمتیں ہیں کہ جب انسان صحیح سالم ہوتا ہے تو اسے احساس ہی نہیں ہوتا کہ اللہ پاک کی کتنی مہربانیاں ہیں کہ انسان کتنی آسانی سے کھا رہا ہے، چل رہا ہے، دیکھ رہا ہے، سونگھ رہا ہے۔ ان میں سے جب کوئی حس بھی ختم ہو جائے یا اس میں کوئی کمی آ جائے تو ایسا لگتا ہے کہ آدمی ناکارہ ہو گیا ہے۔ ساری عمر کام کرتے گزر گئی۔ میں کبھی بیٹھنے والا نہیں ہوں۔ کبھی یہاں ہوں تو کبھی وہاں ہوں۔ ملک کے کونے کونے میں اللہ نے جانے کا موقع دیا۔ جب بھی سفر میں بھی نماز کا وقت آتا تو ہمیشہ کوشش ہوتی کہ نماز مسجد میں با جماعت پڑھی جائے۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ دنیا کے کسی بھی کونے میں گئے تو نماز با جماعت ہی پڑھی جبکہ ایوان صدر میں دو چار دفعہ جانا ہوا تو وہاں با جماعت نماز پڑھی لیکن اب مجبوری میں نماز گھر میں اور وہ بھی اشاروں کے ساتھ ادا کی جا رہی ہے۔

والدین کی دعاؤں کا اثر اور کمال

جب میں ہسپتال سے گھر آیا تھا تو ایک ہی خواہش مچل رہی تھی کہ جلدی سے سرگودھا جا کر امی ابو کی زیارت کر لوں۔ اللہ نے یہ خواہش بھی پوری کر دی کہ امی ابو کو اپنی ڈاکٹر نوید نے اپنی گاڑی میں لاہور بھجوا دیا۔ جونہی ان سے ملاقات ہوئی۔ فرط جذبات سے چیخیں نکل آئیں۔ ابو کہنے لگے کہ میں نے اللہ سے ایک ہی دعا مانگی کہ یا اللہ میرے بیٹے اور تیرے بندے نے جو کام کئے ہیں ان کا واسطہ اس کی زندگی بخش دے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ ان دعاؤں کی وجہ سے اللہ نے تیری زندگی بخش دی۔ اللہ کا کرم ہے کہ اس وقت میں والدین کے قریب ہوں۔ ان کے ہاتھ چوم رہا ہوں۔ ان کی باتیں سن رہا ہوں۔ ابا جی ماشاء اللہ ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر ہیں۔ جب بولتے ہیں تو خوب بولتے ہیں کسی اور کو بولنے نہیں دیتے۔ ان کو سیاحت کا پتہ

ہے۔تجارت کا پتہ ہے۔دین کا پتہ ہے۔دوران گفتگو ایسی بات کرتے ہیں کہ بندہ حیران ہو جاتا ہے کہ یہ بابا جی اتنی باتیں کر رہے ہیں۔امانت، دیانت،محنت،صداقت،قناعت اور سادگی کے سارے سبق میں نے ان سے سیکھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ کیسے حلال کمائی کے ساتھ گزارا کرنا ہے۔شام کو محترم خالد مسعود گوندل، فیاض رانجھا صاحب، یار محمد صاحب، رضوان بھٹی اور خرم کلیم ملنے کے لیے آئے۔خرم کلیم ابا جی سے مل کر بہت خوش ہوا کیونکہ وہ ان کا شاگرد نکل آیا۔

گوندل صاحب کہنے لگے۔ جب ہم آپ کی سرجری کر رہے تھے تو ایک دم مجھے لگا کہ کہی کوئی پریشانی نہ ہو جائے۔مگر میں نے اسی وقت کہہ دیا کہ آصف کو کچھ نہیں ہوگا کیونکہ اس کے والد صاحب موجود ہیں۔وہ ہر وقت دعائیں کرتے ہیں اور والدہ صاحبہ بھی دعائیں کرتی ہیں۔انہی دعاؤں کی وجہ سے اللہ نے ہر مرحلے پہ مدد کی اور تکلیف سے نجات دی۔

آج اتوار کا دن ہے۔صبح سے شام تک لوگوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔لوگ دور دور سے عیادت کے لیے آ رہے ہیں۔کوئی پشاور سے آ رہا ہے،کوئی کراچی سے آ رہا ہے،کوئی بلوچستان سے آیا ہے۔کوئی اسلام آباد سے ملنے کے لیے آیا۔

علاج اور خدمت کے ساتھی اور ملازمین

علاج و خدمت کے ساتھی بے پناہ محبت کرتے ہیں۔ ان کے دل ایک ساتھ دھڑکتے ہیں۔ ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ ملازمین عجیب خمیر کے لوگ ہوتے ہیں۔ان کے ساتھ صحیح رویہ رکھا جائے۔ان سے پیار کیا جائے۔ان کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کی جائے تو یہ آپ کی خدمت میں دل و جان کی بازی لگا دیتے ہیں۔آج صبح سے میری طبیعت میں اضمحلال ہے۔حذیفہ، ماہ نور بار بار پوچھ رہے ہیں کہ بابا کیا ہوا۔کل نیند والی گولی کھائی تھی اس کا اثر ابھی تک برقرار ہے۔آج پیٹ درد نے ادھ موا کر دیا۔ ڈائریا سے پیٹ میں شدید درد ہو رہا ہے۔ دست آتے جا رہے ہیں۔امی کی آوازیں آ رہی ہیں۔ وہ مصلٰی پر بیٹھی دعائیں مانگ رہی ہیں کہ یااللہ میرے بچوں پر رحم فرما۔ ابا جی کہنے لگے۔ہمیں خوشیاں بانٹنی چاہیے۔ہمیں آسانیاں پیدا کرنی چاہیے۔میں نے بچوں کو 40 سال کھڑے ہو کر پڑھایا ہے۔تین چار نسلوں کو تعلیم دی۔میرے شاگرد نانے دادے بن چکے ہیں۔میں نے اپنے طالب علموں کو پڑھاتے ہوئے اللہ سے یہی دعا کی ہے کہ

یااللہ ! ان کے طفیل میرے بچوں کے علم میں اضافہ کر دے۔ ان کو سرفراز کر دے اور کامیاب کر دے۔ اللہ نے میری دُعائیں قبول کیں۔ الحمدللہ! خاندان میں اس وقت 8 بچے ڈاکٹر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے۔

خدمت خلق کے لیے مہلت

میرا اور میرے ڈونرز کا ایمان پختہ ہوگیا ہے کہ اللہ نے جو مہلت دی ہے یہ خدمتِ خلق کے لیے دی ہے۔ صاحب فراش ہونے کے باوجود خدمت اور علاج کے سلسلے شروع ہو چکے ہیں۔ اشفاق نے قربانی کے لیے تمام سنٹرز پر پیسے بھجوا دیئے ہیں۔ عید کے دن آنے والے ہیں۔ تھر، چترال، بلوچستان، بنوں، کوہاٹ جہاں جہاں ہمارے مراکز ہیں وہاں قربانی کا انتظام ہوگیا ہے۔ لوگ ڈونیشن لے کر بھی آ رہے ہیں۔ دادو میں ہینڈ پمپس لگانے کے لیے بھی عطیات آنے شروع ہو گئے ہیں۔ جہاں بھی کوئی آفت آتی ہے۔ میری ٹیم وہاں پہنچ جاتی ہے اور خدمت اور علاج کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ اللہ اس سلسلہ کو قائم و دائم رکھے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اسلام آباد میں بارہ کہوہ کے ہسپتال میں خدمت اور علاج کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ اس میں مزید اضافہ فرمائے اور مخلوق خدا کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

اللہ پاک کا بڑا احسان ہے۔ اس کی بڑی مہربانی ہے کہ بیماری کے دنوں میں بھی فلاح کا کام جاری ہے۔ عید الاضحیٰ قریب ہے۔ مختلف شہروں میں ہم نے قربانی کے لیے جانور خریدنے کے لیے پیسے بھجوا دیئے ہیں۔ بلوچستان، چترال، تھر، نوشہرہ، مردان، سوات، بنوں، آزاد کشمیر، سرگودھا، لاہور، جھنگ کے لیے بنگلہ دیش میں روہنگیا مسلمانوں کے لیے قربانی ہوگی۔ استور سے اطلاع ملی کہ وہاں کسی گاؤں میں آگ لگ گئی اور لوگوں کا سب مال و متاع جل گیا ہے۔ نئی امید کی نرگس طارق کی طرف سے ان کے لیے گرم شالیں آئیں۔ بچوں کے کپڑے بچوں کے جوتے وغیرہ لے کر گلگت کے امجد کے ذریعے انہیں بھجوا دیئے۔ اللہ ملک بھر میں خدمت اور فلاح کے کاموں کی توفیق دیتا ہے۔ اس کی توفیق کی وجہ سے نئے کنوئیں بن رہے ہیں۔ پرانے کنوؤں کی مرمت بھی ہو رہی ہے۔ ماشاء اللہ گرین فارم بھی بن رہے ہیں۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ بیماری کے باوجود اس کی توفیق سے خیر و فلاح کے کام جاری ہیں۔ اللہ تعالیٰ لوگوں کی خدمت کے کاموں

میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ الحمدللہ! بارہ کہوہ اور ہماری مختلف ڈسپنسریوں میں بھی علاج اور خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ اللہ نے اس کام کے لیے جونئی زندگی دی ہے۔ اس سے مزید کام کرنے کا جذبہ بڑھا ہے۔

امی جان، خدمت اور قناعت کی اعلیٰ مثال

گھر میں رونق ہے۔ والدہ صاحبہ آئی ہوئی ہیں۔ امی جان قناعت کا، محبت کا، شفقت کا اور قربانی کا حسین مرقع ہیں۔انہوں نے ساری زندگی قناعت سے گزاری۔ پہلے خاوند کی خدمت کی پھر بچوں کی اور اب بچوں کے بچوں کی خدمت کر رہی ہیں۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ان کا سایہ سر پہ قائم ہے۔ جب سے میں ہسپتال سے گھر آیا ہوں۔ امی میرے ساتھ ہیں۔ ہر پل، ہر آن اور ہر گھڑی میرے لیے دعائیں کرتی رہتی ہیں۔ لوگ بھی ملنے آ رہے ہیں۔ اسلام آباد سے اور مختلف شہروں سے لوگ آ رہے ہیں اور دعائیں اور تسلیاں دے کر جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جلدی سے جلدی پاؤں پر کھڑا کر کے چلنے کی توفیق دے۔ ان شاءاللہ بہت جلد خیر و برکت کے مزید کام شروع ہو جائیں گے۔

ملک بھر سے لوگوں کی عیادت کے لیے آمد

جب سے بیماری آئی ملک بھر سے عیادت کے لیے آنے والوں کا تانتا بندھا ہوا ہے۔ اشفاق نے بہت سے لوگوں کو منع کیا ہے مگر چاہنے والے دوست یار ملک کے کونے کونے سے آ رہے ہیں۔ اشفاق کسی کو ملنے دیتا ہے کسی کو نہیں ملنے دیتا۔ جو مل جاتے ہیں وہ خوش ہو جاتے ہیں۔ جو نہیں مل پاتے وہ مایوس ہو کر جاتے ہیں۔ بعض تو ایسے ہیں جو دو دو تین تین دفعہ آئے ہیں۔ ملتان، مظفر گڑھ، پشاور، کراچی، تھرپارکر اور ڈیپلو سے لوگ آتے جا رہے ہیں۔ کوئی شہد کا تحفہ لا رہا ہے۔ کوئی پھلوں اور مٹھائی کا۔ گھر پر پھولوں اور پھلوں کے ڈھیر لگ گئے ہیں۔ اسماء نے پھل اور مٹھائیاں لوگوں میں تقسیم کرنا شروع کر دی ہیں۔ پھر بھی ختم ہونے میں نہیں آ رہیں۔ آج بھی لوگوں کا آنا جانا لگا رہا۔

ZOOM میٹنگ میں شرکت

ممبر کسٹمز طارق ہُدیٰ، اللہ انہیں خوش رکھے۔ انہوں نے فون پہ کہا کہ آصف آپ نے بورڈ کی میٹنگ میں شرکت کرنی ہے۔ آج کل کووڈ 19 کی وجہ سے زیادہ تر میٹنگز ZOOM یا ویڈیو لنک کے ذریعہ ہو رہی

ہیں۔ ہماری بھی یہ میٹنگ ویڈیو لنک کے ذریعے ہوئی جس میں کراچی اور لاہور سے بھی چیف کلکٹرز شامل تھے۔ کچھ لوگ اسلام آباد میں تھے۔ممبر صاحب نے خطاب کیا۔مختلف پروجیکٹس کے بارے میں سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ طارق ہُڈی صاحب نے اپنے تعارفی خطاب میں خوش آمدید کہا کہ دوبارہ سے آپ کو صحت منداور کام کرتے ہوئے دیکھ کر ہم بہت خوش ہیں۔ میں نے بھی اپنے دوستوں کا بہت شکریہ ادا کیا۔ سب نے فرداً فرداً مبارک باد دی کہ سر ہم آپ کو اپنے درمیان پا کر بہت خوش ہیں۔ میں نے بھی کہا کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے مجھے دوبارہ علاج و خدمت کی توفیق دی ہے۔ ان شاء اللہ دفتر کا کام بھی بخیر وخوبی انجام پاتا رہے گا۔ چیف کلکٹرز نے خوش آمدید کہا۔ 2 گھنٹے سے زیادہ یہ کانفرنس چلی اور اس میں بہت سے معاملات زیرِ بحث ہوئے۔

ہر سال ہمیں کچھ فنڈز ملتے ہیں جو ملازمین کی فلاح و بہبود پر خرچ ہوتے ہیں۔ ملازمین کے بچوں کو وظائف دیئے جاتے ہیں۔علاج ومعالجہ میں مدد کی جاتی ہے۔کسی کو قرض دینا ہو وہ بھی اس فنڈ سے دیا جاتا ہے۔پچھلی دفعہ ہمیں پچاس لاکھ روپے ملے تھے جو نارتھ کے مختلف کلکٹریٹس میں بانٹ دیئے تھے۔ دوسرے چیف کلکٹر صاحبان نے کہا ہمیں فنڈز کی ضرورت نہیں ہے۔مگر میری درخواست پرممبر صاحب نے 50 لاکھ روپے کی منظوری دے دی جو چاروں کلکٹریٹس میں تقسیم کر دیئے گئے۔ یہ فنڈز ملازمین اوران کے بچوں کی فلاح و بہبود کے لیے استعمال ہو رہے ہیں۔اگر بندے کی نیت ٹھیک ہوتو اللہ تعالیٰ موقع دیتا ہے اورآپ کسی نہ کسی طریقے سے غریب لوگوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔

پروفیسر خالد مسعود گوندل اور رانا عبدالجبار

خالد مسعود گوندل صاحب، رانا ارشد صاحب ڈرائنگ روم میں بیٹھے ہیں۔اس بات پرفخر کر رہے ہیں کہ لوگ تو ایچی سن کالج سے پڑھ کر آگے آتے ہیں۔ ہم سب ٹاٹ والے سکولوں میں تعلیم حاصل کر کے ایچی سن اور کیمبرج سے پڑھ کر آنے والوں سے مقابلہ کر کے آگے آئے ہیں۔ رانا ارشد بتا رہے تھے کہ ماشاءاللہ انہوں نے ایسی ایسی ہڈیاں جوڑی ہیں جن کے جڑنے کا کوئی چانس نہ تھا۔سابق وزیر احسن اقبال کو گولی لگی۔ان کے بازو کی ہڈی کرچی کرچی ہوگئی تھی۔ رانا ارشد نے ان کا آپریشن کیا۔اب احسن اقبال کے ہاتھ کی موومنٹ بالکل ٹھیک ہے۔ رانا صاحب کے ساتھ ایک اورتعلق نکل آیا۔ وہ باغ و بہار شخصیت ہیں۔صحرا کو گل گلزار بنانے میں ان کا کوئی ثانی نہیں۔ انہوں نے اپنی تصویریں دکھائیں اور بتایا کہ میں

نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے میدانوں میں یہ پودے لگوائے ہیں جس سے پٹیالہ بلاک میں ہر طرف ہریالی ہی ہریالی ہوگئی ہے۔ میں نے بھی رانا صاحب کو بتایا کہ ہم نے تھر کے صحرا کو گل گلزار بنا دیا ہے۔تھر کے صحرا میں ہم نے گندم کی کاشت کی۔ پیاز اُگائی ہے۔سبزیاں اُگائی ہیں۔جانوروں کے لیے چارہ اُگایا ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں پاکستان کو مزید گرین اور صاف رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔رانا عبدالجبار سیشن جج بھی ملنے کے آئے۔ ان کے ساتھ راہ و رسم کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے دور سے ہے۔رانا صاحب اپنے بھائی ڈاکٹر عبدالقیوم کے ساتھ ہوسٹل میں رہا کرتے تھے۔ پھر وہ وکالت میں چلے گئے۔ مجسٹریٹ بھرتی ہوگئے۔ایک دن پتہ چلا کہ رانا صاحب جج ہوگئے ہیں۔اب وہ سیشن جج ہیں۔ان کی بیگم بھی سیشن جج ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ دونوں میاں بیوی جلد ہی ہائی کورٹ کے جج بن جائیں۔ رات گئے تک بڑی گپ شپ ہوتی رہی۔گوندل صاحب بھی موڈ میں تھے۔انہوں نے بھی مختلف موضوعات پہ بات کی۔ اباجی کو پروفیسر گوندل نے بڑے فخر سے بتایا کہ میں نے پہلے دن ہی کہہ دیا تھا کہ آصف کو ان کے والد صاحب کی دُعائیں ہیں۔ان شاءاللہ کچھ نہیں ہوگا۔رانا صاحب بھی رات تک قصے سناتے رہے۔رات کو یہ محفل اختتام کو پہنچی۔اللہ ڈاکٹر خالد مسعود گوندل، رانا ارشد اور تمام معالجین کو سلامت رکھے۔انہوں نے بڑی محبت اور عقیدت سے میرا علاج کیا جس کی بدولت اللہ نے نئی زندگی دی اور صحت کاملہ عطا کی۔

دعاؤں کا فوری اثر

اللہ کا بڑا فضل ہے کہ بیماری کے دوران بہت سارے لوگوں نے دعائیں دیں۔یمنیٰ اور حذیفہ تو میرے ساتھ ڈیوٹی کرتے رہے۔ ماہ نور گھر سے دعائیں کرتی رہی، اس نے اللہ سے رو رو کر دعائیں کیں۔''بتا رہی تھی کہ جب میں اللہ ہم کلام ہوتی تو کچھ دیر بعد مجھے تسلی ہو جاتی تھی کہ میرے بابا کو کچھ نہیں ہوگا۔ایک دفعہ بتاتی ہے کہ میں نے دعا کی تو دعا کے دوران مجھے ایسے محسوس ہوا کہ مجھے کسی چیز نے گھیر لیا ہے۔اللہ سامنے آ گیا ہے۔اللہ نے بابا کو شفایاب کر دیا ہے۔شام کو جب میں بابا کو دیکھنے ہسپتال گئی تو بابا نے مسکرا کر میرے سلام کا جواب دیا۔ مجھے پیار کیا۔ بابا کو صحت مند اور مسکراتا دیکھ کر میری تسلی ہو گی۔ جو مجھے صبح کے وقت محسوس ہوا تھا اس کو میں اصل میں دیکھ رہی تھی''۔ میرے بچوں اور غریبوں کی دعاؤں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نئی زندگی دی ہے۔

مریض کے لیے لفافہ

آج بھی سارا دن لوگ آتے رہے۔ شانگلہ سے سید یوسف شاہ اور لاہور سے ڈاکٹر آفتاب اظہر کلاس فیلو ملنے کے لیے آئے۔ کورونا کی وجہ سے دور سے ہی ملنا ہوتا ہے۔ لوگ دعا دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب کسی بیمار کی عیادت کو جایا جائے تو اس کو بھی شادی کی طرح لفافہ دینے کا رواج ہونا چاہیے تا کہ مریض کی بیماری پہ جو خرچ ہوتا ہے اس میں کچھ نہ کچھ حصہ پڑ جائے۔ اس سے مریض کی مالی مدد تو ہوگی ہی اس کے علاوہ مریض کو یہ جان کر تسلی ہوگی کہ اس کا خیال رکھنے والے اس کے رشتہ دار اور دوست احباب موجود ہیں۔ اسلام میں ایک دوسرے کا احساس کرنے، کسی کے لیے خرچ کرنے اور مشکل میں کام آنے کا بہت بڑا اجر ہے۔ اسی وجہ سے ضروری ہے کہ عیادت کے وقت مریض کو لفافہ دینے کا کلچر متعارف کروایا جائے۔ اس سے بہت سے غریب مریضوں کا بھلا ہوگا۔

مسجد والا تعلق

رات گئے وی سی صاحب تشریف لائے۔ خالد مسعود گوندل اور ہم KE ہوسٹل میں رہتے رہے۔ اکٹھے تعلیم حاصل کی۔ ہمارا شروع سے ہی مسجد والا تعلق تھا۔ مولانا انعام الحق صاحب ہمارے امام ہوتے تھے۔ ان کے کمرے میں روزانہ محفل لگتی۔ لوگ کہتے ہیں کہ مولوی کھانے والے ہوتے ہیں لیکن یہ مولانا صاحب ہمیں کھلاتے تھے۔ ہمیں افطاریاں کرواتے۔ ان دنوں ہم مسجد کمیٹی کے ممبر تھے۔ خالد مسعود گوندل سیکرٹری تھے۔ مسجد کا کوئی کام ہوتا ہم اس کے لیے فنڈز جمع کرتے اور وہ کام ہو جاتا۔ مولانا سے دوستی اس وقت تک برقرار ہے۔ اللہ انہیں سلامت رکھے۔ ان کے بچوں نے کاروبارِ زندگی سنبھال لیا۔ جب ان سے ملاقات ہوتی ہے تو 1980ء سے لے کر 1986ء کا دور یاد آ جاتا ہے۔ کیسی کیسی وہ یادیں تھیں۔ کبھی ملک رشید کو تنگ کرنا اور کبھی کسی اور کو تنگ کرنا۔ کبھی ملک رشید کے کمرے کے تالے میں ایلفی ڈال دینا۔ پھر ملک رشید کا مجھے پتھر مارنا اور میرے ماتھے سے خون نکلنا۔ پتھر مار کر زخمی کر کے ملک رشید کا مجھے خود ہی مرہم پٹی کے لیے میو ہسپتال ایمرجنسی لے جانا اور ساتھ پریشان ہو کر التجا کرنا کہ میرے ساتھ شرارتیں نہ کیا کر۔

حوصلہ اور قوت اور برداشت

مریض گھر میں ہو یا ہسپتال میں لیٹے لیٹے ڈپریشن کا شکار ہو جاتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ تیمم کر کے

نماز پڑھتا ہوں۔ ہفتہ والے دن جب میں بول نہیں سکتا تھا۔ بے ہوش تھا تو سب سے پہلے کاغذ پر لکھ کر دیا تھا کہ وضو کروا دیں۔ حادثے کے تین چار دن بعد نمازوں کا سلسلہ شروع ہو گیا تھا۔ نماز اسلام کا بنیادی رکن ہے۔ اس سے کوئی چھوٹ نہیں۔ اگر آپ بیمار ہیں تو لیٹ کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ اشاروں سے نماز پڑھیں۔ اللہ قبول کرے گا۔ اللہ نے پاکستان پر کرم کر دیا ہے۔ کورونا کے کیسز کم ہوتے جا رہے ہیں۔ ہسپتالوں سے زیادہ تر مریض واپس چلے گئے ہیں۔ مگر دنیا بھر میں اس سے تباہی کا سلسلہ جاری ہے۔ اموات بھی ہو رہی ہیں اور لوگ سیریس حالت میں بھی ہیں۔

18 جون سے لے کر آج تک یعنی 15 جولائی تقریباً ایک مہینہ ہونے والا ہے۔ اللہ نے حوصلہ بھی دیا ہے قوت برداشت بھی دی ہے۔ خیال کرنے والے اہل خانہ یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور، اسماء اور ڈاکٹر نعمان میرا ہر طرح سے خیال رکھ رہے ہیں۔ ہمارا بیڈ روم ہسپتال بنا ہوا ہے۔ رات کو ماہ نور کی ڈیوٹی ہے۔ دن کو حذیفہ اور یُمنیٰ ہوتی ہے۔ اسماء ہوتی ہے۔ کبھی بھی مجھے احساس نہیں ہوتا کہ میں اکیلا ہوں۔ میرا دل تو یہی ہے کہ میں جلد سے جلد اس کمرے سے باہر نکلوں اور اپنے نارمل کاموں کو سرانجام دوں۔ تھر سے لوگ آئے تھے۔ بڑی دعوتیں دے کر گئے ہیں۔ تھر آئیں۔ اپنے پروجیکٹ دیکھیں۔ نئے فارم دیکھیں۔ ہمارے پاس ایک چیتا ہے اسلم مروت۔ اسے میں نے تھر روانہ کر دیا ہے۔ یہ بھی عجیب انسان ہے۔ اپنے من کا موجی ہے۔ جب بھی اسے کہا کہ تھر جانا ہے، چترال جانا ہے۔ 70 سال کا ہو کر بھی وہ ہر وقت خدمت اور علاج کے لیے تیار ہوتا ہے۔ اسلم مروت کل سے چلا ہوا ہے۔ اس کا طیارہ تھر میں اترنے والا ہے۔ تھر کے مکین بھی اس کے منتظر ہیں کیونکہ اسلم مروت جب بھی کوئی کام کرتا ہے تو دھڑا دھڑ فیس بک پہ پوسٹیں لگانا شروع کر دیتا ہے کہ میں تھر کے لوگوں کے لیے امید کا پیغام لے کر گرین فارم کی سبزیاں تقسیم کرنے آ رہا ہوں۔ لوگ اس کے منتظر ہیں اور میرے بھی منتظر ہیں۔ میں بھی جاؤں گا۔ ان شاء اللہ تھر کے لوگوں سے صحت یاب ہونے کے بعد ملوں گا۔

حادثہ اور غیر مرئی طاقت

اللہ تبارک وتعالیٰ کا بہت کرم رہا۔ اس نے بڑا رحم فرمایا۔ بہت بڑا حادثہ ہوا۔ لوگ کہتے ہیں کہ حادثہ میں بچ جانا بہت ایک معجزہ ہے۔ ایسے لگا جیسے کسی غیر مرئی طاقت نے گاڑی سے باہر نکال کر بٹھا دیا۔ اگرچہ جسم زخموں سے چور تھا۔ ٹخنے سے خون بہہ بہہ کر زمین پر گر رہا تھا۔ مگر میں ہوش میں تھا اور کہہ رہا تھا کہ دوسروں کا خیال کریں۔ 18 جون 2020ء سے اب تک تقریباً ایک مہینہ ہو گیا ہے۔ میرے جیسے ہر وقت

چلتے پھرتے رہنے والے انسان کو ایک کمرے تک محدود ہونا پڑا۔ الحمدللہ! اللہ نے توفیق دی جب تین دن بعد غنودگی ختم ہوئی۔ ساری نمازیں تیمم کر کے اشاروں سے ادا کیں۔ اللہ قبول کرنے والا ہے۔ دفتر کے لیے آن لائن کام شروع کر دیا ہے۔ ایک اہل کار دفتر سے فائلیں بھی لے کر آیا تھا۔ دفتر سے فون بھی آ رہے ہیں کہ کب آ رہے ہیں سر ہم سب آپ کے منتظر ہیں۔ آج صبح سے تھر میں بڑی گرمی تھی مگر شام کو وہاں بارش ہوگئی۔ اسلم مروت خوشی سے چلا اُٹھا کہ اللہ نے تھر کو میرے لیے ٹھنڈا کر دیا ہے۔ تھر میں جب بارش ہوتی ہے تو عجیب منظر ہو جاتا ہے۔ جانور باہر آ جاتے ہیں۔ خوبصورت مور ڈاروں کی صورت میں آپس میں اٹھکیلیاں کرتے نظر آتے ہیں۔

والدین کا ساتھ اللہ کی رحمت

آج کل اللہ نے بڑا کرم کیا ہوا ہے۔ میری امی جان جو بہت بھولی بھالی ہیں۔ ان پڑھ خاتون ہیں لیکن دوسروں کے لیے قربانی کا استعارہ ہیں۔ قناعت قربانی اور دوسروں کے لیے ایثار کی ساری صفات میں نے امی سے سیکھی ہیں۔ الحمدللہ! ذہنی طور پر والدہ اور والد صاحب بالکل الرٹ ہیں۔ اس عمر میں والدین کا ساتھ ہونا غنیمت ہے۔ بہت بڑے اجر کی بات ہے۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اس عمر میں والدین کا سایہ سر پر قائم ہے اور ان کی دعاؤں کی بدولت اللہ تعالیٰ مصیبتوں سے آزمائشوں سے بچاتا ہے۔ ابو امی ہر وقت دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ پشاور سے کلکٹر سلیم، اسلام آباد سے جنید جلیل تشریف لائے۔ ان کے ساتھ بھی بڑی اچھی گفتگو رہی۔ سرگودھا سے جانثار اور محبت کرنے والے خالد اقبال مسرت ملنے کے لیے آئے۔ خالد اقبال مسرت صحت مند حالت میں دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ وہ حادثے کے بعد مسلسل دُعائیں بھجواتے رہے اور دس دن بعد جب ان سے بات ہوئی تو فرطِ جذبات میں رو پڑے۔

آج سارا دن گھر میں بچوں اسماء اور امی جان کے ساتھ گزرا۔ اللہ کی خاص رحمت ہے کہ والدہ محترمہ میرے پاس آ کر بیٹھ جاتی ہیں اور دعائیں دیتی رہتی ہیں۔ جب میں اٹھتا ہوں تو پھونکیں مارتی ہیں۔ ماں کی دعائیں بہت طاقت اور اثر رکھتی ہیں۔ آج مختلف اوقات میں لوگ ملنے آتے رہیں۔ میرے کلاس فیلو پروفیسر ڈاکٹر محمد سہیل اپنے بیٹے کے ساتھ آئے انہوں نے بتایا کہ پوری کلاس آپ کے لیے دعا گو ہے۔ اللہ اپنا رحم فرمائے اور جلد سے جلد فعال ہونے کی، چلنے کی اور مسجد جانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

یا اللہ تیرا شکر ہے

بات یہ ہے کہ آدمی پر جب کوئی پریشانی یا تکلیف آتی ہے تو وہ اللہ سے شکایت کرنے لگ جاتا ہے۔ میرے ساتھ اللہ کی خاص مہربانی ہے کہ الحمدللہ! حادثے کے پہلے دن سے لے کر اب تک ایک لمحے کے لیے بھی یہ ذہن میں نہیں آیا کہ کیوں پریشانی آئی۔ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔ جو کچھ ہوا وہ ایک خواب تھا جو ختم ہو گیا۔ جوں جوں ریکوری ہو رہی ہے۔ زخم ٹھیک ہو رہے ہیں۔تسلی ہوتی جا رہی ہے۔ یااللہ ! میں تیرا عاجز مسکین بندہ، تیرے بندوں کی خدمت کرنے والا، مصیبت زدوں کے کام آنے والا، آفت زدوں کی مدد کو پہنچنے والا، تجھ سے یہی استدعا کرتا ہوں کہ یااللہ ! میری خطاؤں کو،لغزشوں کو معاف کر دے اور ساری پریشانیوں کو خوشیوں میں بدل دے۔

تسبیح کی برکت سے بغیر بے ہوشی کے PINS نکل گئیں

جب حادثہ ہوا ٹخنہ کی تینوں ہڈیاں علیحدہ علیحدہ پڑیں تھیں اور ایسے لگتا تھا کہ ٹانگ کے ساتھ ہیں ہی نہیں۔ پروفیسر رانا ارشد نے بڑی اچھی سرجری کی۔ اب PINS نکلوانے کا مرحلہ درپیش تھا۔ ساری رات اسی کشمکش میں گزری کہ اللہ خیر کرے۔ رات دس بجے کے بعد نہ کچھ کھایا تھا نہ پیا۔ نیند بہت کم آئی۔کبھی اٹھ جاتا۔کبھی بیٹھ جاتا۔ دل میں پریشانی تھی لیکن جب اللہ کی مدد شامل ہو تو مسئلے حل ہو جاتے ہیں۔صبح نو بجے ہم ہسپتال پہنچ گئے۔تھوڑی دیر بعد رانا ارشد صاحب اور ان کی ٹیم آن موجود ہوئی۔ ڈاکٹر زہرہ جو بے ہوشی ڈیپارٹمنٹ کی پروفیسر ہیں وہ بھی اپنی ٹیم کے ساتھ موجود تھیں۔ ذہن میں ایک انجانا سا خوف تھا۔ اس دوران میرے ذہن میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا واقعہ یاد آیا۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیزہ لگا تو انہوں نے کہا کہ میں جب میں نماز کے لیے کھڑا ہوں تو اس وقت نیزہ نکال لینا۔ جونہی انہوں نے نماز کی نیت باندھی۔ نیزہ نکال لیا گیا۔جونہی رانا ارشد نے POP اتارا میں نے سب سے پہلے آیت الکرسی پڑھی اس کے بعد یا سلامُ یا مومنُ یااللہ کی تسبیح شروع کر دی۔ اس سے مجھے یقین ہو گیا ٹخنے میں لگائی ہوئی PINS ان شاء اللہ بغیر بے ہوشی کے نکل آئیں گی۔ ڈاکٹر زہرہ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔ بے ہوشی دینے کے تمام انتظامات مکمل تھے۔ سارے معاملات ٹھیک تھے اور ایمرجنسی کی حالت میں اگر کوئی مسئلہ بن جائے تو ساری دوائیاں اور انجکشن تیار رکھے ہوئے تھے۔ یہ بھی سوچا گیا کہ لوکل انجکشن لگا کر پاؤں کو سن کیا جائے۔ رانا صاحب بڑے درویش آدمی ہیں۔ ان کی اپنی سوچ ہوتی ہے۔ اپنا کام کا انداز ہے۔ انہوں نے سب سے پہلے پلاسٹر آف پیرس کو کاٹ کر علیحدہ کیا۔ پروفیسر زہرہ نے

ای سی جی الیکٹروڈ بھی لگا دیئے۔ بلڈ پریشر بھی مانیٹر کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ ایک ڈرپ بھی لگا دی۔ رانا صاحب نے ایک پن کو دیکھا۔ پانچ منٹ بعد ہی رانا ارشد صاحب نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا کہ پہلی پن جس سے ہڈیوں کو اکٹھا کیا ہوا تھا وہ نکل آئی ہے۔ مجھے یقین تھا کہ درد تو ضرور ہوگی مگر اتنا اندازہ نہیں تھا کہ بغیر کسی تکلیف کے اتنی آسانی سے PIN نکل آئے گی۔ رانا صاحب نے کہا کہ دوسری پن کو بھی نکالتے ہیں۔ حالانکہ پہلے سوچا گیا تھا کہ آج ایک ہی PIN نکالیں گے اور دوسری بعد میں۔ ڈاکٹر زہرہ میرے ساتھ محو گفتگو تھیں۔ بات چیت ہو رہی تھی کہ رانا ارشد نے بغیر درد کے دوسری پن بھی نکال دی۔ رانا ارشد نے کہا کہ لو جی کام ہوگیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ ڈاکٹر زہرہ نے بھی مبارکباد دی۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے تو ہر طرح کی تیاری کی ہوئی تھی۔ تینوں طرح کے لوکل، Spinal اور جنرل انستھیزیا کا انتظام تھا۔ میں نے ڈاکٹر زہرہ کو بتایا کہ یہ سب اللہ کے نام کی برکت ہے۔ آپ نے میرا ہاتھ پکڑا ہوا تھا اور میں دوسرے ہاتھ میں تسبیح پکڑے یا سلام، یا مومن، یااللہ کا ورد کر رہا تھا۔ اللہ نے اپنے نام کی برکت سے آسانی کر دی۔

اب آپ نے چلنا ہے

ایک گھنٹہ کے بعد آپریشن تھیٹر سے فارغ ہوگئے۔ دوبارہ سے پلاسٹک آف پیرس لگا دیا گیا۔ رانا صاحب اپنے آفس میں لے گئے۔ رانا ارشد نے بٹھایا اور کہا کہ ڈاکٹر آصف اب آپ نے چلنا ہے میں نے آپ کو چلانا ہے۔ ڈاکٹر طاہر بھی آئے ہوئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں بیٹھا ہوں۔ جب تک آپ چلیں گے نہیں آپ کو جانے کی اجازت نہیں ہے۔ گھر سے واکر منگوایا۔ انہوں نے کہا کہ آپ اعتماد سے کھڑے ہوں۔ آہستہ آہستہ ایک قدم اٹھایا۔ دوسرا قدم اٹھایا۔ ڈاکٹر کی اپروچ پر ڈیپنڈ کرتا ہے کہ وہ کس طرح سے مریض کا علاج کرتا ہے۔ ڈاکٹر مریض کو حوصلہ اور ہمت دلائے تو وہ آسانی سے بیماری پر قابو پا لیتا ہے۔ رانا صاحب نے ہمت دلائی اور کہا جیسے ہم نے ایف ایس سی میں انگلش کی کتاب میں His First Flight کی کہانی پڑھی تھی۔ آج آپ کی دوبارہ First Flight ہے۔ میں نے سوچا کہ فرسٹ تو کبھی کی بیت چکی۔ یہ سیکنڈ فلائیٹ ہے۔ یہ اللہ کی بڑی مہربانی ہے کہ رانا صاحب کے آفس میں فرسٹ سٹیپ اٹھایا پھر دوسرا اٹھایا پھر انہوں نے کہا کہ تین چار چکر لگائیں۔ آپریشن تھیٹر اور دفتر میں چلنے پھرنے

میں دو گھنٹے گزر گئے۔ رانا صاحب کہتے ہیں کہ ڈاکٹر کو مریض کی آس کو ہمیشہ قائم رکھنا چاہیے۔ اگر امید ختم ہو جائے تو مریض ذہنی طور پر ختم ہو جاتا ہے۔ پھر بیماری اس کے لیے جان لیوا ثابت ہوتی ہے۔

حادثے کے بعد پہلی دفتری مصروفیات

ڈاکٹر اور مریض میں ہم آہنگی نہ ہو تو علاج کرنا بہت مشکل ہوتا ہے۔ صبح صبح ڈاکٹر رانا ارشد صاحب کا فون آیا اور کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہم نے آپ کا علاج کر دیا ہے اب آپ نے خود قوت ارادی سے کام چلانا ہے۔ میں نے ان کو بتایا کہ رانا صاحب میں نے اپنے کلکٹرز کے ساتھ ویڈیو کانفرنس کرنی ہے۔ رانا صاحب نے کہا کہ کانفرنس ضرور کریں لیکن اس میں آپ نے تیار ہو کر جانا ہے تاکہ آپ مکمل طور پر صحت یاب لگیں۔ میں نے ویسے ہی کیا۔ بہترین کپڑے پہنے۔ ویسٹ کوٹ زیب تن کی۔ میری ویسٹ کوٹ پر پاکستان کا جھنڈا لگا ہوتا ہے۔ پھر ویڈیو کانفرنس بھی شروع ہوئی اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ سر آپ کو اس حالت میں دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی ہے۔ پشاور کے کلکٹر محمد سلیم، خلیل یوسفانی، خیال محمد اور ارشد خان نے کانفرنس میں شرکت کی۔ گلگت کے کلکٹر راشد حبیب خان بھی موجود تھے۔ سیما رضا بخاری بھی تھیں۔ کانفرنس کے آغاز میں ہمارے ساتھی اقبال منیب کے لیے دعائے مغفرت کرائی۔ وہ مجھ سے دو سال سینئر تھے۔ کسٹمز کالونی میں رہا کرتے تھے۔ ان کے والد حاجی صاحب سے تو نمازوں میں ملاقات ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کرے۔ اس کے بعد کانفرنس شروع ہوئی۔ کلکٹر کسٹمز اسلام آباد سیما رضا نے اپنی کلکٹریٹ کے بارے میں بتایا کہ کیا کیا کام ہو رہا ہے کیسے ریونیو میں اضافہ ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد محمد سلیم صاحب نے بتایا کہ طورخم میں ایکسپورٹ بھی شروع ہو گئی ہے۔ امپورٹ بھی تھوڑی بہت آ رہی ہے اور حالات پہلے کی نسبت بہتر ہوتے جا رہے ہیں۔ ان شاء اللہ کوڈ 19 کا خاتمہ بالکل قریب ہے۔ جوں جوں اس کے کیسز کم ہوں گے توں توں طورخم کے حالات بہتر ہوں گے اور دوطرفہ تجارت میں مزید اضافہ ہوگا۔ ویڈیو کانفرنس کر کے بہت اچھا لگا۔ اللہ کا شکر ادا کیا جو آہستہ آہستہ صحت کاملہ عطا کر رہا ہے۔

میڈیکل کی تاریخ کا معجزہ

اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے۔ یہ اس کا کرم ہے۔ یہ میڈیکل کی تاریخ کا معجزہ ہے بقول محترم ڈاکٹر پروفیسر عامر عزیز کے کہ اللہ نے نئی زندگی دی۔ خوفناک، جان لیوا حادثے سے بچایا۔ دوران علاج زندگی

کی ڈوریں کٹتی اور جڑتی رہیں۔ اللہ کے فضل، کرم، مہربانی اور دوستوں، بہی خواہوں، گھر والوں، بچوں، اہلِ خانہ، ماں باپ، غریب نادار مریضوں، تھر اور بلوچستان کے پیاسے عوام، تھر پارکر کے ہندوؤں، مسلمانوں اور ہزاروں بے سہاروں کی دعاؤں کی بدولت سے اللہ نے نئی زندگی دی۔ پہلے حادثہ سے بچایا۔ گاڑیاں ایک دوسرے سے گولی کی رفتار سے چلتے ہوئے ٹکرائیں۔ ہماری گاڑی آگے پیچھے اور سائڈوں سے بالکل پچک گئی۔ گاڑی کو دیکھ کر لگتا ہے کہ اس کے مکین لازماً اللہ کو پیارے ہو گئے ہوں گے۔ اس کے بعد اللہ نے آپریشن کے دوران مختلف نازک مراحل سے بچایا۔

14 اگست 2020ء ہلالِ امتیاز کا اعلان

آج اللہ پاک ایک اور عزت بخشنے والا ہے۔ سال 2020ء کے سول ایوارڈ کا اعلان ہونے والا ہے۔ طبیعت مضطرب ہے۔ بے چین ہے۔ اگرچہ ساری کمیٹیوں نے ایوارڈ Approve کر دیا ہوا ہے پھر بھی جب تک نوٹیفکیشن نہیں ہوتا۔ چین نہیں آئے گا۔ انسانی خدمات کی بنا پر ایک اور اعلیٰ اعزاز یعنی (ہلالِ امتیاز) کا اعلان ہونے کو ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے زندگی میں ایک اور اعزاز کا اضافہ ہو رہا ہے۔ پروفیسر خالد مسعود گوندل وائس چانسلر کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی سے مسلسل رابطہ ہے۔ ان کو بھی صدارتی ایوارڈ برائے حسن کارکردگی ملنے والا ہے۔ رات گئے تک فون کا انتظار رہا۔ جب بھی فون کی بیل بجتی احتمال ہوتا کہ نوٹیفکیشن آ گیا ہے۔ انتظار کرتے کرتے آنکھ لگ گئی۔ صبح اڑھائی بجے کے قریب واٹس ایپ پہ ٹھک ٹھک ہوئی تو دیکھا تو صدارتی ایوارڈ کا نوٹیفکیشن تھا۔ سب سے پہلے اللہ کا شکر ادا کیا۔ دو رکعت نماز نفل شکرانہ ادا کیا۔ اسماء اور بچوں کو بتایا۔ ان کی خوشی کا بھی ٹھکانہ نہ رہا۔ 14 اگست کو سارا دن مبارکباد کے پیغامات آتے رہے۔ انٹرویو کے لیے کئی چینلز کے نمائندے آئے۔ سارا دن مہمانوں کا تانتا بندھا رہا۔ ملک بھر اور بیرونِ ممالک سے ہزاروں لوگوں نے کال کیا۔ ہر طرف خوشی کا سماں تھا۔ سرگودھا میں تمام اہلِ خانہ، عموماً اور ابو اور امی خوشی سے نہال ہو گئے۔ اسماء کے بھائی فرخ اور فہیم اپنی فیملی اور بچوں کے ساتھ مبارکباد دینے کے لیے آئے۔ بار بار اللہ کا شکر ادا کیا۔ اس دفعہ فیڈرل بورڈ آف ریونیو کی جانب سے سول ایوارڈ کے لیے نامزدگی بھجوائی گئی تھی۔ جبکہ پچھلی دفعہ پنجاب گورنمنٹ نے نامزدگی بھجوائی تھی۔

عمران خان وزیر اعظم پاکستان کا پیغام

چیئرمین فیڈرل بورڈ آف ریونیو محترم جاوید غنی کا بھی مبارکباد کا فون آیا۔ رات گئے وزیراعظم پاکستان عمران خان کا بھی پیغام آ گیا۔ انہوں نے لکھا You really deserved it آپ ایوارڈ کے واقعی مستحق تھے۔ ایوارڈ کا اعلان کے ساتھ ہی طبیعت بہت بہتر ہو گئی۔ اسماء نے 14 اگست کو غریبوں کے لیے کھانے کا اہتمام کیا۔ یمنیٰ، حذیفہ اور ماہ نور نے ہلالِ امتیاز والا سپیشل کیک بنوایا۔ رات گئے کیک کاٹا۔ سب نے مبارکباد دی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اتنے بڑے حادثے کے بعد خوشی دی۔ مختلف چینلز کے نمائندوں سے بات کرتے ہوئے کہا کہ میں اس ایوارڈ کو اپنے غریب اور نادار مریضوں اور آفت زدوں اور تھر کے پیاسے عوام کے نام کرتا ہوں۔ ان سب کی خدمت کی بدولت اور پیاسے تھر کے سیراب کرنے کی وجہ سے اللہ نے یہ اعزاز دیا۔ اس سے پہلے کسی بھی سرکاری آفیسر کو کبھی بھی دوران ملازمت پہلے ستارۂ امتیاز اور بعد میں ہلالِ امتیاز نہیں ملا۔

پروفیسر احمد رفیق صاحب سے ملاقات اور ان کا فکر

میں نے پروفیسر رفیق اختر کا نام بارہا سنا تھا۔ ان کے کچھ لیکچرز بھی یوٹیوب پر سننے کا اتفاق ہوا۔ میں ان سے بہت متاثر تھا۔ جب اسلام آباد ٹرانسفر ہوئی۔ اپنے کولیگ کلکٹر کسٹم عمران چوہدری سے کہا پروفیسر صاحب سے ملاقات کرنی ہے۔ پچھلے سال پروفیسر صاحب اسلام آباد تشریف لائے۔ ان کا انٹرنیشنل اسلام آباد یونیورسٹی میں لیکچر تھا۔ عمران نے کہا کہ آج پروفیسر صاحب سے ملاقات بھی ہو جائے گی اور ان کا لیکچر بھی سن لیں گے تو میرا دل خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔ جلدی جلدی دفتری امور نبٹائے۔ ایک بجے کے قریب عمران چودھری کا فون آ گیا کہ آپ سے پروفیسر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔ فون پہ اسلام علیکم کہا تو پروفیسر صاحب نے کہا کہ میں آپ کی طرف آ رہا ہوں۔ مجھے آپ کے رتبے کا اندازہ ہے۔ ان کا کسٹم ہاؤس کے گیٹ پر استقبال کیا۔ کسٹم ہاؤس میں دھوم مچ گئی۔ آپس میں تسبیحات کی باتیں ہونے لگیں۔ لوگ جوق در جوق اپنے اپنے مسائل بیان کرنے کے لیے آنے لگے۔ پروفیسر صاحب علم الاعداد کے بہت بڑے عالم ہیں۔ پروفیسر صاحب کہتے ہیں کہ اسلام تو جستجو کرنے کا دین ہے۔ اکثر لوگ ان سے سوال کرتے ہیں کہ پروفیسر صاحب آپ نے داڑھی نہیں رکھی۔ آپ تھری پیس سوٹ میں رہتے ہیں تو ہم آپ کو کیسے سکالر مان لیں تو انہوں نے کہا کہ میں نے کبھی آج تک نہیں کہا کہ مجھے سکالر مانیں۔ اصل بات یہ ہے کہ داڑھی سنت رسولؐ ہے۔ رکھنی چاہیے۔ اللہ نے ہمیں بھی سعادت بخشی ہے۔ مگر بات یہ ہے کہ داڑھی

میں اسلام نہیں ہے۔ اسلام میں داڑھی ہے۔حضور نبی کریم کی ان ہزاروں سنتوں میں داڑھی بھی ایک سنت ہے۔ پروفیسر صاحب سے دل کی باتیں ہوئیں۔ پروفیسر صاحب نے بڑی عزت دی۔ پروفیسر احمد رفیق تسبیح کے لیے آنے والوں سے پہلے نام پوچھتے ہیں۔ اعداد نکالتے ہیں اور ان کے مطابق تسبیحات پڑھنے کو دیتے ہیں۔ میں نے بھی بات کی۔ اسماء کے بھائی بیمار تھے ان کے لیے بھی تسبیحات لیں۔ اسماء کے لیے بھی لیں۔تسبیحات والا کاغذ میں نے میس میں رکھ لیا۔کبھی موقع ملتا۔ پڑھ لیتا کبھی نہ پڑھتا۔ چار تسبیحات انہوں نے مجھے بتائی تھی۔ پہلی یا سلامُ یا مومن یااللّٰہ ، دوسری یا رحمنُ یا رحیمُ یا کریمُ اور تیسری یا ذوالجلال والاکرام اور چوتھی تسبیح لا حول و لا قوت اللّٰہ با اللّٰہ حی العظیم یہ تین سو تین سو دفعہ پڑھنا ہے۔تسبیحات پڑھنے سے پہلے دعائیں بتائی تھیں۔الحمدللّٰہ! ان تسبیحات کا ورد پچھلے کئی ماہ سے باقاعدگی کے ساتھ جاری ہے۔ روزانہ فجر کی نماز کے بعد تسبیحات پڑھتا ہوں۔

حصہ چہارم

لاہور سے اسلام آباد،
اسلام آباد سے لاہور

دعائیں رنگ لے آئیں

ڈاکٹر صاحب ذرا سنبھلے تو انہوں نے مجھ ناچیز کو فون کیا اور اپنی خیر خیریت کی اطلاع دی۔ انہوں نے کہا کہ آپ دوستوں کی دعائیں رنگ لائی ہیں اور میں اللہ کے فضل و کرم سے اب بہت بہتر ہوں، میں نے کہا کہ ہم جیسے گناہ گاروں کی دعاؤں میں اثر ہوتا تو آپ اس حادثے کا شکار ہی نہ ہوتے، آپ کے محفوظ رہنے کی دعا تو اس ماں نے کی ہوگی جس کے سر پر آپ نے دست شفقت رکھا ہوگا اور جس کا بچہ بالاکوٹ کے سکول میں چھت کے نیچے سسکیاں لے کر جان ہار گیا ہوگا۔ آپ کو جھنگ کی کسی بیوہ کی دعا لگی ہوگی جس کا گھر سیلاب کے ریلے میں بہہ گیا ہوگا، جسے آپ نے ایک نئی چھت مہیا کی ہوگی اور تھر کی کسی ہندو عورت کی دعا نے بھی اثر دکھایا ہوگا جس کی چھاتی سے ہڈیوں کا ڈھانچا بنے ایک بچے جیسی مخلوق چمٹی ہوگی اور جسے آپ نے دودھ کا ٹھنڈا اور میٹھا پیکٹ پیش کیا ہوگا، آپ کے لیے اس 'پاکستان' نے دعائیں مانگی ہوں گی جس کا قومی ترانہ آپ نے آواران کے بچوں کے سامنے گایا ہوگا۔

میرے ہاتھ میں ڈاکٹر آصف محمود جاہ کی کتاب ''حادثہ، مسیحا اور زندگی'' ہے جس میں درد ہے، کرب ہے، حادثے پر حادثہ اور معجزے پر معجزہ اور دعاؤں کی تاثیر۔

اللہ اپنے نیک بندوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے، میں یہ تو نہیں کہتا کہ ڈاکٹر آصف جاہ نیکیوں کا سلسلہ بند کر دیں مگر خدا سے دعا کرتا ہوں اللہ انہیں ہر آزمائش سے محفوظ رکھے۔ آمین

اسد اللہ غالب
کالم نگار روزنامہ نوائے وقت

پریشانی کے بعد آسانی

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:
اِنِ مع اَلعُسرِ یسرا کہ پریشانی کے بعد خوشی ہوتی ہے۔
اللہ نے اتنے بڑے حادثے کے بعد خوشی کے لمحات میسر کیے۔ اتوار کے دن بھی صبح سے رات گئے تک مبارکباد دینے والے مہمانوں اور دوستوں کا تانتا بندھا رہا۔ لوگ دور دراز سے پھولوں کے گلدستوں اور مٹھائی کے ساتھ مبارکباد دینے کے لیے آتے رہے۔ فجر سے لے کر رات گئے تک فون بجتا رہا۔ انسٹا گرام، فیس بک، ای میل، ٹویٹر، واٹس ایپ پر پاکستان اور دنیا بھر سے محبت بھرے تہنیتی پیغامات اور دعائیں آتی رہیں۔ اللہ تعالیٰ میرے تمام اہلِ خانہ، دوستوں، بہی خواہوں، خدمت اور علاج کے ساتھیوں اور اس میں حصہ لینے والوں کو ہمیشہ خوش رکھے۔ ان سب کی دعاؤں کے طفیل اللہ نے نئی زندگی دی اور اس کے ساتھ ساتھ اعزاز بھی ملا۔

دو ماہ بعد دفتر حاضری

17 اگست 2020ء کو صبح سویرے دو ماہ بعد اسلام آباد جانے کا پروگرام بنا۔ یمنیٰ، ماہ نور اور حذیفہ کے ساتھ اسماء بھی ساتھ ہیں۔ صبح ساڑھے نو بجے لاہور سے روانہ ہوئے۔ اللہ کا خاص شکر ادا کیا جس نے

اپنی مہربانی سے صحت کاملہ عطا کی۔ الحمدللہ! سفر بخیروخوبی گزر گیا۔ بچوں اور اسماء کے ساتھ سفر ہمیشہ خوش گوار گزرتا ہے۔ اٹھارہ جون سے آج سے تک بچے اور تمام اہلِ خانہ پل پل ساتھ رہے۔ جہانگیر نے میس کے ساتھیوں کے ہمراہ گلدستے اور پھولوں کی پتیوں کے ساتھ استقبال کیا۔ سب لوگ بہت خوش تھے۔ کرامت نے بہترین کھانا بنایا ہوا تھا۔ سب نے مزے سے کھایا۔ تین بجے کے قریب دفتر کا رخ کیا۔ کسٹم ہاؤس کے باہر کلکٹر کسٹمز اسلام آباد سیما رضا بخاری، خیال محمد، ارشد خان خلیل یوسفانی اور دوسرے آفیسرز نے استقبال کیا۔ سب سے پہلے دفتر پہنچ کر دو رکعت نوافل شکرانہ ادا کیے۔ اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے صحت یابی کے بعد دو ماہ بعد دوبارہ دفتر آنے کی توفیق ادا کی۔ میڈیم سیما بخاری اور خیال محمد نے گلدستے پیش کیے۔ ہلالِ امتیاز والا کیک بھی تھا۔ کیک کاٹا۔ سب نے مزے سے کھایا اور ہلالِ امتیاز ملنے اور اس سے بڑھ کر صحت یاب ہونے پر مبارکباد دی۔ دفتری امور نبٹائے۔ دو گھنٹے دفتر میں گزار کر واپس میس پہنچے۔ مغرب کے بعد چھوٹی بہن ناصرہ، شاہد، طاہر اور انکل محمد حسین بچوں کے ساتھ میس ملنے کے لیے آئے۔ ناصرہ گھر سے بچوں کے لیے پیزا اور برگرز بنا کر لائی۔ بچوں نے خوب ہلہ گلہ کیا۔ ہر پل اور ہر سانس اللہ کا شکر ادا کیا جس نے زندگی بخشی اور صحت کاملہ عطا کی۔ دفتر آنے کی تصویر فیس بک پہ لگائی تو ملک بھر اور بیرون ممالک سے سینکڑوں دوستوں کے خوشی بھرے پیغامات وصول ہوئے۔ اللہ میرے سب دوستوں اور ساتھیوں کو خوش رکھے۔ پروفیسر عامر عزیز نے پھر لکھا آصف تمہارا بچ جانا معجزہ ہے۔ رات اچھی نیند آئی۔ بچوں اور اسماء کے ہونے کی وجہ سے ایسے لگ رہا تھا کہ گھر میں ہی ہیں۔ صبح سویرے ساڑھے تین بجے جاگ آ گئی۔ وضو کیا۔ تہجد کی نماز ادا کی۔ تسبیحات مکمل کیں۔ اسی اثناء میں فجر کا وقت ہو گیا۔ نماز ادا کر کے اللہ سے خیروعافیت اور سلامتی کی دعا کی۔ فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا۔ کرامت نے صبح سویرے ناشتہ کروایا۔ شاہد PRO بھی جہانگیر کے ساتھ پہنچ گیا۔

وہیل چیئر پر چیئرمین FBR سے ملاقات

صبح سویرے سب سے پہلے FBR کا رخ کیا۔ وہیل چیئر پہ بیٹھ کر دفتر جانا بھی عجیب تجربہ ہے۔ ہر کوئی آپ کو عجیب نظروں سے دیکھتا اور گھورتا ہے۔ کسی کو بے چارگی پر ترس آتا ہے تو کوئی خشمگیں نظروں سے دیکھتا ہے۔ جن کو نہیں پتہ وہ پوچھنے کے لیے بے قرار ہوتے ہیں۔ کیا ہوا؟ کیسے ہوا، کیونکر ہوا، بتاتے بتاتے بندہ پریشان ہو جاتا ہے۔ شکر ہے FBR کے باہر اندر جانے کے لیے ریمپ بنا ہوا تھا ورنہ ہماری

بڑی بڑی عمارتوں میں یہ سہولت موجود نہیں ہوتی۔ملک میں Foreign Delegates آتے رہتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی معذور یا وہیل چیئر پہ ہوتو وہ حیران رہ جاتے ہیں کہ بڑی بڑی بلڈنگز ہیں لیکن لفٹ میں وہیل چیئر لانے لے جانے کو کائی انتظام نہیں۔جبکہ بیرونِ ممالک چھوٹی سے چھوٹی عمارتوں انتظار گاہ، لفٹ، پبلک گاڑیوں غرضیکہ ہر جا اسپیشل پرسنز کے لیے جگہ اور نشستیں مختص ہوتی ہیں۔ FBR کے دروازے پر کھڑے اہلکاروں نے بڑی محبت سے استقبال کیا۔ دعائیں دیں اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ لفٹ سے تیسری منزل تک پہنچے۔ چیئرمین FBR محترم جاوید غنی نے اپنے دفتر میں کھڑے ہو کر استقبال کیا۔ خیریت دریافت کی۔ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔اللہ کا شکر ادا کیا جس نے زندگی بخشی اور صحت دی۔چیئرمین FBR نے خصوصی طور پر ہلالِ امتیاز ملنے پر مبارکباد دی۔ممبر لیگل سرفراز وڑائچ سے بھی ملاقات ہوئی۔ فیاض رسول سے پیار اور محبت کا رشتہ ہے۔ان کے کمرے میں بھی جانا ہوا۔فیاض نے بڑی محبت اور عقیدت سے Receive کیا۔ممبر کسٹمز طارق ہدٰی، حسن ثاقب اور ڈاکٹر سعید جدون سے بھی ملاقات ہوئی۔ممبر کسٹمز طارق ہُدٰی دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ دعائیں دیں۔کافی سے تواضع کی۔ساتھ ہی دفتر کے معاملات زیرِ بحث ہوئے۔ طارق ہدٰی ممبر کسٹمز اور چیئرمین جاوید غنی سے عقیدت اور محبت کا رشتہ ہے۔ اللہ ان کو مزید ترقی دے اور کامیاب کرے۔اس وقت دونوں کی قیادت میں FBR اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کر رہا ہے۔اللہ مزید کامیابیاں دے۔ حافظ محمد علی اندھر Member HRM سے بھی ملاقات ہوئی۔ FBR کے تمام آفیسرز اور اہل کار بڑی محبت اور عقیدت سے ملے۔

صحت یابی اللہ کا انعام

شام کے وقت ڈاکٹر ارسلان، یونس خان، آصف سعید خان اور خواجہ ظفر اقبال سے میس میں ملاقات ہوئی۔سب نے صحت یابی اور ہلالِ امتیاز ملنے پر مبارکباد دی۔ ڈاکٹر ارسلان اور یونس خان سینئر کولیگ ہیں۔ان سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ یونس خان صاحب نے کہا کہ آپ کی صحت یابی اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا تحفہ ہے۔اس پہ اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے کم ہے۔ یونس خان، سعید جدون اور داؤد پیرزادہ کے ساتھ میس میں کھانا کھایا۔یمنیٰ، حذیفہ اور ماہ نور ناصرہ کی طرف چلے گئے۔حذیفہ رات گئے واپس پلٹا۔صبح سویرے ساڑھے پانچ بجے جاگ آ گئی۔ اُٹھ کر وضو کیا۔ الحمدللہ! اب اللہ نے ہمت دی ہے۔ باتھ روم اکیلے جانا شروع کر دیا ہے۔Walker کی مدد سے کمرے میں چلنا پھرنا بھی شروع ہو گیا ہے۔

صحت سب سے بڑی نعمت

اللہ کی بڑی نعمتیں ہیں۔ ان میں سب سے بڑی نعمت صحت ہے۔ صحت ہو تو بندہ سب کچھ کر لیتا ہے۔ بڑی سے بڑی مشکل سے نکل آتا ہے۔ جب بندہ بیمار ہوتا ہے تو اسے اندازہ ہوتا ہے کہ صحت کتنی بڑی نعمت ہے۔ اللہ پاک کا خاص احسان ہے کہ اس نے اتنے بڑے حادثے کے بعد صحت دی۔ اللہ تعالیٰ نے بے پناہ نعمتیں بخشی ہیں۔ صحت دی ہے۔ زندگی بخشی ہے۔ پیارے اور سعادت مند بچے، خدمت گزار بیوی اور محبت کرنے والے اہلِ خانہ اور دوست دیے ہیں۔ بیماری کے دوران جب Ankle کے آپریشن کے ایک مہینے بعد قدم زمین پہ رکھا تو احساس ہوا کہ ''چلنا'' کتنی بڑی نعمت ہے۔ ایسے لگا کہ زندگی میں پہلی دفعہ قدم اٹھایا ہے۔ رانا ارشد نے کہا کہ ڈاکٹر آصف آپ نے قدم اٹھاتے ہوئے یہ بات ذہن نشیں رکھنی ہے کہ میں چلوں گا اور پہلے کی طرح قدم اٹھاؤں گا۔

ڈاکٹر اور مریض کا رشتہ

رانا ارشد آرتھوپیڈک سرجری کے پروفیسر ہیں۔ درویش صفت اور دیسی آدمی ہیں۔ اپنے کام میں یدِطولیٰ رکھتے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ آپ کا Ankle ایسے تھا کہ پاؤں کے ساتھ لٹک رہا تھا۔ تینوں ہڈیاں علیٰحدہ علیٰحدہ پڑی ہوئی تھیں۔ ہم نے اللہ کا نام لے کر ان کو Align کیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ہڈیاں اپنی اپنی جگہ فٹ ہو گئیں۔ رانا ارشد نے ذہنی طور پر اتنا حوصلہ دیا کہ وارڈ میں پہلا قدم اٹھایا پھر الحمدللہ! آہستہ آہستہ Walker کی مدد سے قدم اٹھانا آسان ہو گیا۔ ڈاکٹر اور مریض کا عجیب رشتہ ہوتا ہے۔ ڈاکٹر اگر مریض کو اعتماد دلا دے تو مریض کے لیے بیماری سے لڑنا آسان ہو جاتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اتنے بڑے اور خوفناک حادثے کے بعد صحت بخشی اور اس کے ساتھ ساتھ کسی قسم کی بھی معذوری سے بھی بچایا۔ رانا ارشد کہتے ہیں کہ ان کی ہمیشہ کوشش ہوتی ہے کہ مریض کو ذہنی طور پر مطمئن کریں اور اسے تسلی دیں۔ مریض کی آس اور امید قائم رہے تو وہ بیماری کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے جلد صحت یاب ہو جاتا ہے۔

ڈاکٹر آفتاب سے ملاقات

حذیفہ اور رفیق کے ساتھ دفتر جاتے ہوئے پہلے F-7 میں ڈاکٹر آفتاب کے گھر کا چکر لگایا۔ ڈاکٹر آفتاب بڑی محبت اور عقیدت سے ملے۔ حذیفہ کو بھی پیار کیا۔ ڈاکٹر آفتاب ہمارے کام کے عاشق ہیں۔

بچوں اور خدمت علاج کے تمام ورکرز کو جانتے ہیں۔انہوں نے میری تمام کتابیں کئی بار پڑھی ہیں۔تھوڑی دیر ڈاکٹر آفتاب کے ساتھ گزار کر دفتر کا رخ کیا۔کسٹم ہاؤس کے پچھلے دروازے سے ریمپ سے وہیل چیئر پہ بیٹھ کر لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پہنچے۔ارشد خان سے میٹنگ کر کے دفتر کے زیرالتوا معاملات کو نپٹایا۔ پشاور، گلگت اور اسلام آباد کے کلکٹروں کو ہدایات جاری کیں۔ دفتر میں سارا دن لوگوں کی آمدورفت رہی۔سارے دوست و احباب صحت کاملہ کی دعائیں دے کر آتے جاتے رہے۔عصر کے قریب واپسی ہوئی۔اتنے عرصے بعد دفتر میں چار سے پانچ گھنٹے بیٹھنے کی وجہ سے تھکاوٹ ہوگئی۔میس آ کر تھوڑی دیر کے لیے آرام کیا۔

بارہ کہو کا چکر

مغرب کی نماز کے بعد بارہ کہوہ کا رخ کیا۔ اسلام آباد میں موسم خوشگوار ہے۔گزشتہ تین دنوں سے روزانہ بارش ہو رہی ہے۔آج بھی سارا دن ہلکی ہلکی بارش ہوتی رہی۔مغرب کے بعد بارش میں تیزی آ گئی۔ بچے بھی خوشگوار موسم کا مزہ لیتے رہے۔ بارہ کہو میں بنی گالہ کے قریب پہنچے تو بارش میں مزید تیزی آ گئی۔ المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال میں حمید قاضی، جہانگیر، ثاقب، ندا اور سید قادر نے استقبال کیا۔ دسترخوان لگا ہوا تھا۔کافی تعداد میں لوگ بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ہسپتال بدلا بدلا اور نکھرا نظر آ رہا تھا۔ اوپر ہال بھی بن رہا ہے۔یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور اور اسماء بھی ہسپتال کا سیٹ اپ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ندا نے گرما گرم چکن پلاؤ کھلایا۔ باہر موسلادھار بارش شروع ہوگئی۔ بارش میں واپسی کا رخ کیا۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث جلدی نیند آ گئی۔صبح فجر کے وقت جاگ آ گئی۔نماز پڑھ کر تسبیحات مکمل کیں۔تھوڑی دیر آرام کیا۔

حذیفہ میرا بیٹا۔میرا باڈی گارڈ

دس بجے کے قریب حذیفہ کے ساتھ دفتر کے لیے نکلے۔حذیفہ بڑا سعادت مند بیٹا ہے۔گزشتہ دو ماہ سے پل پل میرے ساتھ ہے۔جب سے اسلام آباد آئے ہیں ہر وقت سائے کی طرح ساتھ ہوتا ہے۔کبھی کہتا ہے کہ بابا ٹھیک ہو کر بیٹھیں۔ ماسک اتاروں تو فوراً پہنا دیتا ہے۔ ملنے والوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ماسک پہن کر آئیں۔گھر میں چاہے چھوٹا ہو یا بڑا سب کے لیے ماسک پہننا ضروری ہے۔حذیفہ نے گھر

میں ماسک کا ذخیرہ کیا ہوا ہے۔ جن Visitors نے ماسک نہیں پہنا ہوتا۔ ان کو لازمی پہننا پڑتا ہے۔ حذیفہ حقیقی معنوں میں میرے باڈی گارڈ کا رول ادا کر رہا ہے۔ دفتر میں سینئر کولیگ محمد صدیق ملنے کے لیے آئے۔ اس کے علاوہ دن بھر مبارکباد کے فون آتے رہے۔ دفتر آ کے ایسے لگتا ہے کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں۔ الحمدللہ! سارے معمولات زندگی دوبارہ شروع ہو گئے ہیں۔ گزشتہ دو ماہ کے دوران سب سے زیادہ محرومی اور سب سے زیادہ تکلیف دہ بات نمازوں کے لیے مسجد نہ جانے کی معذوری ہے۔ الحمدللہ! ساری زندگی اللہ نے ہر وقت، ہر جا، ہر ملک، زمین پہ یا آسمان پہ ہمیشہ پنج وقتہ نماز باجماعت پڑھنے کی توفیق عطا کی۔ سنگاپور، جاپان، تھائی لینڈ، ترکی، چین غرضیکہ جہاں جہاں گئے اللہ کا شکر ہے کہ نماز ہمیشہ وقت پر اور اکثر باجماعت ادا کی۔ سنگاپور اور جاپان کے دورے میں نیب کے فرمان اللہ میرے نماز کے ساتھی تھے۔ اکثر اکٹھے نماز پڑھتے تھے۔

اہلِ خانہ کے ساتھ لاہور واپسی

دوپہر تک دفتر کے معاملات دیکھے۔ اہم نکات پہ میٹنگ کیں۔ تین بجے میس پہنچے۔ کرامت اور نعمان نے مزے دار مٹر پلاؤ اور آلو کے کٹلس بنائے ہوئے تھے۔ اسماء اور یمنیٰ پیک اپ کر چکی تھیں۔ چار بجے کے قریب لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے کا سفر خوشگوار گزرا۔ گزشتہ دو ماہ کا عرصہ زیادہ تر میو ہسپتال اور گھر کے کمرے میں گزرا۔ الحمدللہ! جب سے باہر نکلنا شروع کیا ہے ہے تو طبیعت میں بہتری آتی جا رہی ہے۔ ہر چیز اجلی اجلی اور نکھری ہوئی نظر آتی ہے۔ آج کل برسات ہے۔ بارشوں کا موسم ہے۔ سڑکیں، کھیت، درخت بھی صاف و شفاف اور دھلے ہوئے نظر آتے ہیں۔ رفیق مشتاق ڈرائیور ہے۔ اس نے ساڑھے تین گھنٹے میں لاہور پہنچا دیا راستے میں سکھیکی سے آگے وہ مقام بھی آیا جہاں حادثہ ہوا تھا۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ جس نے اتنے بڑے حادثے سے بچایا اور نئی زندگی عطا کی۔ 9 بجے کے قریب گھر پہنچ گئے۔ کھانا کھا کر سونے کا قصد کیا۔ صبح ساڑھے چار بجے آنکھ کھل گئی۔ نماز فجر ادا کی۔ تسبیحات مکمل کیں۔ سورۃ کہف پڑھی۔ الحمدللہ! اب سارے کے سارے معمولات زندگی واپس آتے جا رہے ہیں۔ اسماء کو بڑی فکر ہے کہ کب پہلے کی طرح اہتمام سے مسجد جانے والے ہو جائیں گے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ جلد سے جلد اس قابل کر دے کہ نمازوں کی ادائیگی مسجد میں ہو۔ اللہ کے ہر کام میں مصلحت ہوتی ہے۔ کئی سالوں بعد اتنا عرصہ بچوں کے ساتھ گزارنے کا موقع مل رہا ہے۔ ورنہ سالہا سال سے روٹین رہی ہے کہ صبح سویرے

فجر کے بعد اٹھنا۔ اخبارات کا مطالعہ، کچھ لکھائی پڑھائی۔ دفتر کی تیاری، 9 سے 5 بجے تک دفتر واپسی پہ تھوڑی دیر آرام اور پھر ہمیشہ مغرب سے عشاء مریضوں کا چیک اپ۔ گزشتہ تیس سال سے یہ معمول جاری رہا۔ اٹھارہ جون سے بیس اگست تک اس میں حادثہ کی وجہ سے تعطل آیا۔

اپنے ہسپتال واپسی اور مریضوں کا چیک اپ

اللہ کے فضل سے غریبوں کی دعاؤں سے اللہ نے آج دو ماہ دَس دن بعد دوبارہ سے اپنے ہسپتال آنے اور مریضوں کا چیک اپ اور علاج کرنے کا موقع ملا۔ ہسپتال کے سارے سٹاف اور اشفاق نے مین گیٹ پر پھولوں کے گلدستوں کے ساتھ استقبال کیا۔ سب نے خوشی اور مسرت کے جذبات دکھائے۔ مریض ہمیں اتنے عرصے بعد دیکھ کر پھولے نہ سمائے۔ ڈاکٹر صاحب آپ کہاں چلے گئے تھے؟ ڈاکٹر صاحب اللہ آپ کو زندگی اور صحت دے؟ آپ تو ہمارے جیسے بے سہاروں کا سہارا ہیں؟ سب آگے بڑھ کر ملنے کی کوششوں میں تھے۔ ڈاکٹر یمنیٰ نے معین شریف کی بیٹی ڈاکٹر مریم کے ساتھ مریضوں کا چیک اپ شروع کیا۔ اماں بشیراں اور بیگم انوار آخر تک بیٹھی رہیں۔ ہم نے ڈاکٹر صاحب کو ملے بغیر نہیں جانا۔ جب تک مل نہ لیا ان کی تسلی نہ ہوئی۔ دعائیں دیتی رخصت ہوئیں۔ منشاء قاضی، فاروق تسنیم، شہزاد، کاشف، مولانا فضل الرحمن، افتخار، شیخ زاہد بھی پھولوں اور مٹھائی کے ساتھ آئے۔ مریضوں میں مٹھائی تقسیم ہوئی۔ نویرا بابر بھی آئی اور اپنے خطابانہ جوہر دکھائے۔ منشاء قاضی نے بھی لفاظی سے بھرپور مقفع اور مسجع اُردو میں خطاب کیا۔ قاری مبین اور مولانا فضل الرحمن نے دعا کروائی۔ الحمدللہ! نئے پراجیکٹ ''اپنا روزگار خودکفالت سکیم'' کا بھی اجرا کیا گیا جس میں بے روزگار افراد کو اپنا روزگار شروع کرنے کے لیے ریڑھیاں اور سامان لے کر دیا جائے گا۔ کھانے کے بعد مریضوں کا بھی چیک اپ کیا۔ اتنے عرصے بعد مریضوں کا علاج کر کے روحانی مسرت حاصل ہوئی۔ یمنیٰ دوسرے کمرے میں مریضوں کا معائنہ اور علاج کرتی رہی۔ رات گئے ہسپتال سے واپسی ہوئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے مریضوں کی خدمت کی توفیق دی۔

جمعۃ المبارک کی نماز

اللہ کا خاص شکر ہے کہ آج جمعۃ المبارک کی نماز وحدت کالونی کی جامع مسجد میں ادا کی۔ مسجد میں ہر دروازے پر وہیل چیئر کے لیے ریمپ بنا ہوا تھا جبکہ اکثر بڑی بڑی مساجد یں اس کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا۔ ریمپ نہ ہو تو وہیل چیئر کا لانا لے جانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ الحمدللہ! عشاء کی نماز میں اپنے ہسپتال کی

مسجد میں مولانا فضل الرحمن کی اقتدا میں ادا کی۔ ہفتہ کی صبح سویرے فجر کے وقت آنکھ کھل گئی۔ وضو کر کے نماز دا کی۔تسبیحات مکمل کیں۔اللہ کا شکر ادا کیا جس کی بے پناہ مہربانیوں کی وجہ سے صحت ملی۔ بارہ بجے کے قریب اشفاق اور حذیفہ کے ساتھ پروفیسر رانا ارشد آرتھو پیڈک سرجری سے ملنے کے میو ہسپتال پہنچے۔ رانا ارشد صاحب جتنے زبردست سرجن ہیں اس سے زیادہ ہمدرد اور محبت کرنے والے انسان ہیں۔ان سے مل کر روحانی خوشی ہوتی ہے۔آدھی تکلیف ان کے رویے اور خوشگوار طرزِ گفتگو سے دور ہو جاتی ہے۔ ان کے پاس پہنچ کر، ان سے باتیں کر کے آدمی اپنائیت محسوس کرتا ہے۔

طبیب اور بادشاہ کے دروازے کھلے رہنے چاہیے

رانا ارشد جب بھی ملاقات ہوتی ہے وہ معرفت کی باتیں کرتے ہیں۔آج کہنے لگے کہ طبیب اور بادشاہ کے دروازے ہر ایک لیے ہمیشہ کھلے رہنے چاہیے۔ کیونکہ ایمرجنسی میں کسی کو طبیب کی اور انصاف کے لیے بادشاہ کی کسی وقت بھی ضرورت پڑ سکتی ہے۔ انہوں نے بڑی مہارت سے میرے ٹوٹے، بکھرے، لٹکتے ٹخنے کی ہڈیوں کو ایک ساتھ جوڑا۔ رانا ارشد نے اپنے معاون ڈاکٹر کو پلاسٹر کا اوپری حصہ کاٹنے کو کہا۔ ونڈو بن گئی تو Ankle کی تمام موومنٹ کو چیک کیا۔ الحمدللہ! تقریباً ساری موومنٹ نارمل ہیں۔انہوں نے ورزش کا بتایا اور یہ نوید سنائی کہ اب آپ دونوں پاؤں پہ وزن ڈال کر چل سکتے ہیں۔اللہ کا شکر ہے کہ جو معذوری اٹھارہ جون کو ہوئی تھی اب الحمدللہ! دو ماہ پانچ دن کے بعد اس سے تقریباً چھٹکارہ حاصل ہونے کو ہے۔ رانا ارشد کے آفس میں دو چار قدم بغیر سہارے کے بھی اٹھائے۔ وہ دن یاد آ گیا ہے جب POP کے بعد پہلا قدم زمین پہ رکھا تھا۔ رانا ارشد ٹخنے اور پاؤں کی حرکات دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ فوراً پروفیسر مسعود گوندل وائس چانسلر کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کو اطلاع دی۔ وہ بھی بہت خوش ہوئے۔ اگرچہ Webinar میں شرکت کے باعث تشریف نہ لا سکے۔مگر ان کی نمائندگی پروفیسر یار محمد نے بدرجہ اتم کی۔ حادثے کے پہلے دن سے لے کر آج تک یار محمد ہر وقت ہر دَم ساتھ ہیں۔

ہمارے مشترکہ دوست اور دُعائیں

رانا ارشد کے ساتھ بیٹھ کر ان کی باتیں سن کر، ان کے آزمودہ ٹوٹکے اور ضرب المثل سن کر ایسے لگتا ہے کہ وہ جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ تو میرے دل میں بھی ہے۔ اگرچہ ان سے ملاقات ہوئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا لیکن جب بھی ملاقات ہوتی ہے تو دل کرتا ہے کہ وہ بولتے جائیں اور ہم ہمہ تن گوش سنتے رہیں۔ عجیب

اتفاق ہے کہ ہمارے دوست بھی Common ہیں۔ رانا صاحب نے آج لسٹ دکھائی جس میں خالد مسعود گوندل صاحب، طارق نجیب نجمی، عبدالجبار شاہین، اطہر وحید، ڈاکٹر سعید الٰہی، ڈاکٹر رائے سعید، یاسین مرتضیٰ، خاور اکرام بھٹی، مرزا مبشر بیگ، امتیاز احمد خان، امتیاز دیو اور بہت سے دوسرے دوست شامل تھے۔ ان سب دوستوں سے گزشتہ کئی سالوں سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ ظہر کے بعد رانا ارشد کے ہاں سے واپسی ہوئی۔ ابھی تک مہمان اور دوست خیر و عافیت پوچھنے کے لیے آ رہے ہیں۔ آج فیصل آباد سے عرفان ممتاز آئے۔ عرفان سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ پہلے دن سے وہ خیریت دریافت کرتا رہا ہے۔ الیاس صاحب حادثے کے پہلے دن سے لے کر آج تک روزانہ آتے ہیں اور تازہ پھلوں کے لفافے ساتھ لاتے ہیں۔ خیریت دریافت کرتے ہیں۔ دُعائیں دیتے ہیں۔ بیماری کے دوران اتنی دعائیں، پیار اور محبت ملا ہے جس کا کوئی حساب نہیں اور نہ ہی پرخلوص دعاؤں کا کوئی نعم البدل ہوتا ہے۔

میاں حنیف کی پرخلوص دُعائیں

92 نیوز کے CEO میاں حنیف نے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب جب سے آپ کے حادثے کا پتہ چلا ہے۔ مدینہ منورہ اور مکہ المکرمہ دونوں حرمین شریفین میں آپ کی صحت یابی کے لیے دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے۔ ان پرخلوص دُعاؤں کی وجہ سے اللہ نے جان بچائی اور صحت کاملہ عطا کی۔ بریگیڈیر افضل رانا پہلے دن سے لے کر آج تک دعائیں جاری رکھے ہوئے ہیں ان کا روزانہ تہجد کی نماز کے وقت محبت اور دعاؤں بھرا پیغام آ جاتا ہے۔ اللہ سب دوستوں اور دعائیں کرنے والوں کو خوش رکھے۔ ان دعاؤں کے طفیل اللہ نے نئی زندگی دی۔ اسلم مروت نے بالکل ٹھیک کہا کہ عزرائیل میو ہسپتال میں آیا ہوا تھا لیکن ہم نے دعاؤں سے اسے بھگا دیا۔ دل سے نکلی پرخلوص دعا میں بہت تاثیر ہوتی ہے۔ ایسی دعا تقدیر بدل دیتی ہے۔ اللہ کی رحمت کریمی جوش میں آ جاتی ہے اور پھر اللہ کا کرم ہو جاتا ہے جیسا کہ حادثے کے دوران اور پھر بعد میں ہوا۔ اللہ نے ہر موقع پر اپنا کرم کر دیا۔ میو ہسپتال سے گھر آنے کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ مغرب کی نماز کے قریب حذیفہ اور صفدر کے ساتھ 449- جہاں زیب بلاک کا رخ کیا۔ اتنے عرصہ بعد ہسپتال میں مغرب کی نماز قاری عثمان کی اقتدا میں باجماعت ادا کی۔ اللہ کا خاص شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ وہ دن دوبارہ لائے جب پنج وقتہ نماز مسجد میں باجماعت ادا ہو۔ بیماری کے دوران اگرچہ شروع میں تیمم کر کے اشاروں سے نماز پڑھنے کا اہتمام ہوتا رہا۔ اب الحمدللہ وضو کر کے

نمازوں کا اہتمام ہو رہا ہے۔

مریضوں کی خدمت اور علاج

آج تقریباً دو ماہ دس دن بعد ہسپتال آ کر مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا۔ مریض ترسے ہوئے تھے۔ پرانے اور نئے مریضوں نے یک زبان ہو کر خوش آمدید کہا۔ ملنے والے بھی آتے رہے۔ عشاء تک 50 سے 60 مریضوں کو دیکھا۔ اتنے عرصے بعد مریضوں کو دیکھ کر، ان کا چیک اپ کر کے اور ان سے Interaction کر کے دلی مسرت اور روحانی خوشی حاصل ہوئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے غریب اور نادار مریضوں کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کی۔ اشفاق اور دوسرے احباب نے کہا کہ ہم اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں کہ آپ کے آنے سے ہمارے ہسپتال کی رونقیں بحال ہو گئی ہیں۔ مریض بھی خوش تھے اور ہسپتال کے سارے اہل کار بھی۔ مریضوں سے فارغ ہو کر عشاء کی نماز باجماعت ادا کی۔ پچھلے 30 سال سے یہی روٹین رہی ہے کہ مغرب کی نماز ادا کر کے ہسپتال میں آنا اور عشاء کی نماز پڑھ کر گھر جانا۔ رات گئے گھر واپسی ہوئی۔ اسماء نے بھی دوبارہ سے ہسپتال جانے اور مریضوں کا علاج کرنے کی مبارکباد دی۔ اسلامک ویلفیئر ٹرسٹ کی بشریٰ شاہد اور ان کی والدہ گھر پہ عیادت کے لیے آئیں۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے بعد رات خوب جی بھر کے نیند پوری کی۔ صبح فجر کی نماز کے وقت آنکھ کھل گئی۔ وضو کر کے نماز ادا کی۔ اکیلے اور اشارے سے نماز پڑھنا بھی عجیب تجربہ ہے۔ جس بندے نے ساری زندگی مسجد میں باجماعت نماز ادا کی ہو اس کے لیے اور بھی مشکل ہے۔ اشاروں میں اکثر بھول چوک ہو جاتی ہے۔ پتہ ہی نہیں چلتا کہ سجدہ میں جانا ہے یا رکوع میں۔ ہسپتال سے گھر آ کر شروع میں تیمم کر کے نماز ادا ہوتی رہی۔

آپ کا خاندان، اصل سرمایہ حیات

حادثے سے صاحب فراش ہوئے دو ماہ سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا۔ بیماری کے دوران اندازہ ہوا کہ شہرت، عہدہ نام اور نام وری کی کوئی حیثیت نہیں۔ آپ کا اصل سرمایہ حیات آپ کی فیملی، بچے بہن بھائی اور قریبی دوست ہیں۔ باقی سب کچھ نظر کا دھوکہ ہے۔ فریب ہے۔ ختم ہونے والی اشیاء ہیں۔ بیماری کے دوران جس طریقے سے بچوں، اسماء اور دوسرے اہلِ خانہ نے خیال رکھا۔ چوبیس گھنٹے نگہداشت کی۔ وہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ قریبی احباب اور ساتھیوں نے بھی خیر گیری اور نگہداشت میں کوئی کسر نہ اٹھا

رکھی۔ علاوہ ازیں غریب اور نادار مریضوں کی پرخلوص دعاؤں، تھر کے باسیوں کی محبت اور خلوص بھری دعاؤں کی وجہ سے بھی اللہؐ کا خصوصی کرم ہوا۔ آج دن کا بیشتر حصہ گھر میں گزرا۔ ویسے بھی جب سے حادثہ ہوا ہے زیادہ تر وقت گھر میں گزرتا ہے لیکن جب سے رانا ارشد نے دونوں پاؤں پہ وزن ڈال کر چلنے پھرنے کی اجازت دی ہے۔ گھر میں ایک کمرے سے دوسرے کمرے تک جانا بھی ہوتا ہے۔ سارا دن ملنے والے آتے رہے۔ ان سے ملنے کے لیے ڈرائنگ روم میں بھی جانا پڑتا ہے۔ اللہؐ کا شکر ہے کہ آہستہ آہستہ زندگی نارمل ہوتی جارہی ہے مگر اصل اس دن کا انتظار ہے کہ جب میں پہلے کی طرح باجماعت نماز کے لیے خود سے مسجد میں جانے کے قابل ہوسکوں گا۔ اللہؐ نے پہلے بھی بڑا کرم کیا ہے۔ اب اللہؐ سے یہی دعا ہے کہ وہ مہربانی کر دے اور اتنی ہمت اور توفیق دے کہ پہلے کی طرح اپنے سارے کام خود کرسکوں۔ دن کے وقت سلیمان شکور کے ساتھ تھر میں نئے بننے والے کنوؤں اور گرین فارمز کی لسٹ مرتب کی۔ سینئر کولیگ عبدالودود خان اور طارق باس نے چکر لگایا۔ خان صاحب کسٹم کا چلتا پھرتا انسائیکلوپیڈیا ہیں۔ اگرچہ ریٹائرڈ ہوئے خاصے سال بیت گئے۔ وہ کسٹم میں ہونے والے تمام واقعات سے باخبر رہتے ہیں۔ نئے اور پرانے کولیگ کے بارے میں ان کے پاس Ready made Information موجود ہوتی ہے۔ دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ ایسے ایسے قصے بیان کرتے ہیں جنہیں سن کر عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ ان کی یادداشت بہترین ہے۔ کسٹم میں گزارے سارے دن انہیں یاد ہیں۔ خوشگوار یادیں بھی Share کرتے ہیں اور تلخ یادوں کی داستان بھی سناتے ہیں۔

شام کے وقت جیو کے سینئر رپورٹر عدنان ملک اور سینئر ٹی وی جرنلسٹ نصیر واہگہ بیمار پرسی کے لیے آئے۔ دونوں سے گزشتہ 25 سال سے یاد اللہؐ ہے۔ پیار اور محبت کا تعلق ہے۔ انہوں نے صحت یابی اور ہلالِ امتیاز ملنے پر مبارکباد دی۔ ان کے بیٹھے بیٹھے پروفیسر ڈاکٹر یار محمد تشریف لائے۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث جلدی نیند آ گئی۔ صبح ساڑھے تین بجے اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی۔ بچوں کی خیرو عافیت، ملک کی سلامتی اور عمران خان کی درازی عمر اور کامیابی کے لیے دعا کی۔

ظفر علی خاں ٹرسٹ میں تقریب پذیرائی

آج ظفر علی خاں ٹرسٹ لاہور میں تاثیر مصطفی صاحب نے ہمارے اعزاز میں ہلالِ امتیاز ملنے کی خوشی میں تقریب پذیرائی کا نعقاد کیا تھا۔ بچوں سے تذکرہ کیا تو انہیں ذرا پسند نہ آیا۔ حذیفہ اور یمنیٰ نے کہا

کہ بابا ابھی ہم آپ کو جانے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ بڑی مشکل سے انہیں منایا۔ حذیفہ اور اشفاق ساتھ تھے۔ظفرعلی خاں ٹرسٹ کے روح رواں محترم خالدمحمود سابق چیئرمین پاکستان کرکٹ بورڈ ہیں۔ وہ ہمارے کام سے خاصی محبت رکھتے ہیں۔ سالہا سال سے ان سے پیار اور محبت کا رشتہ ہے۔ وہ اسلام آباد میں تھے۔ وہاں سےفون کر کے بتایا کہ اگرچہ آج میں نے اسلام آباد رہنا تھا مگر آپ کے فنکشن کی وجہ سےضرور واپس آؤنگا۔ وہ مقررہ وقت پر پہنچ گئے۔تقریب سے تاثیر مصطفی،مشہور کالم نگار رؤف طاہر،محقق منشاء قاضی، پروفیسر ایم اے رف رف اور دوسرے لوگوں نے خطاب کیا۔ سکالرز، کالم نگار اور لٹریری حضرات کی کثیر تعداد نے اس تقریب میں شرکت کی۔شرکاء نے صحت یابی اور ہلال امتیاز ملنے پر مبارکباد پیش کی۔تقریب سے خطاب کرتے ہوئے ظفرعلی خان ٹرسٹ کے زعماء کا عموماً اور خالدمحمود صاحب کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔شرکاءکو بتایا کہ حادثے کے بعد اللہ نے نئی زندگی دی ہے۔ اللہ نے جومزید مہلت دی ہے ان شاءاللہ یہ مخلوق خدا کی خدمت میں گزرے گی۔ ابھی بہت سے بے سہاروں کا سہارا بننا ہے۔آفت زدوں کی مدد کرنی ہے اور پیاسوں کی پیاس بجھانی ہے۔ان شاءاللہ جب تک جان میں جان ہے۔مخلوق خدا کی خدمت جاری رہے گی۔

یُمنیٰ ہسپتال میں میرے خواب کی تعبیر

بدھ کا دن گھر میں گزرا۔مغرب کی نماز کے بعد ہسپتال کا چکرلگایا۔مریضوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ ڈاکٹر یمنیٰ نے بھی مریض دیکھنا شروع کیے۔یمنیٰ کا مریض دیکھنا میرے خواب کی عملی تعبیر ہے۔یمنیٰ جب چھوٹی سی تھی میں اسے گود میں اٹھا کر کلینک لاتا اور میز پہ بٹھا کر مریض دیکھنے لگتا۔کبھی کبھار یمنیٰ میرے گلے سے اسٹیتھو اسکوپ کھینچ لیتی اور میرا چیک اپ کرنے لگتی۔ اللہ اللہ آج وہ ننھی سی یمنیٰ ڈاکٹر یمنیٰ بن کر میرے مقابل بیٹھی مریضوں کا دل جمعی اور پیار سے علاج کر رہی ہے۔یُمنیٰ کا ڈاکٹر بننا اور میرے ساتھ بیٹھ کر ایک قابل اور ماہر ڈاکٹر کی حیثیت سے مریضوں کا چیک اپ کرنا میرے خواب کی تعبیر ہے۔ 2012ء میں جب حج کے دوران کعبہ پہ پہلی نظر پڑی تھی تو میں نے بچوں کے لیے دُعائیں کی تھیں۔ اللہ نے وہ ساری دُعائیں قبول کر لیں۔ الحمدللہ! آج دن میں طارق ہدیٰ ممبر کسٹم کے ساتھ Zoom پہ میٹنگ بھی ہوئی۔ میٹنگ دَس بجے سے لے کر دو بجے تک چلی۔ اس میں کراچی اور ملک کے مختلف حصوں سے چیف کلکٹر اور کلکٹرز شامل ہوئے۔ممبر صاحب نے سب آفیسران کو ہدایت کی کہ ہم نے اسمگلنگ روکنے کے

لیے اپنی اپنی کاروائیاں تیز کرنی ہیں تاکہ وزیراعظم کے وژن کے مطابق اسمگلنگ کو کنٹرول کر کے ملک کی معیشت کو سہارا دیا جائے۔

سیلاب زدگان کی خدمت اور علاج

ملک میں طوفانی بارشوں کا سلسلہ جاری ہے۔کراچی میں بارشوں سے تباہی ہوگئی ہے۔ پورا کراچی ڈوب گیا ہے۔ بلوچستان اور سندھ میں کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی فلاحی خدمات جاری ہیں۔سیلاب زدگان کو ٹینٹ بھی فراہم کیے گئے ہیں۔کھانا بھی مہیا کیا جا رہا ہے۔راشن بھی تقسیم کیا گیا ہے۔اس کے علاوہ سیلاب زدہ علاقوں میں میڈیکل کیمپ بھی لگائے گئے ہیں جن میں ہزاروں مریضوں کا علاج کیا گیا۔ چترال میں بھی یرغون لشٹ میں سیلاب زدگان میں راشن تقسیم کیا گیا۔آج دن بھر بارش ہوتی رہی۔سرگودھا سے مسعود نے بھی بتایا کہ گھر کے اور اندر پانی آ گیا ہے۔مغرب کے بعد یمنیٰ کے ساتھ ہسپتال پہنچے۔ مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا۔ بارش کے باوجود مریضوں کی اچھی خاصی تعداد موجود تھی۔ڈاکٹر یمنیٰ کو انہاک کے ساتھ مریضوں کو چیک کرتے دیکھ کر پرانی یادیں تازہ ہوتی ہیں۔ایسے لگتا ہے۔کہ جیسے میں جوانی کے دنوں میں کسی آفت زدہ علاقے میں بیٹھا مریضوں کو دیکھ رہا ہوں۔ پورے ملک کی طرح لاہور میں بھی وقفے وقفے سے بارش کا سلسلہ جاری ہے۔ ہر طرف ایک سیلابی کیفیت ہے۔اللہ اپنا رحم کرے۔غریبوں کے کچے گھروندے خس و خاشاک کی طرح بہہ گئے ہیں۔رات گئے ایک ڈونر اعتصام آئے۔انہوں نے تھر میں ایک گرین تھر فارم کے لیے عطیہ دیا اور ساتھ میں ہی تھر میں غریب لوگوں کی جھونپڑیاں بنانے کے لیے بھی رقم دی۔رات بارش کی وجہ سے بجلی دو تین گھنٹے بند رہی جس کی وجہ سے رات بے چینی میں گزری۔اللہ کا خاص کرم ہے کہ اب طبیعت میں بہتری آرہی ہے۔ واکر چھوڑ کر اب واکنگ سٹک سے چلنا شروع کر دیا ہے۔شروع میں دونوں پاؤں زمین پہ رکھنے میں تھوڑی بہت مشکل پیش آئی مگر الحمدللہ! اب چلنے میں آسانی ہوگئی ہے۔

الحمدللہ! کبھی درد کا احساس تک نہ ہوا

آج جمعۃ المبارک ہے۔صبح فجر کی نماز ادا کی۔نماز کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔تسبیحات مکمل کیں۔سورۃ کہف کی تلاوت کی۔سورۃ کہف پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ہفتے بھر کے کاموں کا ضامن ہو جاتا ہے۔ بندہ اللہ

کی حفاظت میں آ جاتا ہے۔ حادثے سے پہلے جمعہ کو صبح فجر کے وقت سورۃ کہف پڑھی تھی۔ اسی وجہ سے اللہ پاک نے کرم کر دیا۔ نئی زندگی دے دی۔ اللہ پاک کا بڑا احسان ہے کہ حادثے سے لے کر آج کے دن تک یعنی اٹھارہ جون سے انتیس اگست 2020ء تک کبھی شدید درد یا اس کا احساس تک نہ ہوا۔ اگرچہ سارا جسم بری طرح متاثر ہوا تھا۔ مہرے بھی ہل گئے تھے۔ اندر سے سارے Visceras بھی کمپریس ہوئے تھے۔ بہت زیادہ بلیڈنگ (Bleeding) ہوئی تھی۔ CPR کے دوران پسلیاں بھی فریکچر ہوئی تھیں۔ ٹخنہ بھی لہولہان تھا۔ MRI کے مطابق مہروں میں فریکچر بھی تھا۔ مگر الحمدللہ ثم الحمدللہ! کبھی درد کا شدید احساس نہ ہوا۔ نہ کبھی درد سے کراہا اور نہ درد دور کرنے والے ٹیکوں یا گولیوں کی ضرورت پڑی۔ اسی وجہ سے ہسپتال میں Anaesthesia کی مایہ ناز پروفیسرز جنہوں نے میرا بھرپور خیال رکھا اور جب تک ہسپتال میں قیام رہا وہ روزانہ وارڈ آ کر پوچھتی رہیں۔ بار بار کہتی رہیں کہ ڈاکٹر آصف آپ کا Pain Threshold یعنی درد برداشت کرنے کی قوت بہت زیادہ ہے۔ ان کا یمنیٰ سے چوبیس گھنٹے رابطہ رہا۔ یمنیٰ بیٹی جب بھی میسج کرتی نیک دل ڈاکٹر فرخ رات دو بجے ہوں یا تین بجے ہوں فوراً Respond کرتیں۔ اللہ ان سب ڈاکٹروں کو جزائے خیر دے۔ جمعہ کی نماز کے لیے حذیفہ اور اشفاق کے ساتھ وحدت کالونی ڈی بلاک کی جامع مسجد کا رخ کیا۔ عید کے فوراً بعد جمعہ کی نمازیں اسی مسجد میں ادا ہوئیں۔ ماشاءاللہ مسجد کھچا کھچ بھری ہوتی ہے۔ سب سے بڑھ کر مسجد میں کسی نیک دل اور سمجھ دار شخص نے ہر دروازے پر ریمپ بنائے ہوئے ہیں تاکہ وہیل چیئر پر آنے والے نمازیوں کے لیے آسانی ہو۔ مغرب کے بعد ہسپتال گئے۔ مریضوں کا رش تھا۔ مریض چیک اپ بھی کروا رہے تھے اور دیکھ خوش ہو کر دعائیں بھی دے رہے تھے۔ رابعہ کہنے لگی ڈاکٹر صاحب میں نے آپ کے لیے بہت دعائیں کی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر شہزاد انور اور حافظ زوہیب طیب

آٹھ بجے کے قریب پروفیسر آف یورولوجی ڈاکٹر شہزاد انور مستند اور کالم نگار حافظ زوہیب طیب کے ساتھ ملنے کے لیے آئے۔ شہزاد انور سے کوئی دس سال بعد ملاقات ہوئی۔ اس کے ساتھ کئی رشتے ہیں۔ سرگودھا سے تعلق ہے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج سے دونوں نے MBBS کیا۔ ہوسٹلز میں کئی سال تک اکٹھے قیام پذیر رہے۔ 2005ء کے زلزلے میں شہزاد انور نے ہمارے ساتھ زلزلہ زدہ علاقوں کا دورہ کیا اور علاج اور خدمت کے قافلے میں شرکت کر کے زلزلہ زدہ مریضوں کی بھرپور خدمت کی۔ شہزاد انور سے

KE کے دنوں میں خوب ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ ماشاءاللہ نیک دل اور نیک سیرت اور دردِ دل رکھنے والا ڈاکٹر ہے۔شہزاد سے ملتے ہی تمام پرانی یادیں تازہ ہوگئیں۔شہزاد کے والد صاحب ڈاکٹر انور سے بھی خوب تبادلہ خیال ہوتا تھا۔ روٹری کلب کی روح رواں اور خیروفلاح کے کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی محترمہ شاہین بھی اپنی دوست کے ساتھ تشریف لائیں۔ انہوں نے بیماری سے صحت یاب ہونے پر دعا دی۔خوشی کا اظہار کیا۔ حافظ زوہیب کی امامت میں عشاء کی نماز ادا کی۔ ان کی تلاوت نے سماں باندھ دیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب ہسپتال جانے کی وجہ سے ایک دونمازیں باجماعت ادا ہو جاتی ہیں۔ آج 9 محرم الحرام ہے۔ صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی۔شہدائے کربلا کی لازوال قربانیوں کو یاد کیا۔ ان کے لیے مغفرت کی دعا کی۔

نئی امید اور فی سبیل اللہ گروپ کی نیک دل خواتین

ملک بھر میں سیلاب کی خبریں دن بھر تڑپاتی رہیں۔ اگرچہ سندھ اور بلوچستان میں کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی ٹیمیں گزشتہ دو ہفتے سے سیلاب زدگان کی مدد کر رہی ہیں۔ انہیں راشن بھی مہیا کیا گیا ہے۔ ہزاروں مریضوں کا علاج بھی کیا گیا ہے۔ بلوچستان اور دادو کے سیلاب زدگان میں پکا ہوا کھانا بھی تقسیم ہو رہا ہے۔ کراچی میں صورتِ حال بدستور ابتر ہے۔علی اصغر کے ذمے لگایا ہے کہ بستیاں ڈھونڈ کر وہاں پکے پکائے کھانے کا بندوبست کرے۔ اس کے لیے ڈاکٹر آمنہ کا بھی فون آ گیا ہے۔ ان کے گروپ کی خواتین اس سلسلے میں حصہ ڈالنے کی خواہش مند ہیں۔ ملک میں جب بھی کوئی آفت آتی ہے۔ فی سبیل اللہ گروپ لاہور اور نئی امید فاؤنڈیشن کی خواتین ہمیشہ آفت زدوں کی مدد کے لیے فنڈز اکٹھے کر کے ہمارے حوالے کرتی ہیں۔ سیلاب کی صورت حال دن بدن خراب سے خراب تر ہوتی جارہی ہے۔ مولوی فتح اللہ اور زندگی کے فون آرہے ہیں۔ سرچترال میں حالات بہت خراب ہیں۔لوگ بے سروسامانی کی حالت میں بیٹھے کسی مسیحا کے منتظر ہیں۔ ان شاء اللہ جو بن پڑا کریں گے۔مخیر حضرات سے عطیات کی اپیل کی ہے۔ رات جلد نیند آ گئی۔ آج دسویں محرم عاشورہ کا دن ہے۔ اسلام کو زندہ رکھنے کے لیے حضرت امام حسینؓ اور ان کے خاندان کی لازوال قربانی والا دن ہے۔شہدائے کربلا کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لیے قرآن خوانی کی۔

کچن جانا اور ناشتہ بنانا

حادثے سے پہلے معمول رہا ہے کہ گھر والے سو رہے ہوتے تو کچن میں جا کے خود سے ناشتہ تیار کر لیتا۔آج تقریباً ڈھائی ماہ بعد ہولے ہولے کچن کا رخ کیا۔ چیزیں اکٹھی کیں۔کرسی پہ بیٹھ کر دو انڈوں کا خاگینہ بنایا۔اسی اثناء میں اسماء کی آنکھ کھل گئی۔ بھاگی بھاگی آئیں اور کہنے لگی کہ میں آ رہی تھی ناں۔لیکن دیکھ کر خوش ہوگئی کہ حالات اب نارمل ہوتے جا رہے ہیں۔حادثے سے پہلے کے معمولات زندگی واپس آتے جا رہے ہیں۔رات اسماء کے ساتھ حادثے کے فوراً بعد کے واقعات دہرائے اور ان دکھ بھرے لمحات کو یاد کیا۔

اسماء کو قیامت کے ان لمحوں کا پل پل یاد ہے

اسماء کو قیامت کا وہ ایک ایک پل یاد ہے۔جو جو ہوا وہ سب ذہن میں سمایا ہوا ہے۔کہنے لگی بس ہمت جواب دے گئی تھی۔لگتا تھا کہ ایک قیامت گزر رہی ہے۔دعاؤں اور اللہ سے التجاؤں کا سہارا تھا۔کبھی ہذیانی کیفیت ہو جاتی۔نہ نیند کی فکر تھی نہ کھانے پینے کا خیال۔گھر میں پورا سرگودھا آن بسا تھا۔ ہر ایک کے لبوں پہ ایک ہی التجا اور دعا تھی کہ یااللہ کرم کر دے۔اپنی مہربانی فرما کر زندگی بخش دے۔اسماء نے بتایا کہ نہ گھر میں چین تھا اور نہ ہسپتال میں۔جونہی کسی کے بھی موبائل کی گھنٹی بجتی۔ دل کلیجے کو آ جاتا۔ خیریت معلوم ہوتی تو چین آتا۔ اسماء کے ساتھ ناشتہ کیا۔ اسماء نے ایپل ملک شیک پلایا۔صبح سویرے تسبیحات ڈرائنگ روم کے دروازے کے باہر لان کا نظارہ کرتے ہوئے مکمل کیں۔ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔

صبح سویرے لان کا نظارہ

لان میں سبز مخملی گھاس کی چادر بچھی ہوئی تھی۔ چڑیوں،بلبل اور قمریوں کی سہانی آوازیں آ رہی تھیں۔سبزے سے آنکھوں کو طراوت مل رہی تھی۔آج اتنے دن بعد صبح کا نظارہ کیا۔ بہت اچھا لگا۔ ان شاءاللہ جلد ہی پہلے کی روٹین واپس آ جائے گی۔صبح فجر کے بعد واک کا معمول بن جائے گا۔ظہر کی نماز کے بعد قرآن پاک کا منظوم ترجمہ کرنے والے دانشور اور المعروف شہنشاہ الفاظ علامہ چودہری اصغر علی وڑائچ اپنے آرٹسٹ بیٹے علی وڑائچ کے ساتھ مزاج پرسی کے لیے آئے۔علامہ صاحب کہنہ مشق صحافی اور مستند کالم نگار ہیں۔سرگودھا سے تعلق کی بنا پر ان کے ساتھ محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔انہوں نے صحت یابی پر مبارکباد دی۔ ہلالِ امتیاز ملنے پر بھی خوشی کا اظہار کیا۔ وڑائچ صاحب دلچسپ باتیں کرتے ہیں۔ کہنے لگے جو بندہ

مخلص ہو کر اور بغیر لالچ کے کام کرتا ہے۔ اللہ اس کی مدد کرتے ہیں اور ہمیشہ اس کو کامیاب کرتے ہیں۔ ایک اور دیرینہ دوست نعیم صاحب بھی ملنے کے لیے آئے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب طبیعت بحال ہوتی جا رہی ہے۔ صبح سویرے ڈھائی بجے آنکھ کھل گئی۔ تہجد کی نماز ادا کر کے خیر و عافیت اور ملک کی سلامتی کے لیے دعا کی۔ تسبیحات مکمل کیں۔

بچوں اور اسماء کے ساتھ اسلام آباد کا سفر

آج اسلام آباد جانے کا پروگرام تھا۔ بچوں اور اسماء نے پھر کہا کہ ہم آپ کو ان حالات میں اکیلا نہیں جانے دیں گے۔ فیملی کے ساتھ ساڑھے دس بجے اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور اور اسماء میرے باڈی گارڈ کے طور پر ساتھ ہیں۔ وہ کہیں اکیلا نہیں چھوڑتے۔ لاہور سے اسلام آباد سارے راستے بارش ہوتی رہی۔ کہیں ہلکی اور کہیں موسلا دھار۔ آسمان پر ہر طرف گہرے بادل تھے جو کہیں تو خوب برسے اور کہیں کم۔ بارش میں سڑکیں، عمارتیں، درخت دھلے دھلے اور صاف و شفاف نظر آ رہے تھے۔ ماہ نور پیچھے بیٹھی خوبصورت موسم اور آنکھوں کو خیرہ کر دینے والے مناظر سے محظوظ ہو رہی تھی۔ کلر کہار سے آگے بارش میں تیزی آ گئی۔ جل تھل ایک ہو گیا۔ اتنی تیز بارش میں رفیق گاڑی آگے بڑھاتا رہا۔ بارش میں کچھ نظر نہ آ رہا تھا۔ موٹروے کی سڑکوں پر بھی پانی ہی پانی تھا۔ گاڑی پانی میں سے گزرتی تو ایسے لگتا کہ جیسے پانی میں تیر رہی ہو۔ ساڑھے تین بجے اسلام آباد پہنچے۔ شاہد PRO اور جہانگیر نے استقبال کیا۔ شاہد PRO بھی اپنی مثال آپ ہے۔ ہر کام میں مستعد اور آگے۔ جو کام ذمے لگا یا وہ کر کے دم لے گا۔ حادثے کے بعد جب تک ہسپتال میں رہے۔ پندرہ دنوں میں تین دفعہ مزاج پرسی کے لیے لاہور کا سفر کیا۔ جہانگیر بھی خدمت اور تابع داری کی اعلیٰ مثال ہے۔ اللہ ان دونوں کو خوش رکھے۔ پشاور کسٹمز کے نیک دل کلکٹر محمد سلیم ملنے کے لیے آئے۔ کرامت نے بہترین مٹر پلاؤ اور آلو کے کٹلس بنائے تھے۔ بچوں اور ہم نے شوق سے کھائے۔ ارشد خان اور خیال محمد سے رابطہ کیا اور مختلف امور کے بارے میں ہدایات جاری کیں۔ کچھ دیر آرام کیا۔ عشاء کے بعد میس کے ڈائننگ روم میں کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد یمنیٰ کی فرمائش پر آئس کریم کھانے کے لیے باہر کا رخ کیا۔ یمنیٰ کے پسندیدہ کیفے سے آئس کریم لی۔ رات گئے واپسی ہوئی۔ سونے کا قصد کیا۔ صبح فجر کے بعد آنکھ کھل گئی۔ نماز ادا کی۔ ملک کی سلامتی۔ بچوں کی خیر و عافیت کے لیے دعا کی۔ اللہ سے دعا کی کہ جلد وہ صحت کاملہ عطا فرمائے تاکہ جلدی سے مسجد میں جا کر نماز ادا کرنے کے قابل ہو جاؤں۔

قرآن پاک کی تلاوت سے آغاز

ناشتے کے بعد تھوڑی دیر آرام کر کے دس بجے کے بعد دفتر کا رخ کیا۔ دفتر میں جانے ہی آج 28 سالہ روٹین کا دوبارہ ڈھائی ماہ کے تعطل کے بعد آغاز کیا۔ الحمدللہ پوری نوکری میں یہ روٹین رہی کہ دفتر میں صبح کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت، ترجمے اور تفسیر کے ساتھ ہوتا۔ اس کے بعد دعا ہوتی اور یوں سارا دن اللہ کا فضل شامل حال رہتا۔ اٹھارہ جون کو بھی ابتدا اللہ کے نام سے ہوئی تھی۔ بس اسی کی وجہ سے اللہ نے اپنا فضل کیا۔ اٹھارہ جون کے بعد آج یکم ستمبر 2020ء کو دوبارہ سے قرآن پاک کی تلاوت سے دفتر آغاز کیا۔ حافظ حذیفہ بشیر فرزند ارجمند نے خوبصورت تلاوت کی۔ اس کے بعد ان آیات کا ترجمہ اور تفسیر پیش کی۔ دعا کروائی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے اپنا نام بلند کرنے کی توفیق بخشی اور اس قابل کیا کہ اس کے نام سے دن بھر کی مصروفیات کا آغاز ہو۔ اللہ تعالیٰ صحت کا ملہ عطا کرے اور دوبارہ سے اپنے بندوں کو خدمت کی توفیق دی۔ دفتر میں سارا دن لوگ آتے رہے۔ کسٹمز کے سینئر آفیسر اور نیک دل ساتھی ڈائریکٹر جنرل ریفارمز اور حالیہ چیف کلکٹر کسٹمز بلوچستان گل رحمان سے کافی عرصہ بعد ملاقات ہوئی۔ گل رحمن سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ وہ ایک منجھے ہوئے ایماندار اور انسان دوست کسٹم آفیسر ہیں۔ ہمیشہ دیانت داری اور محنت سے کام کیا۔ ان سے مل کر دلی خوشی ہوئی۔ ہفتہ بھر کے دفتری امور نبٹائے۔ چار بجے کے قریب دفتر سے واپسی ہوئی۔ صبح دفتر جاتے وقت بھی بارش تھی اور واپسی پر بھی بدستور بارش ہوتی رہی۔ ملک بھر میں موسلا دھار بارشیں ہو رہی ہیں اور اکثر علاقوں میں سیلابی ریلے نے تباہی مچائی ہوئی ہے۔ الحمدللہ! ان حالات میں بھی خدمت اور علاج کا کام جاری ہے۔

اللہ نے بڑی مصیبت سے بچایا

دادو، تھر پارکر، جعفر آباد بلوچستان میں سیلاب زدگان کی مدد کا سلسلہ جاری ہے۔ راشن بھی پہنچایا جا رہا ہے۔ میڈیکل کیمپ بھی لگ رہے ہیں۔ اس کے علاوہ دادو بلوچستان میں خیمے بھی بھجوائے گئے ہیں۔ کراچی میں بھی بارش کے پانی کی وجہ سے مجبور لوگوں میں پکا پکایا کھانا تقسیم کیا جا رہا ہے۔ چترال میں بھی زندگی کوریشین اپر چترال کے علاقے کے سیلاب زدگان کی مدد کے لیے بھیجا ہے۔ اس سے پہلے بھی اپر چترال میں مدد پہنچائی تھی۔ اللہ اپنا رحم کرے۔ دفتر آنے کے بعد زیادہ تر وقت کمرے میں گزارا۔ خواجہ ظفر اقبال اور ممتاز علی سابق ایڈیشنل سیکرٹری ملنے کے لیے آئے۔ ان کے ساتھ دل کی باتیں ہوئیں۔ ممتاز

صاحب اہلِ نظر ہیں۔آفیسر کے علاوہ دینی سکالر بھی ہیں۔انہوں نے کہا کہ اللہ نے آپ کو اس حادثے کے باعث کسی بہت بڑی مصیبت سے بچایا ہے۔اللہ آپ پہ اپنا رحم کرے اور دوبارہ سے اپنے نیک کاموں کو جاری رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ممتاز علی صاحب کا کمال ہے کہ انہوں نے دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ درسِ نظامی بھی مکمل کیا۔قرآن اور حدیث کے عالم ہیں۔سی ایس ایس بھی کیا۔کئی اہم انتظامی عہدوں پر فائز رہے۔جب بھی ملتے ہیں قرآن حدیث کی روشنی میں بات اور تلقین کرتے ہیں۔رات گئے حذیفہ کے ساتھ پاکستان اور انگلینڈ کے درمیان سنسنی خیز T20 میچ دیکھا جس میں پاکستان کامیاب ہوا۔رات دیر سے سوئے۔صبح سویرے اسماء نے جگایا کہ جلدی کریں فجر کی نماز ادا کریں۔وقت کم ہے۔اٹھ کر جلدی سے وضو کیا۔نماز ادا کی۔اللہ سے خیرو عافیت،ملکی سلامتی،بچوں کی درازی عمر،عمران خان کے لیے خیر و برکت اور حفاظت کی دعا کی۔بچوں اور اسماء کو نماز کے لیے جگایا۔الحمدللہ! دو ہفتے پہلے بھی یمنیٰ،حذیفہ،ماہ نور اور اسماء ساتھ تھے اس دفعہ بھی ساتھ ہیں۔

بچوں کا کہنا ہے کہ جب تک آپ مکمل صحت یاب نہیں ہو جاتے،پاؤں سے پلستر POP نہیں اتر جاتا اور آپ کی جسمانی صحت اور انرجی مکمل بحال نہیں ہو جاتی۔ہم آپ کو اکیلا اسلام آباد نہیں جانے دیں گے۔اسماء اور بچوں کا ساتھ غنیمت ہے۔ان کی موجودگی میں حوصلہ رہتا ہے۔

اسماء بچوں اور اہلِ خانہ کی بھر پور خدمت

اسماء اور بچوں نے اٹھارہ جون سے اب تک اپنے آپ کو میری خدمت میں لگا رکھا ہے۔وہ چوبیس گھنٹے خدمت کے لیے پیش پیش ہیں۔ہسپتال میں بچوں کے ساتھ نعمان،ابوبکر،اویس،شیری،منیر بھائی،نوید بھائی چوبیس گھنٹے آن ڈیوٹی آتے۔ذرا سا بھی پہلو بدلتا فوراً پوچھتے کیا ہوا۔کوئی مسئلہ تو نہیں۔حذیفہ پوری رات کرسی پہ بیٹھا رہتا۔ڈاکٹر خالد مسعود گوندل نے بچوں کے رات قیام کے لیے رجسٹرار آفس کھلوا دیا تھا۔رات گئے حذیفہ سے کہتا جاؤ بیٹا تھوڑی دیر آرام کرلو۔بڑی مشکل سے جاتا تو ابوبکر یا نعمان ڈیوٹی سنبھال لیتے۔یمنیٰ بیٹی نے تو کمال کر دیا۔صبح سے رات گئے تک اور اکثر پوری رات بابا کے سرہانے کھڑی رہتی،سعادت مند اور بہادر بچی نے ہسپتال میں گزرے پندرہ دنوں میں نہ صبح دیکھی نہ شام۔شب و روز ہسپتال میں گزار دیے۔بچی کی نیند غائب ہوگئی۔آنکھوں پہ حلقے پڑ گئے۔رات بھر جاگتی اور صبح آٹھ بجے ہشاش بشاس راؤنڈ کے دوران ڈاکٹروں کو بابا کی پوری ہسٹری بتاتی۔دن بھر کیا ہوا۔کون سی لیب رپورٹس آئیں۔

طبیعت کیسی رہی۔ اللہ میری بچی کو ہمیشہ خوش رکھے۔ خوشیاں نصیب کرے۔ ہسپتال میں یمنیٰ کی دوست فخرالنساء، کزن ڈاکٹر زہرہ نے بھی میری نگہداشت کی اور خیال رکھا۔ اللہ ان سب بچیوں کی خدمت قبول کرے۔ جون کے مہینے میں جب کورونا کا زور تھا۔ ہر کوئی ڈرا اور سہا ہوا تھا۔ میو ہسپتال آنا اور مریض کے ساتھ وقت گزارنا بڑے دل گردے کا کام ہے۔ اس سلسلے میں سرگودھا سے تمام اہلِ خانہ، بہن بھائیوں اور قریبی دوستوں نے کوئی پرواہ نہ کی۔ زیادہ سے زیادہ وقت ہسپتال میں گزارا۔ منیر بھائی وارڈ کے باہر بیٹھے رہتے۔ پریشان ہوتے تو روکر غم غلط کرتے۔ خواجہ فاروق سرگودھا سے دو مرتبہ آئے۔ جلیل اختر بھابی حنف کی بیماری کے باوجود دو دفعہ لاہور آئے۔ اللہ ان سب لوگوں کو جزائے خیر دے۔ جہانگیر اور رفیق کے ساتھ دفتر کا رخ کیا۔ آج دفتر میں کافی گہما گہمی رہی۔ سرکاری امور بھی نبٹائے جاتے رہے اور ملنا ملانا بھی ہوتا رہا۔

پھولوں کے گلدستے اور دُعائیں

کسٹمز کے کولیگ طاہر حبیب چیمہ کے بڑے بھائی ڈاکٹر طارق حبیب چیمہ نے خوبصورت گلدان میں تازہ پھولوں کا گلدستہ بھجوایا اور محبت بھرا صحت افزاء پیغام بھجوایا۔ میڈیم کنول بھی گلدستہ اور کیک لے کر آئیں۔ کنول نیک دل نیک سیرت کسٹمز کولیگ ہیں۔ اللہ انہیں خوش رکھے۔ دفتر کے بعد ڈاکٹر آفتاب کے گھر کا رخ کیا۔ ان کی ہمشیرہ محترمہ ثروت سلطانہ سے بھی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے بیماری سے صحت یابی پر مبارکباد دی۔ ڈاکٹر آفتاب بڑے نیک انسان ہیں۔ ہمیشہ گرم جوشی، پیار اور محبت سے ملتے ہیں۔ ان کی ہمشیرہ صاحبہ نیک سیرت اور بہت بڑے دل والی خاتون ہے۔ انہوں نے ہمیں بارہ کہوہ میں المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال کے لیے گھر لے کر دیا جہاں مریضوں کی خدمت بھی ہو رہی ہے۔ غریبوں کو کھانا بھی کھلایا جا رہا ہے اور فلاح و بہبود کے دوسرے کام بھی ہو رہے ہیں۔ اسماء اور بچے چھوٹی بہن ناصرہ کے گھر گئے۔ شام گئے واپس لوٹے تو اسماء یمنیٰ اور ماہ نور کے ساتھ حنف بھابھی کی مزاج پرسی کے لیے G-14 گئیں۔ اللہ تعالیٰ مسز جلیل کو صحت اور تندرستی دے۔ شروع کے دنوں میں جب بھی اسلام آباد آنا ہوتا تھا تو جلیل صاحب کے ہاں قیام ہوتا۔ حنف بھابھی خوب خدمت کرتیں۔ اسماء نے ملتے ہی کہا کہ آپ نے ہمیشہ ہماری مہمان نوازی کی جبکہ ہمیں اپنی مہمان نوازی کا بالکل موقع نہ دیا۔

ڈاکٹر زبیر یوسفانی (مرحوم) کے اہلِ خانہ سے ملاقات

کسٹمز کے کولیگ، بیچ میٹ، اور بھائی ڈاکٹر زبیر یوسفانی مرحوم کی اہلیہ محترمہ، بیٹی اور بڑی ہمشیرہ ملنے کے لیے میس آئیں۔ زبیر کے ساتھ محبت اور عقیدت کا رشتہ رہا۔ اس کے ساتھ دوستی اور محبت کے 26 سال پلک جھپکتے گزر گئے اور وہ ہمیں چھوڑ کر چلا بھی گیا۔ 31 اکتوبر 1992ء ابھی کل کی بات لگتی ہے جب والٹن اکیڈمی میں زبیر سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اور وہ دن بھی یاد ہے کہ جب دو سال پہلے 18 جون 2018ء کو اسے منوں مٹی تلے H-10 کے قبرستان میں دفن کر کے لوٹے تھے۔ ان کے ساتھ بیٹھے زبیر مرحوم کی باتیں ہوتی رہیں۔ زبیر کی بیٹی سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ بیٹی جان آپ کے بابا بہت بڑے انسان تھے۔ غریبوں کی مدد کے لیے اور ان کے مسائل حل کرنے کے لیے ہمیشہ کوشاں رہتے۔ اللہ ان کے درجات بلند کرے۔ آج جہانگیر گھر سے ہمارے لیے کھانا پکوا کے لایا۔ جہانگیر کی بیگم سے بھی ملاقات ہوئی۔ مزیدار کھانا مل کر کھایا۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث خوب مزے کی نیند آئی۔ صبح ساڑھے چار بجے آنکھ کھل گئی۔ نماز فجر ادا کی اور اللہ سے دست بدستہ دعا کی کہ یااللہ! جلد سے جلد صحت کاملہ عطا فرما اور اس قابل کر دے کہ دوبارہ سے مسجد جا کر تیری بارگاہ میں سجدہ ریز ہوسکوں۔ جہانگیر کے ساتھ دفتر کا رخ کیا۔ دفتر میں کسٹم ہاؤس کے اندر داخل ہوتے ہی سپاہیوں نے بڑے احترام سے گاڑی سے سہارا دے کر اتارا۔ وہیل چیئر پہ بٹھایا۔ پچھلے دروازے سے لفٹ کا رخ کیا۔ لفٹ تک جانے کے لیے شاہد نے ریمپ بنوا دیا ہے۔ لفٹ سے چوتھے فلور تک پہنچے۔

سابق چیئرمین FBR ریاض ملک سے ملاقات

FBR کے سابق چیئرمین، کسٹمز کے مایہ ناز افیسر جناب ریاض ملک نے آج کمال مہربانی کی کہ میرے دفتر تشریف لائے۔ ریاض ملک Legendary کسٹم افسر ہیں۔ میرے ساتھ ہمیشہ محبت سے پیش آتے رہے۔ فیصل آباد سے لاہور انہوں نے ٹرانسفر کروایا پھر بیس سال سے زیادہ وقت لاہور میں گزرا۔ ریاض ملک صاحب مقررہ وقت پر تشریف لائے۔ آتے ہی خاص طور پر کہا کہ میں آپ کو ہلالِ امتیاز کا ایوارڈ ملنے پر مبارکباد پیش کرنے آیا ہوں۔ کہنے لگے کہ یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ ہمارے ایک کولیگ کو حکومتِ پاکستان نے اتنے بڑے قومی اعزاز سے نوازا ہے۔ انہوں نے صحت یابی پر بھی مبارکباد دی۔ ریاض ملک صاحب نے بتایا کہ ریٹائرمنٹ کے بعد پچھلے سترہ برس کے دوران میں نے کسٹمز کے کسی دفتر کا چکر نہیں لگایا۔ آپ سے خصوصی محبت ہے اس لیے آپ سے ملنے آیا ہوں۔ بڑے لوگ بڑے ہی ہوتے

ہیں۔ آٹھ منٹ گزرے تھے کہ ریاض ملک صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اجازت دیں میرا وقت پورا ہو گیا۔ ان کی خدمت میں اپنی دو کتابیں پیش کیں۔ یاد آ گیا کہ جب 26 سال پہلے فیصل آباد سے تمام کسٹمز آفیسرز کو اپنی پہلی کتاب Health Care بھجوائی تھی تو صرف ایک فون حوصلہ افزائی کا آیا تھا وہ تھا ریاض ملک صاحب ڈائریکٹر جنرل کسٹمز انٹیلی جنس کا۔

اسلام آباد میں ایوارڈ کی تقریب اور صدر مملکت کا ڈائس سے اترنا

ریاض ملک صاحب کے آنے کا دن بھر تذکرہ ہوتا رہا۔ ان کے ساتھ سینئر کولیگ محمد صدیق اور ایس اے عالم بھی آئے۔ ریاض ملک صاحب تو آٹھ منٹ میں چلے گئے مگر دونوں محترم کولیگ خاصی دیر جم کر بیٹھے رہے۔ خوب محفل لگی۔ تین بجے دفتر سے واپسی ہوئی۔ تھوڑی دیر آرام کیا۔ سیرینا ہوٹل میں آج اسلام آباد چیمبر آف کامرس میں Execellence Award تقسیم کرنے کی تقریب تھی۔ چیمبر کے روح رواں سہیل ملک نے خصوصی طور پر بلوایا تھا۔ شاہد، حذیفہ کے ساتھ سیرینا ہوٹل کا رخ کیا۔ تقریب کے مہمان خصوصی صدرِ پاکستان ڈاکٹر عارف علوی تھے۔ وہیل چیئر پہ بیٹھ کر سیرینا کی Enterance پہ لگے واک تھرو گیٹ سے اندر داخل ہوئے۔ ہال کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ لوگوں نے بڑی عزت سے راستہ دیا۔ اگلے صوفوں پہ مخصوص نشست پر بٹھایا۔ مقررہ وقت پر صدر پاکستان تشریف لائے۔ تلاوت قرآن پاک اور پاکستان کے ترانے کے ساتھ تقریب کا آغاز ہوا۔ اسلام آباد چیمبر کے نوجوان صدر نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا جس میں انہوں نے کہا کہ میری تاجر کمیونٹی پاکستان کی معاشی ترقی کے لیے ہمیشہ کوشاں ہے اور رہے گی۔ صدر پاکستان نے مختلف شعبے میں اعلیٰ کارکردگی دکھانے والے تاجر حضرات کو ایوارڈ دیے۔ تاجروں کے علاوہ مختلف سرکاری آفیسرز آئی جی پولیس عامر ذوالفقار، حمزہ شفقات ڈی سی اسلام آباد اور راقم کو بھی صدر پاکستان سے ایوارڈ دلوایا گیا۔ صدرِ پاکستان عارف علوی سٹیج سے ایوارڈ دے رہے تھے۔ ہماری باری آئی۔ وہیل چیئر پر گئے تو صدرِ پاکستان کمال مہربانی کرتے ہوئے اسٹیج سے نیچے اُترے اور ایوارڈ پکڑایا۔ اس پہ صدرِ مملکت کا خصوصی شکریہ ادا کیا۔

ترکی کے سفیر مصطفیٰ احسان سے ملاقات

فنکشن کے بعد باہر نکل رہے تھے کہ ترکی کے سفیر محترم مصطفیٰ احسان دور سے دیکھ کر ملنے کے لیے

آئے۔ حال احوال پوچھا۔ حادثے کا بتایا تو انہوں نے جلد صحت کاملہ کی دعا دی۔ ترکی کے سفیر محترم مصطفی احسان پاکستان میں ایک جانا پہچانا نام ہے۔ وہ اکثر تقریبات میں پہلی صف میں موجود ہوتے ہیں۔ ترکی کے عظیم لوگوں کی طرح وہ بھی ایک انسان دوست، ہمدرد اور متاثر کن شخصیت ہیں۔ وہ پاکستان کو اپنا دوسرا گھر سمجھتے ہیں۔ ان سے ترکی کے سفارت خانے میں ملاقات ہوئی تھی۔ ان کی خدمت میں ترکی کے زلزلہ زدگان کی خدمت کے لیے عطیہ بھی پیش کیا تھا۔ اسی لیے آئی جی پولیس عامر ذوالفقار خاں نے تعارف کروانے کی کوشش کی تو سفیر محترم نے کہ میں ڈاکٹر آصف کو جانتا ہوں۔ He is a Friend of Turkey سفیر محترم نے ایک دفعہ سیرینا ہوٹل میں خصوصی طور پر کھانے کی دعوت بھی کی تھی۔

صدر کا باڈی گارڈ آصف محمود جاہ کا فین

کھانا کھا کر سیرینا سے باہر نکلے تو صدر پاکستان کے حفاظتی دستے میں شامل ایک نوجوان آگے بڑھا۔ بڑی عزت سے گاڑی کا دروازہ کھولا۔ بیٹھنے میں مدد کی۔ سلام عقیدت کیا۔ شاہد کو بتانے لگا کہ میں صدر پاکستان کے حفاظتی دستے میں ہوں لیکن ڈاکٹر آصف محمود جاہ کا کئی سالوں سے فین ہوں۔ ساڑھے نو بجے رات واپسی ہوئی۔ بچوں اور اسماء کے ساتھ گپ شپ ہوئی۔ رات گیارہ بجے خوب مزے کی نیند آئی۔ صبح تین بجے آنکھ کھلی۔ وضو کر کے تہجد کی نماز ادا کی۔ ملک کی سلامتی بچوں اور اہلِ خانہ کی خیر و عافیت اور عمران خان کا کامیابی کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ وہ جلدی مکمل صحت عطا کرے تا کہ مسجد جانے کے قابل ہوسکوں۔

تہجد کی نماز پڑھ کر تھوڑی دیر کے لیے آنکھ لگ گئی۔ ایسی گہری نیند آئی کہ چھ بجے آنکھ کھلی۔ بڑا افسوس اور دکھ ہوا کہ نماز فجر قضا ہوگئی۔ قضا نماز ادا کی۔ جمعہ کی مناسبت سے سورۃ کہف کی تلاوت کی۔ اللہ سے خیر و برکت اور سلامتی کی دعا کی تسبیحات مکمل کیں۔ بچوں کو میٹھی نیند سے جگایا۔ اکٹھے ناشتہ کیا۔ ناشتہ کر کے بچے پھر سو گئے۔ اسلام آباد میں واقعی موسم گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔ کل صبح کے وقت دھوپ نکلی ہوئی تھی مگر دوپہر تک آسمان بالوں سے اٹ گیا اور صبح گیارہ بجے سے بارش شروع ہوگئی جو رات گئے تک جاری رہی۔ جمعرات کی رات بھی موسلا دھار بارش ہوتی رہی۔ ساڑھے دس بجے تیار ہوئے تو واپسی کا قصد کیا۔

سرگودھا میں والدین اور اہلِ خانہ سے ملاقات

بچوں سے مشورہ کر کے یہی طے پایا کہ سرگودھا جایا جائے۔عیدالفطر کے بعد سرگودھا جانا نہ ہوا تھا۔ کیونکہ تھوڑے دنوں بعد تو حادثہ ہو گیا تھا۔ راستے میں کہیں بارش تھی اور کہیں موسم ابر آلود۔ سرگودھا کے قریب بھلوال میں بھی بارش ہو رہی تھی۔ ایک بجے کے قریب سرگودھا گھر پہنچے۔ ابو، امی، ڈاکٹر نوید، منیر بھائی سمیت سب نے گیٹ پر استقبال کیا۔ بچوں نے پھولوں کی پتیاں نچھاور کی۔ ابو فرطِ جذبات سے مغلوب ہو کر اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے رونے لگے۔ سب نے گلے سے لگایا۔ دعائیں دیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ زندہ سلامت اپنے گھر پہنچایا اور اپنے والدین اور دوسرے اہلِ خانہ سے ملنے کی مہلت دی۔ ملنے کے بعد فوراً صدیقیہ مسجد جا کر جمعہ کی نماز ادا کی۔ سب گھر والوں کے ساتھ دستر خوان پہ بیٹھ کر کھانا کھایا۔ ابو جی دیکھ کر بہت خوش تھے کہنے لگے کہ بیٹا میں تیرے حادثے کے پہلے دن سے ایک ہی دعا کر رہا تھا کہ یا اللہ میں نے تو اپنا پتر تیرے راستے میں وقف کیا ہوا ہے۔ اگر اس کے کام تجھے پسند ہیں تو اس کی زندگی بخش دے۔ اس کو صحت یاب کر دے۔ اس کو دوبارہ اپنے پاؤں پہ کھڑا کر دے۔ آج تمہیں دیکھ کر صاف لگ رہا ہے کہ اللہ نے اپنا کرم کر دیا ہے۔

امی ابو کی شادی کی 65 ویں سالگرہ

اللہ نے میری ساری دعائیں قبول کر لی ہیں۔ یا اللہ تیرا شکر ہے۔ تیری مہربانی تو نے میرے بچے کو نئی زندگی دی۔ یا اللہ اس پہ اپنا رحم، اپنا کرم، اپنا سایہ، اپنی رحمت ہمیشہ برساتے رہنا اور اس سے اپنے بندوں کی خدمت کا کام لیتے رہنا۔ گھر والے سارے ہی خوش تھے۔ ابا جی نے یہ بتا کر سب کو حیران کر دیا کہ آج ان کی شادی کی 65 ویں سالگرہ ہے۔ سالگرہ کا کیک منگوایا۔ ابو نے کیک کاٹا۔ سب اہلِ خانہ نے انہیں مبارکباد دی۔ ابو جی نے سب کے لیے دعا کروائی۔ یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور اور نعمان کے ہاں چلے گئے۔ بڑے عرصے بعد کھلے آسمان تلے تاروں بھری رات میں صحن میں پڑی چارپائیوں پر بستر بچھا کر رات گزاری۔ بڑی مزے کی نیند آئی۔ صبح ناشتے کے بعد لاہور واپسی کا قصد کیا۔

پاؤں کے (POP) پلستر سے نجات

ہفتے کے روز ایک بجے رانا ارشد صاحب نے اپنے وارڈ بلایا تھا تاکہ POP سے نجات دلائی جائے۔ ڈاکٹر طاہر بھی موجود تھے۔ طاہر سے عقیدت اور محبت کا رشتہ ہے جو گزشتہ 40 سالوں سے قائم ہے اور اس میں بدستور اضافہ ہو رہا ہے۔ حادثے کے بعد جس طریقے سے طاہر نے خبر گیری کی۔ میرے ساتھ

وقت گزارا۔ گھر والوں کی عموماً اور یمنیٰ کی خصوصاً حوصلہ افزائی کی۔ وہ کوئی دوسرا نہیں کر سکتا۔ جاتے ہی رانا صاحب نے ڈریسر ڈوگر کو بلا کر POP اتروایا۔ الحمدللہ! نیچے سے پاؤں صحیح سالم نکل آیا۔ تقریباً ڈھائی ماہ بند رہنے کی وجہ سے پاؤں کی جلد سوکھی ہوئی تھی اور اس پہ میل کی تہہ جمع تھی۔ ڈریسر ڈوگر نے پہلے اچھی طرح صابن سے پاؤں کو دھویا اور پھر اس پہ جمع شدہ میل کی تہہ کو کھرچا۔ رانا صاحب نے مزیدار نان حلیم کھلایا۔ کہنے لگے کہ اللّٰہ کے فضل سے آج ہمارا کام مکمل ہو گیا۔ اللّٰہ نے آپ کو صحت دی۔ آج تقریباً ڈھائی ماہ بعد اپنے دونوں پاؤں پہ چلنا شروع کیا۔ ہر پل ہر سانس اللّٰہ کا شکر ادا کیا جس نے نہ صرف اتنے بڑے حادثے سے بچایا بلکہ کسی قسم کی معذوری بھی نہ ہونے دی۔ یااللّٰہ تیرا کروڑ بار شکر ہے۔ میں تیرا عاجز، مسکین بندہ، ہر دم تیری رحمت کا طلب گار ہوں۔ یااللّٰہ تیری کریمی کا واسطہ تو مجھ پر میرے اہل و عیال پہ ہمیشہ اپنا کرم رکھنا۔ مجھے ہمیشہ اپنی پناہ میں رکھنا اور زیادہ سے زیادہ اپنی مخلوق کی خدمت کی توفیق دیتے رہنا۔ تین بجے کے قریب گھر واپسی ہوئی۔ ڈھائی ماہ بعد گھر کے مین گیٹ سے اپنے پاؤں پر چل کر واپسی ہوئی۔ اللّٰہ کا شکر ادا کیا۔

دونوں پاؤں زمین پر

اللّٰہ نے انسان پر جتنی بھی مہربانیاں کی ہیں ان میں سب سے بڑی مہربانی اور نعمت صحت ہے۔ صحت زندگی ہے۔ اپنے پاؤں پہ چلنا کتنی بڑی نعمت ہے۔ اس کا اندازہ آج ہوا۔ بغیر سہارے کے اللّٰہ کا نام لے کر پاؤں زمین پر رکھا۔ آہستہ آہستہ قدم بڑھائے۔ اللّٰہ کا شکر ادا کیا جس نے پاؤں کو ڈھائی ماہ پلستر میں مقید رکھنے کے بعد آزادی عطا کی۔ گھر میں ماہ نور اور اسماء نے خوشی کے ساتھ استقبال کیا۔ رانا ارشد کی ہدایت کے مطابق مال روڈ سے آرک والے جوگرز لے لیے تھے۔ جوگرز پہن کر چلنے میں آسانی رہی۔ مغرب کی نماز کے وقت اپنے ہسپتال کا رخ کیا۔ الحمدللہ! مغرب کی نماز مسجد میں باجماعت ادا کی۔ اللّٰہ کا شکر ادا کیا۔ عشاء تک مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا۔ اس دوران ملنے والے بھی آتے رہے۔ صحت یابی پر ہسپتال کے سارے عملے نے مبارکباد دی۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا کر کے گھر کا رُخ کیا۔ سونے سے پہلے یمنیٰ بیٹی نے پاؤں کا اچھی طرح مساج کیا۔ ڈھائی ماہ پاؤں مقید رہنے کی وجہ سے اس پر میل کی ایک تہہ چڑھ گئی تھی۔ اسے کھرچ کھرچ کر اچھی طرح سے صاف کیا۔ پاؤں کو نمک والے پانی میں رکھا

جس سے وہ خاصے سوفٹ ہوگئے۔ رات مزے کی نیند آئی۔صبح سویرے فجر کی نماز ادا کی۔تسبیحات مکمل کیں۔صحت یابی پر اللہ کا شکر ادا کی۔

نور جمالی کی بلوچستان سے آمد

شام کے وقت بلوچستان میں ہمارے کوآرڈینیٹر نور محمد جمالی اپنے بچوں کے ساتھ ملنے کے لیے آئے۔نور جمالی گزشتہ کئی سالوں سے بلوچستان میں ہمارے فلاحی کاموں کی نگرانی کر رہے ہیں۔ حال ہی میں نور جمالی نے نصیر آباد ڈویژن میں بارشوں اور سیلاب سے متاثر ہونے والے سیلاب زدگان کی کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی طرف سے مدد کی۔سیلاب زدگان کو ٹینٹ بھی مہیا کیے گئے جن کا انتظام کراچی سے کلکٹر کسٹمز جمیل ناصر نے کیا۔ میڈیکل کیمپ بھی لگائے گئے۔ پکا پکایا کھانا بھی تقسیم کیا گیا۔ سیلاب زدگان کو راشن پہنچانے کا بھی انتظام کیا گیا۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ ملک میں جب بھی کوئی آفت آتی ہے سیلاب ہو یا زلزلہ ہماری ٹیمیں آفت زدہ علاقوں میں پہنچ کر مصروفِ عمل ہو جاتی ہیں۔ان دنوں زندگی چترال میں سیلاب زدگان کی مدد کر رہا ہے۔ ذوالفقار بنوری اور قربان سیجو دادو اور تھر میں متاثرین سیلاب کو راشن پہنچانے، وہاں میڈیکل لگانے اور پکا پکایا کھانا تقسیم کرنے میں مصروف ہیں۔ ماشاء اللہ دادو کے سیلاب زدگان کو بہترین خیمے بھی مہیا کیے گئے ہیں جن کا انتظام لاہور سے کلکٹر کسٹمز محسن رفیق نے کیا۔ کراچی میں اصغر علی گزشتہ دو ہفتے سے بارش سے متاثرہ افراد میں کھانا تقسیم کر رہے ہیں۔نور جمالی کے ننھے منے بچوں نے خوب ہلہ گلہ کیا۔ بار بار بلوچی میں کہتے رہے کہ بابا چلیں چڑیا گھر چلتے ہیں۔

FOLLOW UP چیک اپ اور پروفیسر ڈاکٹر اصغر نقی

یمنیٰ نے اپنا فیصلہ سنایا کہ جب تک تمام ڈاکٹرز سے فالو اپ چیک نہیں ہوتا آپ اسلام آباد نہیں جا سکتے۔ بچوں کی بات کے آگے ہتھیار ڈالنا پڑتے ہیں۔ یمنیٰ بیٹی حادثے کے پہلے دن سے لے کر اب تک خیال رکھ رہی ہے۔ اس کی خواہش ہے کہ اس کے بابا مکمل طور پر صحت یاب ہو کر اپنے تمام امور سرانجام دیں۔ فالو اپ چیک اپ کے لیے سب سے پہلے پیر کی صبح میری سرجری کرنے والے مایہ ناز سرجن پروفیسر اصغر نقی کے پاس پٹیالہ بلاک پہنچے۔ اصغر نقی صاحب میڈیکل ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں آ گئے۔ انہوں نے بڑی محبت اور پیار سے چیک اپ کیا۔ یمنیٰ کے سارے سوالوں کے جواب دیے اور کہا میری

طرف سے آپ کو مبارکباد ہو۔آپ کے بابا مکمل طور پر فٹ ہیں۔نقی صاحب کے ساتھ کلاس فیلو ڈاکٹر خالد چیمہ بھی تھے جو بڑی محبت سے ملے۔صحت یابی پر مبارکباد دی۔ کہنے لگے ہم سب آپ کے لیے دعائیں کرتے رہے۔اللہ کا شکر ہے کہ اس نے نئی زندگی بخشی اور صحت کاملہ عطا کی۔

بحریہ ٹاؤن انٹرنیشنل ہسپتال میں ڈاکٹر نعمان نصیر سے چیک اپ اور علاج

ڈاکٹر اصغر نقی سے فارغ ہو کر ڈاکٹر نعمان نصیر سے رابطہ کیا۔ انہوں نے کہا بحریہ ٹاؤن آجائیں۔ ساڑھے چار بجے بحریہ انٹرنیشنل ہسپتال پہنچے۔ڈاکٹر نعمان نصیر بڑی محبت اور عقیدت سے ملے۔سب سے پہلے ECG کی۔مکمل معائنہ کیا۔ساتھ ہی ایکو کارڈیوگرافی بھی کروائی۔الحمدللہ! دل کے سارے معاملات ٹھیک نکلے۔یمنیٰ سارے ٹیسٹ کروا کے خوش ہوگئی۔ بحریہ انٹرنیشنل ہسپتال ہر لحاظ سے بہترین ہے۔ڈاکٹر نعمان نصیر ماشاء اللہ نوجوان کارڈیالوجسٹ ہیں۔ امریکہ میں انہوں نے خاصا عرصہ گزارا اور بحریہ ٹاؤن کے ملک ریاض کے کہنے پر پاکستان آئے۔ انہوں نے بتایا کہ یہاں بھی پروفیسر خالد مسعود گوندل جو CPSP کے نائب صدر بھی ہیں کے تعاون سے FCPS کی چار سالہ ٹریننگ کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ڈاکٹر نعمان نصیر نے وارڈ میں اور اس کے بعد بھی بڑا خیال رکھا۔ جب بھی بات کی فوراً Respond کیا۔ Holter ٹیسٹ بھی کروایا۔اللہ کا شکر ہے کہ دل میں کسی قسم کا کوئی مسئلہ نہ نکلا۔

ڈاکٹر عمران وحید قریشی سے ملاقات اور DVT کے لیے الٹرا ساؤنڈ

رات گئے ڈاکٹر عمران وحید قریشی کے پاس گئے تاکہ الٹرا ساؤنڈ کر کے پتہ لگایا جائے کہ کہیں DVT تو نہیں ہوگئی کیونکہ دونوں پاؤں میں سوجن تھی اور چلنے میں دقت ہو رہی تھی۔ڈاکٹر عمران وحید قریشی بڑے اعلیٰ پائے کے الٹرا ساؤنڈ اسپیشلسٹ ہیں۔اپنے کام میں ید طولیٰ رکھتے ہیں۔الٹرا ساؤنڈ سے مرض کی شناخت کر لیتے ہیں۔ جاتے ہی الٹرا ساؤنڈ کیا۔ Veins میں خون کا بہاؤ بھی دکھایا۔الحمدللہ! DVT والی کوئی بات نہ تھی۔ دن بھر ڈاکٹروں سے مل کر اور سارے ٹیسٹ کروا کے بیٹی یمنیٰ خوش ہوگئی کہ بابا کا علاج جو اٹھارہ جون 2020ء کو حادثے کے فوراً بعد شروع ہوا تھا وہ الحمدللہ! آج آٹھ ستمبر 2020ء کو پایہ تکمیل تک پہنچا۔گو اس دوران مدوجزر آتے رہے۔طبیعت میں اتار چڑھاؤ ہوتا رہا مگر الحمدللہ! اب اللہ نے صحت کاملہ عطا کر دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنی حفاظت میں رکھے۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث جلدی نیند آگئی۔صبح فجر کے وقت اٹھ کر نماز ادا کی۔تسبیحات مکمل کیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اتنے بڑے

حادثے کے بعد صحت کاملہ عطا کی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد سے جلد وہ اس قابل کر دے کہ میں مسجد جانے کے قابل ہوسکوں۔اسلام آباد میں ارشد خان اور خیال محمد سے بات کی۔ دفتر کے بارے میں مختلف امور پر تبادلہ خیالات کیا۔ضروری ہدایات دیں۔مغرب کی نماز ادا کر کے اپنے ہسپتال کا رخ کیا۔مریضوں کی اچھی خاصی تعداد جمع تھی۔

پروفیسر مزمل احسن اور منشاء قاضی

پروفیسر مزمل احسن صاحب جو ہمارے خدمت اور علاج کے ساتھی ہیں ڈائس پہ کھڑے مریضوں سے مخاطب تھے۔مریضوں کو اللہ کی طرف رجوع کرنے،حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کی سنتوں کے مطابق زندگی گزارنے اور کم کھانے کی تلقین کر رہے تھے۔ مجھے دیکھ کر اور مل کر خوش ہو گئے فرمانے لگے کہ اللہ نے آپ کو حادثے میں محفوظ رکھا۔نئی زندگی دی۔ اللہ نے آپ سے ابھی خدمت اور علاج کے بہت سے کام لینے ہیں۔ پروفیسر صاحب خدمت اور علاج کے گزشتہ کئی سالوں سے ساتھی ہیں۔ پیرانہ سالی کے باوجود ہمارے ساتھ دور دراز کے کئی سفر کیے۔ جب بھی ساتھ جاتے ہیں۔حکمت کی اپنی دکان سجا کر ایک کونے میں بیٹھ جاتے ہیں۔عورتیں ان کی طرف اپنے اپنے مسائل بیان کرنے کے لیے رخ کرتی ہیں۔حال دل سناتی ہیں۔ وہ سب کو دوا کے ساتھ دعا بھی دیتے ہیں۔ رضوان نے ایک ایک مریض کو بلانا شروع کر دیا۔عشاء تک 60-70 مریضوں کا چیک اپ اور علاج ہوا۔ اپنے آپ کو پہلے کی طرح توانا اور تروتازہ پایا۔منشاء قاضی بھی آ گئے۔ اپنے خاص سٹائل اور مقفع مسجع اردو میں صحت کاملہ پر مبارکباد دی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے پھر سے مریضوں کے علاج اور خدمت کی توفیق دی۔ اللہ تعالیٰ اس سلسلے کو قائم و دائم رکھے۔رات اچھی نیند آئی۔ صبح تہجد کے وقت آنکھ کھل گئی۔ وضو کر کے تہجد کی نماز ادا کی۔ ملک کی سلامتی اور خیر و برکت اور عمران خان کی صحت و سلامتی اور کامیابی کے لیے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ خیریت رکھے اور اپنے سارے منصوبوں کو کامیابی سے ہمکنار کرے اور دفتری امور کو بھی احسن طریقے سے نبٹانے کی توفیق عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ کا بہت شکر ہے کہ اس نے بڑے حادثے سے بچایا اور دوبارہ سے اپنے پاؤں پہ کھڑے ہو کر فلاحی اور خدمت کے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔صبح سویرے تہجد کے وقت آنکھ کھل گئی۔ تہجد کے نوافل ادا کر کے اللہ سے بچوں کی سلامتی ملک میں خیر و برکت، ناگہانی آفات سے بچاؤ اور عمران

خان کی درازی عمر اور کامیابی کے لیے دعا کی۔ اللہ پاکستان کو دنیا کی قوموں میں سرفراز کرے اور اس کی طرف بری نظروں سے دیکھنے والوں کا قلع قمع کرے۔ پچھلے دو ہفتے اسلام آباد میں بچوں کے ساتھ گزارے تھے۔ آج اسلام آباد جانے کا ارادہ تھا۔ بچے اس بات پہ مصر تھے کہ ہم نے اکیلے نہیں جانے دینا کیونکہ پچھلے تقریباً تین ماہ سے اسماء اور بچے ہر پل ہر گھڑی صبح سے شام تک ساتھ ہوتے ہیں۔

حذیفہ اور اشفاق کے ساتھ اسلام آباد روانگی

کافی بحث مباحثہ کے بعد یمنیٰ اور ماہ نور نے حذیفہ کو ساتھ جانے پر آمادہ کیا۔ اشفاق کو بھی ساتھ لیا۔ فجر کی نماز کے بعد صبح چھ بجے اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ گزشتہ ڈیڑھ سال سے یہی روٹین رہی کہ صبح سویرے فجر سے پہلے یا نماز ادا کر کے اسلام آباد روانہ ہونا ہوتا تھا۔ حادثے کی وجہ سے اس میں تعطل آیا۔ صبح سویرے کا سفر بڑا خوش گوار ہوتا تھا۔ موٹروے پہ رش بھی نہیں ہوتا اور بندہ قدرتی مناظر اور دلفریب نظاروں سے محظوظ ہوتا سفر کرتا ہے۔ ماشاء اللہ موٹروے کے دونوں طرف سبزہ ہی سبزہ نظر آتا ہے۔ موسم بھی انگڑائیاں لے رہا ہے۔ ہوا میں خنکی ہے۔ زبردست اور طوفانی بارشوں کا موسم گزر چکا۔ بارشوں کی وجہ سے سڑکیں، میدان، پہاڑ، بڑے بڑے درخت، عمارتیں وغیرہ دھلی ہوئی اجلی اجلی نظر آ رہی ہیں۔ رفیق اور اشفاق ساتھ ہیں۔ حذیفہ بیٹا باڈی گارڈ کے طور پر ساتھ ہے۔ ماہ نور اور یمنیٰ نے اسے ضد کر کے ساتھ بھیجا ہے کہ اگرچہ اللہ کے فضل سے بابا صحت یاب ہو چکے ہیں مگر ہم ابھی بابا کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔ لاہور سے اسلام آباد کا سفر بڑا خوش گوار گزرا۔ دس بجے کے قریب G-6/4 میس میں پہنچے۔ ناشتہ کر کے آفس جانے کی تیاری کی۔ آفس میں آفیسرز اور دوسرے ساتھیوں نے استقبال کیا۔

بنوں سے پیر آف آواران کی آمد

پشاور سے اسلم مروت اور بنوں سے ظہور خان ملنے کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اسلم مروت نے دفتر داخل ہونے کی ویڈیو فیس بک پہ لگائی تو دنیا بھر سے مبارکباد اور دعائیہ پیغامات شروع ہو گئے۔ اسلم مروت خدمت اور علاج کا جانثار ساتھی ہے۔ ''خون کا پیاسا'' کے نام سے مشہور ہے کیونکہ اس نے تھیلیسیمیا اور ہیموفیلیا کے مریض بچوں کے لیے ابھی تک پچاس ہزار سے زیادہ بوتل خون اکٹھا کیا ہے۔ آج کل ان کی سربراہی میں قائم خون جگر بلڈ ٹرانسفیوژن سروس پشاور کے تحت ضرورت مندوں کو خون فراہم کیا جا رہا ہے۔

ظہور خان پیر آف آواران کے نام سے مشہور ہیں۔ 2013ء میں آواران میں زلزلہ آیا۔ کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی ٹیمیں راقم کی قیادت میں نامساعد اور خطرناک حالات میں آواران پہنچیں۔ اس کے بعد ظہور خان، شفقت رضوان اور غلام اسحق خان نے ہمت کر کے آواران میں چھ ماہ قیام کیا۔ زلزلہ زدگان کے لیے 50 سے زائد پکے گھر بنوائے۔ دو بڑی مساجد بنوائیں۔ آواران والوں نے ظہور خان کو پیر کا درجہ دے دیا۔ صبح و شام عورتیں اور مرد ان کے پاس تعویز کے لیے آنے لگے اور ساتھ ساتھ جب تک وہ آواران رہے۔ ان کی خدمت ہوتی رہی۔ آواران کے غریب لوگ خود روکھی سوکھی دال روٹی کھاتے مگر ظہور خان کے لیے گوشت پکاتے۔ یہ ہے دل جیتنے کا اصل طریقہ، پیار، محبت اور لوگوں کے مسائل حل کر کے ان کے دل جیتے جا سکتے ہیں اور علیٰحدگی پسندوں کو قومی دھارے میں لایا جا سکتا ہے۔

اسلم مروت برانڈ نمک اور نیم کے پتے

اسلم مروت پشاور سے کان کا اصلی نمک لائے تھے۔ جہانگیر نیم کے پتے لے آیا۔ گرم پانی میں پتے اور نمک ڈال کر اس میں آدھ گھنٹہ تک پاؤں ڈالے۔ اس سے پاؤں کی سوجن اور درد کم ہوئی۔ ان شاءاللہ آہستہ آہستہ زندگی نارمل ڈگر پر آتی جا رہی ہے۔ اسلم مروت اور ظہور خان کے ساتھ کھانا کھایا۔ شام تک دفتر میں کام کیا۔ لوگ ابھی تک ملنے اور صحت کاملہ پر مبارکباد دینے لیے آ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے کہ پاکستان سے کورونا کی وبا کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ ابھی ملک بھر میں تھوڑے سے مریض رہ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی شفائے کاملہ نصیب کرے۔ میس میں حذیفہ بیٹے کی امامت میں عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ اللہ پاک سے امید واثق ہے کہ ان شاءاللہ بہت جلد مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کے قابل ہو جاؤں گا۔ اٹھارہ جون کے بعد آج پہلی رات ہے جو گھر والوں کے بغیر گزر رہی ہے مگر آج سب کی نمائندگی حذیفہ بیٹا کر رہا ہے۔ حذیفہ نے حادثے کے پہلے دن سے لے کر آج تک بہت خیال رکھا۔ معصوم بچے نے بتایا کہ بابا شروع کے دن ہمارے لیے کسی قیامت سے کم نہ تھے ایسے لگتا تھا کہ دنیا اندھیر ہونے والی ہے۔ ہمارے سروں سے آپ کا سایہ جا رہا ہے مگر ہماری دعاؤں اور آہوں کی وجہ سے مگر اللہ نے فضل کر دیا، اللہ نے آپ کو صحت اور تندرستی عطا کی۔ حذیفہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے بڑی مزے کی نیند آئی۔ صبح سوا چار بجے آنکھ کھل گئی۔ تہجد کی نماز ادا کی۔ فجر کی نماز ادا کر کے ناشتہ کیا۔ تھوڑی دیر آرام کر کے دفتر جانے کی تیاری کی۔ ساڑھے نو بجے دفتر پہنچے۔ کسٹم ہاؤس میں سارے اہلِ کار جمع تھے۔ اگرچہ

سٹک سے چلنا شروع کر دیا ہے مگر ابھی تک سیڑھیاں چڑھنا مشکل ہے۔ اس وجہ سے تھوڑا بہت وہیل چیئر کا استعمال جاری ہے۔ کسٹم ہاؤس کے پچھلے دروازے سے تہہ خانہ سے لفٹ کے ذریعے چوتھی منزل پر اپنے دفتر کا رخ کیا۔ حسبِ معمول دن کا آغاز قرآن پاک کی تلاوت، تفسیر اور دعا سے کیا۔ اللہ سے دعا کی کہ یااللہ اپنا کرم فرما۔ پاکستان اور دنیا بھر کے انسانوں کی ناگہانی آفتوں سے بچاؤ کی دعا کی۔ دفتری امور اور فائلیں نپٹائیں۔ دن بھر لوگ اپنے مسائل کے حل کے لیے آتے رہے۔ ارشد خان کے ساتھ زیر التوا معاملات کو حل کیا اور ہدایات دیں۔

عبدالرشید شیخ سے ملاقات

کسٹمز انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل عبدالرشید شیخ بیماری پرسی کے لیے دفتر آئے۔ صحت کاملہ کے لیے دعائیں دیں۔ عبدالرشید شیخ کسٹمز کے نہایت ایماندار، نیک اور قابل ترین آفیسر ہیں۔ ان کے ساتھ محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ لاہور بھی بیمار پرسی کے لیے آئے تھے۔ گل رحمان سے بھی ملاقات ہوئی۔ جنید جلیل کلکٹر کسٹمز اسلام آباد سے بھی تفصیلی تبادلہ خیال ہوا۔ کلکٹریٹ کے معاملات کو بہتر بنانے کے لیے کئی تجاویز زیر بحث آئیں۔ چار بجے کے بعد میس واپسی ہوئی۔ بیٹا محمد حذیفہ ساتھ ہے۔

فیملی کی اہمیت

حادثے کے بعد یہ بات دل میں راسخ ہوتی جا رہی ہے کہ آپ کی فیملی، بچے، اہلِ خانہ اور ماں باپ اور چند مخلص دوست اور ساتھی ہی آپ کے لیے سب کچھ ہیں۔ مشکل وقت میں یہی کام آتے ہیں۔ ان کے علاوہ کوئی آپ کا مستقل سہارا نہیں ہوتا۔ جس طریقے سے میری فیملی، اسماء بچوں نے خیال رکھا اور ابھی تک رکھ رہے ہیں۔ اس طرح سے کوئی دوسرا خیال نہیں رکھ سکتا۔ اسماء اور بچے ابھی تک اکیلا چھوڑنے کو تیار نہیں۔ بدھ کے دن ماہ نور اور یمنیٰ نے حذیفہ کو ساتھ بھیجا۔ حذیفہ بیٹا سائے کی طرح ساتھ ہے۔ دفتر بھی ساتھ جاتا ہے اور میس آنے کے بعد کمرے میں ساتھ رہتا ہے۔ حافظ بیٹے حذیفہ کی موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے آج عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں اس کی امامت میں باجماعت ادا کیں۔ عشاء کے بعد کھانا کھا کر سونے کا قصد کیا۔ جمعہ کی صبح تہجد کے وقت آنکھ کھل گئی۔ وضو کر کے تہجد کی نماز ادا کی۔ جمعہ کی نسبت سے سورۃ کہف کی تلاوت کی تسبیحات مکمل کیں۔ فجر کی نماز ادا کی۔ تھوڑی دیر آرام کر کے ناشتہ کیا۔

دفتر کے لیے تیاری شروع کی۔

قائداعظم محمد علی جناح کی برسی

آج قائد اعظم محمد علی جناح کی برسی ہے۔ قائداعظم کی لازوال جدوجہد سے پاکستان 14 اگست 1947ء کو آزاد ہوا۔ اللہ تعالیٰ ان کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ صبح ساڑھے نو بجے شاہد پی آر او اور اشفاق کے ساتھ FBR ہیڈ کوارٹرز کا رخ کیا۔ تین ہفتے پہلے FBR آنا ہوا تھا تو وہیل چیئر پہ بیٹھ کر اوپر گئے تھے۔ آج ہمت کر کے سٹک کے ساتھ چل کر مین گیٹ سے داخل ہوئے۔ تیسرے فلور پر پہنچ کر سب سے پہلے ممبر لیگل اور دیرینہ دوست ڈاکٹر سرفراز وڑائچ سے ملاقات ہوئی۔ وہ اور دوسرے احباب صحت میں بہتری کے آثار دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ ممبر کسٹم آپریشن طارق ہُدی کی قیادت میں چیف کلکٹرز اور کلکٹرز کی میٹنگ میں شرکت کی جس میں وزیراعظم کے وژن کے مطابق ملک بھر سے اسمگلنگ کے ناسور پہ قابو پانے کے لیے حکمت عملی پہ غور کیا گیا۔

مسجد ریاض الجنہ میں جمعہ کی نماز

جمعہ کی نماز کسٹم ہاؤس کے ساتھ مسجد الریاض الجنہ میں ادا کی۔ نماز پڑھ کر لاہور جانے کے لیے موٹروے کا رخ کیا۔ آج جمعہ کی وجہ سے موٹروے کے ذریعے لاہور جانے والوں کی گاڑیوں کی لمبی قطار لگی ہوئی تھی۔ اگلے دو دن چھٹی کی وجہ سے جمعہ کے روز موٹروے پہ غیر معمولی رش ہوتا ہے۔ کورونا لاک ڈاؤن کے دنوں میں پبلک ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے موٹروے پہ اُکا دُکا گاڑیاں آتی جاتی نظر آتی تھیں۔ مگر اب الحمدللہ! حالات معمول پہ آ گئے ہیں۔ موٹروے کے دونوں جانب آنے جانے والی گاڑیوں کا غیر معمول رش ہے۔ چکری اور کلر کہار ریسٹ ایریا پر بھی نجی گاڑیوں، بسوں وغیرہ کی کثیر تعداد تھی۔ ابھی کلر کہار کراس ہی کیا تھا کہ دیرینہ دوست اور ساتھی محمد جلیل اختر کا دکھ بھرا پیغام وصول ہوا کہ ان کی اہلیہ محترمہ بھابھی حنف خالقِ حقیقی سے جا ملی ہیں۔ حنف بھابھی گزشتہ چھ ماہ سے علیل تھی۔ ابھی پچھلے ہفتے اسماء انہیں مل کر آئی تھی۔ اللہ ان کو غریقِ رحمت کرے۔ پانچ بجے کے قریب لاہور پہنچے۔

حنف بھابھی کے جنازے میں شرکت

پروگرام یہی بنا کہ مسز جلیل کے جنازے میں شرکت کرنی ہے۔ اگرچہ سفر کی پہلے ہی بہت تھکاوٹ

تھی۔ دونوں پاؤں سوجے ہوئے تھے مگر جانا ضروری تھا۔ اسماء کی بھی خواہش تھی کہ حنف بھابھی کا آخری دیدار ہو جائے۔ گردشِ ایام پیچھے کی طرف چلے گئے۔ سب یاد آ گیا کہ کیسے اکتوبر 1995ء میں جلیل صاحب کے ساتھ ایبٹ آباد ان کی بارات لے کر گئے تھے۔ واپسی میں بھی جلیل اختر ہمارے ساتھ تھے۔ ولیمے والے دن اسماء نے ہی حنف بھابھی کا میک اپ کیا تھا۔ جلیل صاحب کے اور ہمارے بچے ہم عمر ہیں۔ کئی دفعہ اکٹھے سفر کیے۔ اسلام آباد میں ان دنوں کوئی اور ٹھکانہ نہ ہوتا تھا۔ جلیل اختر کے ہاں قیام ہوتا۔ حنف بھابھی خوب خدمت کرتیں۔ مزیدار کھانے کھلاتیں۔ خاص طور پر ان کی اخروٹ والی چٹنی کھا کر تو مزا آ جاتا۔ اللہ ان کی اخروی زندگی بہترین کرے۔ مغرب کی نماز پڑھ کر سرائے عالمگیر کے گاؤں رشید پور کے لیے روانہ ہوئے۔ رفیق نے خوب گاڑی دوڑائی۔ دس بجے سرائے عالمگیر نہر کے پاس پہنچ گئے۔ ریلوے پھاٹک بند تھا جس کے کھلنے میں دس منٹ لگ گئے۔ بھاگم بھاگ گاؤں کی طرف دوڑے۔ واجد نے راستے میں رہبر کھڑا کر رکھا تھا۔ جنازہ تیار تھا۔ اسماء نے جنازہ رکوا کر حنف بھابھی کا چہرہ دیکھا۔ وہ سوئی ہوئی پرسکون لگ رہی تھیں۔ سفر کی وجہ سے جسم اور دونوں پاؤں سوج کر کپا بن چکے تھے۔ قدم بھی نہ اٹھ رہا تھا۔ واجد نے ایک موٹر سائیکل والے کی ذمے داری لگائی۔ موٹر سائیکل پہ بیٹھ کر قبرستان پہنچ کر جنازے کی نماز ادا کی۔ جلیل اختر کے عزیزوں، اعظم صاحب، کرنل رفیق، واجد ایڈووکیٹ وغیرہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کے بچوں کو تسلی دی اور صبر کی تلقین کی۔ رات ساڑھے بارہ بجے واپسی کا رخ کیا۔ تین گھنٹے کے سفر کے بعد صبح تین بجے لاہور پہنچے۔ جسم کا انگ انگ دکھ رہا تھا۔ دونوں پاؤں سوج چکے تھے۔ بستر پر لیٹتے ہی آنکھ لگ گئی۔ اللہ کا شکر ہے کہ فجر کی نماز کے وقت آنکھ کھل گئی۔ نماز کے بعد دَس بجے تک پھر آرام کیا۔ دو بجے سپین میں رہنے والے پاکستانی تاجر مختار احمد اور دیرینہ دوست ملک رشید سے ملاقات ہوئی۔ جلیل کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ عصر تک پھر آرام کیا۔ آہستہ آہستہ جسم میں دردیں کم ہوتی جا رہی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب طبیعت بہتری کی جانب مائل ہے۔

طارق شاہ اور ''اللہ کعبہ اور بندہ''

مغرب کے وقت حج کے ساتھی اور معلم حج طارق شاہ تشریف لائے۔ ان کے ساتھ بلکہ ان کی سربراہی میں اور ان کی گائیڈ لائن کے مطابق حج کے دو سفر کیے۔ ان دونوں اسفار کا احوال میرے سفر ناموں ''اللہ، کعبہ اور بندہ'' اور ''رب رحمن کے مہمان'' میں رقم ہے۔ طارق شاہ پچھلے سال سے بے قراری

سے منتظر ہیں کہ کب ویزے کھلیں اور وہ بیت اللہ اور مسجد نبوی کے دیدار سے اپنی آنکھوں کو منور کریں۔

ڈاکٹر یمنیٰ مریضوں کے ساتھ

مغرب کے وقت ہسپتال کا چکر لگایا۔ یمنیٰ بیٹی اکثر مریض دیکھ چکی تھی۔ مریضوں کا یمنیٰ پہ اعتماد دیکھ کر دلی خوشی اور اطمینان نصیب ہوا۔ اللہ میری بچی کو انسانیت کی خدمت کی توفیق دے اور اس کے نصیب اچھے کرے۔ ہسپتال میں معروف ایڈووکیٹ میاں ندیم محمود بیمار پرسی کے لیے آئے۔ طارق باس بھی موجود تھے۔ نویرا بابر بھی اپنے والد کے ساتھ آئی۔ اس نے اپنے پاسپورٹ کے بارے میں بتایا۔ ترکی کے عمر فاروق نے وعدہ کیا تھا کہ وہ نویرا بابر کو سکالرشپ پہ ترکی بھجوائیں گے۔ عشاء کی نماز ہسپتال میں ادا کی۔ ملک رشید سے گپ شپ ہوئی۔ رات گئے گھر واپسی ہوئی۔ سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے جلدی نیند آ گئی۔ پورا جسم درد سے پھوڑے کی طرح دکھ رہا تھا۔ پاؤں میں سوجن ابھی تک برقرار ہے۔ صبح چار بجے آنکھ کھل گئی۔ تہجد کی نماز ادا کی۔ اسی اثناء میں فجر کا وقت ہو گیا۔ فجر کی نماز پڑھ کر ملک کی سلامتی بچوں کی خیر و عافیت اور عمران خان کی درازی عمر اور کامیابی کے لیے دعا کی۔ دوپہر کے وقت ملک رشید اور ان کے ماموں طفیل کمبوہ سے ملاقات ہوئی۔ ان کے ساتھ مختلف موضوعات پر تبادلہ خیالات ہوا۔ دوپہر کا کھانا بھی اکٹھے کیا۔

مریضوں کے ساتھ شفقت

خدمت اور علاج کے سفر میں بعض ایسے مریضوں سے پالا پڑتا ہے جن کے ساتھ ایک خصوصی تعلق بن جاتا ہے۔ ایسی ہی ایک مریض بھلوال کی نوجوان لڑکی آسیہ بی بی ہے جو گزشتہ دو سال سے زیر علاج ہے۔ ٹی بی اور ہیپاٹائٹس سے شفایاب ہو چکی ہے۔ لیکن جب بھی ذرا سی بھی طبیعت خراب ہوتی ہے۔ فون کرتی ہے اور بھلوال سے لاہور پہنچ جاتی ہے۔ آج اتوار کی چھٹی تھی۔ آسیہ کا فون آ گیا۔ ڈاکٹر جی میں بھلوال سے آ رہی ہوں۔ میں نے آپ سے لازماً چیک اپ کروانا ہے۔ چھ بجے تک وہ ہسپتال پہنچ گئی۔ ہسپتال آ کر اس کا چیک اپ کر کے دوائیں دیں۔ آسیہ کے تمام سوالوں کا جواب دیا۔ آسیہ خوشی خوشی دوائیں لے کر دعائیں دیتی رخصت ہوئی۔

ملک رشید کی آمد اور دلچسپ باتیں

ملک رشید سے گزشتہ چالیس سال کا رشتہ ہے۔ KE ہوسٹلز میں سالہا سال اکٹھے رہے۔خوشی،غمی، دکھ اور تکلیف کا ساتھی ہے۔ وہ کل سے میری بیمار پرسی کے لیے آیا ہوا ہے۔گزشتہ تین ماہ سے وہ روزانہ رابطہ میں رہا۔ آتے ہی معافیاں مانگنے لگا کہ لیٹ آنے کی معذرت کرتا ہوں۔ ملک رشید کے ساتھ کھانا کھایا۔ اسماء، حذیفہ اور یمنیٰ میرے لیے جوگرز ڈھونڈنے نکلے۔ پروفیسر رانا ارشد اور پروفیسر ڈاکٹر عامر عزیز نے Advise کیا تھا کہ Arch والے اچھے سے جوگرز ڈیڑھ ماہ تک پہننے ضروری ہیں تا کہ چلنے میں آسانی رہے۔یمنیٰ بیٹی اور حذیفہ Skechers کے سافٹ لیکن مہنگے جوگرز لے آئے۔ میں نے تو کبھی اس سے آدھی قیمت کے بھی جوتے نہیں خریدے تھے مگر یمنیٰ نے کہا کہ بابا میں نے یہ جوگرز آپ کے لیے لیے ہیں تا کہ چلنے میں آسانی ہو۔یمنیٰ نے آتے ہی مجھے پہنائے۔ چل کر دیکھا تو بہت اچھا لگا۔ ایسے لگا کہ پاؤں کو سکون مل رہا ہے۔ رات جلدی نیند آ گئی۔صبح ساڑھے چار بجے آنکھ کھل گئی۔ فجر کی نماز ادا کی تسبیحات مکمل کیں۔ یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور کو نماز کے لیے جگایا۔تھوڑی دیر کے لیے صبح کی واک کی۔ سرسبز وشاداب آنکھوں کو طراوات کرنے والے سبزے کا مشاہدہ کیا۔ان شاء اللّٰہ جلد ہی فجر کے بعد ریگولر واک کا سلسلہ شروع ہو جائے گا۔

FBR میں نئی ذمہ داری

پیر کا دن ہے۔ آج دفتر سے چھٹی کی۔ گھر سے ہی ارشد خان کے ساتھ رابطہ رکھا۔صبح سویرے چیئرمین FBR جاوید غنی صاحب کا فون آ گیا کہ میرے ساتھ میٹنگ کریں۔ FBR نے ایک نئی Assignment دی ہے جس میں مجھے FBR کے Integrity Managemet Cell کا انچارج بنایا گیا ہے۔ اللّٰہ کا شکر کہ FBR کے زعماء اعتبار کرتے ہیں۔ ان شاء اللّٰہ نئی ذمہ داریوں کو بھی احسن طریقے سے ادا کرنے کی پوری کوشش ہو گی۔

دوستوں سے ملاقات

صبح دس بجے اشفاق کے ساتھ کوپر روڈ پر واقع ڈائریکٹر جنرل ہیلتھ کیئر پنجاب کو ملنے کے لیے ان کے دفتر گئے۔ ہارون جہانگیر خان گزشتہ چند ماہ سے ڈی جی ہیلتھ ہیں۔انہوں نے اس دفتر میں آ کر اس کا نقشہ بدل دیا ہے۔ دفتر میں نئے بلاک کا اضافہ ہو گیا ہے۔ ہارون جہانگیر KE کے کلاس فیلو ہیں۔ان سے

محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ بڑی محبت سے ملے۔ اپنے ڈائریکٹرز کے ساتھ بڑے اچھے الفاظ میں تعارف کروایا۔ سب سے بڑھ کر مزیدار کافی پلوائی۔ واپسی پر باہر تک چھوڑنے آئے اور جب تک گاڑی باہر نہ چلی گئی۔ کھڑے انتظار کرتے رہے۔ ان سے فارغ ہو کر ایک اور کلاس فیلو چیئرمین شیخ زید ہسپتال پروفیسر ڈاکٹر متین اظہار سے ملنے ان کے دفتر گئے۔ ڈاکٹر متین نے اپنے دفتر سے اٹھ کر باہر آ کر Receive کیا۔ ان کے ساتھ پیار اور محبت کی باتیں ہوئیں۔ ڈاکٹر متین نے صحت یابی اور ہلالِ امتیاز ملنے پر مبارکباد دی۔ مسز یار محمد کی پوسٹنگ کے بارے میں بھی بات ہوئی۔ اس کے بعد نبیل اعوان سیکرٹری ہیلتھ کے دفتر کا چکر لگایا۔ سیکرٹری ہیلتھ بڑے احترام سے ملے۔ یمنیٰ کی بطورِ میڈیکل آفیسر تقرری کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ سیکرٹری ہیلتھ نے اپنے آفیسرز سے متعارف کروایا۔ ان میں سے اکثر ہمارے نام اور کام سے واقف تھے۔ جب بندہ خلوص دل اور نیک نیتی سے مخلوقِ خدا کی خدمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ الحمدللہ! اب طبیعت مکمل بحالی کی طرف گامزن ہے۔ وہیل چیئر کا استعمال تقریباً موقوف کر دیا ہے۔ اب Walking Stick کے ساتھ آسانی سے چلا جا رہا ہے۔ تینوں دفاتر تک چل کر گیا۔ تھوڑی بہت سیڑھیاں بھی تھیں۔ اگرچہ چلنے میں تھوڑی بہت دقت ہوتی ہے۔ مگر جب سے یمنیٰ نے Skechers شوز لا کر دیے ہیں۔ چلنے میں آسانی ہوگئی ہے۔ گزشتہ تین ماہ سے اندازہ ہوا ہے کہ اٹھنا، بیٹھنا، اور چلنا اللہ پاک کی کتنی بڑی نعمتیں ہیں۔ سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے انگوٹھوں تک اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنی نعمتوں سے نوازا ہے۔ ان میں سے کسی ایک میں تھوڑی سی کمی یا خرابی ہو جائے تو بندے کو احساس ہوتا ہے کہ وہ کتنی بڑی نعمت سے فیض یاب ہو رہا تھا اور اس کی خواہش اور دعا ہوتی ہے کہ وہ جلد سے جلد اپنی نارمل روٹین پہ آ جائے۔

چلنا کتنی بڑی نعمت ہے

18 جون سے لے کر آج 14 ستمبر تک روزانہ احساس ہوتا ہے کہ چلنا کتنی بڑی نعمت ہے۔ ہر نماز کے بعد اللہ سے دعا مانگتا ہوں کہ یااللہ جلد سے جلد پہلے جیسی قوت اور انرجی بحال کر دے۔ ہمت بخش دے تاکہ میں دوبارہ سے اپنے پاؤں پہ چل کر ہر نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے مسجد جاؤں۔ صبح کی باقاعدہ سیر کروں اور اپنے معمولاتِ زندگی پہلے کی طرح مستعدی اور گرم جوشی سے گزاروں۔ مغرب کے بعد ہسپتال کا رخ کیا۔ ملک رشید کے ساتھ مریضوں کا چیک اپ اور معائنہ کیا۔ مغرب کی نماز مولوی مبین کی

امامت میں ادا کی۔ دور دراز سے آنے والے مریض خوش ہیں کہ اب ڈاکٹر آصف سے ملاقات ہو جاتی ہے۔ ہسپتال میں ڈاکٹر رشید ملک سے گپ شپ ہوئی۔ KE ہوسٹل میں گزارے دنوں کو یاد کیا۔ وہ بھی کیا سنہری دن تھے۔ پڑھنے کے علاوہ کوئی اور فکر نہ ہوتا۔ مرضی سے اٹھنا، پھرنا، شرارتیں کرنا، کبھی تبلیغ کے لیے جانا۔ محسن کے ساتھ فلم دیکھنے جانا مگر ساتھ ہی وقفے میں نماز کے لیے اٹھ جانا۔ ڈاکٹر رشید رات گئے رخصت ہوا۔ ہوسٹل کے ایک اور پرانے ساتھی ڈاکٹر اختر برہ کے ساتھ ٹیلی فون پر لمبی گفتگو ہوئی۔ ان کے ساتھ گفتگو میں بھی KE میں گزرے ایام کو یاد کیا۔

اسماء کے ساتھ اسلام آباد کا سفر

منگل کی صبح اٹھ کر نماز فجر ادا کی۔ بچوں کو جگایا۔ اسلام آباد جانے کی تیاری کی۔ یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور ابھی تک بابا کو اکیلے چھوڑنے پہ تیار نہیں۔ ان تینوں نے ایکا کر کے اپنی مما یعنی اسماء کو تیار کیا کہ وہ ساتھ جائیں گی۔ اسماء اور بچوں کی محبت ہے کہ انہوں نے پچھلے تین ماہ ہر دن ہر گھڑی چوبیس گھنٹے خیال رکھا لیکن ابھی تک وہ اکیلے جانے کی اجازت نہیں دے رہے۔ صبح چھ بجے اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ آج موٹروے پہ گاڑیوں کا کوئی خاص رش نہ تھا۔ دور دور تک کوئی گاڑی نظر نہ آ رہی تھی۔ رفیق نے پہلی دفعہ سکون سے گاڑی چلائی اور ساڑھے تین گھنٹے میں میس پہنچا دیا۔ ناشتہ کر کے دفتر جانے کی تیاری کی۔ کسٹم ہاؤس پہنچ کر رفیق کو بتایا کہ آج وہیل چیئر کی بجائے پیدل چل کر جانا ہے۔ کسٹم ہاؤس کے داخلی راستہ سے آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہوئے۔ سب اہلِ کاروں اور ساتھیوں نے مبارکباد دی۔ الحمدللہ! لفٹ کے بعد بھی پیدل چل کر دفتر پہنچے۔

PKLI کے بانی ڈاکٹر سعید سے ملاقات

آج دفتر میں گردوں کی پیوند کاری Kidney Transplant کے مایہ ناز سرجن ڈاکٹر محمد سعید اختر سے ملاقات ہوئی۔ ڈاکٹر سعید اختر امریکہ میں مقیم وہ عظیم پاکستانی ڈاکٹر ہیں جنہوں نے لاہور میں جگر اور گردوں کے ٹرانسپلانٹ کا شاندار ادارہ بنایا جس میں جگر اور گردوں کی پیوند کاری شروع ہو چکی ہے۔ حاسدین کو ڈاکٹر سعید اختر کی یہ کاوش پسند نہ آئی اور مختلف بہانے بنا کر ان کو اس سے نکلوا دیا گیا۔ ڈاکٹر سعید اختر بڑے رقیق انداز میں بتانے لگے کہ انہیں اس بات کا کوئی غم نہیں کہ انہیں ادارے سے علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ ان کا خواب اور پلان تھا کہ اس ادارے میں آنے والے ہر غریب اور نادار کا مفت علاج ہو

اور اس کے لیے انہوں نے پورا سسٹم بھی بنا دیا تھا لیکن وہ شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ آج کل ڈاکٹر سعید پاکستان کڈنی فاؤنڈیشن سے منسلک ہیں۔ وہ غریب مریضوں کے لیے کچھ Medical Eqiupment لائے تھے۔ ان کی کلیئرنس کے سلسلے میں دفتر آئے۔ جلدی سے سامان کلیئر کروا کر ان کے حوالے کیا۔ ڈاکٹر سعید اختر سیدھے سادھے مسلمان ہیں۔ اپنے کام میں یدطولیٰ رکھتے ہیں۔

یاسین طاہر صاحب کی آمد

ظہر سے پہلے کسٹمز کے سینئر کولیگ اور سابق سیکرٹری گورنمنٹ آف پاکستان محترم یاسین طاہر صاحب ملنے کے لیے تشریف لائے۔ حادثے کے فوراً بعد یاسین طاہر صاحب میرے لیے رو رو کر دعائیں کرتے رہے۔ جب ان سے رابطہ ہوا تو کہنے لگے کہ ان شاء اللہ آپ کو کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ کے فضل سے آپ جلد صحت یاب ہو جاؤ گے۔ آج آپ کو صحت مند اور تندرست دیکھ کر میرا دل باغ باغ ہو گیا ہے۔ کہنے لگے کہ یہ سب دعاؤں کا صدقہ ہے۔ اللہ آپ سے خوش ہو۔ آپ جو مخلوقِ خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اللہ نے آپ کی جان بچائی اور مزید مہلت دی تاکہ آپ زیادہ سے زیادہ اس کی مخلوق کی خدمت کر سکو۔ ان شاء اللہ اس کی مدد اور نصرت ہمیشہ آپ کے شامل حال رہے گی۔ سارا دن دفتری معاملات کے سلسلے میں لوگ آتے جاتے رہے۔ خواجہ ظفر اقبال بھی ملنے کے لیے آئے۔ وہ بھی منتظر ہیں کہ کب دوبارہ بارہ کہو جانے کا سلسلہ شروع ہوگا۔ تمام دفتری امور نمٹا کر چار بجے کے قریب واپسی کا رخ کیا۔ G-6/4 میس پہنچے۔ اسماء کب سے منتظر تھیں۔ جہانگیر نے گرما گرم Finger Fish لا کر دی۔ مزے سے مل کر نوش کی۔ تھوڑی دیر آرام کیا۔ مغرب سے عشاء کی نمازیں ادا کیں۔ دن بھر اور سفر کی تھکاوٹ کے باعث جلدی نیند آ گئی۔

مریض کی آس اور امید قائم رکھیں

صبح سویرے پانچ بجے آنکھ کھل گئی۔ فجر کی نماز ادا کی۔ اللہ سے خیر و برکت اور عافیت کی دعا مانگی۔ اللہ کی نعمتوں کا شکریہ ادا کیا اور اللہ سے عاجزانہ درخواست کی کہ جلد از جلد ہمت اور طاقت عطا کرے تاکہ میں اور کاموں کی طرح مسجد میں جانے اور باجماعت نماز پڑھنے کے قابل ہو جاؤں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد ہے ''جب میں بیمار ہوتا ہوں، وہی اللہ شفاء دیتا ہے'' بیماری، حادثے اور آفات سے اللہ ہی بچاتا ہے۔ مگر اس میں مریض کی قوتِ ارادی، مریض اور ڈاکٹر کی ہم آہنگی اور اشتراک عمل کا بہت عمل دخل ہے۔ پروفیسر رانا ارشد ٹھیک کہتے ہیں کہ ڈاکٹر اور مریض کا باہمی رشتہ بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ ڈاکٹر کو مریض

کی آس برقرار رکھنی چاہیے اور مریض میں بھی یہ Will ہونی چاہیے کہ میں نے بیماری سے صحت یاب ہونا ہے۔ بیماری کے خلاف لڑنا ہے اور صحت مند ہوکر دوبارہ سے اپنے کام پہ لوٹنا ہے۔

میو ہسپتال کے عظیم ڈاکٹروں کو سلام

میری خوش قسمتی ہے کہ حادثے کے فوراً بعد بہت مخلص، ماہر، انسان دوست اور رانا ارشد جیسے درویش صفت ڈاکٹروں اور اعلیٰ پائے کے سرجنز نے پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود گوندل کی قیادت میں میرا علاج کیا جو دورانِ علاج نہ صرف تندھی اور دل جمعی سے علاج کرتے رہے بلکہ میری ہمت بھی بڑھاتے رہے۔ اپنے اپنے شعبے کے سربراہان پروفیسرز ڈاکٹر فرخ، ڈاکٹر زہرہ، ڈاکٹر نعمان نصیر، ڈاکٹر یار محمد، پروفیسر ڈاکٹر اصغر نقی اور ان سب کے سربراہ پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود گوندل میرے علاج کے ساتھ ساتھ مجھے ہمیشہ حوصلہ دلاتے رہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اگرچہ حادثے کے بعد جاں لیوا مسائل کا سامنا کرنا پڑا مگر الحمدللہ! میں نے کبھی امید کا دامن نہ چھوڑا۔ کبھی ایک لمحے کے لیے بھی مایوسی کا شکار نہ ہوا۔ بچے اور اسماء بہت پریشان رہے۔ میرے سامنے ہمت کا مظاہرہ کرتے مگر باہر جا کر روتے اور اللہ سے میری صحت کے لیے فریاد کرتے۔ ہمیشہ ان سب کو حوصلہ دیتا اور رجوع الی اللہ کرنے کو کہتا۔ رانا ارشد صاحب کمال کے آدمی ہیں۔ آپریشن کے بعد جب وہ POP لگانے آئے تو پہلے دن ہی کہنے لگے کہ آپ نے چلنا ہے۔ آپ نے اپنے ذہن میں بٹھانا ہے کہ میں چل سکتا ہوں۔ میں پہلے کی طرح ہوں اور ان شاء اللہ چلوں گا۔ ان کی ہدایات کے مطابق جب ٹخنے سے Pins نکال دی گئیں تو رانا ارشد کے کہنے پر ان کے کمرے میں آہستہ آہستہ قدم اٹھائے۔ وہ ساتھ ساتھ ہمت بندھاتے رہے۔

اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہوں

POP کے دوران بھی رانا ارشد کہتے رہے کہ آپ نے اپنے آپ کو نارمل سمجھ کر چلنا ہے۔ قدم اٹھانے ہیں۔ شروع میں Walker کی مدد سے چلنا ہوتا تھا۔ جب گیارہ ہفتوں بعد POP اترا تو اسٹک سے چلنا شروع کیا۔ دونوں پاؤں پہ بوجھ ڈالا تو بغیر سہارے کے تھوڑے سے قدم اٹھائے۔ POP اترنے کے بعد شروع کے دنوں میں وہیل چیئر ضرور استعمال کی مگر اب الحمدللہ جہاں جانا ہوتا ہے۔ اپنے پاؤں پہ چل کر جاتا ہوں۔ سیڑھیاں ہوں تو سہارا لینا پڑتا ہے۔ اللہ کا بہت شکر ہے کہ کل پہلی دفعہ کسٹم ہاؤس کی سیڑھیوں سے چل کر لفٹ تک پہنچے۔ اس ساری داستان سنانے کا مقصد یہ ہے کہ بندے کو ہمیشہ اللہ پہ تکیہ کرنا

چاہیے۔ مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ بقول ڈاکٹر رانا ارشد آس اور امید قائم رہنی چاہیے۔ مریض کی قوت ارادی اس کا اصل سہارا ہوتی ہے۔ مریض اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر بیماری کو شکست دے سکتا ہے۔

چیئرمین FBR سے ملاقات اور نئی ذمہ داریاں

اللہ کا خاص کرم ہے کہ پہلے جیسی ہمت اور طاقت واپس آتی جا رہی ہے۔ صبح نو بجے رفیق کے ساتھ FBR ہیڈ کوارٹر کا رخ کیا۔ آج چیئرمین FBR محترم جاوید غنی کے ساتھ میٹنگ طے تھی۔ FBR کے اندر داخل ہوئے۔ رفیق نے گاڑی داخلی دروازے کے سامنے روکی۔ کہنے لگا سر وہیل چیئر اتاروں۔ رفیق کو بتایا کہ میں ان شاء اللہ چل کر جاؤں گا۔ شاہد نے کہا کہ ریمپ سے چلتے ہیں۔ میں نے کہا پانچ سات سیڑھیاں ہیں۔ میں ان شاء اللہ چڑھ لوں گا۔ شاہد اور جہانگیر نے ایک طرف سے سہارا دیا۔ آگے قدم بڑھائے اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ اللہ ہی ہے جو بندے کو بیماری کے بعد طاقت اور ہمت دیتا ہے۔ ساڑھے نو بجے تھرڈ فلور پر واقع چیئرمین FBR کے کمرے میں داخل ہوئے۔ چیئرمین صاحب نے بڑے والہانہ انداز میں استقبال کیا۔ ریونیو اہداف اور کارکردگی بہتر بنانے کے بارے میں بات ہوئی۔ چیئرمین صاحب نے مکمل صحت یابی پر مبارکباد دی۔ اسی اثناء میں ڈائریکٹر جنرل کسٹم انٹیلی جنس عبدالرشید شیخ صاحب بھی تشریف لے آئے۔ چیئرمین جاوید غنی نے FBR کو کرپشن سے پاک کرنے اور آفیسرز اور سٹاف کی Intergrity پہ نظر رکھنے والے نئے سیل Intergrity Management Cell کے بارے میں بتایا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس لیے اس Unit کا سربراہ بنایا ہے کہ آپ کی اپنی Integrity ہر لحاظ سے Above Board ہے۔ چیئرمین صاحب سے فارغ ہو کر ممبر ایڈمن FBR بختیار محمد سے ملاقات ہوئی۔ بختیار صاحب IRS کے نیک دل اور دبنگ آفیسر ہیں۔ وہ بڑے اچھے طریقے سے FBR کی ایڈمنسٹریشن چلا رہے ہیں۔ بختیار محمد نے کہا کہ سر آپ کو ہم سے کسی قسم کی بھی کوئی مدد کی ضرورت ہو تو ہم حاضر ہیں۔ امید ہے کہ FBR کا Integrity Management Cell آپ کی زیرِ نگرانی بڑی کامیابی سے آگے بڑھے گا۔ ممبر ایڈمن کے بعد فیاض رسول چیف انٹرنیشنل کسٹمز سے ملاقات ہوئی۔

ڈاکٹر زبیر یوسفانی (مرحوم) اور فیاض رسول

جب بھی FBR آنا ہوتا ہے۔ فیاض رسول سے لازماً ملاقات ہوتی ہے۔ فیاض رسول کے کمرے میں آ کر پرانی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔ چند سال پہلے اسی کمرے میں بھائیوں جیسے بیچ میٹ ڈاکٹر زبیر یوسفانی (مرحوم) سے لمبی لمبی ملاقاتیں ہوتی تھیں۔ ہنستا مسکراتا زبیر استقبال کرتا۔ اس کے ساتھ دل کی باتیں ہوتیں۔ دنیا بھر کے مسائل ڈسکس ہوتے۔ محکمہ کی بہتری کے لیے تجاویز زیرِ غور آتیں۔ زبیر ہر وقت محکمہ کسٹمز کی بہتری کے لیے سوچتا رہتا تھا۔ دو سال پہلے زبیر یوسفانی ہم سب کو اداس کر کے عالم بالا کو سدھارا۔ اللہ اس کی مغفرت کرے اور اس کو کروٹ کروٹ جنت نصیب کرے۔ FBR سے فارغ ہو کر کسٹم ہاؤس کا رخ کیا۔ کسٹم ہاؤس میں بھی داخلی راستے کی سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہوئے۔ لفٹ سے چوتھی منزل پر پہنچے اور دفتر تک خود سے چل کر دفتر تک پہنچے۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے زندگی دی اور دوبارہ سے چلنے کے قابل کیا۔ ظہر کے بعد ڈی جی عبدالرشید شیخ صاحب تشریف لائے۔ گل رحمان ڈی جی ریفارمز سے بھی ملاقات ہوئی۔ عبدالرشید شیخ کے ساتھ لمبی نشست ہوئی۔ دوپہر کا کھانا بھی ان کے ساتھ کھایا۔ کھانے میں جنید جلیل، خیال محمد، شاہد جان بھی شامل تھے۔ عبدالرشید شیخ صاحب کے ساتھ Integrity Management Cell کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔ شیخ صاحب محکمہ کسٹمز کے ایماندار اور دبنگ آفیسر ہیں۔ نمازی، پرہیزگار اور متقی انسان ہیں۔ باشرع ہیں۔ ہمیشہ شلوار قمیض کے ساتھ پگڑی پہنے ہوتے ہیں۔ قرآن حدیث کی روشنی میں گفتگو کرتے ہیں۔ ان کا کام کرنے اپنا انداز ہے۔ الحمدللہ! میرے ساتھ خصوصی شفقت کرتے ہیں۔ حادثے کے بعد انہوں نے مسلسل رابطہ رکھا۔ بیماری پرسی کے لیے لاہور بھی تشریف لائے اور جب سے اسلام آباد آنا ہوا ہے۔ وہ تین دفعہ کسٹم ہاؤس مزاج پرسی کے لیے آئے۔ میرا اپنا ان کے پاس جانے کا ارادہ تھا۔ مگر انہوں نے چیئرمین صاحب کے دفتر میں کہا کہ آپ کے لیے اوپر آنا مشکل ہے۔ میں خود آپ کے پاس آؤں گا۔ شام چار بجے تک ان سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اس دوران دفتری معاملات بھی چلتے رہے۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے صحت اور زندگی دی۔

صحت زندگی ہے

بندہ جب بیمار ہوتا ہے تو اندازہ ہوتا ہے کہ صحت کتنی بڑی دولت ہے۔ الحمدللہ! دن بدن طبیعت بہتر ہوتی جا رہی ہے۔ بس اب اس دن کا انتظار ہے کہ میں اپنی نارمل حالت میں آ کر مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے جا سکوں۔ اگرچہ اب اشاروں کی بجائے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا شروع کر دی ہے۔ آہستہ آہستہ انرجی

اور طاقت واپس آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ جلد ہی مسجد میں جانا شروع ہو جائے گا۔ پانچ بجے کے بعد میس واپسی ہوئی۔تھوڑی دیر آرام کیا۔مغرب کے قریب ناصرہ اور شاہد ملنے کے لیے آئے۔مغرب کی نماز ادا کر کے تھوڑی دیر آرام کیا کیونکہ آج زیادہ چلنے اور سیڑھیاں چڑھنے اترنے کی وجہ سے تھکاوٹ ہو گئی تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد اسماء کے ساتھ کمرے میں ہی ڈنر کیا۔ اسماء میرے ساتھ ہے۔ وہ صبح شام خیال رکھتی ہیں۔ تیار کر کے دفتر بھجواتی ہیں۔ پورا دن منتظر رہتی ہے۔ دفتر سے واپسی پر ملاقات ہوتی ہے۔ دن بھر کی مصروفیات کے بارے میں گفتگو ہوتی ہے۔ ڈنر سے فارغ ہو کر دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث جلد ہی نیند آ گئی۔خوب جی بھر کے نیند پوری کی۔صبح پانچ بجے آنکھ کھلی۔فجر کی نماز ادا کر کے تسبیحات مکمل کیں۔

دفتری معمولات کی ادائیگی

تھوڑی دیر آرام کر کے ناشتہ کر کے کسٹم ہاؤس جانے کے لیے تیاری کی۔ ساڑھے نو بجے میس سے نکلے۔ جہانگیر بھی رفیق کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ گیا۔ ہمت کر کے میں داخلی راستے سے سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہوئے۔لفٹ سے چوتھے فلور تک گئے اور پیدل کوریڈور سے گزرتے ہوئے اپنے دفتر تک پہنچے۔ ہر قدم پر اللہ کا شکر ادا کیا۔ ورنہ چند دن پہلے وہیل چیئر پہ بیٹھ کر دفتر آنا ہوتا تھا جو عجیب لگتا تھا۔ بیماری سے اللہ ہی شفا دیتا ہے اور اللہ ہی دوبارہ سے معمولاتِ زندگی نارمل طریقے سے گزارنے کی توفیق دیتا ہے۔ اللہ کا شکر ہے اس نے حادثے کے دوران جان بچائی۔کسی قسم کی معذوری سے بچایا اور اب تین ماہ بعد دوبارہ سے اپنے پاؤں پہ چلنے اور دفتر آنے کی توفیق عطا کی۔الحمدللہ! آج دفتری امور نارمل طریقے سے بنٹائے۔ FBR سے HRM کے چیف سلیم اختر ملنے کے لیے آئے۔ ان کے ساتھ Integrity Management Cell کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔FBR نے جونئی ذمہ داری دی ہے۔ان شاء اللہ اس سے احسن طریقے سے عہدہ برآں ہونے کی کوشش کروں گا۔ اللہ توفیق اور ہمت دے کہ صحیح طریقے سے ملک وقوم کی خدمت کر سکوں۔

حی علی الفلاح۔لبیک یا اللہ

چار بجے کے بعد دفتر سے میس واپسی ہوئی۔عصر سے پہلے تھوڑی دیر آرام کیا۔ بلال مسجد سے مغرب کی اذان کی آواز آئی تو دل بے قرار ہو گیا۔ دروازہ کھول کر باہر نکلا۔ رفیق کو اِدھر اُدھر دیکھا۔حی علیٰ الفلاح کی آواز پہ رہا نہ گیا اور قدم بخود بلال مسجد کی طرف اٹھ گئے۔ رفیق کے ساتھ گاڑی میں بیٹھ کر مسجد کے

دروازے پر پہنچے۔ تین ماہ بعد بلال مسجد کو دیکھا اور الحمدللہ! مغرب کی نماز باجماعت ادا کی۔ نماز کے دوران آنسوؤں کی جھڑی لگ گئی۔ جذبات پہ قابو نہ رہا۔ اللہ سے یہی دُعا کی کہ یااللہ باجماعت نماز پڑھنے کی جو توفیق تو نے بخشی ہوئی تھی اس کو دوبارہ سے لوٹا دے۔ جلدی اس قابل کر دے کہ میں روزانہ پانچ دفعہ تیرے گھر جا کر تیرے آگے سجدہ ریز ہونے کے قابل ہو جاؤں۔ مسجد میں مولانا ذوالفقار اور دوسرے نمازی بڑی عزت اور احترام کے ساتھ ملے۔ انہوں نے صحت یابی پر مبارکباد دی۔ اللہ کا بار بار شکر ادا کیا جس نے آج تین ماہ بعد مسجد بلال میں آکر نماز پڑھنے کی توفیق دی۔ 18 جون 2020ء کو اسی مسجد میں فجر کی نماز باجماعت ادا کی تھی۔ اسی دن حادثہ ہو گیا۔ مغرب کے بعد ڈاکٹر فہیم آصف کی بہن اور ان کے میاں پروفیسر ناصر رشید ملنے کے لیے آئے۔ پروفیسر ناصر Arid University میں پڑھاتے ہیں۔ ہمارے فلاحی کاموں کے معترف ہیں۔ انہوں نے تھر میں کنواں بنوانے کے لیے عطیہ بھی دیا۔ اسماء اور ان کی بیگم کی دور پار کی رشتہ داری بھی ہے۔ دونوں کا بچپن اکٹھا گزرا۔ اس لیے دونوں آپس میں خوب گھل مل گییں اور پرانی یادوں کو تازہ کیا۔

چھ ماہ بعد اسلام آباد کلب میں ڈنر

آٹھ بجے امجد بخاری صاحب تشریف لائے۔ حمید قاضی، وحید شاہ اور پروفیسر عبدالحئ شیخ نے ہلالِ امتیاز ملنے کی مبارکباد دینے کے لیے اسلام آباد کلب میں ڈنر رکھا تھا۔ کئی مہینے بعد کلب آنا ہوا۔ مارچ میں لاک ڈاؤن کے بعد سارے ہوٹل اور کلب بند ہو گئے تھے۔ آج اسلام آباد کلب میں خوب رونق تھی۔ گراؤنڈ فلور کے بوفے ریسٹورنٹ میں کھانا کھایا۔ وحید شاہ صاحب جو چیئرمین FBR کے پرائیویٹ سیکرٹری رہے۔ ان سے بڑے عرصے بعد ملاقات ہوئی۔ وہ دلچسپ شخصیت کے مالک ہیں۔ شاہ صاحب ہرفن مولا ہیں۔ ان کے پاس ہر مسئلے کا حل موجود ہوتا ہے۔ امجد بخاری، حمید قاضی اور پروفیسر عبدالحئ شیخ سے بھی خوب تبادلہ خیالات ہوا۔ رات گئے اسلام آباد کلب سے واپسی ہوئی۔ دن بھر کی چلت پھرت کی وجہ سے جسم درد سے ٹوٹ رہا تھا۔ اس لیے جلدی نیند آ گئی۔ صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی۔ سورۃ کہف کی تلاوت کی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس کی مہربانی سے پچھلا ہفتہ بہترین گزرا۔ ان شاءاللہ سورۃ کہف کی برکت کی وجہ سے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین کے فرمان کے مطابق اگلا ہفتہ بھی بہت اچھا گزرے گا۔ تسبیحات مکمل کیں۔ نو بجے دفتر کا رخ کیا۔ قرآن پاک کی تلاوت سے صبح کا آغاز کیا۔ آج

سورۃ یوسف کی آخری آیات کی تلاوت کی۔ ان کا ترجمہ اور تفسیر بیان کی۔ اللہ ہی ہے جو بندے کو مشکلات سے نکالتا ہے۔ تنگی اور پریشانی کے بعد وسعت اور خوشی دیتا ہے۔ عزت دیتا ہے۔ مقام دیتا ہے اور مرتبہ بڑھاتا ہے۔ واقعی جو اللہ پہ تکیہ کرتا ہے۔ اللہ اسے ایسی جگہ سے دیتا ہے جہاں سے ملنے کا گمان بھی نہیں ہوتا۔

مومنہ خیال کی آمد اور انٹرویو

دفتر میں ایک بجے تک کام کیا۔ خیال محمد اور ارشد خان کے ساتھ مل کر زیرِ التوا معاملات اور کیسز کو بنٹایا۔ ملنے والے بھی آتے رہے۔ گیارہ بجے معروف وکیل اور معذوروں کے لیے فلاحی ادارے چلانے والی مومنہ خیال کا ''کسٹم پینل وکلا'' کے لیے انٹرویو کیا۔ مومنہ خیال کا تعلق لاہور سے ہے۔ انہوں نے بھی ہماری طرح کئی فلاحی ادارے بنا رکھے ہیں۔ مومنہ خیال کے ساتھ کئی سالوں سے فیس بک پہ دوستی ہے۔ ایک آدھ دفعہ ملاقات ضرور ہوئی مگر تفصیلی تبادلہ خیالات نہ ہو سکا۔ آج کل وہ منسٹری آف کامرس میں لیگل ایڈوائزر کی حیثیت سے کام کر رہی ہیں۔ اس وجہ سے ان کا اسلام آباد آنا جانا رہتا ہے۔ مومنہ نے بتایا کہ ان کی کافی عرصہ سے خواہش ہے کہ ہمارے دونوں ادارے مل کر فلاح و بہبود کا کام کریں۔ اسی سلسلے میں شام کو مومنہ نے اپنی بہن ماہ نور خیال کے ساتھ بارہ کہو میں ہمارے المعراج حبیب ہسپتال کا دورہ کیا۔ جہانگیر نے تمام شعبے دکھائے۔ مومنہ ہسپتال کا سیٹ اپ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں اور بتایا کہ ان شاء اللہ ہم جلد ہی مل کر کوئی پراجیکٹ بنائیں گے۔

اسلام آباد کی مساجد

جمعہ کی نماز جنید اور رفیق کے ساتھ ریاض الجنہ مسجد میں ادا کی۔ اسلام آباد میں زیادہ تر مساجد کھلی، ہوادار اور وسیع و عریض رقبے پر بنی ہوئی ہیں۔ نمازوں کے دوران ان مساجد میں نمازیوں کی اچھی خاصی تعداد ہوتی ہے لیکن جمعہ کی نماز میں ہر مسجد میں ہزاروں کا مجمع ہوتا ہے۔ مسجد ریاض الجنہ میں جمعہ کی نماز ادا کر کے میس کا رُخ کیا۔ میس میں لنچ کر کے لاہور کے لیے نکلے۔ اسلام آباد کا موسم آج کل گرم ہے۔ پورے ہفتے موسم گرم مرطوب رہا جبکہ پچھلے ہفتے موسم بالکل نارمل تھا۔ بغیر اے سی بھی گزارا ہو رہا تھا۔ جمعہ کے دن موٹروے پہ بھرپور رش ہوتا ہے۔ لاہور جانے والی سرکاری اور نجی گاڑیوں کی کثیر تعداد ہوتی ہے۔ پبلک ٹرانسپورٹ بھی خوب چلتی ہے۔ پچھلے دنوں بارشوں کی فراوانی کی وجہ سے آج کل ہر طرف سبزہ ہی

سبزہ نظر آتا ہے۔کلرکہار کے آس پاس تمام پہاڑ سرسبز و شاداب ہرے بھرے ہیں۔سرسبز جھاڑیوں اور گھاس سے لدے پہاڑ بہت خوش نما نظر آتے ہیں۔بھیرہ قیام و طعام سٹاپ پر مسجد کے قریب گاڑی رکوائی۔الحمدللہ! وضو کر کے عصر کی نماز باجماعت ادا کی۔کوئی مسئلہ نہ ہوا۔اللہ کا خاص شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے تین ماہ بعد مسجد میں آنے اور باجماعت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا کی۔

باجماعت نماز کا آغاز

سکھیکی سے آگے ریسٹ ایریا کی اسی مسجد میں نماز مغرب ادا کی جہاں آج سے تین ماہ پہلے یعنی اٹھارہ جون کو مغرب کی نماز ادا کی تھی۔اللہ کا بار بار شکر یہ ادا کیا جس نے دوبارہ مسجد میں نماز ادا کرنے کے قابل بنایا۔اسماء کو بتایا کہ اٹھارہ جون کو اسی مسجد سے نکل کر گاڑی میں سوار ہو کر عین اسی وقت نکلے تھے کہ پندرہ منٹ بعد حادثہ ہو گیا۔اللہ کا شکر ہے جس نے حادثے سے بچایا۔نئ زندگی دی اور دوبارہ اب اس قابل بنا دیا ہے کہ مسجد میں نمازیں ادا ہو رہی ہیں۔ان شاء اللہ جلد ساری نمازیں باجماعت ادا ہوا کریں گی۔آٹھ بجے کے قریب گھر پہنچے۔یمنیٰ، حذیفہ اور ماہ نور نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ایسے محسوس ہو رہا تھا کہ بہت دنوں بعد ملاقات ہوئی ہے۔ڈاکٹر اویس کی بیگم عائشہ بھی آئی ہوئی ہے۔اس نے بھی آگے بڑھ کر سلام کیا۔گھر میں آکر، بچوں سے مل کر ساری تھکاوٹ دور ہو جاتی ہے۔ہسپتال جانے کا ارادہ تھا۔پتہ چلا کہ مریض اب کوئی نہیں ہے۔اس وجہ سے کھانا کھا کر جلدی سونے کے لیے کمر باندھی۔دن بھر چلت پھرت اور سفر کی وجہ سے کافی تھکاوٹ محسوس ہو رہی تھی۔اس لیے جلدی سونے کا قصد کیا۔خوب مزے کی نیند آئی۔صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی۔باہر جا کر لان میں تھوڑی سی واک کی۔واک کے دوران حادثے سے پہلے کی طرح الحمدللہ تسبیحات مکمل کیں۔اللہ کا خاص شکر ادا کیا جس نے زندگی بخشی،صحت دی۔الحمدللہ اب معمولات زندگی نارمل ڈگر پر آنا شروع ہو گئے ہیں۔

حنیف عابد کی دُعائیں

صبح ناشتے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا۔بچوں کے ساتھ گپ شپ ہوئی۔نماز مغرب ہسپتال میں ادا کی۔ہسپتال میں مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا۔ملتان سے جنوبی پنجاب میں ہمارے فلاحی کاموں کا نگران حنیف عابد آیا ہوا تھا۔اس سے پوچھا کہ حادثے کے بعد جب حالت خراب ہوئی تو وہ میرے کان میں کیا کہنا چاہتا تھا۔حنیف عابد نے بتایا کہ وہ ایک مسنون مجرب دُعا کان میں پڑھنا چاہتا تھا۔بعد میں وہ

اس نے بار بار پڑھی۔ ملتان اور مظفر گڑھ میں بھی ہماری آباد کی گئی بستیوں میں دعائیں ہوتی رہیں۔عشاء کے بعد چھ ماہ بعد کسی شادی کی تقریب میں شرکت کے لیے PC ہوٹل کا رُخ کیا۔ حذیفہ اور اشفاق بھی ساتھ تھے۔سینیٹر طلحہ محمود کی بیٹی کی شادی کی تقریب تھی۔ ان کی بیٹی کی شادی IR سروس کے کمشنر کے بیٹے سے ہوئی۔ اس وجہ سے تقریب میں خاصے شناسا چہرے اور کئی بیچ میٹ نظر آئے۔ سابق ممبر FBR رضا باقر سے بھی تفصیلی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے صحت یابی اور ہلالِ امتیاز ملنے پر مبارکباد دی۔

سینیٹر طلحہ محمود سے ملاقات

سینیٹر طلحہ محمود نے خصوصی طور پر اپنے سمدھی عاصم کمشنر IR سے ملاقات کروائی۔ان سے گزشتہ تین چار سال سے تعلق ہے۔ترکی میں مقیم پاکستانی وقار بادشاہ کے ذریعے ان سے رابطہ ہوا تھا۔ ہماری طرح وہ بھی پاکستان اور مختلف ممالک میں دکھی انسانیت کی فلاح و بہبود کے لیے کام کرتے ہیں۔ترکی میں شام کے متاثرین کے لیے ہم نے ملک کر کام کیا۔شادی کی تقریب میں مہمانوں کی ایک کثیر تعداد شامل تھی۔ بہت کم لوگوں نے ماسک پہنے ہوئے تھے۔مصافحے بھی ہورہے تھے اور گرم جوشی سے معانقے بھی چل رہے تھے۔ لگتا ہے لاہور کے لوگ کورونا کو بھول گئے ہیں۔ رات گئے PC سے واپسی ہوئی۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث رات اچھی نیند آئی۔صبح فجر کے وقت جاگ آئی۔ نماز ادا کی۔ الحمدللہ اب کھڑے ہو کر نماز ادا کرنا شروع کر دی ہے۔لیکن ابھی سجدے میں جانا ممکن نہیں ہے۔ اللہ جلد ہی اس کی بھی توفیق دے گا۔تسبیحات مکمل کر کے تھوڑی دیر آرام کیا۔ دن کا بیشتر گھر میں بچوں اور اسماء کے ساتھ گزرا۔کل دفتر جانے کے بارے میں تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ بچے مصر تھے کہ ابھی آپ کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتے۔ہمیں آپ کی بہت فکر ہے۔ اکیلے میں کہیں کوئی مسئلہ نہ ہو جائے۔ پچھلے تین ماہ گھر میں اللہ کی حفاظت اور گھر والوں کے سائے میں گزرے۔ ایک ماہ پہلے اسلام آباد آنا جانا شروع ہوا تو کوئی نہ کوئی ساتھ ہوتا۔ ایسے میں اسلام آباد میں بھی گھر والا ماحول رہا۔محسوس نہ ہوا کہ میں اکیلا ہوں۔ تین ماہ سے زیادہ کا عرصہ بچوں اور اسماء نے Care & Welfare کی انتہا کردی۔

عبدالودود خان صاحب کا ڈنر

اتوار کی رات محترم عبدالودود خاں نے ہمارے اعزاز میں گھر میں ڈنر کیا۔صحت یابی کے بعد کسی کے ہاں جانے کا تین ماہ بعد اتفاق ہوا۔محمد صادق ممبر کسٹم اپیلٹ ٹربیونل بھی ہمراہ تھے۔عبدالودود خاں کی مہمان

نوازی اور کھانے ضرب المثل ہیں۔ گھر میں بنے ہوئے مزیدار کھانے خاص کر روسٹ چانپ اور شلغم گوشت کھا کر مزہ آ گیا۔ سویٹ ڈش تو اتنی مزیدار تھی کہ انگلیاں چاٹتے رہ گئے۔ نہ صرف کھانا کھلایا بلکہ واپسی پہ خلیفہ کی نان خطائی اور گھر میں بنی پنجیری کا تحفہ دیا۔ عبدالودود خاں ماشاءاللہ باتیں بھی خوب کرتے ہیں ان سے نئے پرانے قصے سنے۔ ان کے پاس سب کا کچا چھٹا موجود ہے۔ ہدایات بھی دیتے ہیں۔ عبدالودود خاں کی سب سے بری صفت انسان دوستی ہے۔ چھوٹا ہو یا بڑا وہ ہر ایک کی قدر کرتے ہیں۔

یمنیٰ کی ہدایات اور نصیحتیں

صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی۔ یمنیٰ نے اُٹھ کر ہدایات دیں۔

- باہر جاتے وقت ماسک پہنے رکھنا ہے۔
- میس اور دفتر کے علاوہ اور کہیں نہیں جانا۔ بارہ کہو جانے پر ابھی پابندی ہے۔
- نمازیں گھر میں ادا کرنی ہیں۔
- بے جا سفر نہیں کرنا۔
- کورونا SOPs پہ عمل کرنا ہے۔
- میس میں کسی نہ کسی کو رات کے وقت ساتھ رکھنا ہے۔
- روزانہ ویڈیو کال پہ بات ہوگی۔ جس میں ان ہدایات کا اعادہ ہوگا۔

اسماء اور بچوں کو چھوڑ کر اکیلے جانا واقعی آج بڑا عجیب اور مشکل لگ رہا تھا۔ بچوں اور اسماء سے مل کر صبح سویرے اسلام آباد کا رُخ کیا۔ اسماء دُعائیں پڑھ پڑھ پھونک رہی تھی۔ رفیق کے ساتھ سفر بڑا خوش گوار گزرا۔ پیر کے دن علی الصبح موٹروے پہ خاصا رش ہوتا ہے کیونکہ بہت سارے لوگ ہفتہ اور اتوار کی چھٹی گزار کر اپنے دفاتر کو سدھارتے ہیں۔ صبح دَس بجے خیریت سے اسلام آباد پہنچ گئے۔ تیاری کر کے دفتر پہنچے۔ دفتری امور نبٹائے۔ دوپہر کے وقت گل رحمن ڈی جی ریفارمز کے ساتھ FBR کا رُخ کیا۔ طارق ہُدیٰ ممبر کسٹمز آپریشن کی خیریت دریافت کی۔ پچھلے دنوں وہ کچھ علیل رہے۔ اب روبہ صحت ہیں۔ ان کی صحت یابی کے لیے دُعا کی۔ نعیم خان کلکٹر کسٹم بڑے عرصے کے بعد ملے۔ ڈاکٹر سرفراز وڑائچ ممبر لیگل اور سید حبیب سابق کسٹمز کلکٹر سے بھی ملاقات ہوئی۔

اہلِ خانہ کے بغیر رات

دو بجے واپسی ہوئی تو میس کا رُخ کیا۔ کمرے میں آرام کیا۔ اکیلا کمرہ کاٹ کھانے کو دوڑ رہا تھا۔ آج اصل میں احساس ہوا کہ گھر والوں کا ساتھ کتنا اہم اور ضروری ہوتا ہے۔ گزشتہ تین ماہ گھر والے ساتھ تھے۔ چوبیس گھنٹے خیال رکھتے تھے۔ بستر میں لیٹے لیٹے جب پہلو بدلتا کوئی نہ کوئی حاضر ہو جاتا اور پوچھتا بابا کیا ہوا۔ پچھلا ایک مہینہ بھی اہلِ خانہ اسلام آباد ساتھ آتے رہے۔ اللہ تعالیٰ میرے تمام اہلِ خانہ کو خوش رکھے اور یہ چمن یونہی آباد رہے۔ مغرب کے وقت دیرینہ دوست خواجہ ظفر اقبال آ گئے۔ ان کے ساتھ خوب گپ شپ ہوئی۔ کھانا بھی اکٹھے کھایا۔ شاہد نے جنید سپاہی کی ڈیوٹی لگائی تھی۔ جنید ساری رات الرٹ رہا۔ جونہی میں بیل دیتا وہ حاضر ہوتا۔ رات دیر سے نیند آئی۔ گھر والوں اور اسماء کی کمی محسوس ہو رہی تھی کیونکہ گزشتہ تین ماہ ان کے ساتھ گزرے تھے۔ صبح سویرے فجر کے قریب جاگ آئی۔ نماز ادا کر کے تسبیحات مکمل کیں۔ رفیق نے اوپر سے آ کر پوچھا کہ سر کوئی کام تو نہیں ہے۔ گرین ٹی بنا کر دی۔ رفیق کو بھی بچوں نے خاص ہدایات دی ہیں کہ بابا کا خیال رکھنا ہے اور اِدھر اُدھر لے کر نہیں جانا۔

اسلام آباد کی مصروف سڑکیں

صبح نو بجے دفتر کا رُخ کیا۔ آج کل اسلام آباد کی سڑکوں پہ رونق ہے۔ صبح سویرے سڑکوں پہ گاڑیوں کا بھرپور رش ہوتا ہے۔ سکول/ کالج اور یونیورسٹیاں کھلنے کے باعث رش میں اضافہ ہو گیا ہے۔ کسی کسی جگہہ کافی دیر رکنا پڑتا ہے۔ لاک ڈاؤن کے دوران اسلام آباد کی سڑکیں ویران ہوتی تھیں۔ کبھی کبھار کوئی گاڑی نظر آتی تھی۔ صبح ساڑھے نو بجے دفتر پہنچے۔ اللہ کے نام سے آغاز کیا۔ قوم و ملک کی سلامتی اور خیر و عافیت کے لیے دُعا کی۔ خیال محمد سے مل کر دفتر کے معمولات نبٹائے۔ سلیم اختر کے ساتھ Integrity Management Cell کی تشکیل نو کے بارے میں بات ہوئی۔

حافظ محمد علی اندھڑ ممبر HRM

FBR کے ممبر HRM حافظ محمد علی اندھڑ IRS کے سینئر ترین آفیسر ہیں۔ کلکٹر اپیل کے ابتدائی دنوں میں وہ میرے ممبر لیگل بھی رہے۔ انتہائی ایماندار اور شریف النفس انسان ہیں۔ پچھلے پانچ سال سے FBR میں تعینات ہیں۔ ماشاءاللہ گریڈ 22 میں ہیں۔ گزشتہ کئی سال سے حافظ صاحب کے ساتھ محبت اور

عقیدت کا رشتہ ہے۔ وہ آج دوپہر میری دعوت پر کسٹم ہاؤس تشریف لائے۔ خوب گپ شپ ہوئی۔ ان کے ساتھ دوپہر کا کھانا بھی کھایا۔ دورانِ گفتگو محمد زاہد کھوکھر مرحوم کا بھی خوب تذکرہ رہا۔ حافظ صاحب کے ساتھ ان کی خاص دوستی تھی۔ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ کھانے میں جنید جلیل، عمران چوہدری، اور خیال محمد شامل تھے۔

اللہ کے راستے کے مہمانوں سے ملاقات

چار بجے دفتر سے واپسی ہوئی۔ تھوڑی دیر آرام کیا۔ سرگودھا سے محمد اسمعیل اور انکل محمد حسین ملنے کے لیے آئے۔ مغرب کی نماز مسجد بلال میں باجماعت ادا کی۔ مسجد میں تبلیغی جماعت آئی ہوئی تھی۔ اللہ کے راستے میں نکلنے والوں سے لمبے عرصے بعد ملاقات ہوئی۔ لاک ڈاؤن کی وجہ سے تبلیغ کے کام میں بڑی رکاوٹ آئی۔ دوبارہ سے تبلیغی جماعت کو فعال دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی۔ نماز کے بعد بیان سنا۔ ایک ساتھی بیان کر رہے تھے کہ سب اللہ سے ہوتا ہے۔ اللہ کی مرضی کے بغیر ایک پتہ بھی نہیں ہل سکتا۔ اصل کامیابی آخرت کی کامیابی ہے۔ یہ زندگی چند روزہ ہے۔ مومن کے لیے دُنیا ایک قید خانہ ہے۔ اللہ کے احکام اور نبی کے طریقوں کے مطابق زندگی گزارو گے تو حقیقی کامیابی ملے گی۔ اتنے لمبے عرصے بعد تبلیغی بھائیوں کے ساتھ بیٹھ کر اور ان کی باتیں سن کر روحانی خوشی ہوئی۔ کسٹمز کے کولیگ ڈاکٹر سعید جدون سے ملاقات ہوئی۔ سعید جدون کسٹمز کے سنیئر آفیسر ہیں۔ آج کل FBR میں تعینات ہیں۔ محکمہ کی بہتری کے لیے اور کسٹم سروس کو بہتر بنانے کے لیے دن رات کوشاں ہیں۔ انہوں نے حال ہی میں ہونے والی اصلاحات کے بارے میں بتایا۔ عشاء کے بعد جلد نیند آ گئی۔ صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی۔ تسبیحات مکمل کیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے صحت دی۔ زندگی دی۔ ان شاء اللہ معمولات زندگی بحال ہو رہے ہیں۔ اللہ کرے نارمل طریقے سے چلنا پھرنا شروع ہو جائے تا کہ میں ساری نمازیں مسجد جا کر ادا کروں اور دوبارہ سے دور دراز علاقوں میں خدمت اور علاج کے کارواں کو لیڈ کروں۔

مخلوق کے دلوں میں محبت

ناشتہ کر کے تھوڑی دیر آرام کیا۔ دفتر جانے کی تیاری شروع کی۔ آج دوبارہ FBR جانا ہوا۔ FBR کے داخلی راستے کے ساتھ بنے ہوئے ریمپ سے اندر داخل ہوئے۔ حادثے کے بعد جب سے دفتر جانا ہوا شاہد PRO یا جہانگیر میرے ساتھ ہوتے ہیں۔ آگے بڑھ کر سہارا دیتے ہیں۔ FBR کے آفیسرز اور دوسرے اہلِ کار جن سے کبھی ملاقات نہیں بھی ہوئی وہ بھی دیکھ کر کھڑے ہو جاتے ہیں۔ حال احوال پوچھتے

ہیں اور مکمل صحت یابی کی دعا دیتے ہیں۔ اللہ کا شکر ہے کہ حادثے کے ابتدائی دنوں سے اب تک ہر خاص و عام میری صحت کے لیے دُعا کر رہا ہے۔ جب بندہ مخلوق کی فلاح کے لیے کام کرتا ہے تو اللہ لوگوں کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دیتے ہیں۔ سب سے پہلے چیئرمین FBR سے ملاقات ہوئی۔ محترم جاوید غنی گزشتہ تین ماہ سے چیئرمین FBR ہیں۔ ان کی قیادت میں FBR ترقی کر رہا ہے۔ ریونیو اہداف بھی پورے ہو رہے ہیں اور کسی قسم کا کوئی سکینڈل بھی نہیں ہوا۔ چیئرمین FBR نے نئی ذمہ داریوں کے بارے میں استفسار کیا۔ انہیں بتایا کہ آپ کی ہدایات کے مطابق کام شروع کر دیا ہے۔ ان شاء اللہ FBR کو کرپشن فری آرگنائزیشن بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

ممبر ایڈمن FBR بختیار محمد سے ملاقات ہوئی۔ بختیار محمد جب بھی ملتے ہیں عقیدت اور احترام کے ساتھ ملتے ہیں۔ واپسی پر دروازے کے باہر تک چھوڑنے آتے ہیں۔ اللہ انہیں خوش رکھے۔ وہ بھی FBR کی تطہیر پہ لگے ہوئے ہیں۔ کہنے لگے کہ ان شاء اللہ ہمارا عزم ہے کہ FBR میں جو لوگ کھلم کھلا کرپشن میں ملوث ہیں انہیں کسی صورت بخشا نہیں جائے گا۔ بختیار محمد نے کچھ میڈیکل مشورے بھی لیے۔ دوپہر کے وقت کسٹم ہاؤس پہنچے۔ دفتری امور کے بارے میں خیال محمد اور ارشد خان کے ساتھ تبادلہ خیال ہوا ڈی جی ریفارمز گل رحمن کے ساتھ دلی لگاؤ ہے۔ ظہر کے بعد ان سے گپ شپ ہوئی۔ گل رحمن نے خبردار کیا کہ سر آپ کا وزن پھر سے بڑھ رہا ہے۔ اس لیے کھانے پینے میں احتیاط برتیں۔ ان کی نصیحت پلے باندھ لی۔ چار بجے کے بعد میس واپسی کا رخ کیا۔ تھوڑی دیر آرام کر کے رفیق کے ساتھ بلال مسجد پہنچے۔ جب سے اسلام آباد آنا ہوا اس مسجد میں زیادہ تر نمازیں ادا ہوتی رہیں۔ الحمدللہ! مغرب کی نماز باجماعت ادا کی۔

ڈاکٹر سرفراز وڑائچ کے ساتھ ''سورج دیوتا کے دیس میں''

ساڑھے سات بجے اسلام آباد کلب کے Saddle Lounge کا رخ کیا جہاں کسٹم کے کولیگ چوہدری محمد اکرم چیف لیگل نے ممبر لیگل محترم ڈاکٹر سرفراز وڑائچ کے اعزاز میں Farewell ڈنر کا انتظام کر رکھا تھا۔ سرفراز وڑائچ محکمہ کسٹمز کی ایک قد آور شخصیت ہیں۔ ماشاء اللہ 36 سال سے زیادہ نوکری کر کے 30 ستمبر 2020ء کو ریٹائر ہوئے۔ سرفراز وڑائچ ہر لحاظ سے ایک کامیاب ترین کسٹم آفیسر رہے۔ وہ دن رات محکمے کی بہتری کے لیے کوشاں رہے۔ محکمانہ امور میں مہارت کے علاوہ ان کی تاریخ، سیاست، سیاحت اور ملکی اور غیر ملکی امور پر گہری نظر ہے۔ ماشاء اللہ جب بولنے پہ آتے ہیں تو پھر کسی اور کو بولنے کی ہمت نہیں

ہوتی۔ لکھتے بھی خوب ہیں۔ 1996ء میں بیرونِ ملک کا پہلا سفر انہی کے ساتھ کیا تھا جس کی تفصیل میری دو کتابوں ''سورج دیوتا کے دیس میں'' اور ''سنگاپور سے جاپان'' میں درج ہے۔ کھانے کے بعد سرفراز وڑائچ صاحب سے رخصت لی۔ ان کی درازی عمر کے لیے دُعا کی۔ رات گئے کلب سے واپسی ہوئی۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث جلدی نیند آ گئی۔ صبح ساڑھے چار بجے آنکھ کھلی۔

بلال مسجد میں فجر کی نماز

آج الحمدللہ! تین ماہ چھ دن بعد صبح سویرے جنید کے ساتھ فجر کی نماز ادا کرنے کے لیے بلال مسجد کا رُخ کیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے مسجد میں باجماعت نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ مولانا ذوالفقار کی امامت میں نماز ادا کر کے روحانی خوشی ہوئی۔ آج اتنے عرصے بعد صبح کا نظارہ کیا۔ آج کل اسلام آباد میں موسم خوش گوار ہے۔ ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ تھوڑی دیر آرام کر کے ناشتہ کیا۔ بلال مسجد میں فجر کی نماز ادا کر کے دل خوش ہو گیا۔ اس کی روحانیت سے ابھی تک دل و دماغ معطر ہیں۔ اسماء اور بچوں کو بتایا۔ اسلم مروت کو بتایا۔ سب بہت خوش ہوئے۔ اسلم مروت نے زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا اور مبارکباد دی۔ نماز کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا تسبیحات مکمل کیں۔ ناشتہ کر کے دفتر جانے کی تیاری کی۔ آج کل رات کو جنید سپاہی رات کو میرے ساتھ ڈیوٹی پر ہوتا ہے۔ جب بھی بیل بجاتا ہوں فوراً حاضر ہو جاتا ہے۔ صبح سویرے پانی گرم کر کے اس میں نمک اور نیم کے پتے ملا کر دیتا ہے۔ پاؤں اس میں ڈالتا ہوں تو سکون ملتا ہے۔ پاؤں کی سوجن بھی کم ہوتی ہے۔ ساڑھے نو بجے دفتر پہنچے۔ اللہ کے نام سے دفتر کی شروعات کیں۔ دن بھر دفتری معاملات کو نبٹایا۔

ڈاکٹر سرفراز وڑائچ کے لیے ظہرانہ

ظہر کی نماز کے بعد ڈاکٹر سرفراز وڑائچ کے اعزاز میں ظہرانہ دیا جس میں ڈاکٹر ارسلان، عبدالرشید شیخ، گل رحمن، جنید جلیل، چوہدری اکرم، رضوان صلابت اور دوسرے آفیسرز شریک ہوئے۔ کرامت نے بہترین کھانا بنا کر بھجوایا۔ ڈاکٹر سرفراز وڑائچ کسٹمز کے سینئر کولیگ ہیں۔ محکمہ میں عزت اور نیک نامی کمائی۔ کھانے کے بعد شرکاء نے ڈاکٹر صاحب کی شخصیت اور ان کے علم کے بارے میں گفتگو کی۔ ڈاکٹر صاحب نے آخر میں سب کا شکریہ ادا اور کہا کہ انہوں نے محکمہ کسٹمز میں 36 سال گزارے۔ ابھی کل کی بات لگتی ہے کہ محکمہ میں آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے ہمیشہ پاکستان اور محکمہ کی سربلندی کے لیے کام کیا۔

عبدالرشید شیخ صاحب نے دُعا کروائی۔ ڈاکٹر سرفراز وڑائچ کی خدمت میں شیلڈز پیش کیں۔ چار بجے دفتر سے واپسی ہوئی۔ مغرب کی نماز بلال مسجد میں باجماعت ادا کی۔ مغرب کی نماز ادا کر کے آئے تو دِل میں خواہش مچلی کہ کیوں نہ بارہ کہو اپنے ہسپتال کا چکر لگایا جائے اگرچہ بچوں اور اسماء نے جانے سے منع کر رکھا تھا۔

بارہ کہو کا چکر

رفیق کے ساتھ بارہ کہو کا رخ کیا۔ آج موسم پہلے کی نسبت بہتر ہے۔ ہوا میں ہلکی ہلکی خنکی ہے۔ مری روڈ سے ہوتے ہوئے بنی گالہ کے قریب سے گزرتے ہوئے سپرنگ ویلی پہنچے۔ سید قادر، جہانگیر، ندا ثاقب دیکھ کر حیران ہو گئے۔ الحمدللہ! ہسپتال میں فلاح اور خدمت کے کام جاری تھے۔ مریضوں کا چیک اپ بھی جاری تھا۔ دستر خوان بھی لگا ہوا تھا۔ بچوں کے لیے چپس لیے تھے جو رفیق نے بچوں میں تقسیم کیا۔ اتنے عرصے بعد ہسپتال آ کر بہت خوشی ہوئی۔ ندا دیکھ کر بہت خوش ہوئی۔ چترالی انداز میں بنائی ہوئی چائے لے آئی۔ کہنے لگی مجھے پتہ ہوتا تو آپ کے لیے چترالی ڈش بنا کر لاتی۔ ثاقب اللّٰہ پشاوری قہوہ لے آیا۔ رات گئے واپسی ہوئی۔ کھانے کے بعد آرام کیا۔ صبح سویرے جاگ آ گئی۔ جنید اور رفیق کے ساتھ بلال مسجد کا رُخ کیا۔ باجماعت نماز ادا کی۔ مسجد سے میس تک پیدل واپسی کی۔ اللّٰہ کا شکر ہے کہ اب آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا ہے۔ سورۃ کہف کی تلاوت کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان شاء اللّٰہ اس سورۃ کی تلاوت کی برکت سے پورا ہفتہ خیریت سے گزرے گا۔

زاہد کھوکھر صاحب کی یادیں

راستے میں چند ایک نمازی ملے۔ انہوں نے حال احوال پوچھا۔ زاہد کھوکھر مرحوم کا تذکرہ ہوا۔ بلال مسجد سے میس آتے ہوئے گزشتہ ڈیڑھ سال کے سارے مناظر یاد آ گئے کہ چاہے بارش ہو، آندھی ہو، طوفان ہو زاہد کھوکھر اور میں نماز پڑھنے کے لیے مسجد جایا کرتے تھے۔ Covid-19 کے دنوں میں زاہد کھوکھر صاحب رمضان المبارک میں میس تک محدود ہو گئے۔ وہ میس میں ہی فجر اور عشاء کی نمازیں باجماعت ادا کرتے مگر الحمدللہ! اپنا مسجد جانا جاری رہا۔ رمضان المبارک میں ساری نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کیں۔ تراویح کی نماز بھی پڑھی جبکہ اکثر پکے نمازی Covid-19 کے خطرے کے باعث

SOPs کو اپناتے ہوئے گھروں تک محدود ہو گئے تھے۔اس سلسلے میں عبدالرشید شیخ کا تذکرہ کرنا ضروری ہے۔وہ Covid-19 کے خطرات کے دنوں میں بھی باجماعت نماز مسجد میں پڑھتے بلکہ انہوں نے ایک ایسی مسجد ڈھونڈ نکالی جہاں نمازی سنت کے مطابق کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوئے تھے۔نماز سے فارغ ہو کر اسلم مروت فارمولا استعمال کیا۔نیم کے پتوں اور گرم پانی میں پاؤں ڈالے جس نے پاؤں کو سکون ملا اور سوجن قدرے کم ہوئی۔

مسجد ریاض الجنہ میں جمعہ کی نماز

نو بجے دفتر کا رُخ کیا۔الحمدللہ اس ہفتے دفتر میں پیر سے جمعہ تک حاضری رہی۔بھرپور کام کیا۔اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے صحت عطا کی اور زندگی بخشی۔دفتری امور سے فارغ ہو کر ایک بجے مسجد ریاض الجنہ کا رخ کیا۔جمعہ کی نماز کے لیے اس مسجد میں بھرپور رش ہوتا ہے۔آس پاس کے دفتروں کے لوگ جوق در جوق جمعہ کی نماز کے لیے آتے ہیں۔مسجد اندر اور باہر سے نمازیوں سے بھری ہوتی ہے۔مسجد کے خطیب بھی زبردست ہیں۔وہ بڑی دھیمی آواز میں وعظ و نصیحت کرتے ہیں اور خطبہ دیتے ہیں۔

لاہور واپسی کا سفر

مسجد ریاض الجنہ کے باہر بچھی ہوئی صفوں پر نماز جمعہ ادا کی اور لاہور کے لیے نکلے۔ابھی موٹروے پہ اتنا زیادہ رش نہیں ہوا تھا۔سرفراز سپاہی بھی ساتھ اللہ کا شکر ہے کہ سپاہی ہو یا کلکٹر جب بھی کسی نے کہا ساتھ جانا ہے سیٹ خالی ہوئی تو فوراً ہاں کہا۔موٹروے کا سفر بڑا خوش گوار گزرا۔راستہ میں سکھیکی کے قریب ایک بابا جی کھڑے تھے۔لگا وہ لاہور جانے کے لیے کھڑے ہیں۔اگرچہ رفیق گاڑی آگے بڑھا چکا تھا اور بابا جی نے ہاتھ بھی نہیں دیا تھا۔رفیق کو کہا انہیں بٹھا لیں۔گاڑی ریورس کرا کے ان کو ساتھ بٹھایا۔بابا جی نے جی بھر کے دُعائیں دیں۔عصر کے وقت گھر پہنچ گئے۔اسماء، یمنیٰ، حذیفہ اور ماہ نور سے مل کر بہت خوش ہوئے۔اسماء نے مزیدار بریانی سے تواضع کی۔بچوں نے پورے ہفتے کا احوال پوچھا۔یمنیٰ نے سب سے پہلے معائنہ کیا۔بلڈ پریشر چیک کیا۔پیٹ کے مندمل زخم دیکھے۔پورا معائنہ کر کے اس کی تسلی ہوئی۔یمنیٰ بیٹی ہمیشہ سے بڑا فکر کرتی رہی ہے۔جب بھی خدمت اور علاج کے سفر میں باہر جانا ہوتا تھا۔یمنیٰ بیٹی دن میں کئی بار فون کرتی تھی۔اب تو وہ ماشاءاللہ ڈاکٹر ہے۔حادثے کے پہلے دن سے لے کر اب تک ہر طرح سے صحت کا خیال رکھ رہی ہے۔

نورانی مسجد میں مغرب کی نماز

مغرب کی نماز آج تقریباً ساڑھے تین ماہ اپنی نورانی مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد نمازیوں نے گھیراؤ کر لیا۔ سب بڑی محبت اور عقیدت سے ملے۔ سب نے یک زبان کہا کہ ہم نے آپ کی صحت کے لیے صبح و شام دُعائیں کی ہیں۔ مسجد آ کر بہت اچھا لگا، اللہ کا بار بار شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے اپنے گھر آنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ نماز کے فوراً بعد اپنے ہسپتال کے رخ کیا۔ کثیر تعداد میں مریض موجود تھے۔ ہسپتال میں مریضوں کو دیکھا۔ خالد مسعو المعروف ماموں، پشمینہ، ملائکہ، علی حیدر، ریاض، اشتیاق دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ عشاء کی نماز قاری عثمان کی اقتداء میں ادا کی۔ آٹھ بجے کے بعد ہسپتال سے واپسی ہوئی۔ رات کا کھانا نوش کر کے جلدی سونے کا قصد کیا۔ صبح سویرے فجر کے بعد آنکھ کھلی۔ فجر کی نماز ادا کی۔ تھوڑی دیر آرام کر کے باہر لان میں بیٹھ کر تسبیحات مکمل کیں۔ اسماء نے مزیدار ناشتہ کروایا۔ سفر کی تھکاوٹ کے باعث ناشتے کے بعد بھی دو گھنٹے آرام کیا۔

شاہدہ سلطان کی الباسط فاؤنڈیشن

آج ظہر کے بعد ہماری ایک ڈونر شاہدہ سلطان جو USA میں رہتی ہیں۔ الباسط فاؤنڈیشن کے نام سے ایک ادارہ چلا رہی ہیں۔ ان کی بھانجی مسز سائرہ وائیں ہسپتال آئیں۔ انہوں نے تفصیل سے ہمارے کام کے بارے میں پوچھا۔ تابڑ توڑ سوالات کیے تب کہیں جا کر ان کی تسلی ہوئی۔ انہوں نے اپنی خالہ کی طرف سے دادو میں ہینڈ پمپس کے لیے ڈونیشن دیا۔ سائرہ وائیں نیک دل اور اسلامی اصولوں پہ چلنے والی خاتون ہیں۔ باتوں باتوں میں ان کے ساتھ پروفیسر احمد رفیق اختر اور بابا جی عرفان الحق کا تذکرہ ہوا۔ مسز سائرہ وائیں نے پروفیسر صاحب کی اکثر کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ ان کے لیکچرز بھی سنے ہیں۔ وہ ان سے متاثر ضرور ہیں مگر ابھی تک ان سے باقاعدہ طور پر مل نہیں پائیں۔ ایک آدھ دفعہ سرِ راہے ملاقات ہوئی مگر وہ تفصیلی ملاقات کی متمنی ہیں۔ ان کو پروفیسر صاحب اور بابا جی عرفان الحق سے اپنے تعلق کے بارے میں بتایا۔ ظہر، عصر اور مغرب کی نمازیں الحمدللہ نورانی مسجد میں باجماعت ادا کیں۔ مسجد میں نمازیں ادا کر کے روحانی خوشی ہوئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے اپنے گھر آنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ یہ سلسلہ مرتے دَم تک جاری رکھے۔ مغرب کے بعد ہسپتال کا رُخ کیا۔ مریضوں کا چیک اپ کیا۔ منشاء قاضی بھی تشریف لائے۔ ان کے ساتھ زرقا نسیم بھی تھیں۔ انہوں نے اپنے چینل کے لیے انٹرویو بھی کیا۔

یمنیٰ کا مزیدار کھانا

رات گئے ہسپتال سے واپسی ہوئی۔ یمنیٰ نے مزیدار کھانا بنایا ہوا تھا۔ سب نے مل کر کھایا۔ مل کر کھانے میں بڑی برکت ہے۔ سادہ کھانے میں بھی لذت محسوس ہوتی ہے۔ مگر آج تو یمنیٰ نے اسپیشل ڈش بنائی ہوئی تھی جسے کھا کر سب انگلیاں چاٹتے رہ گئے۔ رات مزے کی نیند آئی۔ صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی۔ فجر کے فوراً بعد واک کر کے ناشتہ کرنے کا معمول ہے۔ گھر والے آرام کر رہے ہوں تو خود ہی کچن جا کر ناشتہ بنا لیتا ہوں۔ آج بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ کچن میں کرسی پہ بیٹھ کر سب لوازمات اکٹھے کیے۔ سعودی عرب برانڈ انڈا پراٹھا بنایا۔ حیدر آبادی اچار کے ساتھ کھایا۔ مزا آ گیا۔ ناشتے کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ تسبیحات مکمل کیں۔

بابا جی عرفان الحق کی تقریب میں شرکت

امجد بخاری صاحب پچھلے ہفتے سے کہہ رہے تھے کہ بابا جی عرفان الحق کا لاہور میں لیکچر ہے اس میں ضرور شرکت کرنی ہے۔ گیارہ بجے الیاس صاحب کے ساتھ نہر پر واقع Eastern Marquee پہنچے۔ وہاں اسٹیج سجا ہوا تھا۔ اسٹیج پر بھی تصوفانہ رنگ غالب تھا۔ گیارہ بجے سے ایک بجے تک تصوف کے فلسفے پر بات ہوتی رہی۔ کبھی بابا بلھے شاہ کا تذکرہ ہوتا۔ کبھی شمس تبریز کا۔ آخر میں مولانا روم اور ان کے رقصِ درویشاں کا ذکر ہوا۔ ایک بجے کے قریب بابا جی عرفان الحق نے خطاب کیا۔ ان کے خطاب کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ ہمیں اپنے آپ کو سنوارنے کے لیے اللہ سے لو لگانی چاہیے۔ کم بولنا چاہیے۔ دوسروں کے بارے میں بولنے اور تبصرہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ خدمت اصل عبادت ہے۔ اس سے اللہ ملتا ہے۔ ہال خواتین اور مردوں سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا۔ بابا جی عرفان الحق روحانی بزرگ ہیں۔ جہلم شہر میں ان کی خانقاہ ہے جہاں ایک خوبصورت مسجد بھی ہے۔ خانقاہ میں وہ روزانہ مریضوں اور سائلین سے ملتے ہیں۔ بابا جی خود کہتے ہیں کہ میں نہ ڈاکٹر ہوں نہ طبیب۔ میں تو لوگوں کے مسائل سن کر ان کو کھانے پینے میں احتیاط اور کچھ مخصوص قسم کی چٹنیوں کے بارے میں بتاتا ہوں۔ ان کے خیال میں بہت سارے امراض کا تعلق آپ کے معدے سے ہے۔ معدہ ٹھیک ہوگا تو جسم ٹھیک رہے گا۔ اس کے علاوہ وہ سائل کے لیے دُعا بھی کرتے ہیں۔

شفاء بخش ڈنڈا

بابا جی عرفان الحق پروفیسر احمد رفیق اختر کی طرح تسبیحات پڑھنے کے لیے دیتے ہیں۔لوگ ان کے پاس دور دراز سے امید لے کر آتے ہیں۔ اللہ شفاء دے دیتا ہے تو وہ ان کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔اسی وجہ سے ان کے Followers کی تعداد میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ ان کے ڈیرہ پہ ہر خاص و عام کے ساتھ یکساں سلوک کیا جاتا ہے۔ بابا جی کے مخصوص اوقات ہیں۔جس کسی نے انہیں دکھانا ہو اس کے نام کا اندراج ہو جاتا ہے۔ باری کا نمبر الاٹ کر دیا جاتا ہے پھر کمپیوٹر کے ذریعے نمبر پکارا جاتا ہے۔ بابا جی کے پاس ایک شفا والا ڈنڈا ہے جس کو وہ اکثر و بیشتر مریض کے جسم کے متاثرہ حصے پر پھیرتے ہیں۔ ایسا ہی ایک ڈنڈا انہوں نے مجھے بھی عنایت کیا تھا۔

بابا جی کے آزمودہ ٹوٹکے

بابا جی کے ٹوٹکے بڑا اثر رکھتے ہیں۔ وزیر اعظم عمران خان جب 2013ء میں اسٹیج سے گر کر زخمی ہوئے تو بابا جی نے انہیں دودھ میں ہلدی ملا کر لینے کو کہا جس سے ان کے زخم ٹھیک ہو گئے اور آپریشن سے جان بچ گئی۔ حادثے کے بعد میرا بھی بابا جی سے رابطہ ہوا۔ جب بھی فون کیا فوراً جواب دیتے۔ دُعائیں کرتے اور دودھ میں ہلدی اور زیتون کا تیل استعمال کرنے کی تلقین کرتے اور ساتھ ساتھ دیسی مرغ کی یخنی لینے کا ضرور کہتے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس نے نئی زندگی دی اور اب صحت کاملہ مل رہی ہے۔

بابا جی کی سادہ نصیحتیں

بابا جی ایک سیدے سادھے درویش ہیں۔ ان کی باتیں اور نصیحتیں بھی سادہ ہیں۔ وہ خود بتاتے ہیں کہ جہاں اب ان کی خانقاہ ہے وہاں سے وہ سائیکل پہ کپڑا بیچتے گزرا کرتے تھے۔شروع شروع میں انہوں نے سڑک پر اپنا ڈیرہ لگایا۔سڑک سے فیض عام کا سلسلہ چل نکلا جو اب ایک بڑی خانقاہ میں تبدیل ہو چکا ہے۔ باہر سے آنے والے مہمانوں کے لیے لنگر کا بھی بندوبست ہوتا ہے۔ قاضی حمید اور امجد بخاری بابا جی کے خاص چاہنے والوں میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ جب بھی بابا جی کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے خصوصی طور پر وقت دیا اور دعاؤں سے نوازا۔ ساتھ ساتھ لنگر سے کھانا بھی کھلایا۔ دو گھنٹے زیادہ بیٹھنے کی وجہ سے خاصی تھکاوٹ ہو گئی۔ گھر آ کر آرام کیا۔

مسجد میں نماز

عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں الحمدللہ اپنی نورانی مسجد میں ادا کیں۔ اللہ کا احسان عظیم ہے کہ اس نے نئی زندگی دی۔ صحت کاملہ عطا کی اور اس قابل کیا کہ میں مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کے قابل ہو جائیں جس کے لیے میں گزشتہ تین ماہ سے ترس رہا تھا۔ بے پناہ نعمتیں اللہ نے انسان کو بخشی ہیں۔ ان میں بلاشبہ سب سے بڑی نعمت صحت ہے۔ صحت ہو گی تو بندہ بندگی کر سکے گا۔ اوروں کے کام آ سکے گا اور مخلوقِ خدا کی خدمت کر سکے گا۔ حادثے کے تناظر میں دیکھیں تو اللہ تعالیٰ نے مجھ پر عاجز پہ بہت بڑا کرم کیا۔ اتنے بڑے حادثے سے بچایا۔ اس کے علاوہ اللہ نے کسی قسم کی معذوری سے بھی محفوظ رکھا۔

تکلیف دہ مراحل میں آسانی

ایک اور بھی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ پہ اپنا خاص کرم یہ کیا کہ حادثے کے وقت سے لے کر دوران آپریشن اور ICU میں گزرے دنوں کے دوران جو بھی تکلیف دہ مراحل آئے۔ اس دوران میں غنودگی کے عالم میں رہا۔ یہ سب اللہ کی مہربانی ہے کہ اس نے مجھ عاجز ناچیز پہ اپنا کرم کیا۔ اتنے بڑے اور سیریس حادثے کے باوجود مجھے کبھی بھی بہت زیادہ درد یا تکلیف کا احساس تک نہ ہوا۔ اللہ نے مجھے صحت کاملہ عطا کی اور اس قابل بنایا کہ میں دوبارہ سے اپنی تمام سرگرمیاں شروع کر سکوں۔ الحمدللہ زیادہ تر سرگرمیاں شروع ہو چکی ہیں۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ نماز کے لیے مسجد جانا شروع ہو گیا ہے۔ ہسپتال میں مریضوں کی دیکھ بھال اور چیک اپ جاری ہے۔ فلاحی سرگرمیوں میں الحمدللہ کوئی تعطل نہ آیا لیکن اب یہ زیادہ زور و شور کے ساتھ جاری ہیں۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث رات جلدی نیند آ گئی۔ صبح اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی۔ تسبیحات مکمل کیں۔

یمنیٰ خواتین اور نوجوان لڑکیوں کی پسندیدہ ڈاکٹر

بچوں اور اسماء کے اصرار تھا کہ آج کا دن ہمارے ساتھ گزاریں۔ اللہ تعالیٰ خیریت رکھے۔ ان شاء اللہ کل اسلام آباد جانا ہوگا۔ دن کا بیشتر حصہ گھر میں گزرا۔ ظہر اور عصر کی نمازیں نورانی مسجد میں ادا کیں۔ مغرب کے بعد اپنے ہسپتال میں مریضوں کو دیکھا۔ ڈاکٹر یمنیٰ بھی پہنچ گئی۔ زیادہ تر خواتین مریض اور لڑکیاں یمنیٰ کو دکھانے پر مصر تھیں۔ ڈاکٹر یمنیٰ نے ماشاءاللہ چند ماہ پہلے میو ہسپتال سے ہاؤس جاب مکمل کیا۔

ڈرماٹالوجی میں خوب دل لگا کر کام کیا۔لڑکیوں اور عورتوں میں ویسے بھی جلدی مسائل زیادہ ہوتے ہیں۔ اس لیے جب بھی ڈاکٹر یمنیٰ ہسپتال آتی ہے لڑکیوں اور عورتوں کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ ڈاکٹر یمنیٰ سے چیک اپ کروا کے ادویات لیں۔ الحمدللہ! یمنیٰ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ وہ اب خدمت اور علاج کے قافلے میں بھرپور طریقے سے شامل ہوگئی ہے۔ اللہ اس کو سلامت رکھے۔ اس کے نصیب اچھے کرے اور انسانیت کی خدمت کی توفیق دے۔

اسلام آباد دوستوں کے ساتھ روانگی

منگل کی صبح سویرے فجر کی نماز کے بعد اسلام آباد جانے کی تیاری کی۔ رفیق کسٹم کالونی گلبرگ سے کسٹم کے کولیگ محمد صادق کو لے آیا۔ٹول پلازہ کے قریب سے ندیم احسن کو لیا۔ لاہور سے اسلام آباد کا سفر بہترین گزرا۔ راستے میں صادق صاحب سے خوب گپ شپ رہی۔ محمد صادق کسٹمز کے سینئر کولیگ ہیں۔ ان کے ساتھ گزشتہ 25 سالوں سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ ان کے بچوں کے ساتھ یمنیٰ، حذیفہ اور ماہ نور کی دوستیاں ہیں کیونکہ وہ کسٹم کالونی میں رہتے ہوئے اکٹھے پلے بڑھے۔ دَس بجے میس پہنچے۔ تیاری کر کے FBR ہیڈ کوارٹر کا رُخ کیا۔ FBR ممبر ایڈمن بختیار محمد سے ملے۔ ان سے مل کر دل خوش ہو جاتا ہے۔ ہمیشہ بڑی عزت اور احترام سے ملتے ہیں۔ دفتری معاملات پر بات ہوئی۔ ان کے بھتیجے کے لیے کورونا سیرپ دیا۔ کورونا کا وائرس اسلام آباد میں پھر سر اٹھانے لگا ہے۔ اللہ خیر کرے۔ لوگوں نے احتیاط اور SOPs پر عمل کرنا بالکل چھوڑ دیا ہے۔ طارق ہُدیٰ ممبر کسٹمز سے بھی ملاقات ہوئی۔ دوپہر کے وقت واپسی ہوئی۔ چار بجے تک دفتر میں کام کیا۔

گل رحمن کی دعوتِ شیراز

محمد صادق کے بڑے بھائی گل رحمن کئی دفعہ گھر آنے کی دعوت دے چکے تھے۔ صادق صاحب نے بھی کہا تو جانے کا ارادہ بنایا۔ دفتر سے سیدھا راولپنڈی سے ہوتے ہوئے دھمیال اور اس کے بعد جوریاں پہنچے۔ گل رحمن صاحب دیکھ کر خوش ہو گئے۔ تھوڑی دیر آرام کیا۔ ان کے دوست نیوکلیئر سائنسدان ڈاکٹر ایاز بھی آ گئے۔ گل رحمان نے دیسی مرغی کے سالن، مکئی کی روٹیوں وغیرہ سے تواضع کی۔ تمبر جڑی بوٹی کی بنی ہوئی چٹنی بہت مزے کی تھی۔ رات گئے واپسی ہوئی۔ دن بھر کے سفر کی وجہ سے بستر پر لیٹتے ہی نیند

آ گئی۔ صبح سویرے اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی۔ فجر کی نماز کے لیے جنید کے ساتھ آہستہ آہستہ پیدل چلتے بلال مسجد کا رُخ کیا۔ تقریباً ساڑھے تین ماہ اپنے پاؤں پہ چل کر مسجد جانا بہت اچھا لگا۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے صحت کاملہ عطا کی۔ اللہ کی خاص مہربانی ہے کہ اب مسجد آنا جانا شروع ہو گیا ہے۔ نو بجے کے قریب دفتر پہنچے۔ حسبِ معمول قرآن پاک کی تلاوت اور ترجمے سے دفتری امور کا آغاز کیا۔ دوپہر تک دفتر میں مصروفیت رہی۔

IMC کی میٹنگ

IMC کی پہلی میٹنگ میں شرکت کی۔ اس کمیٹی میں زیادہ تر پرائیویٹ سیکٹر کے ممبر شامل ہیں۔ ممبران سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارا مقصد FBR کو کرپشن فری ادارہ بنانا ہے۔ اس کے لیے ہم سب مل کر کام کریں گے۔ چار بجے تک میٹنگ چلی۔ اللہ کی خاص عنایت ہے کہ کسی بھی میٹنگ میں جاؤں لوگ پہلے ہی ہمارے کام اور نام سے آگاہ ہوتے ہیں۔ سلیم اختر چیف IMC کے ساتھ اس سیل کو مزید فعال بنانے کے بارے میں بات ہوئی۔

پروفیسر رانا ارشد بھی ریٹائر ہو گئے

میو ہسپتال کے مایہ ناز آرتھوپیڈک سرجن پروفیسر ڈاکٹر ارشد رانا جنہوں نے میرے ٹخنے کی بکھری، گرتی اور نچڑتی ہڈیوں کو کمال مہارت سے جوڑا وہ بھی 30 ستمبر 2020ء کو پروفیسر کے عہدے سے ریٹائر ہوئے۔ بندہ جب میڈیکل کالج میں داخلہ لیتا ہے تو اس کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ جلد سے جلد ڈاکٹر بن جائے۔ ڈاکٹر بن جائے تو پوسٹ گریجوایشن کرنے کو دل مچلتا ہے۔ پسند کے شعبے میں ڈگری مل جائے تو ہر ڈاکٹر کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنے پسند کے شعبے کا سربراہ بنے۔ رانا ارشد ماشاءاللہ پہلے سروسز ہسپتال میں اور گزشتہ 22 سالوں سے میو ہسپتال میں آرتھو پیڈک سرجری کے سربراہ رہے۔ انہوں نے یہاں قیام کے دوران بڑا نام کمایا۔ غریب اور نادار مریضوں کا بلاتخصیص وتفریق علاج کیا۔ بڑے بڑے نامور لوگوں کی کرچی کرچی ہڈیوں کو جوڑا۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔ انہوں نے میرے ٹخنے کی بکھری، نچڑتی ہڈیوں کو کمال مہارت سے اکٹھا کیا اور جوڑا۔ گزشتہ ساڑھے تین ماہ کے دوران خود مشاہدہ کیا کہ رانا صاحب کا سلوک اور رویہ خاص اور عام سمیت تمام مریضوں کے ساتھ ایک جیسا ہے۔ پروفیسر رانا ارشد کا کمال یہ ہے

کہ وہ سرجری کرنے کے ساتھ ساتھ مریض کو آس اور امید کا پیغام دیتے ہیں۔ مریض کے ساتھ گھل مل جاتے ہیں۔ اس کا اعتماد بحال کرتے ہیں۔ انہوں نے میرے ٹخنے کا آپریشن کرنے کے بعد سب سے پہلے سے میرا اعتماد بحال کیا اور ہمیشہ قدم اٹھانے اور چلنے پر اکسایا۔ اس وجہ سے الحمدللہ بہت جلد اپنے قدموں پر کھڑا ہونے کے قابل ہو گیا اور اب الحمدللہ سہارے کے بغیر چلنا شروع ہو گیا ہے۔ عصر اور عشاء کی نمازیں بلال مسجد میں ادا کیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے ہمت اور طاقت دی۔ بلال مسجد کے خطیب مولانا ذوالفقار سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے کامل صحت کے لیے دُعائیں دیں۔ تبلیغی ساتھی قسمت اسلم سے بھی ملاقات ہوئی۔ قسمت نے بتایا کہ ہم آپ کے لیے بھرپور دُعائیں کرتے رہے ہیں۔

گرم پانی اور نیم کے پتوں سے ٹکور

صبح سویرے جنید نے جگایا سر جلدی کریں فجر کا وقت ہو گیا ہے۔ وضو کر کے جنید اور مزمل کے ساتھ بلال مسجد گئے۔ الحمدللہ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اپنے گھر آنے اور باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق عطا کی۔ فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا۔ جنید نیم کے پتوں اور نمک والا گرم پانی لے آیا۔ اس میں آدھ گھنٹہ تک پاؤں ڈالے جس سے پاؤں کی خاصا سکون ملا اور سوجن بھی کم ہوئی۔ عبدالرحمن نے ناشتہ کروایا۔ دفتر جانے کی تیاری کی۔ صبح نو بجے دفتر پہنچے۔ الحمدللہ اب دفتر جانے کی روٹین نارمل ہو گئی ہے۔ قرآن پاک کی تلاوت اور ترجمے سے دفتر کا آغاز کیا۔

انگور اڈا سے کسٹم کلیئرنس

خیال محمد سے ملاقات ہوئی۔ وہ کل ہی وانا وزیرستان سے لوٹا ہے۔ وہاں انگور اڈا پہ جو پاکستان اور افغانستان کے درمیان زیرو لائن پہ واقع ہے۔ باقاعدہ طور پر کسٹم کلیئرنس کا آغاز کر دیا گیا ہے۔ انگور اڈا 2004ء سے کسٹم اسٹیشن Notify کیا گیا تھا۔ مگر ابھی تک یہ اسٹیشن فعال نہ ہو سکا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب یہاں سے دونوں ممالک کے درمیان لیگل طریقے سے امپورٹ اور ایکسپورٹ آئے اور جائے گی۔ حال ہی میں کراچی سے اسلام آباد ٹرانسفر ہوئے AC کسٹم تنویر سے ملاقات ہوئی جس نے فزیوتھراپی میں DPT کیا ہوا ہے۔ میں نے حادثے کے بارے میں بتایا تو تنویر نے کہا کہ سر آپ کے لیے فزیوتھراپی بہت ضروری ہے۔ تنویر نے فوراً چند ایک ورزشیں کروائیں جن سے پٹھے خاصے ریلیکس دہ ہو گئے۔

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے

آج کا سب سے اہم واقعہ یہ ہوا کہ آج تقریباً ساڑھے تین ماہ بعد سجدے کے ساتھ نماز پڑھی ورنہ پہلے اشاروں سے اور بعد میں بیٹھ کر نماز ادا کی جا رہی تھی۔تنویر نے کہا کہ سر آپ ہمت کریں۔آپ سجدہ کر سکتے ہیں۔ان شاء اللّٰہ کوئی مسئلہ نہ ہوگا۔ظہر کی نماز کی نیت باندھی۔تنویر ساتھ کھڑا ہو گیا۔آسانی سے رکوع کیا۔سجدے میں جانے کے لیے آہستہ آہستہ جھکنا شروع کیا۔تھوڑا سا ڈر لگا کہ کہیں گر نہ جاؤں۔لیکن الحمدللہ ہمت کر کے سجدے میں اللّٰہ کے سامنے سر جھکا دیا۔اتنے دنوں بعد سجدے میں جانے سے جذبات امڈ آئے۔آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔طبیعت سرشار ہوگئی۔روح خوش ہو گئی۔پہلے سجدے کے بعد دوسرا سجدہ کیا اور اسی طرح باقی رکعتیں ادا کیں۔اللّٰہ کا شکر ادا کیا جس نے اپنے آگے جھکنے کی توفیق دی۔تنویر کا آنا مبارک ہوا۔اس کا شکریہ ادا کیا اور اس کی خیر و عافیت اور سلامتی کے لیے دُعائیں کیں۔

پرانے دوستوں سے ملاقات

تین بجے سرگودھا کے رہائشی بریگیڈیئر ضیاء، خواجہ ظفر اقبال، مولوی ریاض ملنے کے لیے آئے۔ان کے ساتھ خوب گپ شپ ہوئی۔سکول اور کالج کے دنوں کو اور سرگودھا میں گزارے ماہ و سال کو یاد کیا۔بریگیڈیئر ضیا، ظفر اور ریاض کے کلاس فیلو ہیں۔جبکہ ظفر کے ساتھ گورنمنٹ کالج سے FSc اکٹھے کی۔ریاض کے ساتھ کالج کے دنوں سے تبلیغی جماعت کے واسطے سے تعلق ہے۔سرگودھا سے تعلق رکھنے والوں سے جب بھی ملاقات ہوتی ہے تو ایسے لگتا ہے کہ اپنوں سے ملاقات ہو رہی ہے۔اپنے علاقے کی مٹی کی خوشبو آپ کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔

چار ماہ بعد مریضوں کا چیک اپ اور علاج

چار بجے خواجہ ظفر کے ساتھ بارہ کہو کا رخ کیا۔بارہ کہو میں ہماری فلاحی اور طبی سرگرمیاں جاری و ساری ہیں۔ندا، سید قادر، ثاقب اللّٰہ موجود تھے۔ڈاکٹر عمران بھی آ گئے۔عصر کی نماز اپنے ہسپتال میں باجماعت ادا کی۔یہاں بھی سجدے کے ساتھ نماز ادا کی۔تنویر میرے ساتھ کھڑے ہو گئے۔اللّٰہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے اپنے آگے جھکنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔17 جون 2020ء کو حادثے سے ایک دن پہلے المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال میں مریضوں کا چیک اپ کیا تھا۔آج ساڑھے تین ماہ بعد دوبارہ اس کا

اعادہ کیا۔ جو مریض آئے ہوئے تھے ان کا چیک اپ کیا۔ ندا نے انہیں دوائیں دیں۔ ندا نے مزیدار چائے پلائی۔عشاء کے قریب واپسی ہوئی۔ الحمدللہ عشاء کی نماز بلال مسجد میں باجماعت ادا کی۔ کرامت نے کھانا لاکر دیا۔

محبوب ثاقب خاں کا انتقال اور جنازے میں شرکت

ابھی کھانا شروع ہی کیا تھا کہ لاہور سے خبر آئی سابق کسٹمز آفیسر اور ساتھی محبوب ثاقب خاں کا انتقال ہوگیا ہے۔ ان کے ساتھ محبت اور عقیدت کا رشتہ رہا۔ ان کے ساتھ کسٹمز انٹیلی جنس میں کام کیا۔ ماشاء اللہ بڑے نامور اور دبنگ کسٹمز آفیسر تھے۔ کراچی اور لاہور میں کلکٹر کسٹمز رہے۔ انہوں نے ہمیشہ ہماری فلاحی سرگرمیوں کو سپورٹ کیا۔ 2005ء کے زلزلے کے بعد انہوں نے میری درخواست پر ایوب میڈیکل کالج ایبٹ آباد کے ہسپتال کے لیے دو Dialysis مشینیں عطیہ کیں۔ اس کے علاوہ وقتاً فوقتاً تعاون فرماتے رہے۔محبوب ثاقب Parkinsonism یعنی رعشے کی بیماری کے مریض تھے۔ اس کے علاج کے لیے امریکہ بھی گئے۔ اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر بیماری سے سالوں تک لڑتے رہے۔ آخری سالوں میں ٹھیک طریقے سے بول نہیں سکتے تھے مگر اس کے باوجود اپنی نارمل روٹین جاری رکھی۔ گولف کے بڑے اچھے کھلاڑی تھے۔ آخری دنوں تک گولف کھیلتے رہے۔ بیماری کو کبھی اپنے اوپر حاوی نہ ہونے دیا۔ حادثہ ہوا تو دُعاؤں بھرا پیغام بھیجا۔محبوب ثاقب صاحب کے جنازے میں شرکت کے لیے صبح پانچ بجے میس سے نکلے۔صبح کا سہانا وقت ہے۔موسم بدل رہا ہے۔ ہوا میں خنکی ہے۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔موٹروے پہ اِکا دُکا گاڑیاں نظر آرہی ہیں۔ سفر کے دوران سورۃ کہف کی تلاوت کی۔ خیروعافیت ملک کی سلامتی اور محبوب ثاقب کی مغفرت کے لیے دُعا کی۔ تسبیحات مکمل کیں۔ رفیق گاڑی کو بھگا رہا ہے۔ ان شاء اللہ جنازے میں شرکت ہو جائے گی۔ آج پہلی دفعہ صبح سویرے فجر کے وقت اسلام آباد سے لاہور روانگی ہو رہی ہے ورنہ لاہور سے اسلام آباد آنا ہوتا تھا۔ ساڑھے آٹھ بجے لاہور پہنچ گئے۔ مون مارکیٹ سے ناشتہ کیا۔ ساڑھے نو بجے الیاس صاحب کے ساتھ کیولری گراؤنڈ کی خالد مسجد کے لیے نکلے۔ راستے میں ریلوے پھاٹک بند ملا جس کی وجہ سے پریشانی ہوگئی کہ کہیں نمازِ جنازہ رہ نہ جائے۔ الحمدللہ خالد مسجد کے باہر محبوب ثاقب خاں کے جنازہ میں شرکت کی۔ کسٹم کے چند ایک کچھ آفیسران اور محبوب صاحب کے کچھ بیچ میٹ جنازے میں نظر آئے۔ سعود عمران اور صادق صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اللہ محبوب ثاقب کی

مغفرت کرے۔ مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک تھے۔ بیماری کے باوجود ہر وقت شگفتہ موڈ میں رہتے۔ گولف کھیلنے اور کافی پینے کے رسیا تھے۔ گرمیوں میں بھی بلیک کافی کے کئی کئی کپ پی جاتے۔ ہمیشہ خوش اور ریلیکس رہتے۔ اپنے جونیئرز پر اعتماد کرتے۔ اپنی ماں سے خصوصی محبت تھی۔ امی جان کے چیک اپ کے لیے ایک دو دفعہ ان کے گھر کا چکر بھی لگایا۔ ہمیشہ کہتے کہ میری ساری کامیابیاں میری ماں کی دُعاؤں کی مرہونِ منت ہیں۔

نورانی مسجد اور اسلم کمال سے ملاقات

جمعہ کی نماز نورانی مسجد میں ادا کی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے مسجد میں آنے اور اپنے آگے سجدہ ریز ہونے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ جونہی گاڑی مسجد کے قریب پہنچی۔ صدارتی ایوارڈ یافتہ عالمی لیجنڈری مصور اور کئی کتابوں کے مصنف محترم اسلم کمال نماز پڑھنے کے لیے آرہے تھے۔ دیکھتے ہی کھڑے ہو گئے۔ سہارا دے کر گاڑی سے اُتارا اور مسجد کے اندر لے گئے اسلم کمال صاحب نے نہ صرف مسجد کے اندر آنے میں مدد کی بلکہ باہر اتاری ہوئی میری جوتیاں بھی اٹھا کر مناسب جگہ پر رکھ دیں۔ بڑے لوگ بڑے ہی ہوتے ہیں۔ مسجد میں ایک کونے میں بٹھایا جہاں ان کا بیٹا میرے لیے کرسی لے آیا۔ اسلم کمال صاحب ملک کے نامور مصور ہیں۔ انہوں نے علامہ اقبال کی نظموں کو اپنے اچھوتے انداز میں پینٹ کیا۔ اسی لیے انہیں مصورِ اقبال بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ کیلی گرافی میں بھی ان کا کوئی ثانی نہیں۔ 82 سال کی عمر میں بھی ایکٹو ہیں اور بھرپور کام کر رہے ہیں۔ گزشتہ کئی سالوں سے اسلم کمال صاحب سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ انہوں نے میری کئی کتابوں کے ڈسٹ کور بنائے ہیں۔ دو ہفتے پہلے گھر تشریف لائے تھے۔ صحت یابی اور ہلالِ امتیاز ملنے پر مبارکباد دی تھی اور میری صحت کاملہ کے لیے دُعا کی تھی۔ فرمانے لگے جب سے آپ کا حادثہ ہوا۔ اس دن سے آج تک طبیعت بہت اداس اور پریشان رہی۔ آج آپ سے مل کر تسلی ہوگئی۔ اللہ آپ کو ہمیشہ سلامت رکھے اور بڑھ چڑھ کر انسانیت کی خدمت کی توفیق دے۔

مریضوں کا چیک اپ اور علاج

جمعہ کی نماز ادا کر کے بچوں اور اسماء کے ساتھ دوپہر کا کھانا کھایا۔ گرما گرم بریانی کھا کر مزا آ گیا۔ کھانا کھا کر تھوڑی دیر آرام کیا۔ مغرب کی نماز نورانی مسجد میں ادا کر کے ہسپتال کا رخ کیا۔ ہسپتال کے

سارے لوگ دیکھ کر خوش ہو گئے۔ مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا۔ علاج کے ساتھ ہسپتال اور سوسائٹی کے معاملات پر تبادلہ خیالات ہوا۔ اللّٰہ کا شکر ہے خدمت اور علاج کے سارے سلسلے بخیر و خوبی سرانجام پا رہے ہیں۔ رات گئے ہسپتال سے واپسی ہوئی۔ رات کا کھانا کھایا۔ دن بھر کے سفر کے باعث خاصی تھکاوٹ ہو گئی تھی۔ جلدی سونے کا قصد کیا۔ رات بھر مزے کی نیند انجوائے کی۔ صبح سویرے اٹھ کر فجر کی نماز ادا کی اور تسبیحات مکمل کر کے ناشتہ کیا۔

جسٹس منظور حسین سیال اور انجمن حمایت اسلام

سفر کی تھکان کی وجہ سے کچھ دیر آرام کیا۔ دن کا بیشتر حصہ گھر میں گزرا۔ اسماء اور بچوں کے ساتھ مختلف موضوعات پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ ظہر کی نماز نورانی مسجد میں باجماعت ادا کی۔ چار بجے GOR-1 میں سابق ممبر FBR رضا باقر کے سسر جسٹس (ر) منظور حسین سیال کی قل خوانی کی تقریب میں شرکت کی۔ جسٹس منظور حسین سیال بڑے نیک اور درد دل رکھنے والے انسان تھے۔ ان سے حمایت اسلام کالج کی تقریبات میں ملاقات ہوتی رہی۔ وہ انجمن حمایت اسلام کے کئی سالوں سے اعزازی چیئرمین تھے۔ اللّٰہ تعالیٰ جسٹس منظور حسین سیال کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ رضا باقر صاحب سے تعزیت کی اور جج صاحب کے لیے مغفرت کی دُعا کی۔

پروفیسر رانا ارشد کے اعزاز میں دعوت

مغرب کے بعد یمنٰی کے ساتھ ہسپتال کا رخ کیا۔ یمنٰی کے ساتھ ساڑھے سات بجے تک مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا۔ مریضوں کی کثیر تعداد آئی ہوئی تھی۔ آج ہم نے پروفیسر رانا ارشد کے اعزاز میں کھانے کا اہتمام کیا تھا۔ اس میں منشاء قاضی، فاروق تسنیم، پروفیسر مزمل احسن اور پروفیسر یار محمد نے شرکت کی۔ پروفیسر رانا ارشد میو ہسپتال میں 22 سال گزار کر یکم اکتوبر 2020ء کو ریٹائر ہوئے۔ آرتھوپیڈک سرجری کے علاوہ انہوں نے میو ہسپتال اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کو گرین بنانے کے لیے دن رات کام کیا۔ وارڈ میں مریضوں کی خدمت اور علاج کے لیے کوشاں رہے۔ انہوں نے بارہا بتایا کہ ہمارے آرتھوپیڈک وارڈ میں تمام مریضوں کا بلاتفریق علاج ہوتا تھا۔ کبھی بھی کسی مریض کی سرجری PINS یا Plates کی عدم دستیابی کی وجہ سے ملتوی نہیں ہوئی۔ پروفیسر مزمل احسن اور منشاء قاضی نے رانا ارشد کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ رانا ارشد اور میو ہسپتال کے ڈاکٹروں نے

ڈاکٹر آصف کا کامیاب علاج کر کے ہم سب پر بلکہ پاکستان کے لاکھوں لوگوں پر احسان کیا۔ سب سے پہلے رانا ارشد نے ڈاکٹر آصف جاہ کے لہولہان ٹخنے کی بکھری، تڑتی اور علیٰحدہ علیٰحدہ پڑی ہوئی ہڈیوں کو کمال مہارت سے جوڑا اور اکٹھا کیا۔ بعد میں دوسرے سرجنز نے ان کا علاج کیا۔ پروفیسر رانا ارشد اور میو ہسپتال کے عظیم ڈاکٹروں ڈاکٹر خالد مسعود گوندل، پروفیسر اصغر نقی، ڈاکٹر یاسین، پروفیسر یار محمد اور پروفیسرز ڈاکٹر فرخ، ڈاکٹر زہرہ اور ڈاکٹر نعمان نصیر کی خصوصی توجہ اور علاج کی بدولت ہمارے ڈاکٹر آصف محمود جاہ آج ہمارے درمیان صحت کاملہ کے ساتھ موجود ہیں اور علاج اور خدمت کے کاموں کی نگہبانی کر رہے ہیں۔ راقم نے بھی پروفیسر رانا ارشد کی خدمات کو سراہتے ہوئے کہا کہ ڈاکٹر اور سرجن کبھی ریٹائر نہیں ہوتے۔ رانا ارشد صاحب آپ کی خدمات کا فیض عام جاری رہے گا۔ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے ساتھ مل کر غریب اور نادار مریضوں کی سرجری کے لیے کوئی ادارہ بنائیں۔ رانا ارشد نے کہا کہ میں اپنی عزت افزائی پر آپ سب کا شکر گزار ہوں۔ ان شاء اللّٰہ مریضوں کی خدمت اور بھلائی کا کام ریٹائرمنٹ کے بعد بھی جاری رہے گا۔ آخر میں پروفیسر مزمل احسن شیخ نے رقت آمیز انداز میں دُعا کروائی۔ رانا ارشد کی خدمات کو سراہتے ہوئے ان کی خدمت میں شیلڈ پیش کی گئی۔ محفل تمام ہوئی۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث رات جلدی سونے کا قصد کیا۔ فجر کے وقت اٹھ کر نماز ادا کی۔ تسبیحات مکمل کیں۔

ڈیفنس میں دعوت خاص

اخبارات کا مطالعہ کیا۔ یمنیٰ، حذیفہ اور ماہ نور کے ساتھ گپ شپ کی۔ ظہر کی نماز نورانی مسجد میں ادا کی۔ دوپہر کے کھانے کے لیے ڈیفنس میں فرخ کے گھر کا رخ کیا۔ یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور کئی دنوں بعد اپنے کزنز عبیر، ڈاکٹر زہرہ اور آمنہ سے ملے۔ فہیم بھی اپنی فیملی کے ساتھ پہنچ گئے۔ کراچی سے بلقیس بھی اپنی بیٹی کے ساتھ آئی ہوئی تھیں۔ وہ کراچی کی اسپیشل ڈش کھاؤ سے بنا کر لائی تھی۔ چار بجے کے قریب سب نے مل کر کھانا کھایا۔ کھانا بڑا لذیذ تھا۔ فرخ اور فہیم کے ساتھ گپ شپ ہوئی۔ حادثے کے بعد پہلی دفعہ ڈیفنس آئے تھے۔ مغرب کی نماز باجماعت وی بلاک کی مسجد میں ادا کی۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر توفیق کے ساتھ گھر واپس آ گیا۔ اسماء اور بچے رات گئے واپس لوٹے۔

اسلام آباد کے لیے روانگی

ساڑھے چار بجے اٹھ کر جانے کی تیاری کی۔ دو رکعت نفل تہجد ادا کرنے کے بعد فجر کی نماز ادا کی۔

اسماء نے ناشتہ کروایا۔ صبح سویرے اسلام آباد کے لیے رختِ سفر باندھا۔ گاڑی صبح صبح موٹروے پہ رواں دواں ہے۔ اس وقت موٹروے پہ کم گاڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ موسم انگڑائیاں لے رہا ہے۔ ہوا میں خنکی ہے۔ سردیوں کی آمد آمد ہے۔ موٹروے کے دونوں طرف سبزہ ہی سبزہ ہے۔ ابھی سورج نہیں نکلا۔ پو پھٹنے کو ہے۔ اِکا دُکا لوگ کھیتوں میں کام کرتے نظر آ رہے ہیں۔ دونوں طرف ہلکی ہلکی دھند نظر آ رہی ہے۔ لگتا ہے کہ پچھلے سال کی طرح اس دفعہ بھی سموگ کافی تنگ کرے گی۔ رفیق گاڑی کو بھگا رہا ہے۔ خوش گوار سفر گزر رہا ہے۔ آج کوئی دوسرا ہم سفر ساتھ نہیں ہے مگر پشاور سے اسلم مروت کی آمد متوقع ہے۔ الحمدللہ! صحت بحالی کی طرف گامزن ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اتنے بڑے اور سیریس حادثے کے بعد صحت کاملہ عطا کی ہے۔ اگرچہ چلنے میں مشکل پیش آتی ہے۔ رانا ارشد صاحب نے کہہ دیا ہے کہ ان شاءاللہ پاؤں کی سوج آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گی۔ اب آپ اسٹک کو چھوڑ کر نارمل طریقے سے چلنا پھرنا شروع کر دیں۔ اپنے مائنڈ میں یہ بات بٹھالیں کہ اب میں ٹھیک ہوں اور نارمل انسان کی طرح چل سکتا ہوں۔ آہستہ آہستہ چلنے کے عمل کو اپنانا ہے۔ ڈاکٹر کی تسلی سے مریض کی بیماری آدھی رہ جاتی ہے۔ ان شاءاللہ ارادہ ہے کہ اس ہفتے دوبارہ سے فجر کی نماز کے بعد واک کا سلسلہ بھی شروع کیا جائے۔ ساڑھے نو بجے میس پہنچے۔ تیاری کر کے دفتر کا رخ کیا۔ دفتر میں سارا دن دفتری معاملات نبٹائے۔

پٹھان چائے کے بغیر کلمہ بھی نہیں پڑھتا

پشاور سے اسلم مروت بھی پہنچ گئے۔ اسلم مروت کے ساتھ دنیا بھر کی باتیں ہوئیں۔ اسلم مروت ہمیشہ ہمت بڑھاتا ہے۔ ماشاءاللہ 70 سال کی عمر میں جوان ہے۔ باتیں کرنے اور کافی پینے کا رسیا ہے۔ پٹھان چائے کا شوقین ہوتا ہے اور بقول مروت پٹھان تو صبح سویرے کلمہ بھی بغیر چائے کے نہیں پڑھتا مگر پتا نہیں ہمارے مروت صاحب کو کافی کی لت کہاں سے پڑ گئی۔ قاضی حمید اور جہانگیر کو کہہ دیا تھا کہ آج المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال میں کھانے کا انتظام کریں۔ خواجہ ظفر اقبال کو بھی بتایا۔ انہوں نے کہا کہ میں گھر سے اسٹیم روسٹ چکن لے آؤں گا۔ ندا، جہانگیر اور قادر نے مل کر کھانے کا انتظام کیا۔

تنویر اور فزیوتھراپی

آج تقریباً چار ماہ بعد کسٹم ہاؤس ڈسپنسری جانا ہوا۔ وہیں تنویر نے فزیوتھراپی کی ایکسرسائزیں کروائیں۔ اس سے پاؤں اور ٹانگوں کے مسلز کافی ریلیکس ہوئے ورنہ پچھلے چار ماہ سے ٹانگوں کے پٹھے جام سے ہو گئے

تھے۔ فزیوتھراپی کے دوران تھوڑی بہت درد ضرور محسوس ہوئی مگر تنویر نے کمال مہارت سے پٹھوں کی ایکسرسائزیں کروائیں۔تنویر ایک ماہر فزیوتھراپسٹ ہے۔اس کا اندازہ پہلی ملاقات میں ہی ہو گیا تھا۔سی ایس ایس کرنے سے پہلے وہ کافی عرصہ میوہسپتال میں بطورِفزیوتھراپسٹ تعینات رہے اور مریضوں کا علاج کرتے رہے۔

ارحم کی بیمار پرسی

چار بجے دفتر سے چھٹی کر کے ناصرہ کے گھر چکر لگایا۔ اسلم مروت ساتھ ہے۔ چھوٹے ارحم کی Minor surgery ہوئی تھی۔ اس کی بیمار پرسی کی اور صحت یابی کے لیے دُعا کی۔ ناصرہ دیکھ کر خوش ہوگئی۔ گرما گرم چائے اور شامی کبابوں سے تواضع کی۔ مغرب کی نماز راستے کی مسجد میں باجماعت ادا کی۔ ساڑھے چھ بجے میس سے تنویر کو ساتھ لیا اور بارہ کہو کا رُخ کیا۔

بارہ کہو میں دعوت

خواجہ ظفر اور قاضی حمید بھی آ گئے۔سعودی عرب میں مقیم اور کلاس فیلو رانا جاوید بھی پہنچ گئے۔ وحید شاہ بھی تشریف لے آئے۔ ڈاکٹر رمشاء سے بڑے عرصے بعد ملاقات ہوئی۔ وہ دیکھ کر خوش ہوگئیں۔صحت یابی پر مبارکباد دی۔ ڈاکٹر رمشاء نے ہسپتال میں ٹیوبوں اور ڈرپس میں مقید دیکھا تھا۔ اب چلتے پھرتے دیکھ کر کہنے لگی کہ مجھے تو یقین نہیں آ رہا کہ آپ چل پھر رہے ہیں۔ ندا نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ سر صحت یاب ہو گئے ہیں۔ جب میں لاہور گئی تھی تو واپسی پر آپ کی صحت کے بارے میں سوچ کر سارے راستے روتی رہی تھی۔ میں نے کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے آپ سب کی دُعاؤں کے باعث نئی زندگی اور صحت بخشی۔ قاضی حمید صاحب نے کھانا لگوایا۔تقریباً چار ماہ بعد المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال میں مل کر سب نے کھانا کھایا۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے مل بیٹھنے کا موقع فراہم کیا۔ رات گئے بارہ کہو سے واپسی ہوئی۔ دن بھر کی چلت پھرت اور سفر کی مسجد سے تھکاوٹ ہوگئی۔ رات جلدی سونے کا قصد کیا۔صبح فجر کے وقت جاگ آ گئی۔ جنید کے ساتھ پیدل مسجد کا رخ کیا۔خراماں خراماں چلتے مسجد پہنچے۔ فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ واپسی پر اسماء اور بچوں کو نماز کے لیے جگایا۔

ڈاکٹر آفتاب اور ثروت سلطانہ سے ملاقات

صبح نو بجے دفتر کا رُخ کیا۔ سب سے ڈاکٹر آفتاب اور ان کی بہن ثروت سلطانہ سے ملاقات کے لیے F/7 پہنچے۔ ڈاکٹر آفتاب اور ان کی بہن دیکھ بہت خوش ہوئے۔ ان کے ساتھ پیار اور محبت کی باتیں ہوئیں۔ ڈاکٹر آفتاب ہمارے کام سے عشق کرتے ہیں۔ ہر وقت بہن کو ڈونیشن دینے پر اکساتے رہتے ہیں۔ ثروت سلطانہ کہنے لگیں پتہ نہیں آپ نے ان پہ کیا جادو کیا ہے۔ ہر وقت آپ کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ میں نے اپنی زندگی کی جمع پونجی آپ کے حوالے کر دی جس سے المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال کی بلڈنگ خریدی گئی۔ انہوں نے کہ میری خواہش ہے کہ المعراج حبیب ٹرسٹ فنڈ قائم کیا جائے۔

محبوب ثاقب خاں کے لیے قرآن خوانی

آج کسٹم ہاؤس میں مرحوم کلکٹر کسٹمز ثاقب محبوب خاں کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا جس میں سابق ممبر کسٹمز محترم رمضان بھٹی، یاسین طاہر، محمد صدیق اور کئی دوسرے آفیسرز شریک ہوئے۔ رمضان بھٹی صاحب کسٹمز کے نامور آفیسر ہیں۔ انہوں نے مرحوم محبوب ثاقب کو زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ محکمے کے لیے ان کی خدمات کو سراہا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنے ساتھیوں کو یاد رکھنا چاہیے۔ یاسین طاہر صاحب نے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی۔ راقم نے بھی محبوب ثاقب خاں کی انسان دوستی کی تعریف کی۔ محبوب ثاقب ایک زندہ دل، ہنس مکھ انسان دوست اور عظیم کسٹمز آفیسر تھے۔ وہ ایک بہادر آدمی تھے۔ 25 سال Parkinsonism کی بیماری کا سامنا کیا مگر کبھی پریشان نہ ہوئے۔ بیماری کے باوجود باقاعدگی سے گولف کھیلتے اور خوش رہتے۔ اللہ ان کی خطائیں معاف کرے اور ان کو اپنی جوارِ رحمت میں جگہ دے۔ دُعا کے بعد رمضان بھٹی صاحب، یاسین طاہر اور محمد صدیق میرے آفس تشریف لائے۔ ان کے ساتھ خوب گپ شپ ہوئی۔ تینوں نے حادثے سے صحت یابی کی مبارکباد دی۔ رمضان بھٹی صاحب نے یہ کہہ کر حیران کر دیا کہ میں لاہور آپ کا پتہ کرنے آیا تھا۔ آپ سے بات بھی ہوئی تھی مگر مجھے کچھ یاد نہ تھا۔ حادثے کے بعد کئی دن تک سارے رابطے منقطع رہے۔ بچوں اور ڈاکٹروں نے موبائل پہ بات کرنے پہ پابندی لگائی ہوئی تھی۔ ساری دُنیا سے لوگ رابطے کرتے رہے اور دُعائیں دیتے رہے۔ یاسین طاہر صاحب اور رمضان بھٹی صاحب نے پرانے دنوں کے قصے سنائے۔ دونوں محکمہ کسٹمز کے Stalwarts ہیں۔ صاف و شفاف زندگی گزاری اور ہمیشہ محکمہ کی نیک نامی اور بہتری کے لیے کوشاں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو سلامت رکھے۔

کسٹم ہاؤس ڈسپنسری میں فزیوتھراپی

اے سی تنویر نے آج پھر فزیو تھراپی کی ایکسر سائزیں کروائیں۔ آج مسلز پہلے کی نسبت خاصے ریلیکس تھے۔ تنویر نے بڑی محنت اور محبت سے تمام مسلز کی ایکسر سائزیں کروائیں جس سے تھوڑی بہت درد ضرور محسوس ہوئی مگر پٹھوں کو کافی سکون محسوس ملا اور وہ پہلے کی نسبت خاصے ریلیکس ہو گئے۔ سرجری کے بعد فزیو تھراپی کی بہت اہمیت ہے۔ خاص کر فریکچر کے بعد جب تک فزیو تھراپی نہ ہو تو ہاتھ پاؤں ٹھیک طریقے سے کام کرنے کے قابل نہیں ہوتے اس کے لیے کسی ماہر فزیو تھراپسٹ سے فزیو تھراپی کی ایکسر سائزیں باقاعدگی سے کرانا بہت ضروری ہے۔ ماشاءاللہ تنویر ایک کہنہ مشق اور ماہر فزیو تھراپسٹ ہے اور ان شاءاللہ اب ایک کامیاب کسٹم آفیسر بھی بنے گا۔

بڑے بھائی منیر احمد

مغرب کی نماز بلال مسجد میں ادا کی۔ نماز کے بعد سرگودھا سے بڑے بھائی منیر احمد، انکل محمد حسین، شاہد اور طاہر کے ہمراہ میس آئے۔ ان کے ساتھ عشاء تک خوب گپ شپ ہوئی۔ منیر احمد بڑے بھائی ہیں۔ سیدھے سادھے درد دِل رکھنے والے انسان ہیں۔ حادثے کے پہلے دن سے لے کر ہسپتال میں رہنے تک ساتھ رہے۔ میری ذرا سی تکلیف پر پریشان ہو جاتے۔ دُعائیں کرتے۔ اللہ نے سب اہلِ خانہ، دوستوں، بہی خواہوں اور غریب و نادار مریضوں کی وجہ سے نئی زندگی دی اور صحت بخشی۔ عشاء کے بعد کھانا کھایا۔ یمنیٰ نے ویڈیو کال ملائی۔ بچوں اور اسماء سے بات ہوئی۔ نو بجے سونے کا قصد کیا۔ صبح ساڑھے چار بجے جاگ آ گئی۔ جنید کے ساتھ بلال مسجد میں فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ مسجد سے پیدل واپسی کی۔ اسٹک جنید کو تھما دی اور خود سے چل کر واپسی ہوئی۔ ابھی تھوڑا سا چلنے سے تھکاوٹ ہو جاتی ہے۔ ان شاءاللہ آہستہ آہستہ صبح کی واک کا سلسلہ بھی شروع ہو جائے گا۔

چیئرمین FBR کے لیے پھولوں کا گلدستہ

صبح نو بجے دفتر ایف بی آر ہیڈ کوارٹر کا رُخ کیا۔ شاہد PRO ساتھ ہے۔ چیئرمین صاحب کے لیے پھولوں کا خوبصورت گلدستہ لیا۔ محترم جاوید غنی صاحب بڑی محبت سے ملے۔ انہیں Extension پہ مبارکباد پیش کی اور پھولوں کا گلدستہ پیش کیا۔ جاوید غنی صاحب نے بھی صحت یابی اور بغیر سہارے کے چلنے پر مبارکباد دی۔ ممبر ایڈمن بختیار محمد سے بھی ملاقات ہوئی۔ بختیار محمد ایف بی آر کی تطہیر پہ لگے ہوئے ہیں۔

اس سلسلے میں مجھے بھی ایف بی آر کی (IMC) کا انچارج بنایا گیا ہے۔ ان شاءاللہ ہم دونوں کی کوشش ہے کہ ایف بی آر کے افسروں میں ایمانداری سے کام کرنے شعور پیدا کیا جائے۔ اس سلسلے میں ضروری اقدامات کیے جارہے ہیں۔ IMC کی تشکیل تو کی گئی ہے۔ آفیسرز کو انتباہ بھی کیا گیا ہے کہ وہ اپنی پوسٹنگ وغیرہ کے لیے کسی قسم کا سیاسی اثر ورسوخ استعمال نہ کریں۔

منشاء قاضی اور عاصم آفندی کی آمد

Dawn کے عاصم آفندی، بیتاب اخبار کے سردار سید مراد علی خان اور خطیب پاکستان منشاء قاضی دوپہر کے وقت دفتر آئے۔ عاصم آفندی کا تعلق سوات کے شاہی خاندان سے ہے۔ بہت پڑھے لکھے اور سکالر آدمی ہیں۔ واٹس ایپ اور Dawn.com پر ان کی پر اثر تحریریں آتی ہیں۔ دریا کو کوزہ میں بند کرنے کا فن جانتے ہیں۔ کیوان قدر خان ملزئی کے عزیز ہیں۔ ہمارے فلاحی کاموں کے مداح ہیں۔ ان سے خوب گپ شپ رہی۔ ظہر کی نماز کمرے میں ادا کی۔ الحمدللہ سجدے کے ساتھ نماز ادا ہوئی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اپنے آگے جھکنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔ اے سی تنویر نے آج پھر کسٹم ہاؤس ڈسپنسری لے جا کر فزیوتھراپی کروائی۔ اس سے بہت فرق پڑا ہے۔ ٹانگوں کے جام پٹھے دوبارہ سے اپنی اصلی حالت میں آنا شروع ہو گئے ہیں۔

ATV کے مارننگ شو میں شرکت

ظہر کے بعد ATV کے مارننگ شو میں شرکت کی 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلے کی مناسبت سے پروگرام کی ریکارڈنگ ہوئی۔ اس پروگرام میں 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلے کے فوراً بعد زلزلہ زدہ علاقوں میں جا کر طبی اور فلاحی سرگرمیوں کا تذکرہ ہوا۔ اس بات کا خاص طور پر ذکر ہوا کہ اکتوبر 2005ء کے زلزلہ کے فوراً پورے ملک سے لوگ زلزلہ زدگان کی مدد کے لیے امڈ آئے۔ مانسہرہ بالاکوٹ اور مظفر آباد جا کر لوگوں نے زلزلہ زدگان کی بھرپور خدمت کی۔ حادثے سے پہلے اکثر ATV آنا ہوتا تھا۔ کورونا کے بارے میں کئی پروگرام ریکارڈ کروائے۔ الحمدللہ آج چار نمازیں مسجد میں باجماعت ادا کیں۔ اس پہ اللہ کا خاص شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے مسجد جانے اور باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق بخشی۔

سکھ چین پارک میں

مغرب کی نماز کے بعد آج تقریباً چار ماہ بعد سیرینا ہوٹل کے قریب سکھ چین پارک کا چکر لگایا۔ پارک میں خاصی رونق تھی۔ صاف ستھرا پارک ہے۔ جوگنگ ٹریک بھی ہے۔ کرکٹ اور باسکٹ بال کھیلنے کے لیے گراؤنڈ بھی ہے۔ ورزش کے لیے مشینیں وغیرہ بھی ہیں۔ پارک کی صفائی بہت عمدہ ہے۔لگتا ہے اس پارک کا منتظم اعلیٰ بہترین ایڈمنسٹریٹر ہے۔ پارک میں تھوڑا بہت چل کر دیکھا۔ زیادہ چلا نہ گیا جس سے تھوڑی بہت ڈیپریشن بھی ہوئی کہ اورلوگ خوشی خوشی چل رہے ہیں اور میں چلنے سے قاصر ہوں۔ جلد ہی اس خیال کو ذہن سے جھٹک دیا۔اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اتنے سیریس حادثے کے بعد صحت ادا کی اور کسی قسم کی معذوری سے بھی بچایا۔عشاء کے بعد کھانا کھایا۔ رات جلدی نیند آ گئی۔صبح سویرے اٹھ کر نماز فجر کے لیے تیاری کی۔ جنید کے ساتھ بلال مسجد جا کر نماز ادا کی۔ واپسی بھی پیدل اور بغیر اسٹک کے کی۔ ان شاء اللہ بہت جلد نماز کے بعد صبح کی سیر کا معمول شروع ہو جائے گا۔

8اکتوبر2005ء کے زلزلے کی یادیں

آج 8 اکتوبر 2020ء ہے۔ 8اکتوبر کے شہید زلزلہ زدگان کے لیے دُعائے مغفرت کی۔ 8 اکتوبر2005ء کی یادیں امڈ آئیں۔ 8اکتوبر2005ء کے زلزلے کے دو دن بعد اپنی ٹیم کے ساتھ زلزلہ زدہ علاقوں میں پہنچے۔ ان دنوں وقت ہر طرف موت کی پرچھائیں تھیں۔ زلزلے کے After shocks مسلسل آرہے تھے۔مظفر آباد، مانسہرہ، بالاکوٹ، وادی نیلم، باغ، اوگی اور کالا ڈھاکہ کے علاوہ دور دراز علاقوں میں جا کر بلاخوف وخطر زلزلہ زدگان کی دن رات خدمت کی۔بعض اوقات مسلسل 24 گھنٹے سفر کیا۔ رمضان المبارک کے دن تھے۔صبح سحری کر کے نکلتے۔ سارا دن زلزلہ زدہ علاقوں میں زلزلہ زدگان کی خدمت کرتے۔ رات گئے واپسی ہوتی۔ اکثر راستے میں کبھی پانی کے ساتھ اور کبھی اگر میسر ہوتیں کھجوروں سے روزہ افطار کرتے۔ ان دنوں ایک جذبہ تھا، جنون تھا۔ پورے ملک سے لوگ زلزلہ زدگان کی مدد کے لیے نکلے ہوئے تھے۔ اللہ کا شکر ہے کہ اکتوبر 2005 سے لے کر 2008 تک کشمیر اور KPK کے زلزلہ زدہ علاقوں میں جا کر زلزلہ زدگان کی خدمت اور علاج کا سلسلہ جاری رہا۔ 8 اکتوبر 2005ء کے زلزلہ زدگان کی خدمت کی بدولت اللہ نے ہمارے خدمت اور علاج کے کام میں وسعت دی۔ اللہ نے ملک کے کونے کونے میں جا کر آفت زدہ اور غریب اور نادار مریضوں کی مدد کی توفیق دی۔ اللہ لوگوں کے دکھوں کا مداوا کرنے کی مزید ہمت اور توفیق دے۔ 8اکتوبر2005ء کے بعد 2008ء میں زیارت میں زلزلہ،

2013ء میں آواران بلوچستان میں زلزلہ، 2015ء میں سوات میں اور 24 ستمبر 2019ء کو میر پور کے زلزلہ کے فوراً بعد ان تمام علاقوں میں اپنی ٹیم کے ساتھ خود پہنچ کر زلزلہ زدگان کی خدمت کی۔ انہیں مستقل ریلیف پہنچایا۔ آواران کے زلزلہ زدگان کو گھر بنا کر دیے۔ وہاں ہماری ٹیم نے مستقل قیام کیا۔ ان سب زلزلوں کے دوران ہمارے خدمت اور علاج کے کام کی تفصیل میری کتاب ''زلزلے، زخم اور زندگی'' میں درج ہے۔

چار ماہ بعد پشاور کا سفر

صبح نو بجے پشاور کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے سے کسٹم کے کولیگ اور میرے فزیوتھراپسٹ تنویر احمد اور ایڈیشنل کلکٹر خیال محمد کو لیا۔ موٹروے سے پشاور کا سفر تقریباً دو گھنٹے میں مکمل ہوجاتا ہے۔ مردان کے قریب پہنچتے ہی 2009ء اور 2010ء کا دور یاد آ جاتا ہے جب 2009ء میں سوات سے آنے والے IDPs کی بھرپور مدد کی۔ ان کے لیے میڈیکل کیمپ لگائے۔ سری بہلول تخت بھائی میں IDPs خواتین کے لیے لاہور سوات میٹرنٹی ہوم قائم کیا جو ماشاءاللہ بارہ سال گزرنے کے بعد ابھی تک چل رہا ہے اور وہاں کی غریب عورتوں کی دیکھ بھال کر رہا ہے۔ 2010ء میں مردان میں مستقل قیام کیا۔ مہینوں ملتون ٹاؤن میں رہ کر سیلاب زدگان کے لیے گھر بناتے رہے۔ مردان سے چارسدہ جاتے ہوئے سب یاد آجاتا ہے کہ ہر طرف پانی ہی پانی تھا اور لوگ گرین بیلٹ پر قیام پذیر تھے۔ کلکٹر کسٹم محمد سلیم اور ساتھیوں نے کسٹم ہاؤس پشاور میں استقبال کیا۔ سب کولیگ دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ حادثے سے ایک ہفتہ پہلے 10 جون 2020ء کو پشاور آئے تھے اور صوبائی اینٹی اسمگلنگ ٹاسک فورس کی میٹنگ میں شرکت کی تھی۔ اللہ کا شکر ہے کہ تقریباً چار ماہ بعد آج صحت کاملہ کے ساتھ دوبارہ پشاور آنا ہوا۔ آفیسرز کے ساتھ Integrity Management Cell پہ بات کی۔ خیال محمد نے بڑی اچھی Presentation بنائی ہوئی تھی جس میں آفیسرز کو بتایا گیا کہ آپ سب کی Integrity ہر لحاظ سے کسی بھی شک وشبہ سے بالاتر ہونی چاہیے۔

پشاور میں دعوت اور دوستوں سے ملاقات

محمد سلیم پشاور کے کلکٹر ہیں۔ بڑے معاملہ فہم اور زیرک انسان ہیں۔ انہوں نے ہمارے اعزاز میں زبردست لنچ کا اہتمام کیا جس میں پشاور کے ڈائریکٹر کسٹم انٹیلی جنس ڈاکٹر محمد اختر اور IRS کے چیف کمشنر

سردار علی خواجہ کو بھی مدعو کیا گیا۔ سردار علی خواجہ سے اکیڈمی کے دنوں کی دوستی ہے۔محنتی اور ایماندار آفیسر ہیں۔107th NMC میں بھی ہم اکٹھے تھے۔ جب بھی ملتے ہیں عقیدت اور احترام سے ملتے ہیں۔سردار علی خواجہ نے صحت یابی پر مبارکباد دی۔ سب نے مل کر کھانا کھایا۔ پشاوری نمکین اور روسٹ گوشت اور سبزی کھا کر مزا آ گیا۔ تین بجے کے قریب واپسی کا رخ کیا۔فجر کی نماز اسلام آباد میں ادا کی تھی۔ظہر کی نماز پشاور میں ادا کی۔عصر کی نماز مردان میں ادا کرنے کی سعادت ملی اورمغرب کی نماز اسلام آباد آ کر ادا کی۔ اللہؑ کا شکر ادا کیا جس نے اب توفیق مرحمت فرمائی ہے کہ نمازیں با قاعدگی سے زیادہ تر مسجد میں باجماعت ادا ہو رہی ہیں۔عشاء کی نماز بلال مسجد میں ادا کی۔ رات کا کھانا کھا کر لاہور میں بچوں اور اسماء سے گپ شپ ہوئی۔ دن بھر کے سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے رات جلدی نیند آ گئی۔

فجر کی نماز اور جنرل صاحب کی کرسی

صبح فجر کے وقت آنکھ کھلی۔ جنید کے ساتھ بلال مسجد کا رُخ کیا۔خراماں خراماں چلتے ہوئے مسجد پہنچے۔محمد اسلم نے آگے بڑھ کر سہارا دیا اور جنرل صاحب کی کرسی لا کر صف میں رکھی۔ جنرل صاحب کا چند ماہ پہلے انتقال ہوا۔ اسی مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔نماز کے لیے انہوں نے اسپیشل چیئر بنوائی تھی۔ مولانا ذوالفقار نے اب اس کرسی کو ہمارے لیے مخصوص کر دیا ہے۔ جب بھی مسجد جاتا ہوں۔ مدرسہ کے طالب علم بچے،قسمت اسلم،جنید یا رفیق کرسی کو ہمارے لیے صف میں رکھ دیتے ہیں۔اللہؑ جنرل صاحب کو غریقِ رحمت کرے۔ یہ کرسی ان کے لیے صدقہ جاریہ بن گئی ہے۔اللہؑ کی راہ میں چھوٹی سے چھوٹی نیکی بھی بڑے ثواب کا موجب بن سکتی ہے۔نماز کے بعد مسجد سے پیدل واپسی ہوئی جبکہ چند دن پہلے گاڑی پہ آتے جاتے تھے۔تھوڑی دیر آرام کر کے دفتر کا رخ کیا۔

منشاء قاضی کے ساتھ لاہور واپسی

دفتر میں دن بھر کے امور نبٹائے۔ منشاء قاضی بھی لاہور ساتھ جانے کے لیے دفتر آ گئے۔ انہوں نے دوران سفر خوب قصے سنائے اور گزرے ایام کو یاد کیا۔شعر بھی سناتے رہے اور اپنی لفاظی اور لکھنوی اردو سے بھی متاثر کرتے رہے۔عصر کی نماز راستے میں ادا کی۔مغرب کے قریب ہسپتال پہنچ گئے۔نماز ادا کی۔ نماز کے بعد گھر میں اسماء اور بچوں سے ملاقات ہوئی۔ گھر داخل ہوتے ہوئے عجیب خوشی اور طمانیت کا

احساس ہوتا ہے۔ رگ و پے میں مسرت سرایت کر جاتی ہے۔ بچوں اور اسماء کے چہروں پر بھی رونق آ جاتی ہے۔ اسماء نے گرم گرم بریانی سے تواضع کی۔ تھوڑی دیر آرام کر کے ہسپتال جا کر مریضوں کو دیکھا۔ ان کا چیک اپ اور علاج کیا۔ پچاس سے زائد مریضوں کو دیکھ کر تھوڑی دیر بعد تھکاوٹ ہو گئی۔ عشاء کے بعد گھر واپسی ہوئی۔ جب سے رانا ارشد نے کہا ہے کہ اب اسٹک کے بغیر چلیں۔ اسٹک کا استعمال چھوڑ دیا ہے۔ اللہ ہمت دے کہ دوبارہ پہلے کی طرح چلنے اور بھاگنے دوڑنے کے قابل ہو جاؤں۔ اہلِ خانہ کے ساتھ رات کا کھانا کھایا۔

10 اکتوبر میرا جنم دن

آج 10 اکتوبر ہے۔ اصل میں میری سالگرہ کا دن ہے۔ جبکہ سرکاری کاغذات میں 5 مئی کی تاریخ درج ہے۔ اگرچہ نیند آ گئی تھی۔ یمنٰی، حذیفہ، ماہ نور اور اسماء نے رات بارہ بجے آ کر Happy Birthday کہا۔ 10 اکتوبر کو دن بھر فیس بک، ٹویٹر، مسینجر اور واٹس ایپ گروپس پر Happy Birthday کے پیغامات آتے رہے۔ عبدالودود خان اور طارق باس کیک لے کر آئے اور مبارکباد دی۔ مغرب کے بعد محبوب شاہ آئے۔ اسسٹنٹ کلکٹر تنویر بھی آ گئے۔ انہوں نے فزیو تھراپی کروائی۔ منشاء قاضی بھی آ گئے۔ فیس بک پہ زرقا نسیم نے ہماری فلاحی سرگرمیوں اور حادثہ کے بارے میں بھرپور اور تفصیلی کالم لکھا۔ اکتوبر کے اردو ڈائجسٹ میں اور حادثہ ہو گیا کے نام سے میرا مضمون چھپا جسے پڑھ کر کئی دوستوں نے فون کیا اور خیریت پوچھی۔

اسماء کی دعوت

رات گئے اسماء اور بچوں کے ساتھ ایم ایم عالم روڈ کا رخ کیا۔ وہاں ''جنون'' ریسٹورنٹ میں اسماء نے سالگرہ کی دعوت دی۔ کھانا بہت مزیدار تھا۔ رات گئے واپسی ہوئی۔ اتوار کی صبح فجر کے وقت جاگ آ گئی۔ نماز پڑھ کر کچھ دیر آرام کیا۔ تسبیحات مکمل کیں۔ الحمدللہ آج چار نمازیں نورانی مسجد میں باجماعت ادا کیں۔ بغیر سہارے کے حذیفہ اور توفیق کے ساتھ مسجد کا رخ کیا۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ پہلے کی طرح مسجد جانا شروع ہو گیا ہے۔ ابھی کرسی پہ بیٹھ کر نماز ادا کرتا ہوں۔ ان شاء اللہ جلد ہی پہلے کی طرح نماز ادا کرنا شروع ہو جائے گا۔

الیاس بم صاحب

شام کے بعد محمد الیاس ملنے کے لیے آئے اور حسبِ معمول تازہ پھلوں کے لفافے لے کر آئے۔ الیاس صاحب کسٹمز کے ریٹائرڈ ڈپٹی کلکٹر ہیں۔ حال ہی میں چالیس سال نوکری کر کے ریٹائرڈ ہوئے۔ دلچسپ کریکٹر ہیں۔ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں۔شگوفے چھوڑتے ہیں۔ پاکستان بلکہ دنیا بھر کی بڑی بڑی خبریں بریک کرتے ہیں اسی وجہ سے محکمہ میں ان کا نام الیاس بم کے نام سے مشہور ہو گیا۔

لندن کی لائبریری میں میری کتابیں

عشاء کے بعد اسماء کے رشتہ دار ڈاکٹر فہیم آصف کے بھائی اور ان کی والدہ میری مزاج پرسی کے لیے آئے۔ ان کے ساتھ خوب گپ شپ ہوئی۔ انہوں نے یہ بتا کر حیران اور خوش کر دیا کہ ہم نے آپ کی کتابیں ''دوا، غذا اور شفاء'' اور فیملی ہیلتھ لندن کی لائبریری میں بھی دیکھی ہیں۔ اللہ کا خاص شکر ہے کہ اس نے میری تحریروں کو پر اثر بنایا۔ الحمدللہ! میری کتابیں دنیا بھر میں مقبول ہیں۔کئی ممالک سے لوگ ان سے استفادہ کرتے ہیں اور مشورے کے لیے فون بھی کرتے ہیں۔میرے حج کے سفرنامے ''اللہ، کعبہ اور بندہ'' اور ''رب رحمن کے مہمان'' پڑھ کر کئی لوگوں نے حج اور عمرے کیے اور مکہ اور مدینہ سے مجھے فون کر کے بتایا کہ ڈاکٹر صاحب ہم آپ کی کتاب اللہ کعبہ اور بندہ پڑھ کر حج یا عمرے کے لیے آئے ہیں۔

محبوب شاہ سے ملاقات

ظہر کی نماز کے بعد علاج اور خدمت کے دیرینہ ساتھی اور خیر و بھلائی کے ہر کام میں سب سے پہلے تعاون کرنے والے سید محبوب علی شاہ گھر تشریف لائے۔ انہوں نے آتے ہی سالگرہ کی مبارکباد دی۔محبوب شاہ صاحب سے تفصیلی تبادلہ خیالات ہوا۔محبوب شاہ صاحب گزشتہ 25 سالوں سے خدمت اور علاج کے ساتھی ہیں۔ بڑے دل والے ہیں۔ جب بھی ملک میں کوئی آفت آتی ہے تو وہ سب سے پہلے ڈونیشن لے کر پہنچ جاتے ہیں۔ بیرون ملک ہوں تو بیٹے ریحان کے ذریعے رقم بھجواتے ہیں۔ وہ گزشتہ تین چار سالوں سے بیمار ہیں۔کینیڈا میں زیرِ علاج رہے۔ ان کا بون میرو ٹرانسپلانٹیشن بھی ہوا۔ بڑی پامردگی سے بیماری کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اگرچہ پہلے کی طرح متحرک نہیں رہے مگر ذہنی اور جسمانی طور پر فعال ہیں۔

اسلام آباد واپسی

پیر کی صبح پانچ بجے جاگ آ گئی۔ جلدی جلدی جانے کی تیاری کی سب سے پہلے فجر کی نماز ادا کی۔ بچوں اور اسماء کو نماز کے لیے جگایا۔ اسماء نے نماز پڑھ کر ناشتہ کروایا۔ یمنٰی نے چیدہ چیدہ ہدایات دیں۔ دوائیاں رکھیں۔ صبح چھ بجے گھر سے روانہ ہوئے۔ بچوں اور اسماء نے دُعائیں دیتے ہوئے بڑی محبت اور پیار سے رخصت کیا۔ ان پر خلوص دعاؤں کی بدولت سفر اچھا گزرے گا۔ موٹروے پہ سفر جاری ہے۔ موٹروے پہ لاہور جانے والی زیادہ گاڑیاں نظر آ رہی ہیں۔ صبح کا وقت ہے۔ موٹروے کے دونوں جانب ہلکی ہلکی دھند نظر آ رہی ہے۔ سردیوں کی آمد آمد ہے۔ ہوا میں خنکی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا بھلی لگ رہی ہے۔ آسمانوں پہ ہلکے ہلکے بادل ہیں۔ گاڑی موٹروے پہ رواں دواں ہے۔ جونہی کلر کہار کے پہاڑوں پر نظر پڑتی ہے تو تسلی ہو جاتی ہے کہ اب تھوڑا سفر باقی ہے۔

ساڑھے نو بجے کے قریب میس پہنچ گئے۔ تھوڑی دیر آرام کر کے دفتر جانے کی تیاری کی۔ الحمدللہ اب ہمت کر تھوڑا بہت پیدل چلنا شروع کر دیا ہے۔ Walker اور اسٹک کا استعمال موقوف کر دیا ہے۔ رفیق نے وہیل چیئر بھی بارہ کہو ہسپتال پہنچا دی ہے ورنہ پچھلے تین ماہ وہ ساتھ ساتھ رہی۔ وہیل چیئر پہ بیٹھ کر عجیب طرح کی بے چینی اور بے چارگی کا احساس ہوتا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اب معمولات زندگی واپس آتے جا رہے ہیں۔

Zoom میٹنگ میں شرکت

پیر کا دن دفتر میں مصروف گزرا۔ پاکستان بھر سے آنے والے گڈز ٹرانسپورٹ مالکان سے Zoom پر میٹنگ کی صدارت کی۔ ان کے مسائل سنے اور انہیں حل کرنے کی یقین دہانی کروائی۔ کلکٹرز اور سٹاف کو متنبہ کیا کہ اینٹی اسمگلنگ کاروائیوں کی آڑ میں کسی کو بے جا تنگ نہ کیا جائے۔ گڈز ٹرانسپورٹ مالکان کو یقین دہانی کروائی کہ آئندہ اگر کسی نے آپ کو بلا وجہ تنگ کیا تو ان کے خلاف فوری کارروائی ہو گی۔ ارشد خان اور خیال محمد کے ساتھ ہفتہ بھر کے دفتری معاملات پہ تبادلہ خیال کیا۔ آج سفر کی وجہ سے خاصی تھکاوٹ محسوس ہوئی۔ اس وجہ سے طبیعت میں بوجھل پن محسوس ہو رہا تھا۔ تین بجے کے قریب دفتر سے میس واپسی کی۔ تھوڑی دیر آرام کیا تو طبیعت بحال ہوئی۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں بلال مسجد میں مولانا ذوالفقار کی امامت میں ادا کیں۔ مغرب کی نماز کے بعد انہوں نے چائے کی دعوت دی۔ ان کا تعلق گلگت سے ہے مگر کئی سالوں سے اسلام آباد میں مقیم ہیں۔ دینی تعلیم بھی یہیں حاصل کی۔ محکمہ اوقاف میں خطیب کی حیثیت سے ملازم

ہیں۔قرآن اور حدیث کے جید عالم ہیں۔ ہر صبح فجر کی نماز کے بعد درس دیتے ہیں۔ان کا اندازِ بیان دلنشین ہے۔ بڑے اچھے طریقے سے قرآن اور حدیث کی تفسیر اور تشریح بیان کرتے ہیں۔ اللہ انہیں جزائے خیر دے۔

چلنے میں آسانی

رات جلدی سونے کا قصد کیا۔ نیند پوری کی۔ صبح ساڑھے چار بجے جاگ آ گئی۔ جنید کے ساتھ الحمدللہ! پیدل چل کر بلال مسجد میں فجر کی نماز ادا کی۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے کہ اب آہستہ آہستہ چلنا شروع کر دیا ہے۔ چلنے میں ابھی کوئی دقت بھی نہیں ہوتی۔ اگرچہ پہلے جیسی رفتار نہیں ہے۔ اگلے دن سکھ چین پارک جا کر جب لوگوں کو بھاگتے دوڑتے، جمپ لگاتے اور تیز تیز چلتے دیکھا تھا تو تھوڑی بہت ڈیپریشن ضرور ہوئی تھی۔لیکن اب اللہ کا فضل ہے۔اس کی مہربانی ہے۔ ہر وقت اس کا شکر ادا کرتا ہوں۔ اللہ نے حادثے سے بچایا۔کسی قسم کی معذوری سے بچایا اور اب الحمدللہ صحت کاملہ عطا کی ہے۔ جنید اور عبدالرحمن صبح صبح نیم کے پتوں اور نمک والا گرم پانی لا کر دیتے ہیں جس میں پاؤں ڈالنے اور رکھنے سے آہستہ آہستہ پاؤں کی سوجن میں کمی آ رہی ہے۔

جنرل یوسفانی اور کسٹم کی یونیفارم

آج دفتر میں مصروف دن گزرا۔ ملنے والے بھی آتے رہے اور دفتری معمولات بھی چلتے رہے۔کلکٹر کسٹمز پشاور خلیل یوسفانی باقاعدگی سے کسٹمز کی نئی یونیفارم زیب تن کیے رکھتے ہیں اور یونیفارم میں ہی انہوں نے KPK کے گورنر اور وزیر اعلیٰ سے ملاقاتیں کیں۔ اسی وجہ سے میں نے خلیل کو جنرل خلیل یوسفانی کا خطاب دیا ہے۔ اس سے پہلے صرف انسپکٹر اور سپرنٹنڈنٹ کسٹمز یونیفارم پہنتے تھے۔ سابق ممبر کسٹمز ڈاکٹر جواد اویس آغا نے اپنے دور میں یونیفارم کا آغاز کیا۔ اس سال 26 جنوری کو کسٹم ڈے کے موقع پر تمام آفیسرز نے یونیفارم پہنی۔ اب آہستہ آہستہ یونیفارم پہننے کا رواج ہوتا جا رہا ہے۔ نئے آفیسرز بڑے شوق سے یونیفارم پہنے نظر آتے ہیں۔

PTV کے امجد بخاری کے آنسو اور حذیفہ

کافی دنوں بعد آج امجد بخاری صاحب سے ملاقات ہوئی۔ امجد بخاری PTV کے سابق ڈائریکٹر

ہیں۔ ان سے کئی سالوں سے یاد اللہ ہے۔ انہوں نے ہماری فلاحی کاموں کی ترویج کے لیے ہمیشہ بڑی کوشش کی۔ PTV Home،PTV ، اور ATV پر ہماری فلاحی سرگرمیوں پر کئی پروگرام کروائے۔ جس کی وجہ سے ہمارے فلاحی کاموں کی گونج دور دور تک پہنچی اور دور دراز علاقوں سے لوگوں نے عطیات دیے۔ 18 جون کے حادثے سے پہلے کورونا کی وجہ سے صاحب فراش ہوئے۔ وینٹی لیٹر پر رہے مگر اللہ نے صحت بخشی۔ حادثے کے پہلے دن سے لے کر اب تک رابطے میں رہے۔ حذیفہ سے روزانہ بات کرتے۔ تسلی دیتے۔ دُعائیں کرتے۔ حذیفہ نے مجھے بعد میں بتایا کہ انکل امجد بخاری کے مجھے دن میں کئی بار فون آتے۔ میری طبیعت کا سن کا آبدیدہ ہو جاتے مگر بیٹے کو تسلی دیتے۔ حذیفہ کا کہنا ہے کہ انکل بخاری کے فون سن کر میری تسلی ہو جاتی اور مجھے اندازہ ہوتا ہے کہ وہ بابا سے کتنا پیار کرتے ہیں۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں بلال مسجد میں ادا کیں۔ الحمدللہ پیدل چل کر جانا ہوا۔ ابھی عشاء پڑھ کر آئے ہی تھے کہ اے سی تنویر کا فون آ گیا۔ سر میں ابھی ابھی لاہور پہنچا ہوں۔ آپ کی فزیوتھراپی کے لیے آ رہا ہوں۔ تنویر کی لگن اور فرض شناسی دیکھ کر اس کے لیے دُعائیں نکلتی ہیں۔ اللہ اسے خوش رکھے اور مزید کامیابیوں سے نوازیں۔ تنویر نے آ کر خوب ایکسر سائزیں کروائیں۔ دو تین دن کے وقفے کی وجہ سے تھوڑی بہت دردیں محسوس ضرور ہوئیں مگر مجموعی طور پر فزیوتھراپی سے پٹھے خاصے ریلیکس ہو گئے ہیں اور اب چلنے پھرنے میں خاصی آسانی ہو گئی ہے۔ ان شاء اللہ بہت جلد پہلے کی طرح چلنا پھرنا، دوڑنا اور دور دراز علاقوں میں جانا شروع ہو جائے گا۔ مغرب کی نماز کے بعد خواجہ ظفر اقبال اور ان کے بھائی خواجہ جہانگیر ملنے کے لیے آئے۔ انہوں نے بیمار پرسی کی اور مکمل صحت یابی کے لیے دُعائیں دیں۔

حادثہ اور فلاحی سرگرمیاں

صبح ساڑھے چار بجے اٹھ کر نماز کی تیاری کی۔ فجر کی نماز بلال مسجد میں ادا کی۔ جنید صبح میرے ساتھ ہوتا ہے۔ کہنے لگا کہ سر اسٹک پکڑ لیں۔ صبح صبح اچھا ہوتا ہے۔ واپس آ کر تسبیحات مکمل کیں۔ تصنیف و تالیف کا کام کیا اور دفتر جانے کی تیاری کی۔ اللہ کے فضل و کرم سے اب ماشاء اللہ طبیعت میں دن بدن بہتری آ رہی ہے۔ ان شاء اللہ بہت جلد کسی دور دراز علاقے میں خدمت اور علاج کے سفر پر جانا ہوگا۔ اگرچہ خدمت اور علاج کا سفر جاری ہے۔ الحمدللہ حادثے کے بعد فلاحی سرگرمیوں میں کوئی تعطل نہ آیا۔ جب حادثے کے بعد ہوش آیا تو سب سے پہلے اپنے فلاحی کاموں کا پوچھا اور گھر آنے کے بعد ان کی پہلے کی طرح مانیٹرنگ شروع کر دی۔ اللہ کا شکر ہے کہ جولائی کے مہینے میں جب حادثے کو ابھی صرف پندرہ دن

ہی ہوئے تھے ہماری ٹیمیں سندھ اور بلوچستان کے سیلاب زدہ علاقوں میں مصروف عمل ہوگئیں اور سندھ کے علاقے دادو میں جہاں پینے کا صاف پانی نایاب تھا۔ لوگ گندے جوہڑ کا پانی پی رہے تھے۔ وہاں ہماری ٹیم نے پہنچ کر ابھی تک 100 کے قریب چھوٹے بڑے ہینڈ پمپس لگائے جن کی وجہ سے دادو کے غریب لوگوں کو میٹھا اور صاف پانی دستیاب ہوگیا ہے اور وہ گندے پانی سے ہونے والی جان لیوا بیماریوں سے بچ گئے ہیں۔ اس سلسلے میں ہمارے ساتھ سب سے زیادہ تعاون فی سبیل اللہ گروپ کی ڈاکٹر آمنہ اصغر، نئی امید کی ارم ناصر، KKN کی مروہ میرانی اور باسط فاؤنڈیشن کی شاہدہ سلطان نے کیا۔ اللہ ان سب کو جزائے خیر دے اور ہمیں مل کر دکھی انسانیت کی مزید خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

فزیوتھراپی کی اہمیت

دفتر میں مصروف دن گزرا۔ بہت سارے زیرِ التوا کام نبٹائے۔ پشاور اور اسلام آباد کے آفیسرز کو ہدایات دی۔ IMC کے چیف سلیم اختر سے لمبی گفتگو ہوئی۔ پچھلے ڈیڑھ سال سے پڑی ہوئی شکایات کو دیکھا اور ان پر کاروائی مکمل کر کے داخل دفتر کیا۔ جب سے IMC کا چارج سنبھالا ہے۔ مزید شکایات آنا شروع ہوگئی ہیں۔ ظہر کی نماز کے بعد تنویر اے سی کے ساتھ ڈسپنسری پہنچ کر فزیوتھراپی کی ایکسرسائزیں کروائیں۔ تنویر بڑی محنت اور عقیدت سے اپنا فرض سمجھ کر فزیوتھراپی کروا رہا ہے۔ اس سے کمزور پٹھے مضبوط بھی ہو رہے ہیں اور آہستہ آہستہ اپنی نارمل حالت میں واپس آ رہے ہیں۔ جب سے تھوڑا بہت چلنا پھرنا شروع کیا ہے۔ طبیعت بہتر ہوتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ آج تنویر نے فزیوتھراپی کی نئی نئی مشقیں کروائیں تا کہ ٹانگوں، پاؤں اور کمر کے پٹھوں کو مضبوطی حاصل ہو اور وہ اپنی پہلی حالت میں واپس آ جائیں۔ فزیوتھراپی سے خاصی تھکاوٹ ہوگئی۔ تھوڑی دیر ریلیکس کیا۔ چار بجے دفتر سے چھٹی کی۔ میس آ کر تھوڑی دیر آرام کیا جس سے طبیعت خاصی بہتر ہوگئی۔

المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال کا دورہ

مغرب کی نماز بلال مسجد ہی ادا کر کے بارہ کہو کا رُخ کیا۔ ماشاء اللہ المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال میں دسترخوان سجا ہوا تھا۔ مدرسہ کے بچے اور آس پاس کے غریب لوگ کھانے کے لیے بیٹھے تھے۔ ظہور تندور پہ گرم گرم روٹیاں لگا رہا تھا۔ اس منظر کو دیکھ کر طبیعت خوش ہوگئی۔ مریضوں کا چیک اپ بھی جاری تھا۔ دو چار مریضوں کو چیک کر کے ادویات بھی دیں۔ خواجہ ظفر اقبال، ان کے بڑے بھائی امتیاز بھی

ہسپتال پہنچ گئے۔ انہوں نے صحت یابی پر مبارکباد دی۔ خواجہ ظفر گھر سے گرما گرم چائے اور جلیبیاں لے آئے۔ ثاقب اللہ نے کھانا لا کر دیا۔ کھانے کا ارادہ نہ تھا مگر آلو گوشت اتنا لذیذ پکا ہوا تھا کہ ہاتھ نہ رک سکے۔ خواجہ ظفر اقبال کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ کھانے کے بعد گرما گرم چائے اور جلیبیوں کا دور چلا۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی۔ حمید قاضی کے ساتھ ہسپتال کے معاملات پر تفصیلی گفتگو ہوئی۔ رات گئے بارہ کہو سے واپسی ہوئی۔ دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث رات جلد نیند آ گئی۔ صبح ساڑھے چار بجے ماہ نور نے گہری نیند سے جگایا۔ اٹھ کر نماز کی تیاری کی۔ بلال مسجد تک پیدل جا کر فجر کی نماز ادا کی۔ تسبیحات مکمل کیں۔ تھوڑی دیر آرام کیا۔ عبدالرحمن ناشتہ بنا کر لے آیا۔ جنید نیم کے پتوں اور نمک والا گرم پانی لے آیا۔ اس میں پاؤں ڈالے۔

ساڑھے نو بجے شاہد کے ساتھ FBR کا رُخ کیا۔ محترم جاوید غنی چیئرمین FBR سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے IMC کے معاملات پر گفتگو اور راہنمائی کی۔ دفتر پہنچ کر حسبِ معمول اللہ کے نام سے آغاز کیا۔ بارہ بجے تک دفتری معمولات بنٹائے۔

ڈاکٹر جواد اویس آغا کے اعزاز میں الوداعی تقریب

آج اسلام آباد کلب میں سابق ممبر کسٹمز ڈاکٹر جواد اویس آغا کے اعزاز میں الوداعی دعوت کا انتظام کیا۔ ان کی Farewell دعوت مارچ میں کورونا لاک ڈاؤن اور بعد میں 18 جون کو میرے حادثے کی وجہ سے موخر ہوتی رہی۔ ایک بجے سے ہی مہمان آنا شروع ہو گئے سب سے پہلے کسٹمز کے سنیئر آفیسران سابق چیئرمین اور ممبر کسٹمز ریاض ملک اور سلیمان خان آئے۔ آغا صاحب بھی پہنچ گئے۔ اس شاندار دعوت میں پرانے آفیسرز میں محمد صدیق، ڈاکٹر ارسلان، رمضان بھٹی، ناظم سلیم، ڈاکٹر منظور احمد، ایس اے عالم، یاسین طاہر شامل ہوئے۔ موجودہ آفیسران میں میرے تمام کلکٹرز محمد سلیم، خلیل یوسفانی، جنید جلیل، ارشد خان، خیال محمد، عمران چوہدری، FBR سے حامد علی شاہ، جاوید چوہدری، مبشر بیگ، فیاض رسول، ڈاکٹر سعید جدون، نعیم خان اور بہت سے دوسرے آفیسران شامل ہوئے۔

کھانے کے بعد Banquet Hall میں ڈاکٹر جواد اویس کو کسٹم میں 33 سالہ خدمات پر خراج تحسین پیش کیا۔ ریاض ملک صاحب نے بھی خطاب کیا اور اپنی دلچسپ باتوں سے محظوظ کیا۔ ڈاکٹر جواد اویس آغا نے اپنی تقریر میں شرکاء کا شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے کسٹم قبیلے کا رکن ہونے پر فخر ہے۔

میں نے اپنی زندگی کے 33 سال اس محکمہ کو دیے۔ ہمیشہ محکمے کی بہتری اور نیک نامی کے لیے کام کیا۔ آخر میں سنیئر آفیسران کے ہاتھوں جواد اویس آغا کو شیلڈز اور گفٹس دلوائے گئے۔ تین بجے یہ شاندار دعوت اختتام پذیر ہوئی۔ میس آ کر آرام کیا۔ الحمدللہ! آج چار نمازیں بلال مسجد جا کر باجماعت ادا کیں۔

لبنانی ریسٹورنٹ ARZ میں کھانا

عشاء کے بعد کسٹمز کے سینئر آفیسر اور بھائیوں جیسے دوست محمد صادق اپنے بیٹے حسن کے ساتھ میس آئے۔ ان کے ایک اور دوست زاہد کے ساتھ لبنانی ریسٹورنٹ ''ARZ عرض'' میں کھانا کھایا۔ کھانا بہت مزیدار اور لذیذ تھا۔ آخر میں دار چینی، سونف اور الائچی والا قہوہ پی کر مزا آ گیا۔ صادق صاحب کے ساتھ محکمانہ اور غیر محکمانہ امور پر سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ محمد صادق نیک دل اور نیک سیرت ایماندار آفیسر ہیں۔ ماشاء اللہ عربی زبان میں مکمل عبور رکھتے ہیں ان کے ساتھ ہمیشہ عالمانہ اور فاضلانہ گفتگو ہوتی ہے۔ انہوں نے یہ بتا کر مزید حیران کر دیا کہ انہیں ترکی زبان پر بھی عبور حاصل ہے۔ دن بھر کی مصروفیات کے باعث رات خوب مزے کی نیند کی۔

صبح پانچ بجے آنکھ کھلی۔ اٹھ کر نماز کی تیاری کی۔ جنید کے ساتھ پیدل بلال مسجد جا کر جنرل صاحب کی کرسی پر بیٹھ کر فجر کی نماز باجماعت ادا کی۔ واپس آ کر کچھ دیر آرام کیا۔ ناشتہ کر کے دفتر کے لیے تیاری کی۔ دفتر میں مصروف دن گزرا۔ تنویر کے ساتھ ڈسپنسری میں مریض بھی دیکھے اور اپنی فزیوتھراپی بھی کروائی۔ جمعہ کی نماز مسجد الریاض الجنہ میں ادا کی۔

اسلام آباد سے سرگودھا

مسجد نمازیوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ مسجد کے دونوں جانب باہر اور سڑک پر بھی صفیں بچھی ہوئی تھی۔ بہت سارے نمازی اپنی اپنی جائے نماز لے کر آئے تھے اور خالی جگہ پہ بچھا کر نماز پڑھ رہے تھے۔ جونہی امام صاحب نے سلام پھیرا۔ اکثر نمازی اٹھ کر جانا شروع ہو گئے تا کہ اپنے اپنے دفاتر یا دُکان جا کر کاروبار زندگی یا دفتر معمولات دوبارہ شروع کریں، حکم ربی بھی یہی ہے کہ جب جمعہ کی نماز ہو جائے تو اپنے اپنے کاروبار کے لیے نکل کھڑے ہوں، نماز ادا کر کے جونہی گاڑی میں سوار ہوئے ایک دم سرگودھا جانے کا پروگرام بن گیا۔

سرگودھا میں والدین کی قدم بوسی

دل میں آیا اہلِ خانہ سے ملاقات کے علاوہ امی ابو کی زیارت بھی ہو جائے گی رفیق نے موٹروے پہ گاڑی بھگاتے ہوئے ڈھائی گھنٹے میں سرگودھا پہنچا دیا۔عصر کی نماز کوٹ فرید روڈ پر ایک مسجد میں ادا کی۔ گھر والے دیکھ کر حیران اور خوش ہو گئے۔امی ابو تو بے حد خوش نظر آ رہے تھے۔ڈاکٹر نوید، اویس اور شیری کے علاوہ سب اہلِ خانہ سے ملاقات ہوئی۔ اسٹک کے بغیر دیکھ کر سب نے صحت یابی کی مبارکباد دی۔ جب بھی سرگودھا جانا ہوا ہے ہمارے آنے کی اطلاع یا بقولِ ابا جی خوشبو دور دور تک پہنچ جاتی ہے۔ ابھی گھر میں بیٹھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ خواجہ عمر فاروق آن ٹپکے۔مل کر بہت خوش ہوئے۔ مغرب کی نماز حافظ عبید اللہ کی امامت میں سب گھر والوں نے ادا کی۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق عطا کی۔گھر والوں کے ساتھ دو گھنٹے گزار کر ابو جی سے واپسی کی اجازت طلب کی۔خواجہ عمر فاروق ساتھ بیٹھ گئے۔ میرا خیال تھا کہ وہ راستے میں اُتر جائیں گے۔

خواجہ عمر فاروق کے ساتھ لاہور کا سفر

خواجہ صاحب کہنے لگے میں آپ کے ساتھ لاہور چل رہا ہوں۔ مجھے یقین نہ آیا لیکن خوشی ہوئی کہ ہم سفر مل گیا۔ہم سفر بھی ہمدم اور دیرینہ دوست ہو تو سفر خوش گوار ہو جاتا ہے۔سرگودھا سے لاہور پہنچنے تک خواجہ عمر فاروق سے دل کی باتیں ہوتی رہیں۔ پرانے اور گزرے ایام کا تذکرہ ہوتا رہا۔خواجہ عمر فاروق سے گزشتہ کئی دہائیوں سے یاد اللہ ہے۔ پرائمری میں وظیفے کا امتحان اکٹھے دیا تھا۔پھر پانچ سال انبالہ مسلم ہائی سکول میں اکٹھے تعلیم حاصل کی۔گورنمنٹ کالج میں بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں۔خواجہ عمر فاروق کے دوسرے بھائی بھی ابا جی کے شاگرد رہے۔ ان کے والد حاجی مشتاق کامیاب تاجر تھے۔کتابیں پڑھنے کے رسیا تھے۔جب بھی ملتے بڑی محبت اور عقیدت سے ملتے۔اللہ ان کی مغفرت کرے۔لاہور پہنچے تو خواجہ صاحب کہنے لگے کہ اب مجھے اتار دیں۔ میں واپس سرگودھا جاؤں گا۔ میں تو صرف آپ کے ساتھ گپ شپ کے لیے آیا تھا۔گپ شپ ہو گئی۔ بیتے ہوئے دنوں کو یاد کر کے دل خوش ہو گیا۔خواجہ عمر فاروق الٹے پاؤں سرگودھا واپس پلٹے اور رات گئے واپس سرگودھا پہنچے۔گھر والوں کو احساس ہی نہ ہوا کہ خواجہ صاحب لاہور سے ہو کر آ گئے ہیں۔

ماہ نور کا پیار

گھر میں ماہ نور، حذیفہ، یمنیٰ اور اسماء نے گرم جوشی سے استقبال کیا۔ ماہ نور آتے ہی چھوٹی ماہ نور کی طرح لپٹ گئی۔ بلائیں لینے لگی۔ ماہ نور کے والہانہ پیار سے وہ دن یاد آ جاتے ہیں جب وہ چھوٹی سی تھی اور ہر جگہ بھاگ کر بابا کی گود میں آ جاتی تھی۔ اللہ اسے اپنے بہن بھائی کے ساتھ ہمیشہ خوش رکھے۔ سب کے ساتھ مل کر کھانا کھایا۔ سفر کی تھکاوٹ کے باعث جلدی سونے کا قصد کیا۔ مزے کی نیند آئی۔ صبح پانچ بجے آنکھ کھلی۔ فجر کی نماز ادا کی۔ تھوڑی دیر آرام کر کے ناشتہ کیا۔ تسبیحات مکمل کیں۔ بچوں اور اسماء کے ساتھ گپ شپ ہوئی۔ گیارہ بجے اشفاق کے ساتھ سوسائٹی کے معاملات پر گفتگو ہوئی۔

حکیم محمد سعید شہید کی برسی کی تقریب میں شرکت

ساڑھے تین بجے ایجرٹن روڈ پر مقامی ہوٹل ''پوائنٹ فور'' میں حکیم محمد سعید شہید کی 22 ویں برسی کے پروگرام میں شرکت کی۔ تقریب مقررہ وقت پر شروع ہو چکی تھی۔ گورنر پنجاب چوہدری محمد سرور بھی موجود تھے۔ بشریٰ رحمن سپیکر ہمدرد شوریٰ مقررین کو بلا رہی تھیں۔ جسٹس ناصرہ جاوید اقبال، مجیب الرحمن شامی، محمد اسلم ڈوگر، جسٹس نذیر احمد غازی، امجد اسلام امجد اور حکیم نسیم راحت نے بھی حکیم سعید کو شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ محترمہ بشریٰ رحمن نے ہمارا نام پکارا۔ حکیم سعید پر بات کرتے ہوئے کہا کہ حکیم سعید علاج اور خدمت کا مینارہ نور تھے۔ انہوں نے ساری زندگی انسانیت کی خدمت میں گزاری اور مریضوں کی خدمت کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا۔ ہم بھی ان کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مسلسل انسانیت کی خدمت کر رہے ہیں اور جب تک جان میں جان ہے کرتے رہیں گے۔ مغرب کے بعد ہسپتال میں مریضوں کو دیکھا۔ آج اچھی خاصی تعداد میں مریض آئے تھے۔ مریضوں کو ہفتہ بھر انتظار رہتا ہے۔ مگر الحمدللہ بیٹی یمنیٰ نے ہسپتال کا چارج سنبھال لیا ہے۔ وہ ماشاء اللہ روزانہ یہاں آ رہی ہے اور مریض بھی ڈاکٹر یمنیٰ سے خوش ہیں۔ ڈاکٹر کے لیے بڑی تسلی کی بات ہوتی ہے کہ اس کے مریض اس سے خوش ہوں۔ ڈاکٹر اور مریض کے دوران ذہنی ہم آہنگی ہو جائے تو علاج کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ عشاء تک ساٹھ مریضوں کو دیکھا۔ عشاء کے بعد واپسی ہوئی۔

قرآن کالج میں میگا میڈیکل کیمپ

آج حادثے کے بعد پہلی دفعہ میڈیکل کیمپ کا پروگرام بنایا تھا۔ پروفیسر مزمل احسن نے اس کے

لیے پھول نگر میں قرآن کالج کا انتخاب کیا تھا۔قرآن کالج میں سینکڑوں بچے اورلڑکیاں زیرِتعلیم ہیں۔اس کا الحاق سعودی عرب کی مدینہ یونیورسٹی کے ساتھ ہے۔ کیمپ کے لیے ڈاکٹر زہرہ، حذیفہ اور اس کا دوست زبیر، ڈاکٹر نعمان، ابوبکر، ڈاکٹر یمنیٰ، ماہ نور، اشفاق، ڈاکٹر عابد، پشمینہ، مسکان، علی حیدر، توفیق، صفدر بھٹی سب اکٹھے ہو گئے۔ بارہ بجے کے قریب پھول نگر پہنچے۔قرآن کالج کی وسیع اور عریض بلڈنگ اور اس کے ساتھ ملحقہ خوبصورت اور بڑی مسجد دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔یمنیٰ نے اسماءکو بھی ساتھ لیا۔یمنیٰ، زہرہ اور ماہ نور اسماء کے ساتھ لڑکیوں اور خواتین کے سیکشن میں چلے گئے۔ ماہ نور پرچیاں بنانے لگی۔یمنیٰ اور ڈاکٹر زہرہ نے مریضوں کا چیک اپ شروع کر دیا۔ڈاکٹر عابد نے اپنا Eye Clinic لگا لیا۔اس کے پاس جلد ہی مریضوں کا رش ہوگیا۔لگتا تھا کہ یہاں سب کی نظر کمزور ہے۔حذیفہ اور زبیر نے ڈینٹل کلینک لگا لیا۔ ڈاکٹر نعمان اور ابوبکر نے بھی موبائل ہسپتال میں طالب علم بچوں کا چیک اپ شروع کر دیا۔ہم نے مسجد کے باہر اپنا کلینک قائم کر لیا۔ظہر تک سینکڑوں مریضوں کو دیکھا۔ظہر کی نماز مسجد میں ادا کی۔ وسیع وعریض خوبصورت، دیدہ زیب اور گرینڈ مسجد میں نماز ادا کر کے دل خوش ہوگیا۔نماز کے بعد بھی مریضوں کا تانتا بندھا رہا۔ دو بجے تک کھانا لگ گیا۔مزیدار اور لذیذ کھانا تھا۔کھانے کے ساتھ ساتھ تعارف بھی ہوتا رہا۔ قرآن کالج کے پرنسپل مولانا صہیب نے ادارے کا تعارف کروایا اور بتایا کہ یہاں قرآن کریم کی تجوید، قرات کے علاوہ مکمل دینی تعلیم کا اہتمام ہے۔قرآن کالج کا الحاق مدینہ یونیورسٹی سے ہے۔ ہم نے بھی اپنے ادارے کا تعارف کروایا۔مولانا نے دُعا کروائی کہ اللہ ہمیں زیادہ سے زیادہ اپنے دین کی خدمت اور انسانیت کی بھلائی کرنے کی توفیق دے۔قرآن پاک کی تعلیم کا اتنا شاندار منظم اور جدید ترین سہولتوں سے مزین ادارہ دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔کھانے کے بعد بھی میڈیکل کیمپ چلتا رہا۔ دن بھر میں پانچ سو کے قریب مریضوں کا چیک اپ اور علاج ہوا۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ سے دور دراز علاقے میں میڈیکل کیمپ لگانے اور قرآن کی تعلیم حاصل کرنے والے طالب علموں اور اساتذہ کی خدمت کرنے کی توفیق دی۔دن بھر کی تھکاوٹ کے باعث رات جلدی نیند آ گئی۔

لاہور سے اسلام آباد

صبح سویرے اٹھ کر جانے کی تیاری کی۔ فجر کی نماز نورانی مسجد میں ادا کی۔ بچوں سے جانے کی اجازت طلب کی۔ اسماء، یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور نے پیار اور محبت سے دُعائیں دیتے ہوئے رخصت کیا۔

موٹروے پہ سفر جاری ہے۔ موسم خوشگوار ہے۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی ہے۔ دو ماہ پہلے جب دفتر آنا شروع کیا تھا تو سفر سے خاصی تھکن ہو جاتی تھی مگر اب الحمدللہ طبیعت بحال ہوتی جا رہی ہے۔ سفر کی تھوڑی بہت تھکن ضرور ہوتی ہے مگر زیادہ محسوس نہیں ہوتا۔ اللہ کی بڑی مہربانی ہے جس نے اتنے بڑے حادثے سے بچایا۔ صحت کاملہ عطا کی۔ دَس بجے کے قریب میس پہنچ گئے۔ ناشتہ کر کے دفتر پہنچے۔ دفتر میں مصروف دن گزرا۔ ہفتہ بھر کی زیر التوا معاملات بنٹائے۔ آج ایف بی آر میں بورڈ ان کونسل کی میٹنگ تھی جو بوجوہ نہ ہوسکی۔ اے سی تنویر نے کسٹم ہاؤس ڈسپنسری میں آج خوب وقت لگا کر فزیوتھراپی کروائی۔ تین چار دنوں کے وقفے کی وجہ سے مسلز ذرا کمزور اور جام ہو گئے تھے۔ فزیوتھراپی سے خاصے ریلیکس ہوئے۔ تنویر کو اللہ خوش رکھے۔ بڑی محبت اور دل جمعی سے فزیوتھراپی کرواتا ہے۔ اس وجہ سے آہستہ آہستہ چلنا شروع ہو گیا ہے۔ عصر کے بعد کسٹم ہاؤس سے واپسی کا رُخ کیا۔ میس پہنچ کر تھوڑی دیر آرام کر کے مغرب کی نماز پیدل چل کر بلال مسجد میں ادا کی۔ عشاء کی نماز بھی الحمدللہ! باجماعت ادا ہوئی۔

اسلام آباد کی اداس اور تنہا شامیں

گھر سے آنے کے بعد تھوڑی بہت اداسی ضرور ہو جاتی ہے۔ آج اسلام آباد میں شام اداس اور تنہا محسوس ہو رہی ہے۔ بچوں اور اسماء کا ساتھ غنیمت ہے۔ لاہور میں شامیں بڑی خوشگوار گزرتی ہیں جبکہ اسلام آباد میں خاص طور پر حادثے کے بعد اکیلے وقت گزارنا بڑا مشکل لگتا ہے۔ ماہ نور پہلے کی طرح اب بھی روزانہ پوچھتی ہے۔ بابا اسلام آباد میں شامیں کیسے گزرتی ہیں۔ جب میں نے کہا کہ تنہا اور اداس تو اس نے کہا تھا کہ بابا ''اسلام آباد کی تنہا شاموں'' کے نام سے کتاب لکھیں۔ وہ کتاب تو ابھی تک مکمل نہ ہوسکی لیکن حادثے کے بعد ایک نئی کتاب شروع ہو گئی۔ ''حادثہ، مسیحا اور زندگی'' جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ سفر کی تھکاوٹ اور دن بھر مصروفیت کی وجہ خوب مزے کی نیند آئی۔ صبح سویرے فجر کے وقت جاگ آ گئی۔ جنید کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی کیونکہ مسجد میں جماعت کا وقت گزر چکا تھا۔

چار ماہ بعد صبح کی سیر اور تسبیحات

نماز کے بعد جنید کے ساتھ گھر کے باہر صبح کی سیر کا لطف اٹھایا۔ اٹھارہ جون کے بعد پہلی دفعہ صبح کی سیر کی۔ آہستہ آہستہ قدم اٹھائے۔ گھر کے باہر اور سڑک پر تقریباً پندرہ منٹ سیر کی۔ اللہ کا شکر ہے کوئی مسئلہ

نہ ہوا۔ نہ تھکاوٹ محسوس ہوئی نہ پٹھوں میں درد۔ اٹھارہ جون سے پہلے کی طرح صبح کی سیر کے دوران ہی تسبیحات مکمل کیں۔ اللہ تعالیٰ کی خاص مہربانی ہے کہ طبیعت اب مکمل بحال ہوتی جارہی ہے۔ ان شاء اللہ بہت جلد سارے کام پہلے کی طرح شروع ہو جائیں گے۔

ماہ نور Deans Honour List میں

ماہ نور نے رات LUMS کا نوٹیفکیشن بھیج کر دل خوش کر دیا کہ پچھلے سال کی طرح اس سال بھی اس کا نام Deans Honour List میں شامل ہے۔ ماہ نور کو دلی مبارکباد دی۔ اللہ ماہ نور، یمنیٰ اور حذیفہ کو مزید کامیابیوں سے نوازے۔ بچوں کی کامیابی کی خبریں سن کر دلی اطمینان اور سکون نصیب ہوتا ہے اور ان کی مزید کامیابیوں کے لیے دُعائیں نکلتی ہیں۔ آج دن کا بیشتر حصہ ایف بی آر ہیڈکوارٹر میں گزرا۔ طارق ہُدیٰ ممبر کسٹمز، بختیار محمد ممبر ایڈمن ایف بی آر سے ملاقات ہوئی۔ ممبر کسٹمز کے ساتھ میٹنگ میں شرکت کی۔ جس میں چیف کلکٹرز فیض احمد چدھڑ، سیف الدین جونیجو اور ملک بھر سے کلکٹرز شامل ہوئے۔ ممبر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے کہ کہ اب ہم سب نے مل کر ملک سے اسمگلنگ کے ناسور کو ختم کرنا ہے تا کہ ہمارا پیارا ملک معاشی طور پر مستحکم ہو سکے۔ ممبر صاحب کے ساتھ میٹنگ تین بجے تک جاری رہی۔ فارغ ہو کر کسٹم ہاؤس کا رُخ کیا۔ اے سی تنویر ڈسپنسری میں منتظر تھا۔ سب سے پہلے فزیوتھراپی کروائی۔ تنویر نے بتایا کہ سر اب آپ کے مسلز پہلے کی نسبت مضبوط اور ریلیکس ہو گئے ہیں۔ فزیوتھراپی کے بعد دفتر میں خیال محمد اور ارشد خان کے ساتھ مل کر دفتری معمولات بنٹائے۔ پانچ بجے دفتر سے واپسی ہوئی۔ مغرب کی نماز راستے میں ادا کی۔ میس پہنچ کر تھوڑی دیر آرام کیا۔ عشاء کی نماز بلال مسجد میں باجماعت ادا کی۔ کھانے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے مطالعہ کیا۔ ٹی وی پہ خبریں دیکھیں۔ حالات حاضرہ اور ملک کی سیاسی منظر نامہ سے آگاہی ہوئی۔ رات مزے کی نیند آئی۔ صبح پانچ بجے آنکھ کھلی۔ نماز کی تیاری کر کے رفیق اور جنید کے ساتھ پیدل بلال مسجد کا رُخ کیا۔

سکھ چین پارک میں صبح کی سیر

نماز کے بعد اٹھارہ جون سے پہلے کی طرح رفیق کے ساتھ سکھ چین پارک کا رُخ کیا جہاں لوگوں کی اچھی بھلی تعداد چلت پھرت اور ہلکی پھلکی ورزش میں مصروف تھی۔ بچے بھی تھے اور بوڑھے بھی۔ عورتیں مرد

اور بچے پارک میں بھاگ دوڑ رہے تھے یا ورزش کرنے میں مگن تھے۔ الحمدللہ ہم نے بھی قدم بڑھانے شروع کیے۔ اللہ کا نام لے کر اور خراماں خراماں قدم اٹھاتے پارک کا ایک چکر پورا کیا۔ تھوڑا سا مزید چل کر پارک میں موجود ایکسر سائز مشینوں میں سے ایک پر سائیکلنگ کی۔ خوشگوار موسم اور صاف ستھرے پارک میں سیر کر کے طبیعت ہشاس بشاس ہوگئی۔ دل کو اطمینان محسوس ہوا۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دوبارہ چلنے کے قابل کیا۔ آہستہ آہستہ سارے معمولات زندگی واپس آتے جا رہے ہیں۔ آدمی جب بیمار ہوتا ہے تو اللہ کی مہربانی سے ہی شفاء ملتی ہے۔ لیکن شفا کے لیے تگ و دو کرنی پڑتی ہے۔ اس کے لیے علاج اور دوا شرط ہے۔ اللہ کی مہربانی کے ساتھ مناسب علاج اور مریض اور ڈاکٹر میں باہم آہنگی اور مریض کی قوت ارادی کے بل بوتے پر شفا حاصل ہوتی ہے۔ سکھ چین پارک میں آج چار ماہ بعد سیر کر کے بہت چھا لگا۔ ان شاءاللہ سیر کا معمول اب باقاعدگی سے جاری و ساری رہے گا۔ ناشتے کے بعد تھوڑی دیر آرام کیا۔ دفتر جانے کی تیاری کی۔ نو بجے دفتر کے لیے روانگی کی۔ دفتر میں سارا دن مصروفیت رہی۔ ملنے والے آتے جاتے رہے۔

وزارتِ خزانہ میں میٹنگ

خیبر چیمبر کے ارکان ملنے کے لیے آئے۔ امپورٹ اور ایکسپورٹ کے سلسلے میں ان کے مسائل سنے اور ان کے فوری حل کے لیے کلکٹر کو احکامات جاری کیے۔ تین بجے وزارتِ خزانہ کے ایڈیشنل سیکرٹری ڈاکٹر مجتبیٰ احمد میمن کے دفتر میں میٹنگ ہوئی۔ ڈاکٹر مجتبیٰ میمن کسٹمز کے سینئر کولیگ ہیں۔ گزشتہ تین چار سال سے وزارتِ خزانہ میں تعینات ہیں۔ ماشاءاللہ نہایت قابل اور Competent گورنمنٹ آفیسر ہیں۔ ان کے ساتھ ایف بی آر میں آنے والی شکایات اور ان کے تدارک کے لیے بننے والی مختلف سرکاری اور پرائیویٹ کمیٹیوں کے بارے میں تبادلہ خیالات ہوا۔ ڈاکٹر مجتبیٰ میمن نے صحت یابی پر مبارکباد دی اور بتایا کہ ہم سب آپ کی صحت یابی کے لیے دُعا گو رہے۔ میٹنگ سے واپسی پر میس آ کر تھوڑی دیر آرام کیا۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں بلال مسجد میں ادا کیں۔ عشاء کے بعد کھانا کر جلدی نیند آ گئی۔ گھوڑے بیچ کر سوئے۔

مشینوں پر مشق آزمائی

صبح پانچ بجے جاگ آئی۔ نماز فجر کے بعد رفیق کے ساتھ سکھ چین پارک کا رُخ کیا۔ ابھی سورج نہیں نکلا تھا۔ پارک میں اِکا دُکا لوگ تھے۔ کوے اور قمریاں دانا دنکا چگ رہے تھے۔ پارک میں ٹھنڈی ٹھنڈی

ہوا چل رہی تھی۔ اللہ کا نام لے کر پارک کے دو چکر لگائے۔ ایکسر سائز مشینوں پر بھی مشق آزمائی کی۔ اللہ کا شکر ہے کہ کھوئی ہوئی قوت بحال ہوتی جا رہی ہے۔ پارک کے دو چکر لگا کر مزا آ گیا۔طبیعت ہلکی پھلکی محسوس ہوئی۔ دل کیا کہ مزید چکر لگاؤں۔ چار ماہ پہلے آسانی سے پارک کے 8 سے 10 چکر لگ جاتے تھے۔ ان شاء اللہ آہستہ آہستہ پہلے والی انرجی اور قوت بحال ہو جائے گی۔ صبح کی سیر اچھی صحت کے لیے اکسیر ہے۔اس سے سارا دن طبیعت شاداں وفرحاں رہتی ہے۔ کام میں دل لگتا ہے اور بھوک بھی خوب لگتی ہے۔ اسی وجہ سے یہ بھی ضروری ہے کہ کھانا کھانے میں بھی اعتدال سے کام لیا جائے۔ آج کل روزانہ کا معمول ہے کہ دوپہر کھانے کی بجائے کوئی فروٹ لیتا ہوں۔ چائے، قہوہ اور کافی کا دور دن بھر چلتا رہتا ہے۔ آج بڑے دنوں بعد اسلم مروت سے رابطہ ہوا۔ وہ اپنی طرز کا بندہ ہے۔ جب دل کرتا ہے رابطہ منقطع کر لیتا ہے ورنہ دن میں پچاس دفعہ تنگ کرتا ہے۔ دن بھر دفتر میں مصروفیت رہی۔ لوگ ملنے کے لیے اور اپنے کاموں کے لیے آتے رہے۔

سنگاپور سے جاپان

FBR ہیڈ کوارٹرز میں NMC کے کورس میٹ ایڈیشنل سیکرٹری خزانہ محسن چاندنا اور ڈاکٹر مجتبیٰ احمد میمن سے ملاقات ہوئی۔ چیئرمین FBR محترم جاوید غنی اور ممبر کسٹمز طارق ہُدیٰ سے بھی ملاقات ہوئی۔ کسٹمز کے معاملات زیر بحث آئے۔ ممبر صاحب نے بتایا کہ آج کی میٹنگ میں طورخم کسٹمز اسٹیشن کے بارے میں تفصیلی گفتگو ہوئی۔ وفاقی وزیر حماد اظہر نے کسٹم کی کارکردگی تعریف کی۔ الحمدللہ طورخم کسٹم اسٹیشن چوبیس گھنٹے چل رہا ہے اور یہاں سے امپورٹ اور ایکسپورٹ میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ محسن چاندنا جب بھی ملتے ہیں جاپان کے دورے کے بارے میں بات کرتے ہیں۔ NMC کے دوران محسن چاندنا کے ساتھ سنگاپور اور جاپان کا دورہ کیا تھا۔ محسن چاندنا جاپان میں ہمیشہ روپنگی کا تذکرہ کرتے تھے۔ ان کے ساتھ جاپان میں گزرے ایام کی داستان میری کتاب ''سنگاپور سے جاپان'' میں درج ہے۔

فیصل ایدھی سے ملاقات

دوپہر کے وقت ہلال احمر کے سابق چیئرمین ڈاکٹر سعید الٰہی کا فون آیا کہ میں اور ایدھی فاؤنڈیشن کے سربراہ فیصل ایدھی آپ سے ملنے کے لیے آ رہے ہیں۔ FBR سے واپسی پر تنویر نے کسٹم ہاؤس کی

ڈسپنسری میں فزیوتھراپی کی ایکسرسائزیں کروائیں۔ دونوں ٹانگوں اور پاؤں کے پٹھے اب الحمدللہ مضبوط ہوتے جا رہے ہیں۔ دن بدن چلنے پھرنے میں آسانی ہوتی جارہی ہے۔ صبح سویرے واک کرتے ہوئے کسی قسم کی درد یا تکلیف نہ ہوئی۔ جنید کا کہنا ہے کہ سر پہلے کی نسبت اب بہت فرق ہے۔ پہلے آپ چھوٹے چھوٹے پاؤں اٹھاتے تھے لیکن اب آپ کی چال نارمل ہوتی جارہی ہے۔ اس پہ اللہ کا شکر ادا کیا۔ تین بجے لاہور سے میاں ندیم محمود ایڈووکیٹ اور محمد الیاس ملنے کے لیے آئے۔ چار بجے ڈاکٹر سعید الٰہی کے ساتھ فیصل ایدھی تشریف لائے۔ فیصل ایدھی اپنے عظیم باپ کی طرح سیدھے سادھے انسان ہیں۔ گفتگو بھی سادہ کرتے ہیں۔ ذرا بھی تصنع نظر نہیں آتا۔ فیصل ایدھی کو بتایا کہ جب ایدھی صاحب کا انتقال ہوا تو ہم نے بھی تھر میں ایک کنواں ایدھی صاحب کے نام کا مختص Dadicate کیا، جس کے میٹھے پانی سے تھر کے انسان اور جانور سیراب ہورہے ہیں۔ فیصل ایدھی سے ایدھی فاؤنڈیشن کے مختلف پراجیکٹس پر گفتگو ہوئی۔ ہم نے بھی کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے تحت چلنے والے پراجیکٹس کے بارے میں بتایا۔ ڈاکٹر سعید الٰہی نے کہا کہ ایدھی فاؤنڈیشن اور کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے درمیان جاری پراجیکٹس میں باہمی اشتراک ہوسکتا ہے۔ ایدھی صاحب کے بعد فیصل ایدھی ادارے کو کامیابی سے چلا رہے ہیں۔ ڈاکٹر سعید الٰہی بھی ان کے ساتھ شامل ہو گئے ہیں۔ فیصل ایدھی کی خدمت میں پھولوں کا گلدستہ اور کتابوں کا سیٹ پیش کیا۔ اللہ تعالیٰ انسانیت کی خدمت کرنے والوں کا ہمیشہ حامی و ناصر ہو۔

بارہ کہو میں علاج اور خدمت

پانچ بجے دفتر سے نکل کر بارہ کہو کا رُخ کیا۔ مغرب کے وقت المعراج حبیب ٹرسٹ ہسپتال پہنچ گئے۔ مغرب کی نماز باجماعت ادا کی۔ فزیوتھراپی کے ڈاکٹر صہیب نے جماعت کروائی۔ نماز کے بعد مریضوں کے چیک اپ کیا۔ دوسرے ڈاکٹرز بھی آ گئے۔ بچوں میں چپس تقسیم کیے۔ تھوڑی دیر میں دستر خوان لگ گیا۔ بچے، عورتیں، مرد جمع ہو گئے۔ ساتھ والی مسجد کے طالب علم بچے بھی اپنے استاد کے ساتھ آ گئے۔ بچوں اور بڑوں نے بڑے شوق سے کھانا کھایا۔ ساتھ ساتھ مریضوں کی آمدورفت بھی جاری رہی۔ خواجہ ظفر اقبال گرم گرم مچھلی اور جلیبیوں کے ساتھ آ گئے۔ ان کے ساتھ مل کر مچھلی نوش کی اور گرما گرم چائے کے ساتھ جلیبیاں نوش کر کے مزا آ گیا۔ عشاء کی نماز باجماعت ادا کی۔ بارہ کہو میں لگ رہا ہے کہ سردیاں شروع ہو گئی ہیں۔ آٹھ بجے کے قریب میس واپسی ہوئی۔ تھوڑی دیر خبریں ملاحظہ کیں۔ نو بجے کے بعد

سونے کا قصد کیا۔

یاسمین گارڈن میں صبح کی سیر

صبح پانچ بجے آنکھ کھلی۔ نماز کی تیاری کی۔ فجر کی نماز بلال مسجد میں مولانا ذوالفقار کی امامت میں ادا کی۔ نماز کے بعد جنید اور رفیق کے ساتھ صبح کی سیر کے لیے اسلام آباد مشہور اور پرانے پارک ''یاسمین گارڈن'' کا رُخ کیا۔ یاسمین گارڈن اسلام آباد کا وسیع وعریض اور خوبصورت پارک ہے۔ صبح صبح اس پارک میں لوگ سیر کے لیے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ واکنگ اور جاگنگ ٹریک بنے ہوئے ہیں۔ جونہی سورج نکلا سیر کرنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوگیا۔ یاسمین گارڈن میں کھلی فضا اور درختوں کی وجہ سے ٹھنڈک محسوس ہو رہی تھی۔ لگتا ہے کہ اسلام آباد میں سردیوں کا آغاز ہوگیا ہے۔ خراماں خراماں واک کی۔ واک کے دوران اب تیز قدم اٹھانا شروع کر دیے ہیں الحمدللہ جاگنگ ٹریک پر دو چکر لگائے۔ پہلے کی طرح دوران واک تسبیحات مکمل کیں۔ پہلے چکر کے بعد بنچ پر بیٹھ کر سورۃ کہف کی تلاوت کی۔ اللہ سے خیر و برکت، عافیت اور سلامتی کی دُعا کی۔ واپس آ کر ناشتہ کیا۔ دفتر اور لاہور جانے کی تیاری کی۔

چلنا پھرنا کتنی بڑی نعمت

حسبِ معمول صبح کا آغاز اللہ کے نام سے کیا۔ قرآن پاک کی تلاوت کی سعادت حاصل کی۔ ترجمہ اور تفسیر بیان کی۔ اللہ کا بڑا احسان ہے کہ اب معمولات زندگی نارمل ہوتے جا رہے ہیں۔ پیدل چل کر مسجد جاتا ہوں۔ کسٹم ہاؤس آ کر سیڑھیاں چڑھ کر اندر داخل ہوتا ہوں۔ اور لفٹ سے پیدل چل کر اپنے آفس میں داخل ہوتا ہوں۔ وہیل چیئر سے واکنگ سٹک، واکر اور پھر پیدل تک کا سفر ملا لا اور خوشگوار ہے۔ جنید کہتا ہے کہ سر آپ پہلے بچوں کی طرح چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتے تھے اور چلتے ہوئے ڈرتے تھے لیکن اب آپ نے اپنی نارمل چال سے چلنا شروع کر دیا ہے۔ پچھلے چار مہینوں میں بخوبی اندازہ ہوا کہ چلنا، پھرنا، بھاگنا، دوڑنا اور سیر کرنا کتنی بڑی نعمتیں ہیں۔ حادثے کے بعد پہلے دو مہینے تو بیڈ میں لیٹے اور پہلو بدلتے گزرتے۔ پھر ایک ماہ تک وہیل چیئر اور واکر کا سہارا لینا پڑا۔ اب الحمدللہ اکتوبر کے شروع سے خود فلاحی سرگرمیاں سرانجام دینے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔

اسلام آباد سے لاہور

جمعہ کی نماز مسجد الریاض الجنہ میں ادا کی مسجد میں حسبِ معمول سینکڑوں نمازی تھے۔ مسجد اندر اور باہر سے نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ جب سے حادثہ ہوا۔ دفتر آنے کے بعد اسی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا ہوتی ہے۔ نماز پڑھ کر لاہور کا رُخ کیا۔ پچھلی سیٹ پر گاڑی کی حفاظتی بیلٹ باندھ کر آرام سے ٹانگیں سیدھی کر کے سفر کا آغاز کیا۔ سرفراز سپاہی ساتھ ہم سفر ہے۔ راستے میں سکھیکی ریسٹ ایریا کی خوبصورت مسجد میں عصر کی نماز ادا کی۔ الحمدللہ مغرب کی نماز اپنے ہسپتال میں آکر ادا کی۔ گھر میں ماہ نور نے استقبال کیا۔ حذیفہ، یمنیٰ، ابوبکر اور اسماء بھی گرم جوشی سے ملے۔ اس حادثہ سے یہ سبق بھی سیکھا ہے کہ سفر کے دوران گاڑی کی حفاظتی بیلٹ باندھنا ضروری ہے۔ خدانخواستہ حادثہ ہو جائے تو اس سے خاصی بچت ہو جاتی ہے۔ ماہ نور اور اسماء سے پچھلے ہفتے کے واقعات اور حالات پر گفتگو ہوئی۔

نورانی مسجد میں فجر کی نماز

ساری زندگی معمول رہا کہ لاہور میں ہوتے تو فجر کی نماز ہمیشہ نورانی مسجد میں باجماعت ادا ہوتی۔ حادثے کی وجہ سے اس میں تعطل آیا۔ صبح پانچ بجے جاگ آئی تو دل میں خیال آیا کہ آج اکیلے مسجد جانا ہے۔ بچے اور اسماء سوئے ہوئے تھے۔ وضو کر کے اللہ کا نام لے کر مسجد کا رُخ کیا۔ بابا شریف کے لیے پھل لے لیے۔ مسجد کے دروازے کے قریب بابا شریف دوڑتا ہوا آیا۔ سہارا دے کر اندر لے گیا۔ الحمدللہ! قاری ریاض کی امامت میں نماز ادا کی۔ واپسی میں بھی کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یمنیٰ کو بتایا تو وہ بہت ناراض ہوئی۔ اکیلے کیوں گئے۔ حذیفہ کو کیوں نہیں ساتھ لیا۔ بیٹی کو ہر وقت، ہر گھڑی بابا کی فکر رہتی ہے۔ اللہ اسے ہمیشہ خوش رکھے۔

شفقت محمود سے ملاقات

دن کا بیشتر حصہ گھر میں گزرا دوپہر کے وقت ڈیفنس فیز ایٹ VIII میں کسٹمز کے سابق کولیگ، سینئر آفیسر اور گزشتہ 28 سال سے ساتھی شفقت محمود سے ملنے ان کے گھر چکر لگایا۔ سب سے پہلے ان کی ڈاکٹر بیٹی سینا علی سے ملاقات ہوئی۔ اس نے شفقت صاحب کی صحت کے بارے میں بتایا اور تشویش کا اظہار کیا۔ سینا علی بڑی ہمت اور جذبے والی ڈاکٹر ہے۔ اس نے ہمارے ساتھ تھر کا سفر بھی کیا اور ہسپتال میں بھی خدمات سرانجام دیتی رہی۔ محکمہ کسٹمز میں آنے کے بعد جس شخصیت سے سب سے زیادہ تعلق اور رابطہ

ہوا وہ شفقت محمود ہیں۔ 1995ء میں ہم نے اکٹھے فیصل آباد ڈرائی پورٹ پہ کام کیا۔ اس کے بعد مختلف مواقع پر اکٹھے کام کرنے کا موقع ملا۔ سالہا سال سے شفقت محمود صاحب سے محبت اور عقیدت کا رشتہ ہے۔ محکمے میں جب بھی کوئی مسئلہ ہوا۔ سب سے پہلے ان سے رابطہ کیا۔ ان کی رہنمائی سے کئی مسائل حل ہوئے۔ یمنیٰ اور نعمان کے میڈیکل کالج میں داخلے میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ شفقت صاحب آج کل کچھ بیمار ہیں۔ ان کے ساتھ لمبی نشست ہوئی۔ وہ ان دنوں عربی زبان سیکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے بھی کہنے لگے کہ آپ بھی عربی زبان سیکھیں۔ دو گھنٹے ان کے ساتھ گزار کر واپسی کی راہ لی۔

موبائل آپریشن تھیٹر میں آپریشن

الحمدللہ! آج ننکانہ صاحب کے گاؤں چک نمبر 5 میں Eye کیمپ کا پروگرام تھا۔ پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود میاں، عابد اور اشفاق کے ساتھ ننکانہ صاحب روزانہ ہوئے۔ الحمدللہ ہمارے نئے موبائل ہسپتال میں Eye آپریشن تھیٹر بھی ہے۔ آج اس کا باقاعدہ آغاز ہونا تھا۔ توفیق موبائل ہسپتال لے کر ننکانہ پہنچ گیا۔ ڈاکٹر ارشد اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچ گئے۔ OTA نے آپریشن تھیٹر تیار کر لیا۔ پروفیسر ڈاکٹر سعدیہ نے ہمیں ننکانہ میں چار کنال پہ بنا ہوا ہسپتال عطیہ کیا ہے۔ جس میں ان شاءاللہ ہسپتال اور سکول بنایا جائے گا۔ عابد نے مریضوں کی Screening پہلے ہی کی ہوئی تھی۔ ڈاکٹر ارشد اور ان کے ساتھی نے دن بھر میں بارہ مریضوں کا کامیاب آپریشن کیا۔ شام گئے واپسی ہوئی۔ آج اپنے ہسپتال میں بھی خوب رونق رہی۔ مریضوں کی کثیر تعداد تھی۔

شیخ پرویز سے ملاقات

بڑے عرصے کے بعد سوشل ورکر اور روٹری کلب کے روح رواں شیخ پرویز ملنے کے لیے آئے۔ ان کے ساتھ مختلف فلاحی پراجیکٹس کے بارے میں گفتگو ہوئی۔ رات گئے ہسپتال سے واپسی ہوئی۔ اتوار کا دن گھر میں گزرا۔ ڈاکٹر طاہر سے ملنے کے لیے مغل پورہ کا چکر لگایا۔ ان سے خوب گپ شپ ہوئی۔ اکٹھے کھانا کھایا۔ طاہر سے مل کر پرانی یادیں تازہ ہو جاتی ہے۔ اس سے گزشتہ چالیس سال سے یاد اللہ ہے۔ محبت، عقیدت اور احترام کا رشتہ ہے۔ الحمدللہ آج ساری نمازیں باجماعت نورانی مسجد میں ادا کیں۔

اسلام آباد کا سفر

صبح سویرے پانچ بجے اٹھ کر فجر کی نماز کی تیاری کی۔ نماز نورانی مسجد میں ادا کی۔ الیاس صاحب اسلام آباد جانے کے لیے آ گئے۔ بچوں اور اسماء نے بڑی محبت اور پیار سے رخصت کیا۔ یمنیٰ نے ایک ایک چیز چیک کی۔ دوائیاں رکھیں۔ ہدایات دیں۔ بیلٹ باندھی۔ اسماء نے پڑھتے ہوئے پھونکیں ماریں اور دُعاؤں سے رخصت کیا۔ موٹروے پہ سفر جاری ہے۔ صبح صبح موٹروے پہ زیادہ رش نہیں ہوتا۔ اِکا دُکا گاڑیاں نظر آتی ہیں۔ رفیق گاڑی خوب بھگاتا ہے۔ آج کل موسم انگڑائیاں لے رہا ہے۔ سردی کی آمد آمد ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ خنکی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ آج کل راتیں لمبی ہیں۔ عشاء کی نماز سوا سات بجے ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد صبح تک لمبی رات ہے۔ اکثر نو بجے نیند آ جاتی ہے۔ پانچ سے چھ گھنٹے کی نیند کے بعد صبح آنکھ کھلتی ہے۔ موٹروے پہ سفر جاری ہے۔ الیاس صاحب ساتھ ہیں مگر آج سفر میں چپ ہیں۔ کوئی نیوز بریک نہیں کر رہے۔ دَس بجے میس پہنچ گئے۔ دفتر میں مصروف دن گزرا۔ دن بھر دفتری معاملات دیکھے۔ ڈھائی بجے ڈسپنسری میں تنویر سے فزیوتھراپی کروائی۔ تین دن کے وقفے کے باعث مسلز تھوڑے کمزور اور جام ہو گئے تھے۔ فزیوتھراپی سے خاصے ریلیکس ہوئے۔ تنویر کی فرض شناسی کی انتہا ہے کہ لاہور سے آ کر فوراً فزیوتھراپی کروائی تا کہ وقفہ نہ آ جائے۔ مغرب کے بعد میس واپسی ہوئی۔ سفر کی تھکاوٹ کی وجہ سے جلدی نیند آ گئی۔

جلیل اختر سے ملاقات

عشاء کی نماز کے بعد پرانے ساتھی اور عزیز دوست جلیل اختر تشریف لائے۔ ان کے ساتھ ملکی اور بیرونِ ملک صورتِ حال پہ خوب تبادلہ خیالات ہوا۔ حادثے کے بعد اسلام آباد میں جلیل صاحب سے پہلی دفعہ تفصیلی ملاقات ہوئی۔ پچھلے دنوں ان کی اہلیہ محترمہ حنف بھابھی کا انتقال ہوا تو ان کے جنازے میں شرکت کے لیے رشید پور جانا ہوا تھا۔ جلیل اختر بڑی ہمت اور صبر والے انسان ہیں۔ حالات اور تکلیفات کو برداشت کرنا جانتے ہیں۔ آج کل جاب بھی کر رہے ہیں اور گھر میں بچوں کا خیال بھی رکھ رہے ہیں۔ کہنے لگے۔ اچھے برے حالات آتے رہتے ہیں۔ انسان کو حوصلہ نہیں ہارنا چاہیے۔ حادثے کے دوسرے دن جلیل اختر لاہور میو ہسپتال آئے تھے اس کے بعد بھی واجد کے ساتھ گھر پہ آئے۔ جلیل اختر کے ساتھ گزشتہ

چالیس سال سے یاد اللہ ہے۔ اللہ اس تعلق کو قائم رکھے اور ایک دوسرے کے کام آنے کی توفیق دے۔

سکھ چین پارک میں سیر اور ورزش

فجر کی نماز ادا کر کے جنید اور رفیق کے ساتھ سکھ چین پارک گئے۔ پارک میں اِکا دُکا لوگ تھے۔ خراماں خراماں چلتے ہوئے پارک کا ایک چکر لگایا۔ پارک میں لگی مختلف مشینوں پر مشق آزمائی کی جس سے جسم کے پٹھوں کا سکون ملا اور چلنے میں آسانی ہوئی۔ صبح کی سیر صحت کے لیے اکسیر ہے۔ خاص کر بیماری یا حادثے کے بعد تو اس کی بہت اہمیت ہے۔ دفتر میں آج مصروف دن گزرا۔ ملنے والے بھی آتے رہے اور کام والے بھی۔ دوپہر تک سب لوگوں کے مسائل سنے اور ان کے فوری حل کے لیے ہدایات دیں۔

کورونا کی دوسری لہر

تین بجے ATV کے پروگرام Voice of Pakistan میں معروف ڈاکٹر اور پلمونولوجسٹ ڈاکٹر شازلی منظور کے ساتھ شرکت کی۔ فراز احمد اینکر پرسن تھے۔ ڈاکٹر شازلی منظور اسلام آباد کے مشہور ڈاکٹر ہیں۔ انہوں نے کورونا کی وبا کے دوران اس کے سینکڑوں مریضوں کا کامیاب علاج کیا۔ دُنیا بھر میں کورونا کو دوسری لہر تیزی سے پھیل رہی ہے۔ روزانہ ہزاروں لوگوں اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ اگرچہ پاکستان میں زیادہ کیسز نہیں ہیں پھر بھی احتیاط کی ضرورت ہے۔ احتیاطی تدابیر اور SOPs پر عمل پیرا ہو کر ہی اس وبا سے بچا جاسکتا ہے۔ اگرچہ کورونا کی ویکسین بنانے کے لیے دُنیا بھر میں کوششیں جاری ہیں۔ مگر اصل میں کورونا سے بچاؤ کی واحد ویکسین ماسک پہننا اور سینا ٹائزر (Santizer) کا استعمال ہے۔

شفقت محمود بھی چلے گئے

ابھی پچھلے اتوار ملاقات ہوئی تھی۔ ان کے ساتھ بیٹھے باتیں کرتے گھنٹوں گزر گئے۔ بڑی معصومانہ باتیں کر رہے تھے۔ نماز اور تہجد کی باتیں۔ دَم درود کی باتیں بار بار درود شریف پڑھنے کے فضائل بتا رہے تھے۔ میرے ٹخنے کو کھول کر دَم کیا اور دُعا دی کہ جلد ٹھیک ہو جائے گا۔ شفقت صاحب اس طرح کی باتیں کرتے بڑے معصوم لگ رہے تھے۔ لگتا ہی نہ تھا کہ یہ ہماری آخری ملاقات ہے۔ ظہر کی نماز پڑھنے سیکٹر کی مسجد گیا تو پیچھے ان کے فون پہ فون آنا شروع ہو گئے۔ واپس گیا تو منتظر تھے کیوں چلے گئے میں نے تو ظہر کی جماعت کروانی تھی۔ پھر عربی قائدہ لے آئے۔ مجھے پڑھایا اور کہا کہ عربی اور قرآن سمجھنے کے لیے قاری

باسط کی تلاوت سنا کرو اور بھی نصیحتیں کرتے ہوئے بتانے لگے کہ میں نے اب سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی طرف رُخ کر لیا ہے۔ میں نے انہیں اس پہ مبارکباد دی اور کہا کہ آپ پہ اللہ کا بہت کرم ہوا ہے۔ کافی دیر گزر گئی تو اجازت طلب کی۔ گھر کے باہر تک چھوڑنے آئے۔ اپنے خوبصورت انداز میں خدا حافظ کہا۔ سوچا بھی نہ تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔ ان کی ہونہار بیٹی ڈاکٹر سینا علی نے بتایا کہ بابا پچھلے تین چار ماہ سے بالکل بدل گئے ہیں۔ ہر وقت نماز، تہجد، دُعا، استغفار، درود شریف کی باتیں کرتے رہتے ہیں۔ صبح سویرے اٹھ کر دوستوں کو میسج کرتے ہیں کہ ابھی نماز کا وقت ہے۔ اللہ کے آگے سجدہ ریز ہونے کا وقت ہے۔ 12 ربیع الاول جمعہ المبارک کا دن تھا۔ شفقت صاحب بالکل ٹھیک تھے۔ گھر میں سب خوش تھے۔ عید میلاد النبی کے دن کی مناسبت سے غریبوں کے لیے دیگ پکوائی۔ شفقت صاحب کو جلیبیاں بہت پسند تھیں۔ شام کے وقت جلیبیاں منگوائیں۔ گھر سے باہر جا کر تقسیم کیں۔ جلیبیوں کا ڈبہ لے کر اندر گئے۔ اہلیہ کو دیں۔ کمرے سے باہر نکلتے ہی ایک دَم گرے اور گرتے ہی جاں جاں آفریں کے سپرد کریں۔ سینا علی اور حمزہ لے کر ہسپتال گئے۔ CPR کی کوشش کی گئی۔ وینٹی لیٹر پہ ڈالا مگر وہ تو 12 ربیع الاول کے مبارک دن اللہ تعالیٰ کے پاس سدھار چکے تھے۔ کسٹم میں آنے کے بعد جس شخصیت سے سب سے زیادہ تعلق رہا وہ شفقت محمود تھے۔ دو تین دفعہ ان کے ساتھ کام کرنے کا موقع ملا۔ شروع سے لے کر آخر تک ان کے ساتھ عقیدت اور محبت کا رشتہ برقرار رہا۔ شفقت محمود صاحب نے بچوں کے داخلے کے سلسلے میں اور زندگی کے دیگر مسائل میں ہمیشہ رہنمائی کی اور اہم کردار ادا کیا۔ 2 نومبر 2020ء کو شام کے وقت میانی بھیرہ کی جس مٹی سے شفقت محمود اٹھے تھے اسی کی خاک میں ہم نے ان کو سپردِ خاک کیا۔ بڑا چرچا تھا شفقت محمود اور اظہر افتخار کا کہ میانی کے دو سپوت کسٹم کے بڑے افسر بنے ہیں۔ آج دونوں ساتھ ساتھ میانی کے قبرستان میں ابدی نیند سو رہے ہیں۔ اللہ دونوں کی مغفرت کرے۔ رات گئے شفقت صاحب کو دفنا کر واپس لوٹے۔ شفقت صاحب کے پرانے کولیگ محمد صدیق اور یونس خاں ساتھ تھے۔ راستے میں شفقت صاحب کے بارے میں بات چیت ہوتی رہی۔ اسلام آباد میں ان کے لیے قرآن خوانی کا اہتمام کیا جس میں محترم رمضان بھٹی، ایس اے عالم، ناصر مسرور، ناظم سلیم، میڈیم سمیرا نذیر، میڈیم روبینہ اطہر، شفقت صاحب کے برادرِ نسبتی کرنل اقتدار اور دوسرے آفیسران نے شرکت کی۔ سب نے شفقت صاحب کی شخصیت اور محکمے کے لیے ان کی لازوال خدمات پر روشنی ڈالی۔ اتوار کے روز شفقت محمود صاحب کے گھر ان کے لیے قرآن خوانی میں شرکت کی۔ ان کے بچوں طلحہ، حمزہ اور سینا علی سے ملاقات ہوئی۔ بچے بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ بابا

کی جدائی کا غم برداشت کر رہے ہیں۔ شفقت محمود اپنے بچوں کے ساتھ بڑے شفیق تھے اور انہیں دوستوں کی طرح Treat کرتے تھے۔ بیٹی سینا علی سے خاص محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کے بچوں کی حفاظت کرے اور تمام معاملات میں ان کا حامی و ناصر ہو۔

کورونا کی دوسری لہر

آج کل ملک بھر میں بالعموم اور اسلام آباد میں بالخصوص کورونا کی دوسری لہر آئی ہوئی ہے۔ جس کی وجہ سے ہر شخص پریشان ہے۔ اسلام آباد میں سرکاری اور پرائیویٹ ہسپتال مریضوں سے بھر چکے ہیں۔ کئی جاننے والے، کسٹمز کے کولیگ، رشتہ دار اس سے متاثر ہو چکے ہیں۔ دُنیا بھر میں بھی کورونا کے واری جاری ہیں اور روزانہ اس سے سینکڑوں اموات ہو رہی ہیں۔ نومبر کے مہینے میں پاکستان میں بھی کورونا سے اموات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے خاص دُعا ہے کہ وہ اب اس موذی مرض سے دنیا بھر کے لوگوں کی جان چھڑا دے۔ ایس ہوا چلائے جس سے کورونا کا وائرس اڑ کر ختم ہو جائے۔ کورونا کی بیماری سے بچاؤ کا واحد راستہ ماسک کا استعمال، ایک دوسرے سے سماجی فاصلہ برقرار رکھنا اور ہاتھوں کا بار بار دھونا ہے۔

اشاروں، تیمم سے مسجد تک کا سفر

18 جون کو حادثہ ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ زندگی بچ گئی۔ ہوش میں آنے کے بعد سب سے زیادہ فکر دامن گیر رہی کہ نمازوں کا کیا ہوگا۔ سارا جسم پٹیوں اور نالیوں میں جکڑا ہوا تھا۔ ماہ نور نے میجک پتھر لا کر دیا۔ ہسپتال میں اور گھر آنے کے بعد کئی دن پتھر پہ تیمم کر کے کعبے کا تعین کر کے یا اس کی طرف منہ کر کے نماز ادا ہوتی رہی۔ تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ کے بعد جب واکر سے چلنا شروع کیا تو پھر وضو کرنا شروع کر دیا۔ حذیفہ اور اسماء وضو کرنے میں مدد کرتے۔ تقریباً تین ماہ بعد پلستر اترا تو پھر اللہ تعالیٰ نے دونوں پاؤں پر کھڑا ہونے کے قابل کیا۔ حادثے کے ایک مہینہ بعد جمعہ کی نماز مسجد جا کر باقاعدگی سے ادا کی جاتی رہی۔ لاہور سے اسلام آباد کا سفر بھی شروع ہو گیا۔ واکنگ سٹک سے چلنا شروع کیا تو مسجد بھی آنا جانا لگ گیا۔ شروع میں کرسی پہ بیٹھ کر نماز ادا کی جاتی رہی۔ تنویر کی فزیوتھراپی سے جام اور کمزور مسلز دوبارہ سے ایکٹو ہوئے تو ہمت کر کے نماز کھڑے ہو کر پڑھنے لگ گئے۔ تقریباً چار ماہ بعد جب پہلا سجدہ کیا تو دیر تک رقت

طاری رہی اور اس کی روحانیت کافی دیر تک چھائی رہی۔ اب تقریباً پانچ ماہ بعد اللہ کا بڑا احسان ہے کہ نمازیں باجماعت مسجد میں ادا ہو رہی ہیں۔

جنوبی وزیرستان کی یخ بستہ فضاؤں اور سرد ہواؤں میں علاج اور خدمت

نماز کے علاوہ بڑا ارمان تھا کہ جلد سے جلد ملک کے دور دراز علاقوں میں خدمت اور علاج کے اسفار کا سلسلہ جاری ہو۔ کیونکہ اس کے بغیر زندگی پھیکی پھیکی لگ رہی تھی۔ خدمتِ خلق ایسا نشہ ہے کو ایک دفعہ لگ جائے تو زندگی بھر ساتھ رہتا ہے۔ پچھلے ماہ سے طبیعت مچل رہی تھی۔ ایک موبائل ہسپتال کے بعد دوسرا موبائل ہسپتال مع آئی آپریشن تھیٹر تیار تھا۔ اس میں پتوکی کے قرآن انسٹی ٹیوٹ میں کیمپ لگا چکے تھے۔ ڈاکٹر ارشد محمود میاں کی قیادت میں ننکانہ صاحب میں بھی آنکھوں کا کیمپ لگ چکا تھا جس میں ڈاکٹر ارشد محمود میاں نے اپنے ساتھی ڈاکٹروں فیصل اور عمر کے ساتھ کئی مریضوں کی آنکھوں کے کامیاب آپریشن

کیے۔ اسلام آباد میں کئی مریضوں کی سکریننگ ہو چکی تھی اور وہ آپریشن کے منتظر تھے کہ کب موبائل ہسپتال آئے اور ان کا آپریشن ہو۔ کئی دن سے پروگرام بن رہا تھا۔ منگل کے روز توفیق اور پرویز راستے کی رکاوٹوں اور دھرنے کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اسلام آباد پہنچے۔ بارہ کہو تک پہنچتے پہنچتے رات ہوگئی۔ صبح اشفاق کے ساتھ ڈاکٹروں کی ٹیم بھی پہنچ گئی۔ عابد کے ساتھ گلاب دیوی کے ڈاکٹر اور آپریشن تھیٹر اسسٹنٹ بھی آ گئے۔ جہانگیر نے گھر گھر جا کر مریضوں کو اٹھایا۔ المعراج حبیب ہسپتال پہنچایا۔

اسلام آباد میں آنکھوں کے آپریشن

OTA نے گھنٹوں محنت کر کے آپریشن تھیٹر تیار کیا۔ ڈاکٹروں نے بڑی محنت اور محبت سے دَس نادار اور غریب مریضوں کی آنکھوں کے آپریشن کیے۔ یہ غریب اور نادار مریض تو ڈاکٹر کے پاس جانے کی سکت نہ رکھتے تھے۔ انہیں عزت اور احترام سے گھروں سے لایا گیا اور VIP طریقے سے ڈاکٹروں نے سرجری کی۔ بہترین لینز IOL ڈالے۔ دفتر سے واپسی پر امجد بخاری صاحب کے ساتھ المعراج حبیب ہسپتال پہنچے۔ ماشاء اللہ ہسپتال میں رونق لگی ہوئی تھی۔ مریضوں کی آمد جاری تھی۔ آپریشن تھیٹر میں ڈاکٹر اپنے کام میں مصروف تھے۔ آپریشن کے منتظر غریب اور نادار لوگ باہر عزت اور احترام کے ساتھ بیٹھے تھے۔ ڈاکٹرز اور عابد حسین اسلام آباد پہنچتے ہی اپنے کام میں جت گئے۔ آپریشن سے فارغ ہو کر رات گئے کھانا کھایا۔

جنوبی وزیرستان کا دشوار گزار سفر

18 جون کے حادثے کے ٹھیک پانچ مہینے بعد ہمت کر کے وانا وزیرستان کے لمبے، جاں گسل اور پر خطر سفر پہ روانہ ہوئے۔ توفیق اور پرویز کو رات گئے روانہ کر دیا تھا۔ حمید قاضی، تنویر، اسلم مروت، OTA اور خیال محمد کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ حماد کے ساتھ اشفاق عابد، ڈاکٹر فیصل اور ڈاکٹر عمر تھے۔ اسلام آباد سے چکوال، تلہ گنگ، میانوالی، چشمہ بیراج سے ہوتے ہوئے ڈیرہ اسمٰعیل خان کی طرف بڑھے۔ لمبے سفر سے ٹانگیں جام ہوگئیں۔ اسلم مروت کی دلچسپ گفتگو نے بور نہ ہونے دیا۔ اسلم مروت کا طیارہ کل شام گئے جی 6/4 پہنچا تھا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ لمبا سفر ہوا اور سلم مروت اس میں شامل نہ ہو۔ موٹروے تک کا سفر تو آسان تھا مگر آگے سنگل اور ٹوٹی ہوئی سڑک تھی۔

چائے پیئے بغیر آگے نہیں جاؤں گا

راستے میں ایک جگہ رکے تو اسلم مروت نے کہا کہ میں تو چائے پیئے بغیر آگے نہیں جاؤں گا۔ ساتھ ہی کہنے لگے کہ آپ کو تو پتہ ہے کہ پٹھان چائے کے بغیر کلمہ بھی نہیں پڑھتا۔ اسے صبح اٹھتے ہی چائے کی طلب ہوتی ہے۔ جنید نے اسلم مروت کی طلب صبح سویرے فوراً فجر کے بعد پوری کر دی تھی۔ اسلم مروت کی ڈیمانڈ کو مدِ نظر رکھتے ہوئے راستے میں رک کر مزیدار اور کڑک چائے پی۔ کمر سیدھی کی اور آگے روانہ ہوئے۔ ڈیرہ اسمٰعیل خان میں نیشنل کلب ہوٹل میں شاہد جان ایڈیشنل کلکٹر، علی آصف اے سی اور دوسرے سٹاف نے استقبال کیا۔

آئی جی FC سے ملاقات

ظہر کی نماز ادا کر کے IGFC ساؤتھ میجر جنرل محمد عمر بشیر کے دفتر پہنچے۔ جنرل صاحب بڑی محبت اور عقیدت سے ملے۔ انگور اڈا سے ٹریڈ شروع کرنے پر جنرل صاحب کا شکریہ ادا کیا۔ انہیں بتایا کہ یہاں سے امپورٹ، ایکسپورٹ شروع ہونے پر ڈیڑھ ماہ میں 200 ملین روپے سے زیادہ ریونیو اکھٹا ہوا ہے۔ 3000 سے زائد ٹرک ایکسپورٹ ہوئے ہیں۔ جنرل صاحب ایمانی جذبے سے سرشار ہیں۔ انہیں بتایا کہ ہم سرکاری مصروفیت کے ساتھ فلاح اور خدمت کا کام بھی کرتے ہیں۔ جنرل صاحب نے اپنے سٹاف کو ہدایت کی کہ ڈاکٹر آصف جاہ کی ٹیم کو فل پروٹوکول دیا جائے اور وانا کے فوجی میس میں ان کی رہائش کا بندوبست کیا جائے۔ جنرل صاحب کے ساتھ میٹنگ کے بعد واپسی ہوئی۔ خیال محمد نے برنچ کروایا۔

وانا میں فزیوتھراپی

لمبے سفر اور تھکاوٹ کے باوجود تنویر اپنا فرض نہ بھولا۔ کمرے میں آ کے فزیوتھراپی کروائی جس سے تھوڑا بہت سکون ملا ورنہ لمبے سفر کی وجہ سے جسم کا انگ انگ درد کر رہا تھا۔ عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں قریبی مسجد میں باجماعت ادا کیں۔ خدمت اور علاج کے ساتھیوں خیال محمد اور شاہد جان کے ساتھ مل کر ڈنر کیا۔ شاہد جان نے بہترین کھانا بنوایا تھا۔ سب ساتھیوں نے مزے سے کھایا۔ اشفاق اور دوسرے ڈاکٹرز راستے میں چشمہ بیراج کے حسین قدرتی مناظر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔ رات گئے اسلم مروت کو بلالیا تاکہ گپ شپ سے دل لگا رہے۔

وانا کے لیے روانگی

صبح سویرے کا وقت ہے۔ باہر اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی۔ سفر میں خیر وعافیت کے لیے دُعا کی۔ چند سال پہلے وانا اور وزیرستان میں اس طرح آنے کا کوئی تصور تک نہ کرسکتا تھا۔ پاک فوج نے بڑی ہمت و جرات سے سینکڑوں جانیں قربان کر کے اس علاقے میں امن بحال کیا۔ اب یہاں زندگی رواں دواں ہے۔

حرا، ہجرت اور خدمت

2014ء میں جب شمالی وزیرستان سے لاکھوں مہاجرین IDPs بنوں، لکی مروت اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں آن بسے تھے تو ان کی مسلسل خدمت کی تھی۔ IDPs کے کیمپوں میں ہی ننھی منی، نیلی آنکھوں والی حرا سے ملاقات ہوئی تھی جو بعد میں ہماری ٹیم کا حصہ بنی اور میری کتاب ''حرا ہجرت اور خدمت'' کا مستقل باب بن گئی۔ فجر کی نماز کے لیے قریبی مسجد گئے۔ نماز کے بعد اگلے سفر کی تیاری شروع کردی۔ انسپکٹر حبیب الرحمن گھر سے ناشتہ لے کر آ گیا۔ سارے ساتھی تیار ہو گئے۔ سات بجے آرمی کی QRF ٹیم لیفٹیننٹ عمار کی قیادت میں آ گئی۔ مروت صاحب نے حسب معمول دُعا کروائی اور اللہ سے خیر وعافیت اور سلامتی طلب کی۔ اللہ کا نام لے کر خدمت اور علاج کا قافلہ راقم کی قیادت میں وانا کی طرف روانہ ہوا۔ جونہی ٹانک سے آگے پہنچے وانا کے پہاڑی سلسلے نظر آنا شروع ہوگئے۔ راستے میں جگہ جگہ فوجی گاڑیاں اور فوجی جوان اپنی جان پر کھیلتے ہوئے بارودی سرنگوں کی تلاش میں مصروف تھے۔ عمار ہمیں لیڈ کر رہے تھے۔ اس نے بتایا کہ ہم نے وانا تک آپ کی سیکورٹی کا پلان ترتیب دیا ہے۔ آگے پیچھے فوجی گاڑیاں تھیں۔ جنرل عمر نے سیکورٹی کا پورا بندوبست کیا ہوا تھا۔ گومل زام ڈیم کا خوبصورت اور دلفریب نظارہ کیا۔ 30 مربع کلومیٹر کے رقبے پر پھیلی ہوئی خوبصورت قدرتی جھیل سے ڈیم معرض وجود میں آیا۔ خیال محمد ساتھ ساتھ ڈیم کا جغرافیہ اور تاریخ بتاتے جا رہے تھے جوں جوں وانا قریب آ رہا تھا۔ ہر طرف ہریالی اور فصلیں نظر آنے لگیں۔ وانا کا خوبصورت علاقہ پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہ جنوبی وزیرستان کا خوبصورت ترین علاقہ ہے۔ چند سال پہلے ان علاقوں میں آنے کا کوئی تصور بھی نہ کرسکتا تھا۔ علاقے میں دہشت گردی تھی۔ بم بلاسٹ تھے۔ قتل و غارت تھی۔ پاکستانی فوج کے جری افسروں اور جوانوں نے سینکڑوں جانوں کی قربانی دے کر علاقے میں امن قائم کیا۔ بل کھاتی خوبصورت وادیوں سے ہوتے ہوئے وانا کی طرف بڑھ

رہے تھے۔ راستے میں کہیں کہیں کوئی ذی روح نظر آتا مگر جوں جوں وانا قریب آتا جا رہا تھا۔ بچے اور جانوروں کے ریوڑ نظر آنا شروع ہو گئے۔ زندگی رواں دواں تھی۔ وانا اڈا میں سینکڑوں ٹرک نظر آئے جن میں افغانستان جانے اور وہاں سے آنے والے ٹرک موجود تھے۔ بازار میں لوگوں کی چہل پہل تھی۔ غربت لوگوں کے چہروں سے عیاں تھی۔ Yellow پگڑیوں والے ملک بھی نظر آ رہے تھے۔

وانا میں میڈیکل اور Eye کیمپ

وانا کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال میں MS عبدالولی اور ڈاکٹروں کی ٹیم فوجی افسروں اور جوانوں کے ساتھ استقبال کے لیے موجود تھی۔ سب سے پہلے علاقے کی روایات کے مطابق پگڑی پہنائی گئی۔ جاتے ہی کام شروع کر دیا۔ بنوں سے غلام اسحاق بھی پہنچ گیا تھا۔ اس نے موبائل ہسپتال کا چارج سنبھال لیا۔ OPD میں ہمیں ہمارے میز لگ گئے۔ اسلم مروت ہو اور ہنگامہ نہ ہو یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ ماسک کی وافر مقدار لی تھی۔ اسلم مروت نے ماسک تقسیم کرنے شروع کیے تو لوگوں نے اس سے اچک لیے۔ لگتا تھا وانا کے اچے لمبے شملے والے لوگوں کی نظریں کمزور ہیں۔ ہر کوئی Eye کے ڈاکٹر کو چیک کرانے کا متمنی تھا۔ وانا کے وسیع و عریض DHQ ہسپتال کا برا حال تھا۔ یہاں 42 ڈاکٹر تعینات ہیں مگر بہت کم حاضر ہوتے ہیں۔ Eye کا آپریشن تھیٹر موجود تھا مگر دو سال سے مشینیں بند پڑی ہیں۔ میڈیکل کیمپ کا آغاز ہو گیا۔ بچے، بوڑھے، بوڑھی عورتیں اور مرد چیک اپ کے لیے آنا شروع ہو گئے۔ اسلم مروت نے بچوں میں تحائف بانٹنا شروع کر دیے۔

انگور اڈا میں رضائیوں کی تقسیم

تنویر، سیف اللہ، شاہد جان انگور اڈا پہنچ گئے وہاں آرمی کے آفیسرز اور جوانوں کے ساتھ مل کر اظہر مجید صاحب کی بھجوائی ہوئی رضائیاں بڑی محبت اور ترتیب سے تقسیم کیں۔ علاقے کے غریب لوگ رضائیوں کا تحفہ وصول کر کے بہت خوش ہوئے انہیں اس سرد موسم میں نرم، گرم لحاف مل گئے۔ ایک بوڑھا بابا تو لحاف لے کر خوشی سے چیخیں مارنے لگا جبکہ ایک دوسرے نے لحاف لے کر اپنے ارد گرد لپیٹ لیا کہیں کوئی اس سے چھین نہ لے۔ آرمی آفیسر نے کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے جذبہ خدمت کی تعریف کی اور کہا کہ اس سے ہمیں انگور اڈا کے عوام کا اعتماد حاصل ہوگا۔ شام گئے تک ہمارا میڈیکل کیمپ جاری رہا۔

دن بھر میں 350 مریضوں کو دیکھا۔ آنکھوں کے پانچ سو مریضوں کا معائنہ ہوا اور ان میں عینکیں تقسیم کی گئیں۔ شام گئے تک مریض آتے رہے۔

امہ چلڈرن اکیڈیمی کا دورہ

واپسی پر شاندار امہ چلڈرن اکیڈیمی سکول کا دورہ کیا۔ پہاڑوں کے بیچ اکیڈیمی کی خوبصورت عمارت دیکھ کر دل خوش ہو گیا۔ اس اکیڈیمی میں 670 یتیم بچے زیرِ تعلیم ہیں۔ پرنسپل نے اکیڈیمی کے مختلف حصوں کا دورہ کروایا۔ اس اکیڈیمی میں یتیم اور نادار بچوں کے لیے اعلیٰ تعلیمی سہولتیں موجود ہیں۔ بچوں کو ٹیکنیکل ایجوکیشن بھی سکھائی جاتی ہے۔ اکیڈیمی کے بچوں کے لیے ڈونیشن بھی دیا۔ وانا کے پہاڑوں پر جا بجا لکھا ہوا تھا کہ تعلیم حاصل کریں۔ تعلیم آپ کا زیور ہے۔ وانا میں ترقی ہو رہی ہے سکول بن رہے ہیں۔ آرمی کی طرف خوبصورت جامع مسجد اور مدرسہ زیرِ تعمیر ہے۔ آرمی نے نہ صرف اس علاقے میں امن قائم کیا ہے۔ بلکہ علاقے کے لوگوں کی ویلفیئر کے لیے بھی کام کر رہی ہے۔ اس وجہ سے وانا کے لوگ خوش ہیں اور وہ امن کے خواہاں ہیں۔ جنرل عمر بشیر نے اپنے اسٹاف کو ہدایت کی تھی کہ مہمانوں کے قیام کا بہترین بندوبست ہو۔ وانا کینٹ کے آفیسرز میس میں قیام ہوا۔ کینٹ میں ایک دنیا قائم ہے۔ ہر طرح کی سہولیات ہیں۔ سکول ہیں، مساجد ہیں، ہسپتال ہیں۔ مغرب اور عشاء کی نمازیں قریبی مسجد میں ادا کیں۔ مسجد میں سینکڑوں نمازی تھے۔ ایسے لگ رہا تھا جمعہ کی نماز کا رش ہے۔ اسلم مروت نے بتایا کہ یہاں رنگروٹس ٹریننگ کے آئے ہوئے ہیں۔ پنج وقتہ نماز کی ادائیگی ان کی ٹریننگ کا لازمی حصہ ہے۔ رات کا کھانا سارے ساتھیوں نے اکھٹے کھایا۔ رات کچی پکی نیند آئی۔

وانا کی صبح

صبح سویرے کا وقت ہے۔ ابھی صبح کا ذب ہے۔ چاندنی رات ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی یخ ہوا چل رہی ہے۔ سردی ہڈیوں میں گھستی محسوس ہر رہی ہے۔ آسمان صاف اور ستاروں سے بھرا ہوا ہے۔ مسجد میں فجر کی نماز ادا کی۔ مسجد اندر اور باہر نمازیوں سے بھری ہوئی تھی۔ نوجوان رنگروٹ اور سپاہی نماز کے لیے آئے ہوئے تھے۔ اللہ کے نام سے اور نماز فجر ادا کر کے دن کا آغاز کر رہے تھے۔ ان نوجوانوں کی اس نہج سے ٹریننگ ہو گی تو یہ اللہ کے سپاہی بنیں گے اور پاکستان اور اسلام کے لیے اپنی جانوں کی قربانی دینے دریغ

نہیں کریں گے۔ وانا میں خوب سردی ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ ہاتھ پاؤں یخ ٹھنڈے ہو رہے ہیں۔ چائے پی کر اسلم مروت کی جان میں جان آئی۔ صبح سویرے شاہد جان، تنویر احمد اور سیف اللہ پشاور کے لیے روانہ ہوئے۔ لیفٹیننٹ عمار نے ہمارے دستے کی قیادت کرنا تھی۔ دھوپ میں کھڑے تھے کہ کسٹمز کے سابق کولیگ مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک اور وانا کے مکین جناب نصراللہ وزیر تشریف لائے۔ ان سے مل کر دلی خوشی ہوئی۔ نصراللہ وزیر نے جنوبی وزیرستان کی تاریخ، جغرافیہ، کلچر اور روایات کے بارے میں تفصیل سے روشنی ڈالی۔ جنوبی وزیرستان کی آبادی چھ لاکھ سے زیادہ ہے۔ علاقے میں پسماندگی ہے۔ جہالت ہے۔ غربت ہے۔ مگر آہستہ آہستہ لوگوں میں شعور آ رہا ہے۔ پاکستان آرمی نے علاقے میں امن قائم کرنے کے ساتھ ساتھ حکومتی اداروں کو بھی ٹھیک کرنا شروع کیا ہے۔ علاقے کے لوگ بہت سادہ ہم مہذب، مہمان نواز اور مروت والے ہیں۔ اگر ان کو زندگی کی تمام سہولیات مہیا کر دی جائیں تو یہ کبھی کبھی دہشت گردی کی طرف مائل نہیں ہونگے۔ نو بجے لیفٹیننٹ عمار QRF کے دستے کی قیادت کرتے ہوئے آن پہنچے۔

شیخہ فاطمہ بنت مبارک ہسپتال میں میڈیکل کیمپ

ان کے ساتھ سب سے پہلے شو ملام میں دبئی کی حکومت کے تعاون سے قائم شیخہ فاطمہ بنت مبارک ماڈل ہسپتال کا رُخ کیا۔ ہسپتال کے ایم ایس کرنل تجمل حسین نے استقبال کیا۔ انہوں نے اپنے ہسپتال کا وزٹ بھی کروایا۔ ماشاءاللہ دبئی کے حکمرانوں کے تعاون سے قائم اس ہسپتال میں علاج و معالجہ کی بہترین سہولیات موجود ہیں۔ ڈائلسز (Dialysis) سنٹر بھی ہے۔ نوزائیدہ بچوں کے لیے بھی وارڈ ہے۔ عورتوں اور مردوں کے لیے علیٰحدہ وارڈ ہیں۔ لیبارٹری ہر لحاظ سے بہترین اور مکمل ہے۔ اس میں تمام تشخیص ٹیسٹ کیے جاتے ہیں۔ اتنے اچھے ہسپتال میں Eye کا ڈیپارٹمنٹ نہ تھا۔ لیکن اس کے باوجود Eye کا سارا Equipment موجود تھا۔ کرنل تجمل نے کل ہی کہہ دیا تھا کہ آپ ادھر آ کر سرجری کریں۔ ڈاکٹر فیصل جدید ترین Equipement دیکھ کر حیران ہو گئے۔ انہوں نے فوراً اپنا کلینک شروع کر دیا۔

وانا میں آنکھوں کے آپریشن

آنکھیں چیک اپ کروانے کے لیے سینکڑوں مرد عورتیں اور بچے جمع تھے۔ لگتا تھا جنوبی وزیرستان

میں آنکھوں کے مسائل سب سے زائد ہیں۔ 250 مریضوں کا آنکھوں کا چیک اپ ہوا۔ 200 مریضوں کو عینکیں دی گئیں تاکہ وہ ٹھیک طرح سے دیکھنے کے قابل ہوں۔ ڈاکٹر فیصل اور عمر نے کل سے ہی سرجری کے لیے مریض منتخب کیے ہوئے تھے۔عثمان نے آپریشن تھیٹر تیار کر دیا۔ ڈاکٹر عثمان اور ڈاکٹر عمر نے شام تک کئی مریضوں کی سرجری کی۔ الحمدللہ! ہماری کوششوں سے ان غریب لوگوں کی بینائی بحال ہوگئی۔شام تک مریض آتے رہے۔ہسپتال کے مین گیٹ کے سامنے مزے دار اور بھلی لگتی دھوپ میں اپنا کلینک سجا لیا۔ فوراً ہی مریض آنا شروع ہو گئے۔ زیادہ تر کھانسی، نزلہ زکام، سر درد، بخار، معدے میں جلن اور سانس کی تکالیف کے ساتھ مریض آئے۔ ان سب کو چیک اپ کر کے ادویات دیں۔ بارہ بجے تک 150 مریضوں کو دیکھا اور ادویات دیں۔

انگور اڈا کا دورہ

بارہ بجے لیفٹیننٹ عمار کی QRF ٹیم کے ساتھ انگور اڈا کا رُخ کیا۔عمار ہمیں لیڈ کر رہا تھا۔ تاکہ راستے میں کسی قسم کا ناخوشگوار واقعہ نہ ہو۔خیال محمد اور حمید قاضی ساتھ تھے۔خیال محمد علاقے کے جغرافیہ پر بدستور روشنی ڈال رہے تھے۔جنوبی وزیرستان میں چلغوزہ اور Wild Olive کے ہزاروں درخت ہیں۔ یہاں کا چلغوزہ بہت مشہور اور کھانے میں بہت لذیذ ہے۔جنوبی وزیرستان میں چلغوزہ کی پراسیسنگ کا بڑا پلانٹ لگا ہوا ہے۔ اونچی نیچی بل کھاتی وادیوں اور اونچے، لانبے ٹنڈ منڈ، کالے، تاریخی، سبز پہاڑوں کے بیچ و بیچ منزل کی طرف رواں دواں تھے۔گزشتہ کئی سالوں سے خیبر پختونخواہ میں علاج اور خدمت کا سلسلہ جاری ہے۔ سارا علاقہ گھوم لیا مگر جنوبی وزیرستان نہ آئے تھے۔ اگرچہ 2014 میں وزیرستان کے لوگوں کی بھرپور خدمت کا موقع ملا تھا۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد انگور اڈا پہنچ گئے۔ انگور اڈا میں زندگی رواں دواں تھی۔ امپورٹ اور ایکسپورٹ کی سینکڑوں گاڑیاں موجود تھیں۔ کرنل عاطف اور کرنل زاہد نے اپنے دفتر میں استقبال کیا۔ بہترین Tea Break کروایا۔قریبی مسجد میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ نماز کے بعد پاکستان اور افغانستان کے بارڈر کے زیرو پوائنٹ کا دورہ کیا۔زیرو پوائنٹ پہ موجود فوجی افسروں اور کسٹم کے سٹاف نے خوش آمدید کیا۔ دونوں طرف آنے جانے والے سینکڑوں ٹرک موجود تھے۔ زیرو پوائنٹ سے واپسی کا رُخ کیا۔

بریگیڈئر عبید سے ملاقات

انگوراڈا میں موسم انتہائی خوشگوار ہے۔ سخت دھوپ ہے مگر سرد ہوائیں چل رہی ہیں جس کی وجہ سے ٹھیک ٹھاک ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ راستے میں خمیرنگ کے مقام پر بریگیڈیئر عبید سے ملنے کے لیے ٹھہرے۔ بریگیڈیئر عبید کا تعلق استور سے ہے۔ وہ بڑی محبت، عقیدت اور اپنائیت کے ساتھ ملے۔ علاقے میں خدمات انجام دینے اور کسٹمز کے کام کو Facilitate کرنے پہ ان کا شکریہ ادا کیا۔ بریگیڈیئر عبید اپنی فلاحی خدمات کا سن کر بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے عزم کیا کہ ان شاء اللہ وہ بھی ریٹائرمنٹ کے بعد اپنی زندگی فلاحی کاموں کے لیے وقف کر دیں گے۔

واپسی کا سفر

بریگیڈیئر عبید سے مل کر واپسی کا رخ کیا۔ چار بجے کے قریب شاملام پہنچے۔ پوری ٹیم منتظر تھی۔ چار بجے جنوبی وزیرستان سے واپسی کا رُخ کیا۔ QRF کی گاڑی Escort کے لیے ہمارے ساتھ تھی۔ راستے میں مغرب کی نماز کے گومل زام ڈیم کے قریب رکے۔ وہاں کے میجر صادق نے چائے کے بغیر جانے نہ دیا۔ بارہ بجے سے انگور اڈا کے سفر پہ نکلے ہوئے تھے۔ چار بجے وانا سے روانہ ہوئے تھے۔ مسلسل سفر جاری تھا۔ ایک آدھ Tea Break کے علاوہ نہ لنچ کیا تھا نہ ڈنر۔ ڈرائیوروں اور ساتھیوں کی ہمت تھی کہ بغیر کھائے پیئے خوشی خوشی سفر کر رہے تھے۔

جھال چکیاں کی دال اور گرما گرم تندوری روٹیاں

رات ایک بجے سرگودھا کے قریب جھال چکیاں رک کر وہاں کی مشہور زمانہ دال روٹی کھانے کے لیے رُکے۔ تڑکے والی دال، تندور کی گرم گرم روٹیاں اور اچار، ساتھی دن بھر سے بھوکے تھے سب نے خوب پیٹ اور جی بھر کے کھایا۔ ڈاکٹر فیصل اور عمر کو جھال چکیاں کی دال بہت پسند آئی۔ کھانا کھا کر ڈرائیوروں کے چہرے کی رونق بھی بحال ہوگئی۔ ٹانک کو بائی پاس کر کے لکی مروت سے گذر کر میانوالی اور سرگودھا سے ہوتے ہوئے لمبے، جاں گسل، دشوار گزار سفر کے بعد اگلے دن صبح ساڑھے تین بجے لاہور پہنچے۔ خیال محمد اور حمید قاضی خان بابا ڈرائیور کے ساتھ میانوالی سے اسلام آباد کے لیے روانہ ہو گئے تھے۔ وہ بھی تین بجے کے قریب اسلام آباد خیریت سے پہنچ گئے۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے حادثے کے بعد پانچ ماہ بعد اپنے پاؤں پر کھڑا کر کے دوبارہ سے ملک کے دور دراز پرخطر راستوں سے گزر کر علاج

اور خدمت کی توفیق دی۔ اللہ سے دُعا ہے کہ جب تک جان میں جان ہے وہ اسی طرح دکھی انسانیت کی خدمت کی توفیق دیتا رہے۔

چیف کلکٹر کسٹم سے وفاقی ٹیکس محتسب (FTO) تک کا سفر

7 ستمبر 2021ء کو چیف کلکٹر آفس میں روزانہ کے معمولات نبٹائے۔ ملنے والے بھی آتے رہے۔ سائلین کے مسائل حل کیے۔ نماز ظہر کے بعد معمول کا کام جاری تھا کہ وزیر اعظم ہاؤس سے پرنسپل سیکرٹری ٹو وزیر اعظم پاکستان کا فون آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان آپ کو فیڈرل ٹیکس محتسب لگانا چاہتی ہے۔ اس کے لیے آپ کو کسٹم کی نوکری چھوڑنا پڑے گی۔ استعفیٰ دینا پڑے گا۔ فوراً شاہد PRO کو بلایا جو ہر دم میرے ساتھ ہوتا ہے۔ شاہد نواز کی بھی یہ خوشخبری سن کر خوشی سے باچھیں کھل گئیں۔ سب سے پہلے اللہ

کا شکر ادا کیا جو یہ موقع دے رہا ہے۔عصر کے بعد واپسی ہوئی۔ بیشمار نعمتوں اور مہربانیوں کے لیے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا ۔شکرانے کے نوافل پڑھے۔ اگلے دن اعظم خان صاحب سے ملنے ان کے دفتر وزیراعظم ہاؤس پہنچے۔ وزیراعظم ہاؤس میں بڑے بڑے لوگوں کی آمد جاری تھی۔ پرنسپل سیکرٹری نے کہا کہ وزیراعظم آپ کو بڑی اہم ذمہ داری دے رہے ہیں۔ آپ کو اس ذمہ داری کا کامیابی سے بار اٹھانا ہے۔ انہیں بتایا کہ انشاء اللہ میں وفاقی ٹیکس محتسب کے ادارے کو بہتر بنانے کے لیے اپنی تمام صلاحیتیں بروئے کار لاؤں گا۔

لاہور اسماء اور بچوں کو بتایا۔ بچے اور اسماء سن کر خوش ہو گئے۔ حذیفہ کہنے لگا کہ بابا ایک وقت وہ تھا کہ ہم اللہ سے آپ کی زندگی کی دعائیں مانگ رہے تھے اور ایک وقت یہ ہے کہ وزیراعظم پاکستان آپ کو بلا کر وفاقی ٹیکس محتسب کا عہدہ پیش کر رہے ہیں۔ اللہ کا شکر ادا کیا۔ صدقہ دیا، اہل خانہ اور سرگودھا میں فیملی کے تمام افراد یہ خبر سن کر خوشی سے نہال ہو گئے۔ ساری رات سوچوں میں گزر گئی۔ کچی پکی نیند آئی ۔ ہر پل ہر سانس اللہ کا شکر ادا کرتا رہا۔ صبح سویرے اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی۔ اللہ کی نعمتوں پر اس کا شکر ادا کیا۔ اللہ بہت مہربان ہے، کریم ہے، فضل کرنے والا ہے۔ حذیفہ کل کہہ رہا تھا کی ہم اللہ کا کروڑ بار بھی شکر ادا کریں تو کم ہے۔ 18 جون کو حادثہ ہوا تو آپ کی زندگی کے لیے اللہ سے فریاد کر رہے تھے۔ اللہ سے آپ کی زندگی کی بھیک مانگ رہے تھے۔ اللہ نے ہماری دعائیں سن لیں۔ آپ صحت یاب ہو گئے، پھر اللہ نے ملک کے دوسرے بڑے اعزاز ہلال امتیاز سے نوازا۔ بابا جب آپ صدر پاکستان سے اعزاز کے لیے اٹھے تو مجھے یاد آ گیا کہ کیسے آپ کو آپریشن تھیٹر میں لے گئے تھے۔ جب آپریشن تھیٹر کے دروازے کھلے اور بند ہوئے تو ہم سب کی چیخیں نکل گئیں تھیں۔ وہ تین گھنٹے قیامت کے تھے جو روتے اور سسکتے کے عالم میں دعائیں مانگتے گزرے اور آج اللہ تعالیٰ پھر موقع دے رہا ہے کہ بابا صدر پاکستان سے ملک کے وفاقی ٹیکس محتسب کا حلف اٹھا رہے ہونگے۔ فجر کی نماز بلال مسجد میں ادا کر کے تھوڑی دیر آرام کیا۔ 9 بجے شاہد بھی پہنچ گیا۔ FBR کا رُخ کیا۔ حسن ثاقب شیخ سے ملاقات ہوئی۔ حسن نے جلدی سے ریٹائرمنٹ کے لیے Application لکھ کر دستخط کرنے کے لیے سامنے رکھ دی۔ دستخط کرنے سے پہلے 31 اکتوبر 1992ء سے 15 ستمبر 2021ء تک کے عرصے سب کی تصاویر آنکھوں کے سامنے آ گئیں۔ سب یاد آ گیا کہ کیسے سول سروسز اکیڈمی سے اور پھر ملتان کلکٹریٹ سے نوکری کا آغاز کیا تھا۔ سارے کلکٹرز، ممبرز اور چیئرمین خصوصی طور پر ریاض حسین نقوی (مرحوم) یاد آ گئے۔ نوکری کے دوران اللہ نے دیانتداری سے

کام کرنے کی توفیق دی۔ اللہ نے ہر طرح سے عزت دی۔ توقیر بخشی، عہدہ، مقام، عزت، شہرت سب ملی، لڑکھڑاتے ہاتھوں اور لبریز آنکھوں کے ساتھ ریٹائرمنٹ کی درخواست پر دستخط کیے۔ درخواست اور سمری تیار کرنے میں پورا دن لگ گیا۔ رات گئے تک جذباتی کیفیت رہی۔ عشاء کے بعد عزیز دوست جلیل اختر، خواجہ ظفر اور ممتاز علی آ گئے۔ انہوں نے آتے ہی مبارکباد دی۔ ممتاز علی سوات کی مکئی کی مکھن میں بنی روٹی لے آئے۔ سب کے ساتھ کھانا کھایا۔ خوب گپ شپ ہوئی۔ دوستوں نے بے حد خوشی کا اظہار کیا۔ جلیل صاحب اپنے انداز میں کہنے لگے کہ آپ پر اللہ کا کرم ہے۔ آپ اسلام آباد آئے تو اللہ نے آپ پر عنایات کی بارش کر دی۔ ممتاز علی نے کہا کہ آپ پر اللہ کا انعام اس لیے ہے کہ آپ مخلوق خدا کی خدمت کرتے ہیں۔ خواجہ ظفر اقبال بھی بہت خوش تھے۔ انہوں نے کہا میری زبردست خواہش تھی کہ آپ ریٹائرمنٹ کے بعد اسلام آباد میں رہیں۔ ساری رات سوتے جاگتے خیالوں میں گزری۔ شاہد نواز نے ہمت اور کوشش کر کے فائل وزیر خزانہ کے آفس پہنچا دی۔ FBR سے بات نکلی تو آگ کی طرح پھیل گئی۔ دوست احباب اور کولیگس نے سوشل میڈیا فیس بک، Twitter اور WhatsApp پر خبر عام کر دی، ہر طرف سے مبارکباد کے پیغام آنے لگے۔ جمعرات کو تین بجے قرآنی سکالر اور علم الاعداد کے استاد محترم پروفیسر احمد رفیق اختر کا لیکچر تھا۔ ان سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے گلے لگایا۔ دعائیں دیں اور FTO کا سن کر بہت خوش ہوئے۔ اللہ انہیں سلامت رکھے۔ مولانا ذوالفقار سے بھی ملاقات ہوئی، انہوں نے سن کر دعائیں دیں۔ عشاء کی نماز کے بعد سید قادر، ثاقب اللہ اور شایان موبائل ہسپتال اور دستر خوان لے آئے۔ امجد بخاری صاحب بھی آ گئے، میلوڈی اور پولی کلینک کے قریب غریب مزدوروں میں کھانا تقسیم کیا۔ یہاں کے لوگ ہمارے موبائل ہسپتال سے شناسا ہیں۔ کہنے لگے ہمیں دوائیوں کی بھی ضرورت ہے۔ وہیں میڈیکل کیمپ لگا لیا۔ امجد بخاری کھانا تقسیم کرتے رہے۔ 9 بجے تک مریضوں کو دیکھا اور کھانا تقسیم کیا۔ جلیل اختر بھی آ گئے۔ امجد بخاری اور جلیل صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔ خوب گپ شپ ہوئی۔ بستر پہ لیٹتے ہی خیالات آنے لگے۔ پچھلے تیس سال کے سارے مناظر آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ اسسٹنٹ کلکٹر سے چیف کلکٹر کا سفر بڑا خوشگوار گزرا۔ الحمد للہ ایمانداری سے کام کیا۔ ملکی ریونیو میں اضافہ کیا۔ سمگلروں اور ٹیکس Evaders کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

ہمیشہ ملکی مفاد کو مقدم رکھا۔ اللہ نے ہر مقام پر اور مشکل کی ہر گھڑی میں سرخرو کیا۔ مافیا کا مقابلہ کیا۔ مخلوق خدا کی بھرپور خدمت کی۔ اللہ نے عزت کے ساتھ ملک کے دو بڑے اعزازات سے نوازا۔ اللہ نے

نیک اولاد دی۔ والدین کا سایہ سر پر قائم رکھا۔ اس کا جتنا شکر ادا کیا جائے، کم ہے۔ انہی خیالات کے دوران آنکھ لگ گئی۔ صبح تہجد کے وقت آنکھ کھلی تہجد کی نماز کے بعد اللہ سے آہ وزاری کی ۔ ملکی سلامتی ، بچوں کی خیرو عافیت اور عمران خان کی درازی عمر اور ناگہانی آفتوں سے بچاؤ کی دُعا کی ۔ فجر کی نماز کے بعد تھوڑی دیر کے لئے Walk کی۔ سورہ کہف کی تلاوت کی۔ انشاء اللہ اس کی بدولت پورے ہفتے خیرو برکت رہے گی اور نوٹیفکیشن بھی ایشو ہو جائے گا۔

جمعہ کی نماز کے بعد چیف کلکٹر کانفرنس ہوئی جس میں ملک کے تمام چیف کلکٹرز نے اپنے ریجن کی پرفارمنس کے بارے میں کارکردگی رپورٹ پیش کی۔ اپنی باری آئی تو جذباتی انداز میں خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج میری بطور چیف کلکٹر کسٹم میں آخری Presentation ہے۔ مجھے کسٹم فیملی کا رکن ہونے پر فخر ہے۔ چیئر مین FBR ڈاکٹر محمد اشفاق احمد نے بھی وفاقی ٹیکس محتسب کے لیے نامزد ہونے پر مبارک باد پیش کی۔ دوسرے ساتھیوں نے بھی خراج تحسین پیش کیا۔ چیئر مین FBR نے کہا کہ ہمارے لیے فخر کی بات ہے اور باعث اطمینان ہے کہ ٹیکس معاملات کو جاننے والا بندہ FTO بن رہا ہے ۔ہمیں امید ہے کہ آپ کے وہاں جانے سے FBR مزید مضبوط ہوگا۔ پوری کانفرنس کے دوران گزشتہ 30 سال کے شب و روز آنکھوں کے سامنے آتے رہے۔ خوشی کے تمام لمحات اور کچھ اداسی کے لمحات یاد آتے رہے۔ کسٹم کے عزیز ترین کولیگ ہمدرد دوست شفقت محمود بھی یاد آئے کوئی بھی مسئلہ ہوتا تو سب سے پہلے ان سے شیئر ہوتا تھا۔ آج وہ ہوتے تو وہ FTO کی خبر سن کر خوشی سے نہال ہو جاتے ۔ شام تک کانفرنس جاری رہی۔ شاہد گزشتہ 5 دنوں سے میری فائل کے ساتھ ساتھ گھوم رہا ہے تاکہ جلدی سے ریٹائرمنٹ نوٹیفکیشن جاری ہو جائے ۔اور اس کے بعد FTO کے لیے تعیناتی ہو۔ ملک بھر کے سوشل میڈیا پر پیغامات وصول ہو رہے ہیں۔ دعائیں مل رہی ہیں۔ سب اللہ تعالیٰ کا کرم ہے۔ عشاء کے بعد رانا خالد مرحوم کی تعزیت کے لیے ان کے گھر چکر لگایا۔ ان کے بچوں سے تعزیت کی۔ رات 10 بجے نیند آگئی۔ 12 بجے اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی بچوں اور اسماء سے گپ شپ ہوئی ۔ فجر کی نماز کے بعد کچھ دیر آرام کیا۔ آٹھ بجے صبح لاہور کے لیے روانگی ہوئی۔ جنید خان نے موبائل دسترخوان غریب علاقے میں بلالیا۔ غریبوں میں کھانا تقسیم کر کے لاہور کے لئے روانہ ہوئے۔ 22 ستمبر 2021ء کو ریٹائرمنٹ نوٹیفکیشن جاری ہو گیا اور یوں اسسٹنٹ کلکٹر سے چیف کلکٹر کسٹم کا سفر تمام ہوا۔

29 ستمبر 2021ء کو دفتر میں بیٹھے تھے کہ اعظم خان کا پیغام آ گیا جس میں FTO کی تعیناتی کا

نوٹیفکیشن تھا۔ طارق نجمی پرنسپل سیکرٹری صدر پاکستان نے اسی دن شام کو حلف برداری کا انتظام کروا دیا۔ خلدون الحق اور شاہد نواز کے ساتھ ایوانِ صدر پہنچے ۔وفاقی ٹیکس محتسب کی حیثیت سے حلف برداری کی تقریب منعقد ہوئی۔ صدرِمملکت ڈاکٹر عارف علوی نے حلف لیا۔ حلف برداری کی تقریب کے بعد صدر سے ون آن ون ملاقات ہوئی۔ اس ملاقات میں صدرِمملکت سے وعدہ کیا کہ انشاء اللہ میں FTO کے ادارے کو فعال ، Dynamicاور Vibrant اور ٹیکس دہندگان کے مسائل کو فوری طور پر حل کرنے والا ادارہ بناؤں گا۔نومبر کے مہینے میں وزیراعظم سے ملاقات ہوئی۔ان کے ساتھ بھی یہی عزم دہرایا۔

الحمد للہ! پچھلے آٹھ ماہ (اکتوبر 2021ء سے جون 2022ء) کے دوران FTO کے ادارے کوعوام الناس کے لیے فلاحی اور آسانیاں بانٹنے والا ادارہ بنا دیا ہے۔سینکڑوں ٹیکس دہندگان کو ریلیف دیا ہے۔ان کی مشکلات حل کی ہیں۔صدرِ پاکستان نے اپنے پیغامات میں FTO کی کارکردگی کو سراہا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے وفاقی ٹیکس محتسب کا حلف اٹھانے کے بعد ٹیکس دہندگان کے مسائل حل کرنے اور آسانیاں بانٹنے کی توفیق بخشی ہے۔

I

ایک دفعہ پھر سرجیکل ٹاور میں ۔فرخ اظہر بھی عالم بالا کو سدھار گئے

فروری کے شروع میں بچوں کے ماموں اور برادرنسبتی فرخ اظہر کی طبیعت خراب ہوئی۔گزشتہ چھ ماہ سے Dialysis پر تھے۔ اس کے علاوہ بھی صحت سے متعلقہ کئی اور مسائل بھی تھے۔ بڑی ہمت اور

برداشت سے ہر بیماری کا مقابلہ کر رہے تھے۔ بڑے شریف النفس اور وضع دار انسان تھے۔ انہیں میو ہسپتال کی ایمرجنسی میں لے کر آئے۔ طبیعت بہتر ہوئی تو نیفرالوجی وارڈ میں شفٹ کیا۔ جہاں پروفیسر انیس اور ان کی ٹیم نے ان کا علاج کیا۔ طبیعت میں اتار چڑھاؤ آتا رہا۔ ہفتے بعد طبیعت بحال ہوئی تو چھٹی کا سوچا مگر ایک آدھ دن میں حالت بگڑ گئی۔ نیفرالوجی سے سرجیکل ٹاور میں شفٹ کیا۔ بے چارے Ventilator پر آ گئے۔ یمنیٰ نے ماموں کے ساتھ دن رات ڈیوٹی کی اور ان کی دیکھ بھال میں کوئی کسر نہ اُٹھا چھوڑی۔ بندہ وینٹی لیٹر پر آ جائے تو تقریباً تمام اُمیدیں دم توڑ جاتی ہیں۔ سرجیکل ٹاور میں آتے ہی اپنے حادثے کے دن یاد آ گئے۔ ایک ایک لمحہ یاد آ گیا جب یہاں علاج ہو رہا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ اس نے زندگی بخشی۔ سرجیکل ٹاور کے ICU وارڈ میں فرخ بھائی کی طبیعت بگڑتی گئی۔ ایک Vantilator سے Triple Support پر آ گئے۔ آخر 17 فروری کی رات 12 بجے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ تمام تکالیف سے نجات پا گئے۔ 18 فروری 2022ء بروز جمعۃ المبارک ان کو، ان کے بیٹے عبیر اور بھائی فہیم کے ساتھ غسل دیا۔ ڈی ایچ اے وی بلاک کی مسجد میں ان کا نماز جنازہ ہوا جس میں نمازیوں کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ بچوں نے باپ کی جدائی کا غم بڑے حوصلے اور ہمت سے برداشت کیا اور کر رہے ہیں۔ سب سے چھوٹی بیٹی آمنہ فرخ سے فرخ بھائی کو بڑا خاص پیار تھا۔ بیٹی بھی بابا کی محبت میں دیوانی تھی۔ ہروقت بابا کو یاد کر کے اکیلے میں روتی ہے مگر کسی کے سامنے اپنے جذبات کو دبا کر رکھتی ہے۔ آمنہ نے بابا کی وفات پر اپنے انسٹاگرام پر جو تعزیتی پوسٹ لکھی وہ اتنی رُلا دینی والی ہے کہ اسے پڑھ کر پڑھنے والے کو آمنہ کا غم اپنا غم محسوس ہوتا ہے۔ آپ بھی پڑھیئے:۔

The inside of an ambulance is very strange, when the sirens go off, the lights inside dim. There is this sense of intense anxiety combined with a very typical smell of medicines. Or maybe that's just me projecting the enxiety I was feeling onto the environment of the ambulance.

Life is weird, arbitrary and illogical. One meoment you sould be dancing and taking pictures with your friends, and just a couple of hours later you can find yourself in the backside of an ambulance, with your father barely breating. Life evolves from one moment to another like blots of coloured ink dissolving into water. With the ability to completely change lives, and with them the

people experiencing those moments. A conclusive end is calming, it's definitely harder to handle, to deal with, to process, but doesn't possess as much anxiety as the limbo between life and death does. The pain of waiting for a flat line on an ECG screen is agonizing, there is no other word for it. The pain I felt while I put my hand on your chest, feeling your heart beat slower and slower is the worst pain I have ever felt. Yet despite all the pain, the grief so huge that it's impossible for me to even fathom, let alone feel. Despite all of that I am at peace. It's okay that you never got to see my first semester GPA, let alone my graduation, it's okay that you never got to see my career, it's okay that you never got to see me settling down, because I know you're at peace, and hence..... so am I.

حصہ پنجم

نیلم وادی، میرپور (آزاد کشمیر)

چترال، گلگت اور ہنزہ میں
خدمت اور علاج کے اسفار کا احوال

خدمت اور علاج کے اسفار

اسلام آباد میں قیام کے دوران نیلم ویلی آزاد کشمیر، چترال گلگت اور ہنزہ میں خدمت اور علاج کے سلسلے جاری وساری رہے۔ ان علاقوں میں دشوار گزار سفر کر کے علاقے کے مکینوں کی خدمت کی۔ میڈیکل کیمپ لگائے۔ 24 ستمبر کو میر پور میں زلزلہ آیا تو زلزلے کے فوراً بعد متاثرین کی خدمت کے لیے ریلیف

گڈز اور ٹینٹوں کے ساتھ میر پور پہنچے۔ بھارتی بربریت اور فائرنگ کے خطرات کے باوجود لائن آف کنٹرول کے قریب جا کر کشمیری بھائیوں کی مدد کی۔ سرگن اور شاردہ ویلی میں گلیشیر پھٹنے سے متاثرہ افراد کی مدد کے لیے منفی 10 ٹمپریچر میں نیلم ویلی پہنچے اور متاثرین کی خدمت کی۔ اس سے پہلے متاثرین لیسوا کی مدد کے لیے پہنچے تھے۔ وادی ہنزہ اور گوجال میں بھی جا کر وہاں کے غریب لوگوں کی مدد کی۔ چترال اور خوبصورت وادی کیلاش میں میڈیکل کیمپ لگائے اور علاقے کے لوگوں کی خدمت کی۔

اسلام آباد کی تنہا اور اداس شامیں

ماہ نور بولی بابا شام کو کیا کرتے ہیں؟

بیٹا شام کو اسلام آباد میں اداس اور تنہا ہوتا ہوں۔ فی الحال کرنے کو کچھ نہیں۔

ماہ نور بولی۔ بابا اسلام آباد کی تنہا شامیں کے نام سے ایک ناول شروع کر دیں۔ بیٹی کے کہنے پہ ناول تو

نہیں شروع کر سکا۔ کتاب کی شروعات کر دیں۔ اسلام آباد آنے کے بعد چند دن تو اداسی میں گزرے۔ دفتر سے آنے کے بعد وقت مشکل سے گزرتا۔ بڑی بے چینی اور بے کلی سی رہتی۔ کیا کروں۔ کدھر جاؤں؟ پچھلے 29 سال سے مغرب سے عشاء تک ایک ہی روٹین رہی یعنی مغرب سے عشاء تک روزانہ بلا ناغہ غریب اور نادار مریضوں کی خدمت اور علاج۔ چاہے سرگودھا سے آمد ہو یا کسی دور دراز آفت زدہ علاقے سے ہمیشہ مغرب کی نماز 449 جہاں زیب بلاک علامہ اقبال ٹاؤن لاہور میں ادا ہوتی اور اس کے بعد چل سو چل مریض آتے۔ چیک اپ کروا کے دوائیں لیتے۔ دُعائیں دیتے جاتے۔ ان مریضوں کی دعاؤں کی بدولت اللہ نے ہمیشہ کرم کیا۔ اس کا فضل شامل حال رہا۔

خدمت خلق کا پھیلتا پھولتا پودا

خدمت خلق کا ننھا پودا جو 29 سال سے پہلے لگایا تھا۔ وہ اب تناور درخت بن چکا جس کی شاخیں ملک کے کونے کونے کے علاوہ دنیا بھر میں پھیل چکی ہیں۔ الحمدللہ! جب بھی ملک کے کسی حصے میں کوئی آفت، زلزلہ، سیلاب وغیرہ آتا ہے۔ کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی ٹیمیں دادرسی کے لیے پہنچ جاتی ہیں۔ اسلام آباد کی تنہا شاموں کو خوش گوار اور بامقصد بنانے کے لیے آتے ہی کام کا آغاز کر دیا۔ اسلام آباد کلکٹریٹ کی کلکٹر سیما رضا بخاری اور ایڈیشنل کلکٹر اشفاق احمد کے تعاون سے کسٹم ہاؤس کے آفیسرز اور ملازمین کے لیے ایک خوبصورت ڈسپنسری بنائی جس کا افتتاح محکمہ کسٹمز کے نیک نام اور نامور آفیسر استاد محترم محمد رمضان بھٹی نے کیا۔ الحمدللہ! اسی دن G-10 مرکز کے غریب نادار لوگوں کے لیے PHA فلیٹس میں ایک اور ڈسپنسری بنا ڈالی۔ یوسف شاہ کا شانگلہ سے تعلق ہے۔ NGO کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ان سے کئی سال پہلے تعلق بنا جو ابھی تک برقرار ہے۔ شانگلہ میں 2016ء کے زلزلے کے دوران ان کے توسط سے زلزلہ زدگان کی خدمت کی۔ یوسف شاہ نے ڈسپنسری کے لیے PHA فلیٹس میں ایک فلیٹ کا بندوبست کر لیا۔ دنوں میں فلیٹ تیار ہو گیا۔ 8 فروری 2019ء کو سینیٹر طلحہ محمود، ڈاکٹر سعید الٰہی، چیئرمین بلال احمر، ممتاز حیدر رضوی، سابق چیئرمین FBR محترم رمضان بھٹی کی موجودگی میں کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی الحمدللہ! 43 ویں ڈسپنسری کا افتتاح ہو گیا۔ الحمدللہ! مریض آنا شروع ہو گئے۔

علی پور میں کیمپ

اسی دن شام کے وقت اسلام آباد کے مضافات میں علی پور میں کیمپ لگایا۔ لاہور سے اشفاق، ڈاکٹر شہروز، علی حیدر، عابد، رفیق سب پہنچے ہوئے تھے۔ اسلم مروت نے اسلام آباد میں بھی پیچھا نہ چھوڑا۔ وہ بھی اپنی ٹوپی اور ڈنڈے کے ساتھ موجود تھے۔ علی پور میں کیمپ شروع کیا تو گمان ہوا کہ ہنزہ یا گلگت اور بلتستان میں بیٹھے ہیں۔ بچے، بوڑھے نوجوان لڑکے لڑکیاں سارے کے سارے بلتی اور ہنزئی۔ جعفر شاہ ڈرائیور نے بتایا کہ یہ پورا علاقہ بلتستان کے لوگوں سے آباد ہے۔ رات گئے تک سینکڑوں مریضوں کا علاج کیا۔ یہاں آکر اندازہ ہوا کہ اتنی بڑی آبادی کے لیے کوئی کلینک یا ہسپتال نہیں ہے۔ کیمپ لگنے سے علاقے کے لوگ بہت خوش تھے۔ رات گئے تک مریض آتے گئے۔ اسلم مروت بچوں میں حسبِ معمول تحائف کی صورت میں خوشیاں بانٹتے رہے۔

کسٹم میس کے ساتھی

اسلام آباد میں G-6/4 کے علاقے میں بسیرا ہے جہاں لاہور سے آنے والے دوسرے آفیسران محترم فضل یزدانی، زاہد کھوکھر، نیئر شفیق، ہارون ملک اور کراچی سے جاوید غنی صاحب بھی قیام پذیر ہیں۔ اللہ والے عبدالرشید شیخ صاحب کبھی کبھی آتے ہیں۔ گھر کے قریب ہی بلال مسجد ہے۔ جہاں الحمدللہ! باجماعت نماز پڑھنے کی توفیق حاصل ہوتی ہے۔ مسجد میں چھوٹا سا مدرسہ ہے جہاں اٹھمقام کشمیر سے آئے ہوئے بچے مقیم ہیں۔ میس کے ڈائننگ ہال کی الماریوں میں دوائیاں سجالیں۔ دوائی لینے کے لیے مدرسے کے بچوں کی آمد شروع ہوگئی۔ الحمدللہ! آس پاس سے بھی مریض آنے لگے۔ لاہور اور اسلام آباد کا موسم بھی الگ ہے اور شہروں کا مزاج بھی الگ ہے۔ لاہور عام لوگوں کا شہر ہے۔

بابوؤں اور گریڈوں کا شہر

جبکہ اسلام آباد بابوؤں اور گریڈوں کا شہر ہے۔ کبھی کبھار تو یہاں رہ کر ایسے لگتا ہے کہ اسلام آباد میں انسان نہیں بلکہ انسان نما گریڈ بستے ہیں۔ آپ رات کے کسی حصے میں لاہور کی کس گلی کا رخ کرلیں وہاں انسان ملیں گے اور زندگی رواں رواں ہوگی جبکہ اسلام آباد شام ہوتے ہی ویرانی کا منظر پیش کرتا ہے۔ سڑکیں ویران ہو جاتی ہیں۔ اسلام آباد کے گریڈوں میں پلنے بڑھنے والے بابو اسلام آباد کلب کا رخ کرتے ہیں جہاں صبح سے شام تک گریڈوں اور تنخواہوں کی باتوں کا دوبارہ تذکرہ ہوتا ہے۔ شام کو اکثر G-6/4 کی سڑکوں پر پھرتے ہوئے لگتا ہے کہ یہاں کے لوگ سرِشام ہی سو گئے ہیں۔ بہر حال اسلام آباد

ملک کا خوبصورت ترین شہر ہے۔ صاف و شفاف سڑکیں، اور صاف گلیاں جتنی بھی بارش ہوجائے۔ کہیں پانی کھڑا نہیں ہوتا۔ فجر کے بعد آپ کسی بھی سڑک یا پارک میں سیر کے لیے چلے جائیں۔ کھلی فضا میں سیر کرنے اور لمبے سانس لینے کا اپنا ہی مزہ ہے۔ الحمدللہ! اسلام آباد میں تین ڈسپنسریاں بنانے کے بعد یہاں اپنا قیام اچھا لگنے لگا ہے اللہ نے شروع سے ہی غریب اور نادار مریضوں کی خدمت کی توفیق دی ہے۔ کسٹم ہاؤس میں سٹاف کے لوگوں کا علاج ہو رہا ہے۔ PHA فلیٹس میں آس پاس کے غریب لوگوں کی خدمت ہو رہی ہے اور یہاں G-6/4 میں مدرسہ کے بچوں کی خدمت جاری ہے۔ آس پاس کے غریب لوگوں کی خدمت بھی جاری ہے۔

اسلام آباد میں ملاقاتیں

پیر سے لے کر جمعہ اسلام آباد میں قیام ہوتا ہے۔ جمعہ کا انتظار ہوتا ہے۔ جمعہ کی شام لاہور روانگی ہوتی ہے۔ لاہور پہنچ کر ایسے لگتا ہے کہ یہاں سے گئے بہت دن بیت گئے ہیں۔ جمعہ کو جلدی پہنچ جائیں تو ہسپتال میں پہنچ کر مریضوں کا چیک اپ اور علاج شروع ہو جاتا ہے۔ ہفتہ بھر مریض منتظر رہتے ہیں۔ سوموار کے دن صبح سویرے واپسی ہوتی ہے۔ کسٹمز کے درویش منش کولیگ محترم سید احمد عالم صاحب تشریف لائے۔ انہوں نے زبردست آپ بیتی لکھی ہے۔ ان سے دل کی باتیں ہوئیں۔ شام کے وقت اسلام آباد کے مشہور عالم دین، محقق اور سکالر ڈاکٹر ساجد الرحمن سے ملنے کے لیے بحریہ ٹاؤن کا رخ کیا۔ ڈاکٹر ساجد الرحمن سے کئی سال پہلے ملاقات ہوئی وہ اسلام کے روشن خیال سکالر ہیں۔ ماشاءاللہ گدی نشین ہیں۔ دینی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں۔ سیرت النبی ان کا خاص موضوع ہے۔ اسلام آباد میں (اللہ، کعبہ اور بندہ) کی تقریب رونمائی میں انہوں نے شرکت کی تھی۔ ان کے پر اثر خطاب نے سامعین پہ سحر طاری کر دیا تھا۔ علامہ صاحب سے حج کے سفر کا تذکرہ ہوا۔ مکہ اور مدینہ کے روحانی سفر کے بارے میں تبادلہ خیالات ہوا۔ علامہ صاحب نے بتایا کہ (اللہ کعبہ اور بندہ) پڑھ کر ایسے لگتا ہے کہ بندہ ڈاکٹر آصف محمود جاہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کی گلیوں میں محوِ سفر ہے۔ کتاب پڑھ کر بندہ اللہ اور اسے کے نبی کے عشق میں کھو جاتا ہے۔ واپسی پر فرنٹیئر میڈیکل کالج کے 92 سالہ پرنسپل ڈاکٹر AJ Khan سے بات ہوئی۔ تعارف کرانے پر پتہ چلا کہ وہ بھی Kemcolian ہیں۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کا ذکر کرتے ہی مہ وسال کے سارے پردے اٹھ جاتے ہیں۔ ان سے دل کی باتیں ہوئیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ بہت جلد

ایبٹ آباد بلائیں گے۔

خیر اور فلاح میں تعاون کرنے والے

الحمدللہ! دنیا بھر سے ہزاروں لوگ ہمارے ساتھ خیر کے کاموں میں تعاون کرتے ہیں۔ اس تعاون کی وجہ سے خدمت اور علاج کا سلسلہ جاری ہے۔ اسلام آباد کے ایک بزرگ ڈاکٹر آفتاب حبیب خان ہیں جو گزشتہ پانچ سال سے وقتاً فوقتاً عطیات بھیجتے رہتے ہیں۔ ان سے بات ہوئی۔ اسلام آباد کا بتایا تو بہت خوش ہوئے۔ اسماء اور بچوں ڈاکٹر یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور کا پوچھا۔ ڈاکٹر آفتاب نے میری کتابیں ازبر کر رکھی ہیں۔ کتابوں میں چونکہ اسماء اور بچوں کا تذکرہ ہے اس لیے وہ سب سے واقف ہیں۔ اسماء اور بچوں یمنیٰ، حذیفہ، ماہ نور کا حال چال پوچھا۔ شام کو ڈاکٹر صاحب کے گھر حاضری دی۔ 85 سالہ ڈاکٹر آفتاب اسلام آباد کے بڑے گھر میں اپنی عمر رسیدہ بہن کے ساتھ مقیم ہیں۔ مجھے دیکھ کر خوشی سے پھولے نہ سمائے۔ بار بار شکریہ ادا کر رہے تھے بچوں کو پوچھ رہے تھے۔ کل ہی انہوں نے اشفاق کو عطیہ بھجوایا تھا۔ بیٹھتے ہی کیش لے آئے۔ یہ مسجد کے لیے ہے۔ حال ہی میں تھر میں تین مساجد بنوائی تھیں۔ ڈیپلو سے نذیر بار بار فون کر رہے تھے۔ انہوں نے ایک زیرِ تعمیر مسجد کی تصاویر بھی بھیجیں۔ کہنے لگے سائیں ہم غریب لوگ ہیں۔ پانچ سال سے پائی پائی جوڑ کر اس مسجد کی تعمیر میں مصروف ہیں۔ ہماری خواہش ہے کہ اس دفعہ ہم رمضان المبارک میں تراویح اس مسجد میں پڑھیں مگر کام ابھی کافی باقی ہے۔ شفقت کو بھیجا تھا مگر کام کی حامی نہ بھری تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مسجد کے لیے پیسے دیئے تو فوراً شفقت کو فون کیا۔ کہ کل سے مسجد کا کام شروع کر دیں۔ اگلے دن ڈاکٹر صاحب نے اور رقم بھجوا دی۔ ان کی نیک سیرت بہن ثروت نے بھی حصہ ڈالا اور یوں الحمدللہ! مسجد کی تعمیر کا آغاز ہو گیا جو رمضان المبارک سے پہلے ان شاءاللہ مکمل ہو جائے گی۔ مسجد دو ماہ میں مکمل ہوگئی۔ بچوں کے لیے مدرسہ بھی بن گیا۔ ماشاءاللہ اب مسجد میں پانچ وقت کی نماز ہو رہی ہے اور گوٹھ کے بچے اور بچیاں قرآن پاک بھی سیکھ رہے ہیں۔

نیلم وادی کی بلند اور اداس فضاؤں میں متاثرین لیسوا کی

خدمت اور علاج

نور پیر دا ویلا اے۔ آسمان پر ابر چھایا ہوا ہے۔ پہاڑوں کے اُوپر بادل ہیں ہوا میں خنکی ہے۔ مظفرآباد شہر سویا ہوا لگ رہا ہے۔ Grandeur ہوٹل کی پہلی منزل سے پورا شہر نظر آ رہا ہے مسحور کن مناظر ہیں۔ اگرچہ فضاؤں میں خامشی ہے مگر دریائے نیلم میں پانی کے چلنے اور پتھروں سے ٹکرانے کی آوازیں سمع خراشی نہیں کر رہیں بلکہ ایک جلترنگ کی مانند کانوں کو بھلی لگ رہی ہیں۔

اسی طرح کی 8 اکتوبر 2005ء کی ایک صبح تھی۔ لوگ سحری کر کے سوئے تھے کہ آٹھ بج کر پچپن منٹ پر صبح جب بچے ابھی سکول پہنچے ہی تھے کہ اچانک قیامت آ گئی۔ پل بھر میں پورا مظفرآباد اور بالاکوٹ اور ملحقہ علاقے زمین بوس ہو گئے۔ ہنستی کھیلتی نوخیز کلیاں ابتداء میں ہی مرجھا گئیں۔ سینکڑوں بچے بچیاں اور ان کے اساتذہ ملبے تلے زندہ درگور ہو گئے۔ ان وقت کے وزیراعظم آزاد کشمیر نے جب اپنے مظفرآباد کو یوں اُجڑتا دیکھا تو برملا کہہ دیا کہ مجھے تو یوں لگ رہا ہے کہ میں قبرستان کا وزیراعظم ہوں۔

لیسوا کے بادل پھٹ پڑے

ایسی ہی ایک شام گزشتہ ہفتے لیسوا کے باسیوں پر بھی آئی۔ نعیم نے بتایا کہ دن بھر موسم خوشگوار رہا مطلع صاف تھا۔ بارش کا کوئی امکان نہ تھا آسمانوں پر بادل بھی نہیں تھے۔ لوگ اپنے اپنے کاموں سے فارغ ہو کر گھروں میں آ گئے تھے۔ لیسوا بازار آہستہ آہستہ بند ہو رہا تھا لوگ اپنی اپنی دکانوں کو بڑھا رہے تھے۔ مقامی مسجد میں آئی ہوئی تبلیغی جوان کے نوجوان طالب علم ابھی ابھی مغرب کی نماز کے بعد بیان سے فارغ ہوئے تھے۔ مولانا طارق جمیل کے ایک مدرسے کے طالب علم نے عجیب بیان کیا۔ موت یاد دلائی۔ اس نے کہا کہ یہ چند روزہ زندگی ہے۔ ایک دن اس نے ختم ہو جانا ہے اس کے بعد آخرت کی لمبی اور نا ختم ہونے والی زندگی ہے۔ اللہ کے راستے میں جان دینے کی بڑی اہمیت ہے۔ بیان کے بعد طالب علم نے دعا کی کہ یااللہ ہمیں ساری زندگی دین پر چلائے رکھنا اور اللہ کے راستے میں موت دینا۔ بیان کے بعد سارے تبلیغی ساتھی مسجد سے باہر نکلے۔

8 بجے کے قریب اچانک پہاڑوں پر کالے بادلوں نے بسیرا کر لیا۔ اگلے ہی لمحے سخت بجلی چمکی۔ اندھیرا تو پہلے ہی تھا بجلی ایسی کڑاکے کی چمکی کہ ایسے لگا بہت بڑا بم پھٹا ہے۔ اس کے کے ساتھ ہی پہاڑوں سے گولی کی رفتار سے پانی کا زبردست ریلا آیا جس میں بڑے بڑے دیوہیکل پتھر بھی تھے۔ پانی کے زبردست اور طوفانی ریلے کے راستے میں تمام گھر سو سال پرانے درخت، مساجد اور دکانیں سب منٹوں میں

زمین بوس ہوگئیں۔ صفحہ ہستی سے مٹ گئیں۔ نذیر اپنی بچیوں کے ساتھ دریا کے کنارے جا رہا تھا۔ اس نے پانی کی آواز سنتے ہی بچیوں کو چیخ کر دیوانہ وار بلایا اور اپنے ساتھ لپٹا کر مخالف سمت دوڑا اور یوں جان بچی۔ تبلیغی جماعت کے تمام ارکان جو مسجد سے باہر نکلے تھے وہ بھی پانی کے ریلے کی نظر ہو گئے۔ اللہ کے راستے میں شہید ہو گئے۔ اللہ کے راستے میں شہادت کی ان کی دعا قبول ہوگئی۔ جہاں گھر تھے وہاں لگ رہا تھا کہ کبھی گھر تھے ہی نہیں۔ 30 سے زیادہ لوگ جانوں سے گئے اور سینکڑوں لوگ بے گھر ہو گئے۔ پاکستانی فوج کے جری نوجوانوں، علاقے کے لوگوں اور پولیس نے فوراً پہنچ کر آفت زدوں کی مدد کی۔ فوجیوں نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے لوگوں کو محفوظ مقامات تک پہنچایا۔ الحمدللہ! کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کا طرہ امتیاز رہا ہے کہ جہاں کوئی آفت آتی ہے۔ ہماری ٹیمیں ادھر پہنچتی ہیں اور جاتے ہی ریسکیو اور ریلیف کے کام میں جت جاتی ہیں۔ واقعے کے تیسرے روز کلاس فیلو یار غار خواجہ طاہر عزیز سے بات ہوئی۔ حالات کا پوچھا، 100 خاندانوں کے لیے راشن خریدنے کا کہا۔ طاہر کے دوست نے 15 کا اضافہ کر دیا۔ ڈپٹی کمشنر نیلم نے کہا 150 کر لیں تا کہ سب کو مل سکے۔ خواجہ نے 150 پیکٹ راشن تیار کروا لیا۔ لاہور سے پروفیسر ارشد محمود میاں پروفیسر مزمل احسن، عابد، اشفاق، علی حیدر اور رفیق صبح سویرے دواؤں اور گفٹس کے ساتھ پہنچ گئے۔ اسلم مروت دوپہر کو ہی آ گئے تھے۔

مظفر آباد اور لیسوا کا سفر

ناشتے سے فارغ ہو کر صبح سویرے مظفر آباد کے لیے روانہ ہوئے صداقت دوسری گاڑی لے آیا۔ الحمدللہ! خدمت اور علاج کا قافلہ آفت زدوں کی خدمت اور مدد کے لیے وادی لیسوا بذریعہ مظفر آباد روانہ ہوا۔ مری کے پرفضا مقام سے گزرتے ہوئے دل خوش ہوگیا۔ آسمانوں پر چھایا ہوا ابر اور بادل ہلکی ہلکی پھوار، ٹھنڈی ہوا اور مسحور کن نظارے دل کر رہا تھا کہ ادھر ہی بسیرا کر لیں۔ تین گھنٹے کے خوش گوار سفر کے بعد مظفر آباد پہنچ گئے چھلہ پل کے پاس سے ڈاکٹر طاہر کو ساتھ لیا۔ خواجہ طاہر KE کے دنوں کا یار ہے۔ بے ضرر اور خوش مزاج بندہ ہے۔ اگرچہ ملاقات ساتھ سال ہا سال بعد ہوتی ہے مگر محبت اور عقیدت میں کبھی فرق نہیں پڑا۔ بلکہ عمر اور وقت کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔ خواجہ طاہر سے مل کر جوانی اور KE میں گزارے دن یاد آ گئے۔ لیسوا کے لیے روانہ ہوئے۔ موسم خوش گوار تھا۔ خواجہ نے کشمیر کی مشہور گرما گرم باقر خانیاں لے لیں۔ نوسیری برج سے گزرے جہاں نیلم جہلم ہائیڈرو پاور پلانٹ سے جس سے 100 میگاواٹ سے زیادہ بجلی پیدا ہوتی ہے۔ چھلہ برج سے پنج گراں، بل گراں نوسیری ہوتے ہی ٹیٹوال چیک

پوسٹ پہنچے۔ جہاں پہنچتے ہی موبائل کا وقت خود بخود آدھ گھنٹہ آگے ہوگیا کیونکہ ٹیٹوال چیک پوسٹ کے آگے ہندوستان ہے۔ ہندوستان کا لفظ سن کر ایک کشمیری بابا بولا کہ بابا ہندوستان نہیں وہ ہمارا مقبوضہ کشمیر ہے۔ چیک پوسٹ سے مقبوضہ کشمیر نظر آ رہا تھا۔ ایک جیسے مناظر، ایک جیسا کلچر اور مشترکہ تاریخ کشمیر جنت نظیر وادی کو ہندوؤں کے مظالم نے ظلم و ستم کی آماہ جگا بنا رکھا ہے۔ نوسیری سے آگے جورا آیا اور آدھ گھنٹے بعد ہم زیرو پوائنٹ پہنچ گئے۔ لیسوا بائی پاس کے قریب تباہی و بربادی کے واضح آثار نظر آنے لگے۔ ٹوٹے ہوئے گھر زمین بوس ہوئے درخت ایسے لگ رہا تھا بہت زیادہ تباہی ہوئی ہے ہماری گاڑیاں رُکتے ہی بچوں اور عورتوں کی کثیر تعداد جمع ہوگئی۔ بچوں میں گفٹس بانٹے عورتوں میں خوبصورت چادریں تقسیم کیں۔ جا بجا ٹینٹ لگے ہوئے تھے۔ مقامی لوگوں نے بچوں اور عورتوں سے ملایا جن کے باپ اور خاوند پانی کی نظر ہوگئے۔ ان کی لاشوں کی تلاش ابھی تک جاری ہے۔ تبلیغی جماعت کے نوجوان طالب علموں کی نعشیں بھی ابھی تک نہیں مل سکیں۔

لیسوا میں علاج اور خدمت

بائی پاس سے فارغ ہوکر لیسوا بازار کی طرف بڑھے۔ سیلاب میں لیسوا بازار مکمل طور پر تباہ ہوا۔ کوئی دکان بھی سلامت نہ تھی گاڑیاں دیکھ کر متاثرین لیسوا جمع ہوگئے۔ ایک کھلی جگہ پر سامان رکھا۔ علاقے کے لوگ فوراً مدد کو آ گئے۔ مشتاق نے ہمارے لیے ایک ٹینٹ خالی کروا لیا۔ جس میں دوائیاں رکھیں۔ اشفاق نے فوراً ڈسپنسری سجا لی۔ اسلم مروت نے زیرو پوائنٹ پر موجود متاثرہ خاندانوں میں راشن اور عورتوں میں چادریں تقسیم کرنا شروع کر دیں۔ شروع میں مریض کم تھے مگر آہستہ آہستہ ہمارا کام شروع ہوگیا۔ پروفیسر ارشد اور عابد نے اپنا Eye کلینک سجا لیا۔ جلد ہی مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔ مریض اپنی بیماری اور بربادی کی داستانیں سناتے آبدیدہ ہوگئے۔ جلد ہی گرما گرم چائے آ گئی۔ خواجہ طاہر عزیز پروفیسر مزمل اور دو مقامی لوگوں کو راشن کے ٹرک کے ساتھ اوپر بھیجا۔ خواجہ طاہر نے گھر گھر جا کر متاثرہ علاقوں میں راشن تقسیم کیا۔ راستے میں آزاد کشمیر سپریم کورٹ کے چیف جسٹس سے ملاقات ہوئی جو لیسوا میں کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی طرف سے ریلیف کا سن کر بہت خوش ہوئے۔ ادھر ہمارا کیمپ جاری تھا۔ تھوڑی دیر میں مریضوں کی خاصی بڑی تعداد جمع ہوگئی۔

پروفیسر مزمل احسن اور اسلم مروت

پروفیسر مزمل احسن نے اپنی حکمت کی دکان الگ سجا لی۔ پروفیسر ارشد کے پاس پہلے بوڑھے بوڑھیاں اور ادھیڑ عمر آنکھیں چیک کروانے کے لیے جمع ہوگئے۔ جب پتہ چلا کہ چیک اپ کے بعد آنکھوں کے قطرے اور عینکیں بھی مل رہی ہیں تو پھر تو سب کی خواہش تھی کہ انہیں نظر کی عینک مل جائے۔ پروفیسر مزمل احسن تبلیغ بھی کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ اپنی حکمت سے بھی لوگوں کو فیض یاب کر رہے تھے۔ چیدہ چیدہ لوگوں میں لاہور سے لائے ہوئے قرآن پاک تقسیم کیے۔ شام تک 300 مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا۔ اسلم مروت ہو اور لڑائی نہ ہوئی یہ تو ہو ہی نہیں سکتا۔ تقسیم کے دوران جن کو نہیں ملا انہوں نے مروت کے خلاف شکایتوں کا دفتر کھول لیا۔ مقامی بندے سے مل کر اسلم مروت اور خواجہ طاہر نے لسٹیں بنائیں۔ مریضوں کے ساتھ ساتھ بچوں میں تحائف، عورتوں میں چادریں اور راشن بٹنا شروع ہوا۔ صبح سویرے کا ناشتہ کیا ہوا تھا۔

کشمیری کھانا

خواجہ طاہر عزیز نے اگرچہ گرما گرم باقر خانیاں ضرور کھلائیں تھیں سفر اور دن بھر کی تھکان کے بعد سب کو بھوک لگی ہوئی تھی۔ 5 بجے کے قریب مشتاق اپنے گھر سے چنگیروں میں بھری مکئی کی روٹیاں اور ساگ لے آیا۔ سب نے مزے سے مکئی کی روٹیاں ساگ کے ساتھ کھائیں۔ گرما گرم چائے بھی آ گئی۔ عصر کے بعد روانہ ہوئے۔ الحمدللہ! جس مقصد کے لیے آئے تھے پورا ہوا۔ 350 مریضوں کا علاج ہوا۔ 150 متاثرہ خاندانوں میں راشن تقسیم کیا۔ یتیم بچوں کو کیش بھی دیا۔ خواتین میں خوبصورت دیدہ زیب شالیں تقسیم کیں اور بچوں میں تحائف تقسیم کیے۔ واپسی پر مظفرآباد کے قریب مسجد میں نماز مغرب ادا کی۔ مشورہ سے فیصلہ ہوا کہ رات مظفرآباد میں گزاری جائے۔ صاف ستھرے Grandeur ہوٹل میں کمرے لیے۔ خواجہ طاہر عزیز کے ساتھ اس کے گھر کا رُخ کیا۔ خواجہ کی نیک دل نیک سیرت بیگم نے جھٹ پٹ مزیدار کشمیری کھانے تیار کیے۔ خاص کشمیری ڈش کھا کر مزا آ گیا۔ خواجہ طاہر سے خوب گپ شپ رہی۔ بیتے دنوں کو یاد کیا۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کی یادیں

KE کے ہوٹلوں میں گزارے مہ و سال کا تذکرہ ہوا۔ ساتھ ساتھ زبردست کھانا بھی نوش کیا۔ صبح سویرے مسجد کی تلاش میں نکلے فجر کی نماز شہر کی مسجد میں ادا کی۔ سورہ کہف کی تلاوت کی اور اللہ کا شکر ادا کیا

جس نے مخلوق خدا کی خدمت کی توفیق دی۔ ساتھی دو دن کے سفر اور کام کی وجہ سے تھکے ہوئے تھے اس لیے سب کو 9 بجے تک آرام کرنے کی اجازت دی۔ پروفیسر ارشد محمود میاں کی طبیعت ناساز ہوئی مگر اس کے باوجود ہمت جواں تھی۔ مولانا فضل ربی کے ساتھ رابطہ ہوا۔ انہوں نے کہا میں وادی چکار پہنچتا ہوں تاکہ آپ کے کیمپ کا انتظام کرلوں۔ 10 بجے کے قریب مظفر آباد سے نکلے۔ مظفر آباد ہنستا بستا شہر ہے۔ 2005ء کے زلزلہ کے بعد کا مظفر آباد یاد آ گیا جب ہر طرف مایوسی اور افسردگی تھی۔ موت کے سائے پھیلے ہوئے تھے۔ پورا شہر ملبے کا ڈھیر بنا ہوا تھا۔ ہر فیملی اور گھر کا کوئی نہ کوئی فرد زلزلہ میں لقمہ اجل بنا تھا۔ آج ماشاءاللہ مظفر آباد میں زندگی رواں دواں ہے۔ خوبصورت وادیوں میں صاف وشفاف اور چوڑی سڑکیں ہیں۔ وادی کشمیر اصل میں جنت ارضی ہے۔ خوبصورت اور حسین سرسبز بل کھاتی وادیوں کی سرزمین ہے۔ یہاں آ کر بندہ وادی کے حسین اور مسحور کن مناظر میں کھو جاتا ہے۔ وادی نیلم تو اتنی خوبصورت ہے کہ بندہ اس کے ایک سے ایک خوبصورت اور حسین مناظر دیکھ کر ان میں گم ہو جاتا ہے۔ وادی میں اب امن ہے اس لیے ملک بھر سے سیاح اس کا رخ کرتے ہیں۔

چکار ویلی کا سفر

آج کل مظفر آباد اور نیلم ویلی کے ہوٹلوں میں بھرپور رش ہے۔ خوبصورت چکار ویلی مظفر آباد سے تقریباً 77 کلومیٹر کے فاصلے پر ہے۔ سڑک کھلی اور صاف ہے۔ چڑھائی پر چڑھتے ہوئے گاڑی کو بڑی مہارت سے قابو میں رکھنا پڑتا ہے۔ کشمیر میں بھی موسم گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا ہے۔ پل بھر میں بادل چھاتے ہیں۔ ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگتی ہیں اور رم جھم برسات شروع ہو جاتی ہے۔ کہیں بادل ہوتے ہیں اور چند کلومیٹر بعد مطلع صاف ملتا ہے۔ وادی چکار رفیق کی اور اپنی دیکھی بھالی ہے۔ 2005ء کے زلزلہ کے بعد اپنی ٹیم کے ساتھ مولانا فضل الرحمن کی معیت میں ادھر آنا ہوا تھا۔ مولانا فضل الرحمن وادی چکار سلمیہ سے تعلق رکھتے ہیں بچپن سے لاہور میں ہیں علمی اور دینی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے دادا اور والد کشمیر کے مانے ہوئے عالم دین تھے۔ سری نگر تک لوگ ان سے قرآن اور حدیث کی تعلیم کے لیے رجوع کرتے تھے۔ فضل الرحمن سے KE کے دنوں کی یاد اللہ ہے۔ وہ نسبت روڈ کی مسجد کے مہتمم ہیں۔ ساتھ ہی کریسنٹ ماڈل سکول میں عربی ٹیچر بھی رہے۔ فضل الرحمن نیک دل انسان اور سکہ بند عالم ہیں۔ ماشاءاللہ قرآن اور حدیث کے عالم ہونے کے علاوہ موجودہ دور کے تقاضوں سے بھی آگاہ ہیں۔ دین کی تشریح

موجودہ حالات کے مطابق کرتے ہیں۔ خدمت اور علاج کے کاموں میں ہمارے ساتھ گزشتہ کئی سالوں سے شریک ہیں۔ بے لوث خدمت کرتے ہیں۔ راستہ میں کہیں بادل اور کہیں بارش۔ وادی چکار پہنچتے پہنچتے بارہ بج گئے۔ وہاں سے راول گلی سے ہوتے ہوئے خوبصورت سدھن گلی سے سلمیہ کا رخ کیا۔ مولانا فضل ربی راستے میں مل گئے۔

سلمیہ میں میڈیکل کیمپ

سلمیہ کے علاقے میں 2005ء کے دنوں میں بنی ہوئی خوبصورت جھیل ابھی تک موجود ہے جس سے علاقے کی خوبصورتی میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ فضل الرحمن کے گھر پہنچتے ہی 2005ء کے زلزلے کے مناظر اور اثرات یاد آ گئے یہاں آ کر زلزلہ زدگان کی خدمت کی تھی۔ زلزلہ میں شہید ہونے والوں کی مغفرت کے لیے دعا کی تھی۔ فضل ربی نے بتایا کہ بہت کم لوگ گھروں میں موجود ہیں۔ اس لیے کیمپ جمعہ کی نماز کے بعد شروع کریں۔ واقعی ایسے لگ رہا تھا اسلم مروت نے مسجد میں جا کر کھلے لفظوں میں اعلان کیا۔ فضل ربی پہلے ہی اعلان کر چکے تھے۔ الحمدللہ! بیٹھے ہی تھے کہ مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔ پروفیسر مزمل احسن نے اپنی حکمت کی چھوٹی سی دکان سجالی۔ عابد نے Eye کلینک شروع کر دیا۔ اشفاق، علی حیدر نے مقامی لوگوں کے ساتھ مسجد کے کمرے میں ڈسپنسری سجالی۔ اسلم مروت پر بچوں اور عورتوں نے دھاوا بول دیا۔ تحائف اچک اچک کر لے جاتے رہے۔ اسلم مروت نے بھی خوب گفٹ بانٹے۔ بچوں کو تحائف ملے تو انہوں نے گھر جا کر بتایا چند منٹوں میں مریضوں کی آمدورفت شروع ہوگئی۔ سلمیہ کے قریبی قصبوں تک بھی اسلم مروت اور فضل ربی کے اعلان کی گونج پہنچ گئی۔ مریض ڈاروں صورت میں ادھر ادھر سے برآمد ہونا شروع ہوگئے۔ نظر چیک کروانے کے بعد نظر کی کمزوری اور عینکیں ملنے کا پتہ چلا تو سب کی خواہش ہوگئی کہ انہیں عینکیں بھی ملیں اور نظر بھی چیک ہو۔ جمعہ کی نماز تک 200 مریضوں کو دیکھا اور ادویات دیں۔ جمعہ کی نماز مسجد میں مولانا فضل ربی کی امامت میں ادا کی۔ راقم کو بھی نماز کے بعد خطاب کا موقع ملا۔ سلمیہ کے باسیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ لیسوا ویلی کے اندوہناک حادے سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہیں۔ اللہ کی ناراضی کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اس کی طرف رجوع کریں۔ خوف خدا پیدا کریں۔ استغفار کریں اور ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد مولانا فضل ربی نے بہترین اور گرما گرم کھانے کا بندوبست کیا۔ ساتھیوں نے جی بھر کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو

کر پھر کیمپ شروع کر دیا۔ اسلم مروت نے اپنی ریلیف کا کام شروع کر دیا۔ تقسیم کے دوران تھوڑی بہت بدمزگی بھی ہوئی مولانا فضل ربی کے اعلیٰ ظرف کی وجہ سے جلد ہی ختم ہوگئی۔ چار بجے تک 150 مریضوں کا چیک اپ اور علاج ہوا۔ جب ایک بھی مریض نہ رہا تو واپسی کا رخ کیا چلنے سے پہلے مولانا فضل ربی نے دعا کروائی اور اللہ کا شکر ادا کیا۔ جس نے ہمیں اس دور دراز علاقے میں آ کر اپنے بھائیوں اور بہنوں کی خدمت کرنے کی توفیق دی۔

واپسی کا سفر

جونہی واپسی کا سفر شروع ہوتے ہی تیز اور موسلادھار بارش شروع ہوگئی۔ موسم انتہائی خوشگوار اور ٹھنڈا ہوگیا۔ آسمان پر بادل تیرتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ سرسبز پہاڑ بارش میں دھل کر صاف وشفاف نظر آ رہے تھے۔ رفیق اور صداقت بڑی مہارت سے گاڑیوں کو تنگ اور خطرناک راستوں سے گزار رہے تھے۔ وادی چکار کے قریب ایک جگہ سے اچانک لینڈ سلائیڈنگ شروع ہوگئی۔ پتھر اور مٹی بڑی تیزی سے گرنے لگی۔ 2005ء کا زلزلہ یاد آ گیا جب باغ کے قریب چلتے چلتے لینڈ سلائیڈنگ شروع ہوگئی اور ایک بڑا دیوہیکل پتھر گاڑی کو چھو کر گزر گیا تھا۔ سارے دوست زیرلب دعائیں پڑھ رہے تھے۔ بارش کی شدت میں تیزی آتی جا رہی تھی۔ اللہ اللہ کر کے 6 بجے کے قریب مظفرآباد پہنچے اور اسلام آباد کا رخ کیا ایک گھنٹے کے سفر کے بعد پاکستان کی خوبصورت ترین وادی مری آ گئے۔ مظفرآباد سے وادی کہسار تک موسلادھار بارش ہوتی رہی۔ رفیق اور صداقت بڑی مہارت سے گاڑیاں چلاتے رہے۔ اللہ کا شکر ہے کہ 11 بجے کے قریب اسلام آباد پہنچ گئے۔ میس میں سامان اور ادویات اتار کر لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ چکری میں عابد گیلانی نے اپنے ریسٹورنٹ میں ٹیم کے لیے ضیافت کا بندوبست کیا۔ اللہ اللہ کر کے صبح فجر کے [redacted]وقت لاہور پہنچے۔ خیریت سے پہنچنے پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

لائن آف کنٹرول پہ کشمیر جنت نظیر میں علاج اور خدمت

کلمہ شہادت پڑھ لیں۔ دُعائیں مانگ لیں۔ کچھ پتہ نہیں اگلے لمحے کیا ہو۔ لمبا دشوار گزار خطرناک سفر، سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی خوبصورت وادیاں۔ اونچے لانبے، پتھریلے، اٹے کٹے، بھورے کالے اور سرسبز پہاڑ اور ہر لمحے، ہر گھڑی، ہر آن، بزدل دُشمن کی بڑھتی کاروائیاں اور فائرنگ کا خطرہ جس کی زد میں آ کر پچھلے کئی ماہ سے کنٹرول لائن پہ رہنے والے کشمیری مسلمان مرد، عورتیں اور بچے جامِ شہادت نوچ کر چکے ہیں۔ چکوٹھی سے کھلانا گاؤں کا سفر درپیش تھا۔ کھلانا یونین کونسل سطح سمندر سے 6000 فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ خوبصورت وادی ہے۔ آسمانوں کو چھوتے بلند وبالا سرسبز پہاڑ اس علاقے کی جان ہیں۔ سڑک، تنگ، کہیں چھوٹی اور اٹی کٹی ہے۔ بشیر احمد اور پرویز ڈرائیور پوری آنتوں کا زور لگا کر اور اپنی ساری توانائیاں اکٹھی کر کے اپنے ذہن کو الرٹ رکھتے ہوئے گاڑیاں آگے بڑھا رہے تھے۔ ذرا سی غلطی اور نیچے گہری کھائی۔ گاڑی گری تو پھر بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک سے ایک خطرناک موڑ آ رہا تھا۔ دو تین جگہ تو گاڑیاں اک دم جھٹکے سے رک گئیں۔ آرمی آفیسرز نے بڑی احتیاط سے گاڑیاں آگے بڑھانے کو کہا تھا اور بڑی مشکل سے ہمیں آگے جانے کی اجازت ملی تھی کیونکہ بالکل سامنے انڈین چیک پوسٹیں تھیں جہاں سے اکثر و بیشتر فائرنگ ہوتی رہتی ہے۔ جس دن فائرنگ ہو جائے اس دن پورے علاقے کی آبادی محصور ہو کے رہ جاتی ہے۔ لوگ زخمی بھی ہوتے ہیں اور جام شہادت بھی نوش کر جاتے ہیں۔ آرمی آفیسر نے بتایا کہ آج ہم نے دُشمن کی گاڑی کو ٹارگٹ کیا ہے۔ کہیں وہ جوابی فائرنگ نہ کر دیں۔ لائن آف کنٹرول پہ رہنے والے غریب کشمیری مسلمان بڑی بہادری اور ہمت سے بھارتی جارحیت کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ کشمیری مسلمان مرد اور عورتیں خود دار ہیں، محنت مزدوری کر کے اپنا گزارا کرتی ہیں کسی کے آگے دست سوال دراز نہیں کرتیں۔ کھلانا جاتے ہوئے راستے میں پیدل چلتی ہوئی کئی غریب عورتیں نظر آئیں۔ گاڑی روک کر ان کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا۔ فوراً لینے کی بجائے انہوں نے بار بار پوچھا کیوں دے رہے ہیں۔ ہم نہیں لیں گی۔ اصرار کر کے کہا کہ یہ پاکستانیوں کی طرف سے ہے تو انہوں نے لے لیا۔

کھلانا میں میڈیکل کیمپ

ڈیڑھ گھنٹے کے مشکل ترین اور فائرنگ کے خطرے سے دو چار سفر میں کھلانا پہنچے وہاں رورل ہیلتھ سنٹر (RHC) کے سٹاف اور انچارج نوجوان لیڈی ڈاکٹر فاخرہ نے استقبال کیا۔ سنٹر سے خوبصورت وادی

کا نظارہ کیا۔کھلانا کے معتبر شخص نے بتایا کہ وہ پچھلے 72 سال سے انڈین فائرنگ کا مقابلہ کررہے ہیں اور یہاں کے غیور لوگوں نے اپنے علاقے سے کبھی نقل مکانی نہیں کی۔انہوں نے یہ بھی بتایا کہ اکتوبر 2005ء زلزلے کے بعد یہ پہلا موقع ہے کہ پاکستان کی طرف سے لائن آف کنٹرول پہ رہنے والوں کے لیے کسی قسم کا کوئی ریلیف آیا ہے۔ڈاکٹر طاہر رحیم مغل نوجوان ڈاکٹر ہے۔ ماشاءاللہ بہت فعال، ہمدرد اور دردِ دل رکھنے والا انسان ہے۔ یارِ غار اور کلاس فیلو خواجہ طاہر عزیز مظفر آباد کے CMH ہسپتال میں چائلڈ سپیشلسٹ ہیں۔انہوں نے چکوٹھی کے DHO ڈاکٹر فاروق اعوان کے ذریعے ڈاکٹر طاہر رحیم کو کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کو لائن آف کنٹرول پہ رہنے والے متاثرین کی ریلیف ٹیم کا کوآرڈینیٹر مقرر کیا تھا۔ڈاکٹر طاہر فوراً ہی سب سے گھل مل گئے۔ چکوٹھی پہنچنے پر رورل ہیلتھ سینٹر RHC پر گرم جوشی سے استقبال کیا۔ایک کشمیری بابا جی نے اپنے سینے پہ بیج لگایا ہوا تھا کشمیر توجہ چاہتا ہے یعنی Kashmir seeks attention بابا جی کو گلے سے لگایا۔انہوں نے کہا کہ اس وقت کشمیر کی جنت نظیر مقبوضہ وادی انگار وادی بنی ہوئی ہے۔

بھارتی بربریت کا شکار انگار وادی

مقبوضہ کشمیر کے مظلوم مگر غیور مسلمان گزشتہ کئی ماہ سے بھارتی فوج کے کرفیو کی وجہ سے اپنے گھروں میں محصور ہیں۔ روزانہ کشمیری مسلمان نوجوان کرفیوں کی پابندیاں توڑ کر گھروں سے نکلتے ہیں۔اپنے وطن کی آزادی کے لیے جانوں کا نذرانہ پیش کرتے ہیں۔ڈاکٹر فاخرہ کھلانا رورل ہیلتھ سینٹر کی نگران ڈاکٹر ہیں۔ کراچی میں پلی بڑھیں۔ MBBS کی ڈگری بھی کراچی سے لی۔کھلانا ان کا آبائی گاؤں ہے۔ان کے والد کی خواہش تھی کہ ان کی بیٹی ڈاکٹر بن کر کھلانا کے لوگوں کی خدمت کرے۔ اس وجہ سے ڈاکٹر فاخرہ گذشتہ دو سال سے اس RHC میں کشمیری مسلمانوں کی خدمت کر رہی ہیں۔کھلانا RHC میں غریب مردوں اور عورتوں کی کثیر تعداد جمع تھی۔ لاہور سے میڈیکل ٹیم بشمول کلاس فیلو اور KE ہوسٹل میں پہلے روم میٹ ڈاکٹر محسن جواد، Eye کے احمد، طارق باس، اشفاق رفیق کے ساتھ صبح سویرے اسلام آباد پہنچے۔ اسلم مروت کل سے اسلام آباد میں ہیں۔ جمعہ کے روز بارہ بجے وزیر اعظم سمیت سب لوگ اپنے دفاتر سے نکلے۔کشمیری مسلمانوں کے ساتھ اظہارِ یک جہتی کیا۔ اظہارِ یکجہتی کے عملی مظاہرے کے لیے صبح سویرے مظفر آباد کے لیے عازم سفر ہوئے۔ پشاور سے بشیر احمد گاڑی لے کر آ گیا۔ اس میں اسلم مروت، جہانگیر، طارق باس بیٹھے۔جلیل عبداللہ، محسن کے ساتھ پرویز ڈرائیور کے ہمراہ روانہ ہوئے۔سفر سے پہلے دُعا کی کہ

یااللہ! کشمیری مسلمانوں کی مدد فرما اور ہمیں زیادہ سے زیادہ ان کے لیے کچھ کرنے کی توفیق عطا فرما۔ تین گھنٹے کے سفر کے بعد مظفر آباد پہنچے۔ ریور ویو ہوٹل سے خواجہ طاہر عزیز کو ساتھ لیا۔ طاہر گرما گرم باقر خانیاں لائے تھے۔ ان کا ناشتہ کیا اور چکوٹھی کے لیے روانہ ہوئے۔ پچھلے کئی دِنوں سے کشمیر آنے کا پروگرام بن رہا تھا۔ ساتھیوں سے مشورہ ہوا۔ لوگوں کو بتایا تو عطیات آنا شروع ہو گئے۔ سب سے پہلے فی سبیل اللہ گروپ کی دردِ دل رکھنے والی خواتین خصوصاً ڈاکٹر آمنہ اور سحر نے اپنے اپنے گروپ میں پوسٹیں لگائیں تو دھڑا دھڑ عطیات آنے لگے۔ نئی امید فاؤنڈیشن کی ارم ناصر نے بھی عطیات اکٹھے کر کے بھجوا دیے۔ بار بار حج کرنے والے حاجی گلزار صاحب جمعرات کو کیش لے کر اسلام آباد پہنچ گئے۔ خواجہ طاہر عزیز نے 200 خاندانوں کے لیے راشن کے پیکٹ بنوا لیے۔ ڈاکٹر فاروق نے چکوٹھی کے گردنواح سے 50 خاندانوں کو بلایا ہوا تھا۔ ان میں راشن اور کیش تقسیم کیا۔ عورتیں کے لیے خوبصورت شالیں بھی لے کر آئے تھے۔ جو اُن میں تقسیم کیں۔ بچوں کو بھی تحائف دیے۔ عورتیں اور بچے راشن لے کر خوش ہوئے۔

کیپٹن غلام سرور شہید نشانِ حیدر

چکوٹھی کے اہم علاقے کھلانا کے سامنے پتراج ہے جہاں پاکستان کے پہلے نشان حیدر کیپٹن سرور شہید مدفون ہیں۔ علاقے کی آبادی تیس یا 35 ہزار ہے۔ زیادہ تر لوگ غریب ہیں۔ محنت مزدوری کر کے گزارہ کرتے ہیں۔ عورتیں اور بچیاں بہت کمزور اور خون کی کمی کا شکار نظر آتی ہیں۔ ڈاکٹر فاخرہ نے بتایا کہ وہ اپنے علاقے میں ان غریب لوگوں کی خدمت کر کے خوش ہیں مگر یہاں ادویات نہیں ملتیں اور بھی مسائل ہیں۔ ڈاکٹر فاخرہ کے ساتھ وعدہ کیا کہ ان شاء اللہ ہم کھلانا رورل ہیلتھ سینٹر کے لیے ہر ماہ ادویات بھجوائیں گے۔ ڈاکٹر طاہر اور ڈاکٹر فاخرہ نے سنٹر کے اندر ہی راشن تقسیم کرنے کا پلان بنایا ہوا تھا۔ باہر لوگ جمع تھے ایک ایک کر کے سب کو اندر بلایا جا رہا تھا۔ راشن کا تھیلا انہیں پکڑایا جا رہا تھا۔ ڈاکٹر فاخرہ، عبداللہ اور دیگر ساتھی عورتوں کو شال کا تحفہ بھی دے رہے تھے۔ بچوں میں ٹافیاں اور بسکٹ بھی تقسیم ہو رہے تھے۔ تقسیم کے بعد ایک ماہ کے لیے ضروری ادویات ڈاکٹر فاخرہ اور انچارج میڈیسن سنٹر مشتاق کے حوالے کیں۔ ڈاکٹر فاخرہ نے بہترین کھانے کا انتظام کیا ہوا تھا۔ مکئی کی روٹی، ساگ، دیسی مرغ، بھنڈی اس کے ساتھ نمکین لسی پی کر مزا آ گیا۔ شام کے وقت فارغ ہوئے۔ ڈاکٹر طاہر نے کہا سر جلدی کریں فوجی حکام نے کہا تھا چار بجے یہاں سے نکل جائیں تا کہ مغرب تک واپس چکوٹھی سے مظفر آباد پہنچ سکیں ڈاکٹر فاخرہ اور ان کی

ٹیم نے بڑے پر تپاک طریقے سے رخصت کیا۔ ڈاکٹر فاخرہ اصل میں اپنی بیٹی ڈاکٹر یمنیٰ ہی لگ رہی تھی۔ اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔ پرخطر راستوں اور فائرنگ کے منڈلاتے خطروں سے بچتے ہوئے کھلانا اور چکوٹھی کی خوبصورت وادیوں اور پہاڑوں کے بیچ سے گزرتے ہوئے رات گئے مظفرآباد پہنچے۔ پرویز ڈرائیور نے خود سے ہی سیکرٹری ٹورازم آزاد کشمیر مدحت شہزاد سے بات کی جو کہ کسٹمز کی سینئر کولیگ میڈیم ثروت طاہرہ حبیب کی بہن ہیں۔ میڈیم مدحت نے تھوڑی دیر میں ہمارے لیے اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں کمروں کا انتظام کر دیا۔ بندہ اللہ کے راستے میں نکلتا ہے۔ تو اللہ ہر طرح سے مدد بھی کرتے ہیں اور اعزاز و اکرام بھی فرماتے ہیں۔ محسن کے ہمراہ کئی دہائیوں بعد اکٹھے رات گزاری۔ 40 سال پہلے میں اور محسن اکٹھے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کے ہوسٹلز آئے تھے۔ وہاں بروم ہوسٹل کے کمرے میں قیام ہوا تھا۔ گزرے ایام کی یادیں تازہ کیں۔ واقعی صحیح کہتے ہیں یار زندہ صحبت باقی۔ زندگی ہو تو ملاقاتیں ہو ہی جاتی ہیں۔

اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں قیام

فجر کے بعد ناشتے کے لیے نکلے۔ سٹیٹ گیسٹ ہاؤس کے باہر سارے سرکاری دفاتر اور بلڈنگز ہیں۔ Presidency کی شاندار عمارت بھی اسی علاقے میں ہے۔ مظفرآباد کے کسی بھی سرکاری دفتر کے باہر رکاوٹیں یا پولیس نظر نہیں آئی۔ 2005ء کے زلزلے میں مظفرآباد بالکل تباہ ہو گیا تھا۔ اس وقت کے وزیراعظم آزاد کشمیر نے بجا کہا تھا کہ مجھے لگتا ہے کہ میں قبرستان کا وزیراعظم ہوں۔ اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس کی عمارت ترکی کے عظیم اور انسان دوست صدر طیب اردوان نے بنوا کر دی۔ دوسرے دفاتر بھی بعد میں بنوائے گئے۔ صبح سویرے پانڈو پہاڑی کی طرف نکلے جو سطح سمندر سے 9000 فٹ کی بلندی پر ہے۔ پانڈو پہاڑی کی بڑی اہمیت ہے۔ اس سے پاکستان کو ہندوستان پر دفاعی اور تزویراتی برتری حاصل ہے۔ اسے مجاہدین اور قبائلیوں نے 1948ء میں آزاد کروایا۔ ہندوستان نے اس پر قبضہ کی پھر کوشش کی۔ پانڈو پہاڑی تک جانے کے لیے بڑے لمبے جاں گسل اور دشوار گزار راستے سے گزرنا پڑتا ہے۔ خوبصورت سرسبز پہاڑ اور مسحور کن وادیاں اور مناظر دیکھ کر بندہ مسحور ہو جاتا ہے۔ صاف اور شفاف آسمان، بلند فضائیں۔ آلودگی سے پاک ہوا میں بندہ سانس لیتا ہے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ تازہ آکسیجن اندر جا رہی ہے۔

فلک بوس پانڈو پہاڑی پہ کیمپ

ڈاکٹر طاہر نے پاک فوج سے خصوصی اجازت لی تھی۔ بلوچ رجمنٹ کے RME کیپٹن داؤد

سے ان کی خاصی دوستی ہے۔ پانڈو پہاڑی کے قریب پہنچتے پہنچتے فوج کی کئی چیک پوسٹیں نظر آئیں۔ جہاں روک کر شناخت پوچھی گئی۔ یہاں آ کر احساس ہوتا ہے کہ ہم وار زون میں آ گئے ہیں۔ کئی جگہ چیک پوسٹیں بنی ہوئی ہیں جہاں گنیں اور توپیں بزدل دُشمن کے مقابلے کے لیے تیار ہیں۔ جگہ جگہ فوجی بنکرز اور مورچے بنے ہوئے تھے۔ پانڈو پہاڑ کی ٹاپ پر کیپٹن داؤد اور ان کی ٹیم نے استقبال کیا۔ میڈیکل کیمپ اور راشن کے لیے بہترین انتظام تھا۔ مختلف کیبن بنے ہوئے تھے۔ سب سے پہلے کیپٹن داؤد نے اپنی زمین دوز میڈیکل ڈسپنسری کا وزٹ کروایا۔ ایک خوبصورت بنکر میں بنی زمین دوز ڈسپنسری میں ایک چھوٹے سے ہسپتال کی تمام خصوصیات موجود ہیں۔ تھوڑی دیر میں مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔ نمبر 1 کیبن میں خواجہ طاہر عزیز بچوں کو دیکھنے لگے۔ 2 نمبر میں احمد نے مریضوں کی آنکھوں کا چیک اپ شروع کیا۔ 3 نمبر میں ڈاکٹر محسن ENT کا سامان لے کر بیٹھ گئے۔ چار نمبر میں راقم نے کام شروع کر دیا۔ آہستہ آہستہ مریض آنے لگے۔ پرویز اور ایمبولینس ڈرائیور قریبی گاؤں سے مریض لانے چلے گئے۔ ظہر تک 150 مریضوں کا چیک اپ ہوا۔ ادویات دیں۔ درمیان میں ٹی بریک ہوا جس میں پکوڑوں، جلیبیوں اور نمک پاروں کی تواضع کی گئی۔ عصر کی نماز یونٹ کی چھوٹی مسجد میں ادا کی۔ یونٹ کے CO کرنل مجتبیٰ کے ساتھ راشن تقسیم کیا۔ سو سے زیادہ غریب خاندانوں میں راشن کے بیس بیس کلو کے تھیلے تقسیم کیے گئے۔ غریبوں اور ناداروں میں کیش بھی تقسیم کیا۔ ظہر کے بعد بھی کیمپ جاری رہا۔ آخری مریض ختم ہوا تو لنچ کے لیے میس گئے جہاں کرنل مجتبیٰ نے استقبال کیا۔ کرنل مجتبیٰ پاکستانی فوج کے بہادر سپوت ہیں۔ انہوں نے سب پہلے تمام ٹیم کے ارکان کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے اس دور دراز علاقے میں آ کر غریب لوگوں کی خدمت کی۔ ٹیم کے تمام ساتھیوں کی طرف سے کرنل مجتبیٰ اور ان کی یونٹ کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے اتنی بلندی پر علاقہ کے لوگوں کے لیے ہمارا کیمپ لگوایا۔ کرنل مجتبیٰ نے بہترین کھانا کھلایا۔ ساتھی کھانے کے ساتھ ساتھ خوبصورت مناظر سے لطف اندوز ہوتے رہے۔

پاک فوج کو سلام

کرنل مجتبیٰ نے بتایا کہ پانڈو پہاڑی سے ہٹیاں بالا اور گڑھی دوپٹہ واضح نظر آتے ہیں۔ پانڈو

پہاڑی کے دوسری طرف ہندوستان کا اُڑی سیکٹر ہے جہاں اکثر مسائل ہوتے رہتے ہیں۔ پانڈو پہاڑی اور یہاں مستعد بہادر اور جذبے والی پاکستانی فوج اور اس کی قیادت کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستانی فوج کتنے نامساعد حالات میں بہادری اور بے جگری کے ساتھ وطن کا دفاع کرتی ہے۔ ان حالات میں یہاں رہنا اور ہر وقت جان ہتھیلی پہ رکھنا پاک فوج کے جوانوں کا کمال ہے۔ کرنل مجتبیٰ نے بتایا کہ دُشمن اکثر فائر کرتا رہتا ہے۔ ہم بھی اینٹ کا جواب پتھر سے دیتے ہیں۔ اور ہم کسی بھی خطرے سے نپٹنے کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔ کھانے کے بعد ڈاکٹروں کو 31 بلوچ با کمال یونٹ کا سووینئر اور دوسرے ساتھیوں کو کیپ پیش کی گئیں۔ سب ساتھیوں نے پاک فوج کے جذبے اور قربانیوں کو سلام عقیدت پیش کیا۔ اتنی بہادر، مستعد اور جری فوج کے ہوتے ہوئے کوئی بھی پاکستان کی طرف میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔

- D پاک فوج کو سلام
- D پاک فوج کے شہیدوں اور غازیوں کو سلام
- D دور دراز علاقوں اور فلک بوس پہاڑوں میں خدمات سرانجام دینے والے جوانوں اور افسروں کو سلام۔

واپسی کا سفر

روانہ ہونے کے لیے گاڑیوں میں بیٹھ چکے تھے کہ میڈیکل کیمپ کی جگہ کے قریب ایک گاڑی قریب آ کر رُکی جس میں عورتیں بچے اور مرد تھے۔ ڈرائیور نے بتایا کہ ہم نیچے کے گاؤں سے آ رہے ہیں۔ ہمیں دیر سے پتہ چلا۔ چیک کر کے ہمیں ادویات دیں۔ گاڑیوں سے اُتر کر ایک دفعہ پھر کیمپ کا آغاز کر دیا۔ ڈاکٹر طاہر بار بار کہہ رہے تھے سر جلدی کریں۔ تسلی سے آنے والے مریضوں کو چیک کیا۔ اشفاق نے فوجی جوان کے ساتھ مل کر ادویات دیں۔ بچی ہوئی ادویات انچارج ڈسپنسری اور ڈاکٹر طاہر کے حوالے کیں۔ عورتوں کو شالیں دیں۔ چلتے چلتے عصر کا وقت ہو گیا۔ عصر کی نماز ایک چیک پوسٹ پر مسجد میں جری جوانوں کے ہمراہ ادا کی۔ شام گئے واپسی کا رُخ کیا۔ راستے میں چھم واٹر فال کے خوبصورت نظاروں سے لطف اندوز ہوئے۔ پہاڑوں کے دامن میں بنی ہوئی خوبصورت آبشار کا نظارہ کر کے آنکھیں خیرہ ہو جاتی ہیں۔ یہاں کے خوبصورت مناظر اور پہاڑوں کے بیچ میں شاندار آبشار دیکھ کر بندہ دَم بخود رہ جاتا ہے اور قرآن پاک کی آیت یاد آ جاتی ہی اور ''تم ہماری کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''۔ کشمیر کی جنت نظیر وادی میں جا بجا اللہ کی قدرت کے حسین نظارے ہیں۔ رات گئے مظفر آباد پہنچے۔ پرویز کے کہنے پہ حیران پریشان

ریسٹورنٹ میں کھانے کے لیے رُکے مگر وہاں آ کر حیران ہونے کی بجائے پریشان ضرور ہوئے کیونکہ کھانے کے لیے کچھ نہ ملا اسلم مروت اور بشیر احمد پشاور کے لیے۔ ڈاکٹر محسن اور اشفاق اپنی ٹیم کے ساتھ لاہور کے لیے روانہ ہوئے۔ دو بجے خیریت سے اسلام آباد پہنچے۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے لمبے اور جاں گسل سفر کے بعد خیریت سے واپس پہنچایا۔

سرگن شاردہ (نیلم ویلی) کی برف پوش وادیوں اور یخ بستہ ہواؤں میں متاثرین گلیشیر کی خدمت اور علاج

صبح سویرے کا وقت ہے۔ باہر چاروں طرف حدنگاہ تک برف ہی برف ہے۔ چار چار کمبل اوڑھ کر بھی سردی نہیں جا رہی۔ تمام ساتھی اوپر سے نیچے تک سردی سے کپکپا رہے ہیں۔ پانی برف کی مانند یخ ٹھنڈا ہے۔ ہاتھ لگتے ہی سردی ہڈیوں تک سرایت کر رہی ہے۔ بڑی مشکل سے یخ ٹھنڈے پانی سے وضو کیا۔ پانی جسم اور داڑھی پہ لگتے ہی برف کے کرسٹل بن گئے۔ دروازہ کھول کر اذان دی۔ مروت صاحب اور افتخار نے تیمم پہ اکتفا کیا۔ سردی سر کے بالوں سے لے کر پاؤں کے ناخنوں تک جسم میں سرایت کر رہی ہے۔ تمام نلکے بند ہیں کیونکہ ان میں پانی جب منجمد ہوتا ہے تو پائپ پھٹ جاتے ہیں۔ رات ہوٹل والے نے گرم پانی دیا تھا مگر وہ کب کا جم چکا۔ بچے کھچے پانی سے ہمت کر کے وضو کیا۔

وادی نیلم کی صبح

وضو کرتے ہوئے سیاہ چین میں ڈیوٹی دینے والے فوجی جوان یاد آ گئے۔ اللہ ان کی حفاظت فرمائے وہ کن نامساعد حالات میں وطن کا دفاع کرتے ہیں۔ باہر ہر طرف برف کی سفید چادر بچھی ہوئی ہے۔ آسمان پر تارے ہیں۔ چاند نکلا ہوا ہے۔ نیلگوں صاف شفاف آسمان ہے۔ جوں جوں پو پھٹ رہی ہے۔ منظر مزید خوبصورت اور دلفریب ہوتا جا رہا ہے۔ برف بھلی لگ رہی ہے۔ سخت سردی اور یخ بستہ ہواؤں میں فجر کی نماز ادا کی۔ مظفر آباد، نویری، اٹھمقام، کیرن، لوات، دواریاں، چانگن۔ دودھ نیالسے ہوتے ہوئے رات گئے شاردہ پہنچے۔ صبح سویرے ناشتے سے فارغ ہو کر مظفر آباد سے نکلے تھے۔ خیال تھا شام تک پہنچ جائیں گے۔ نیلم ویلی میں داخل ہوتے ہوتے شام ہو گئی۔ اٹھمقام پہنچ کر ڈی سی راجہ شاہد محمود سے اور ایس ایس پی آصف دراز سے ملاقات ہوئی۔ سیشن جج کا PA بڑے پیار سے ملا اور پوچھنے لگا کیوں آئے ہو۔ ریلیف کا سنا تو خوش ہو گیا دُعائیں دینے لگا۔ مظفر آباد سے پرانے دوست اور کلاس فیلو یار غار خواجہ طاہر عزیز اور نوجوان ڈاکٹر طاہر رحیم مغل ساتھ ہوئے۔ اگرچہ صبح سویرے دھوپ نکلی ہوئی تھی۔ سورج پوری

آب و تاب کے ساتھ نکلا ہوا تھا۔سورج کی کرنیں برف پر پڑتی تو وہ چاندی کی طرح چمکتی نظر آتی تھی۔ بعض جگہوں پر عجیب صورت حال تھی۔ دائیں طرف برف اور بائیں طرف بالکل صاف پہاڑ نظر آ رہے تھے۔ جونہی اٹھمقام سے نکلے سردی کی شدت اور برف باری میں اضافہ ہو گیا۔ ہر طرف سڑک پہ، پہاڑوں پہ، راستوں میں، پہاڑ کی چوٹیوں پر اوپر نیچے، دائیں بائیں برف ہی برف تھی۔

برف کی سفید چادر

اللہ نے برف کی سفید چادر ہر طرف پھیلائی ہوئی تھی۔ پرویز بڑی مہارت اور ہمت سے گاڑی کو آگے بڑھا رہا تھا۔ کہیں کہیں گاڑی برف کی وجہ سے پھسلتی تو وہ بڑی احتیاط سے گاڑی کو پیچھے لا کر بریک لگا کر ریورس گیئر میں پیچھے لاتا۔ پیچھے بیٹھے سارے دُعائیں پڑھ رہے تھے کہ اللہ خیریت سے منزل مقام تک پہنچائے۔ ارادہ یہی تھا کہ ہفتے کو کام ختم کر کے ریلیف تقسیم کر کے واپسی ہو گی مگر یہاں تو سفر ختم ہونے میں نہیں آ رہا۔ اٹھمقام سے کیرن، لوات، دواد یاں چانگن دورھیال سے ہوتے ہوئے کچھوے کی چال سے گاڑیاں آگے بڑھ رہی تھیں۔عصر کی نماز کیرن میں پڑھی بڑی مشکل اور ہمت سے وضو کیا۔ یہاں تیمم کی افادیت کا صحیح پتہ چلا۔ مروت نے تیمم کیا اور نماز میں آن ملے۔شاردہ کے قریب انتظامیہ اور ٹورازم ڈیپارٹمنٹ کے نمائندوں نے Receive کیا۔ مروت صاحب نے کیرن میں اذان دی۔ مقامی لوگ برف پر آزادی کے ساتھ گھوم رہے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے اور بچیاں ایک آدھ سویٹر میں ملبوس برف پہ آزادانہ گھوم رہے تھے۔ جبکہ ہمارے رگ و پے میں سردی سرایت کرتی جا رہی تھی۔مظفرآباد سے 9 گھنٹے کے طویل اور دشوار گزار سفر کے بعد شاردہ پہنچے۔

آگ تاپ لیں

شاردہ کے قریب گرم گرم چائے ملی۔ تو تھوڑا بہت سکون ملا۔خواجہ طاہر عزیز نے عجیب بات بتائی کہ ان علاقوں میں کسی کی عزت افزائی کرنی ہو تو کہتے ہیں کہ ’’آگ تاپ لیں‘‘ واقعی اس موسم میں ’’آگ‘‘ ایک نعمت ہے۔ کیرن میں آگ کی انگیٹھی کے قریب بیٹھ کر آگ تاپی۔ ساتھ ساتھ کھانا کھایا۔ مروت کو ایک بابا مل گیا۔ اس سے ڈنڈا لے لیا۔ مروت ڈنڈے کے بغیر عجیب لگ رہا تھا۔ بابا بھی عجیب خدا ترس آدمی تھا۔ مروت نے پوچھا ڈنڈا کہاں سے ملے گا۔ بابے نے فوراً آگے کر دیا۔ مروت کو کہا اسے راشن دے دو۔ راشن کے تھیلے خواجہ ظفر اقبال نے بڑی محبت سے بنائے تھے۔ راشن کے ٹرک کے ساتھ اسلام

آباد سے جنید آیا تھا اور رضائیوں کے ٹرک کے ساتھ سہیل اور ماما رؤف۔ اٹھمقام پہ ساری ٹیم اکٹھی ہوگئی۔

اظہر مجید صاحب کی رضائیاں

اظہر مجید صاحب پچھلے تین ماہ سے مسلسل رضائیاں بھیج رہے ہیں جو ملک کے مختلف علاقوں بلوچستان، چترال، وادی کیلاش، گرم چشمہ، ہنزہ، گلگت اور سوست میں تقسیم کی گئیں۔ الحمدللہ! جونہی نیلم ویلی میں برفانی تودے گرنے سے تباہی کا سنا۔ لوگوں کی اموات کا پتہ چلا نیلم ویلی جانے کا ارادہ بنا لیا تھا۔ اللہ نے اسباب بھی پیدا کر دیے۔ اشفاق نے لاہور میں تیاری کر لی۔ ادویات لے لیں۔ اسلم مروت لاہور ہی تھے۔ افتخار، محمد علی، پروفیسر مزمل احسن توفیق جہانگیر اور شہزاد کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اسلام آباد سے جمعہ کی نماز پڑھ کر نکلے۔ رات گئے ملکہ کوہسار مری سے ہوتے ہوئے مظفر آباد کی طرف رواں دواں ہوئے۔ مری میں ہر طرف برف ہی برف تھی۔ حقیقتاً ملکہ کوہسار نے برف کی سفید چادر اوڑھ رکھی تھی۔ سیکرٹری ٹورازم مدحت شہزاد صاحبہ نے پہلے ہی اسٹیٹ گیسٹ ہاؤس میں ہماری بکنگ کروا رکھی تھی۔ ان کے گھر بھی جانا ہوا۔ شہزاد صاحب اور ڈاکٹر شکیل سے ملاقات ہوئی۔ فجر کے بعد مروت اور افتخار کے ساتھ باہر نکلے۔ پاکستان ہوٹل سے نان اور باقر خانی کا ناشتہ کیا اور جانے کے لیے تیاری کی۔

برف کی سڑک پر سفر

اٹھمقام سے آگے سانپ کی طرف بل کھاتی برف سے ڈھکی سڑک پہ سفر بہت دشوار گزار رہا۔ پرویز بڑی احتیاط سے گاڑی کو آگے بڑھا رہا تھا۔ دوسری گاڑی مشاق ڈرائیور نوجوان ڈاکٹر طاہر رحیم مغل کے پاس تھی۔ اس وقت یہاں کا ٹمپریچر 9c- ہے۔ مگر لگ رہا ہے 19- ہے۔ خواجہ صاحب تھرمل جیکٹ میں ملبوس ہیں۔ مروت صاحب نے بتایا کہ رات چار کمبل اوڑھنے کے باوجود سردی جسم میں گھستی رہی۔ خواجہ طاہر نے کہا کہ اس علاقے میں آگ تاپنا بڑی نعمت ہے۔ آپ جس راستے سے گزریں گے تو آپ کے جاننے والے اور اجنبی لوگ آپ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دیتے ہوئے بولیں گے کہ آئیں جی آگ تاپ لیں۔ آہستہ آہستہ مطلع صاف ہو رہا ہے۔ سورج نکلنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ اوپر نیلگوں آسمان اور نیچے ہر طرف برف کی سفید چادر۔ سبحان تیری قدرت۔ صاف شفاف برف شیشہ بن چکی ہے۔ کل رات شاردہ تک گاڑیوں کی لمبی قطار تھی۔ برف نے راستہ بلاک کر رکھا تھا۔ کرینیں اور ڈمپر برف اٹھا رہے تھے۔ سڑک کے دونوں طرف برف کی گلی بنی ہوئی تھی لگتا تھا۔ دونوں طرف برف کی دیواریں کھڑی ہیں۔

کھانے سے فارغ ہو کر گیسٹ ہاؤس تک پیدل آنا پڑا۔ ٹورازم کے رئیس نے میرا ہاتھ تھام لیا اس کے باوجود کئی دفعہ پھسلتے پھسلتے بچے۔ پھسلن اتنی ہے کہ جوتے بھی صحیح کام نہیں کرتے۔ پرویز نے جوگرز گاڑی میں چھوڑ دیے۔ اشفاق نے کیرن سے جوگرز لے کر دیئے تو چلنا آسان ہوا۔

تیمم سے نماز

آفت زدہ ایریا میں کام کرتے 30 سال بیت گئے مگر اس سے زیادہ سرد اور برفانی موسم میں پہلی دفعہ آنا ہوا۔ یہاں ساتھی تیمم پہ اکتفا کر رہے ہیں۔ پانی بالٹیوں میں برف بنا ہوا ہے۔ رات جب پہنچے تھے تو ہوٹل کا لڑکا مہربانی سے ایک گرم پانی کی بالٹی چھوڑ گیا تھا جس سے وضو تو ہو گیا مگر وہ ایک گھنٹے میں یخ ٹھنڈا ہو گیا اور اس میں پانی منجمد ہو گیا۔ اللہ کی مہربانی اور ہمت سے ان علاقوں میں پہنچ گئے۔ یہاں آنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ الحمدللہ! یہاں ہمارے سوا کوئی اور نہیں پہنچا۔ ریسکیو اور ریلیف والوں نے ہیلی کاپٹر کے ذریعے فوڈ پیکٹ گروائے مگر ابھی تک کوئی ویلفیئر تنظیم یہاں نہیں پہنچی۔ اللہ کا خاص احسان ہے جس کی وجہ سے ہم ادھر پہنچ سکے۔ اس سے پہلے بھی نیلم ویلی کے قصبے لیسوا ویلی آنے کا اتفاق ہوا تھا اور LOC پہ پانڈو تک آئے تھے۔ 2005ء کے زلزلہ کے دوران کشمیر کے زلزلہ زدہ علاقوں میں لگا تار کام کیا تھا۔ گیسٹ ہاؤس والے نے کمرے میں آ کر کہا کہ سر نیچے آ جائیں میں نے آپ کے لیے انگیٹھی سلگا دی ہے۔

لکڑی اور آگ

اس سردی سے بچنے کے لیے واحد ذریعہ لکڑیوں کی آگ ہے۔ ہر ہوٹل میں، گھروں میں دکانوں میں ایک کمرہ انگیٹھی کے لیے مخصوص کر دیا جاتا ہے۔ مقامی طور پر بنی ہوئی انگیٹھی میں لکڑیاں سلگائی جاتی ہیں۔ اوپر لوہے کا پائپ لگا کر دھوئیں کے لیے چمنی باہر لگاتے ہیں۔ نیچے سے لکڑیاں لگاتے جاتے ہیں تھوڑی سی دیر میں انگیٹھی سلگ جاتی ہے۔ ٹھٹھرتے جسم اور منجمد ہاتھوں کے ساتھ انگیٹھی کے سامنے بیٹھنے سے کچھ سکون ملا۔ انگیٹھی کے گرد بیٹھ کر ہی گرم گرم پراٹھوں اور آملیٹ کا ناشتہ کیا۔ نیلم ویلی میں درختوں کی بھر مار ہے۔ قیمتی لکڑی یہاں ملتی ہے۔ مگر مجبور اور غریب لوگوں کا واحد سہارا لکڑی ہے جو وہ جنگل سے کاٹ کر لاتے ہیں اور جلا کر منجمد کرنے والی سردی میں گزارا کرتے ہیں۔ اس وجہ سے جنگلوں میں درخت ختم ہوتے جا رہے ہیں۔ قیمتی لکڑی جلانے سے کروڑوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ

ان غریب علاقوں میں پاکستان سے کوئلے کی مفت فراہمی ممکن بنائی جائے۔اس سے قیمتی لکڑی کے جنگلات بھی محفوظ رہے گی۔ ماحول بھی ٹھیک رہے گا اور جنگلات کی وجہ سے موسمی حالات بھی بہتر رہیں گے۔ ناشتے کے بعد ریلیف کیمپس کے لیے رخ کیا۔میڈیم مدحت شہزاد نے ٹورازم کے رئیس کو بھیجا ہوا تھا۔ ہوٹل سے نکل کر سڑک پر آ گئے۔سورج پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا ہے۔سورج کی کرنیں جونہی برف پر پڑتی ہیں تو وہ چاندی کی طرح چمکتی اور شیشے کی طرح صاف نظر آتی ہیں۔ برف پر چلتے چلتے کئی دفعہ پھسلن ہوئی۔ رئیس نے میرا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ اسلم مروت کئی دفعہ گرنے سے بچے۔ دھوپ کی وجہ سے سردی کی حدت میں کچھ کمی ضرور ہوئی مگر اب بھی دو جیکٹیں اور کوٹ پہننے کے باوجود بدن سردی سے کانپ رہا تھا۔

برفانی وادیوں میں میڈیکل اور کیمپ

دور پہاڑوں پر اور راستے میں ہر طرف برف ہی برف تھی۔ندی نالوں کا پانی منجمد تھا مگر دھوپ نکلنے سے نیچے کہیں کہیں سفید اور شفاف پانی کی روانی جاری ہوگئی تھی۔شاردہ کے بازار میں آ کر ہوٹل کے برآمدہ میں بیٹھ کر کیمپ کا آغاز کر دیا۔ ڈاکٹر شہزاد نے آنکھوں کے مریضوں کا معائنہ شروع کر دیا۔ پروفیسر مزمل احسن المعروف لقمان حکیم نے اپنی حکمت کی دُکان سجالی۔ دوائیوں کے ساتھ تبلیغ بھی کرتے رہے۔سگریٹ پینے والا آتا تو پہلے اسے ڈانٹتے۔سگریٹ نیچے پھینکواتے پھر بات سنتے ان کی بزرگی کی وجہ سے سگریٹ نوش فوراً سگریٹ پھینکنے میں ہی عافیت سمجھتے۔خواجہ طاہر کے ساتھ ہم نے بھی کلینک شروع کر دیا۔شروع میں مریض کم تھے لیکن جلد ہی رونق بن گئی۔ بوڑھے مرد عورتیں، ادھیڑ عمر خواتین، چھوٹے بڑے بچے سب آنا شروع ہو گئے۔سردی کی وجہ سے سینہ خراب، کھانسی، نزلہ، زکام، پیٹ میں جلن، بخار چیسٹ انفیکشن، نمونیہ وغیرہ کے مریض آنا شروع ہو گئے۔ مریضوں کو پتہ چلا کہ عینکیں بھی مل رہی ہیں تو سب نے ڈاکٹر شہزاد کا گھیراؤ کر لیا۔ الحمدللہ! جس مشن کے لیے دور دراز کا خطرناک، جاں گسل اور دشوار ترین سفر کیا تھا شروع ہو گیا۔ DHO نیلم غلام نبی بھی آ گئے۔ AC شاردہ نوجوان اور تازہ دم اقبال احسن بھی پہنچ گئے۔ AC نے بتایا کہ وہ سانحہ گلیشیر کے پہلے دن سے ریلیف کے کاموں میں مصروف ہیں۔ان کی ٹیم نے پہلے دن سے لے کر آج تک صبح سے رات گئے سڑکوں سے برف ہٹانے کا کام شروع کیا ہوا ہے۔

شاردہ میں علاج اور خدمت

شاردہ کا راستہ آج ہی کھلا ہے۔ سب سے زیادہ متاثرہ علاقہ سرگن بکوالی اور سرگن سری ہے۔ سب سے زیادہ اموات بھی انہی علاقوں میں ہوئیں ان کے علاوہ کیل، دہا کی چکنار اور پلوار میں بھی اموات ہوئیں۔ سرگن کیل میں زخمی افراد بھی ہیں جنہیں ہیلی کاپٹر سے مظفر آباد منتقل کیا گیا۔ نوجوان اور جذبے سے معمور ڈاکٹر طاہر رحیم مغل بھی پہنچ گئے۔ دھوپ لگنے سے کچھ سکون ملا۔ مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔ رؤف ماما بچوں اور بڑوں کے گرم کپڑے لے آئے۔ ان کی تقسیم شروع ہوگئی۔ عورتیں اور لڑکیاں نئی جرسیاں اور سویٹر لے کر بہت خوش ہوئیں۔ اسلم مروت نے بچوں میں ٹافیاں، بسکٹ اور دوسرے تحائف بانٹنا شروع کر دیئے۔ اسلم مروت کو بچوں نے گھیر لیا۔ ماما مینوں دے۔ مینوں نئیں ملا۔ مروت نے سب بچوں کو خوب مطمئن کیا۔ دوپہر تک مریضوں کی آمد جاری رہی۔ 70 سال کا بوڑھا بابا بھاگا، ہانپتا کانپتا چیک اپ کے لیے آیا۔ اسے چیسٹ انفیکشن تھا۔ اس کا چیک اپ کیا۔ پاس رکھی نئی سواتی گرم چادر اسے اوڑھا دی تو وہ خوشی سے مزید کانپنے لگا۔ اسماء نے گرم چادر دیتے ہوئے پہلے ہی کہا تھا کہ مجھے پکا یقین ہے۔ کہ یہ چادر جو سہیل فدا بڑی محبت سے سوات سے لایا تھا آپ نے کسی غریب کو دے دینی ہے۔ اسماء کا کہنا واقعی سچ ثابت ہوا۔ اللہ کا شکر ہے کہ دن بھر میں 500 مریضوں کا علاج کیا۔ ان سب کو اچھی طرح چیک کر کے دوائیں دیں۔ اشفاق، مروت، ماما رؤف پر مشتمل ٹیم نے مقامی انتظامیہ اور AC کے ساتھ مل کر راشن اور رضائیوں کی تقسیم کا شروع کیا۔ شاردہ اور سرگن کے متاثرین میں آرزو ٹیکسٹائل کے اظہر مجید کی طرف سے بھیجی گئی رضائیاں اور خواجہ ظفر اقبال کے بنائے ہوئے راشن کے پیکٹ تقسیم کرنا شروع کیے۔ علاقے کے غریب اور مسکین لوگ گرم رضائیاں، نئے سویٹر اور جرسیاں اور مہینہ بھر کے راشن کا پیکٹ لے کر بہت خوش ہوئے۔ سب نے یک زبان ہو کہا کہ گلیشیر سانحے کے بعد پہلی دفعہ ہمیں پرسہ دینے کے لیے کوئی آیا ہے۔ سامان کی تقسیم سے فارغ ہو کر واپسی کا رُخ کیا دواریاں میں بھی متاثرین پہنچے ہوئے تھے۔ وہاں بھی راشن اور رضائیاں تقسیم کیں۔

جلدی نکل جائیں

شاردہ کے خوبصورت اور ٹھنڈے علاقے سے واپسی کا سفر اختیار کیا۔ اَٹے کٹے مگر برف پوش پہاڑوں کے نیچے سے گزرتے ہوئے گاڑیوں کو احتیاط سے بڑھاتے ہوئے شاردہ سے دودھ نیال، چانگن دواریاں، لوات، کیرن سے تقریباً دو گھنٹے کے سفر کے بعد وادی نیلم کے صدر مقام اٹھمقام پہنچے۔ راستے میں

عصر اور مغرب کی نمازیں ادا کیں۔ مغرب کی نماز کے لیے اٹھمقام کے قریب رُکے تو فوراً ہی فوجی جوان آ گئے اور انہوں نے کہا کہ سر جلد جہاں سے نکل جائیں سامنے بھارتی چیک پوسٹ ہے۔ ان کا جب جی چاہے وہ فائرنگ شروع کر دیتے ہیں اللہ نہ کرے کوئی خدانخواستہ آپ کی گاڑی کو ہٹ کر دے۔ ایک سے دو گھنٹے کے سفر کے بعد مظفر آباد پہنچے تو سکھ کا سانس لیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے بڑی خیریت سے واپس پہنچا دیا۔ پاکستان ہوٹل سے لذیذ مزیدار کشمیری اور پاکستانی کھانا کھایا۔ مظفر آباد سے کوہالہ اور برف پوش ملکہ کوہسار کی خوبصورت وادیوں سے گزرتے ہوئے رات گئے اسلام آباد پہنچے۔ اللہ کا شکر ادا کیا جو ملک میں کسی بھی آفت اور مصیبت کے وقت ہر وقت پہنچ کر آفت زدوں کی مدد کی توفیق دیتا ہے۔

ہنزہ اور گوجال کی بلند اور یخ بستہ ہواؤں میں

علاج اور خدمت

نور پیر دا ویلا اے سخت سردی ہے۔ گرم اوٹ پہنے اور کمبل اوڑھنے کے باوجود سردی ہڈیوں کے اندر گھستی جارہی ہے۔ صبح کے چار بجے ہیں۔ تہجد کی نماز پڑھ کے ملک کی سلامتی اور بہتری اور کشمیری مسلمانوں کی آزادی کے لیے دُعا کی ہے۔ فضا میں مکمل خاموشی ہے۔ تاروں بھرآسمان ہے۔ دور سے برف پوش چوٹیاں تاروں کی روشنی میں چمکتی نظر آرہی ہیں۔ سوست گوجال میں موجود ہیں۔ PTCD ہوٹل کے اوپر والے فلور پر کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے تمام ارکان ٹھہرے ہوئے ہیں۔کلکٹر کسٹمز گلگت بلتستان ڈاکٹر طاہر قریشی بھی ادھر موجود ہیں۔

8 اکتوبر 2005ء کی یادیں

کل 8 اکتوبر 2019ء تھا۔ 8 اکتوبر نے 14 سال قبل کشمیر اور بالاکوٹ میں زلزلہ کی یاد تازہ کر دی جس میں ایک لاکھ کے قریب لوگ لقمہ اجل بنے۔ اس وقت جب کشمیر میں زلزلہ زدگان کی خدمت کر رہے تھے تو بچے کچھے لوگ کہتے تھے کہ ہم تو سحری کھا کر سوئے ہوئے تھے کہ اچانک آٹھ بج کر پچپن منٹ پر قیامت آگئی اور سب کچھ برباد ہوگیا۔ زمین پھٹ گئی، عمارتیں زمین بوس ہوگئیں اور ہزاروں ہنستے بستے بچے، عورتیں اور مرد اس زلزلہ میں خالقِ حقیقی سے جاملے۔ سوست ڈرائی پورٹ پر اہلِ گوجال نے زبردست تقریب کا اہتمام کیا۔ ان کا مہمانوں کو Welcome (خوش آمدید) کرنے کا ایک خاص انداز ہے۔ اسٹیج سجایا گیا۔ تلاوت کلام پاک اور نعت کے بعد استقبالیہ کلمات کہے گئے۔ گوجال کے معتبر حضرات نے ہمارے ساتھیوں کو ہنزہ کی روایات کی مدنظر رکھتے ہوئے روایتی ٹوپیاں پیش کیں۔

سوست ڈرائی پورٹ میں خوش آمدید اور استقبال

راقم کو چیف گیسٹ ہونے کی حیثیت سے علاقائی جیکٹ بھی پیش کی گئی۔ اپنے خطاب میں کہا کہ آج آپ کے علاقے میں 9 سال بعد آنا ہوا ہے۔ اس سے پہلے 2010 میں عطا آباد جھیل کے سانحے کے وقت چکر لگا تھا۔ اس خوبصورت علاقے میں آ کر اہلِ ہنزہ، ششکٹ، گلمت کی خدمت کی تھی۔ نامساعد حالات میں ریلیف کے کاموں میں حصہ لیا تھا۔ اس کے بعد بھی مختلف مواقع پر ہماری کوآرڈینیٹر شہناز خان کے ذریعے ریلیف کے کاموں میں تعاون ہوتا رہا۔ بارشوں اور سیلاب کے دوران سکردو میں امداد پہنچائی تھی اور ریلیف کے کاموں میں بھرپور حصہ لیا۔ گلگت اور ہنزہ آنے کا کئی دفعہ پروگرام بنا۔ جب سے لاہور سے اسلام آباد ٹرانسفر ہوئی تو پھر چونکہ چیف کلکٹر ہونے کے ناطے گلگت بلتستان اپنی Juridiction میں بھی شامل ہے اس لیے گلگت آنا اور یہاں آ کر حالات کا جائزہ لینا سرکاری فرائض میں بھی شامل ہے۔ اس دفعہ پروگرام بنا تو لاہور سے پروفیسر ڈاکٹر ارشد محمود میاں، عابد، اشفاق، افتخار سعید، کیمرہ مین مردان سے سہیل، رفیق کے ساتھ روانہ ہوئے۔ راستے میں ناران میں ٹھہرے۔ جھیل سیف الملوک کے حسین نظاروں سے لطف اندوز ہوئے۔ اشفاق نے بتایا کہ ناران میں بہت سردی ہے۔ پہاڑوں پہ برف جمی ہوئی ہے۔ پرواز نمبر PK605 کے ذریعے صبح سویرے اسلام آباد سے گلگت کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں پائلٹ نے بتایا کہ بائیں جانب خوبصورت نانگا پربت کی چوٹی ہے۔ جہاز نے ایک گھنٹے میں گلگت پہنچا دیا۔ کلکٹر گلگت بلتستان ڈاکٹر طاہر قریشی، ایڈیشنل کلکٹر کسٹمز شاہد جان اپنی پوری ٹیم کے ساتھ موجود تھے کسٹم ہاؤس پہنچ کر ناشتہ کیا اور ہنزہ کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔ شاہراہ قراقرم کی وجہ سے گلگت اور ہنزہ کے لوگوں کے لیے بہت آسانی ہو گئی ہے ورنہ ہنزہ سے گلگت آنے میں ایک ہفتہ لگ جاتا۔ بل کھاتی وادیوں اور پہاڑوں کا سینہ چیر کر بنائی گئی شاہراہ قراقرم چینی اور پاکستانی انجینئروں کی انتھک کاوشوں کی وجہ سے وجود میں آئی اور یہ علاقے کے لوگوں کے لیے نعمت ہے۔ اس کی وجہ سے چین اور پاکستان کے درمیان اربوں روپے کی تجارت ہو رہی ہے۔

عطا آباد جھیل کی یادیں

ہنزہ میں پہاڑ دریا میں گرنے سے عطا آباد کے مقام پر جھیل وجود میں آئی جس نے سینکڑوں گھروں کو اگل لیا۔ ان دنوں ہنزہ سے ششکٹ ہیلی کاپٹر پہ ریلیف گڈز لے کر گئے تھے۔ ہیلی کاپٹر چھوڑ کر

چلا گیا۔ بتایا گیا کہ شام کو آئے گا۔ سارا دن علاقے کے لوگوں کی خدمت کی مگر ہیلی کاپٹر نہ آیا۔ رات گئے خطرناک جھیل میں کشتی کا سفر کر کے گلمٹ پہنچے تو وہ بھی آدھا ڈوبا ہوا تھا۔ یہ ساری باتیں یاد آ رہی تھیں۔ مرتضیٰ آباد پہنچ کر طاہر قریشی نے وہ زمین دکھائی جہاں کسٹمز کے آفیسرز اور سٹاف کے لیے سفری عمارت بنے گی۔ ساتھ ہی سکول کی خوبصورت عمارت کا وزٹ کیا جہاں ننھے منے خوبصورت بچے زیر تعلیم تھے۔ سکول کی پرنسپل نے سکول کا وزٹ کروایا۔ یہ سکول ایک امریکن خاتون نے اپنی بیٹی کی یاد میں تعمیر کروایا جس نے یہاں کا وزٹ کیا تھا۔ اسے اس علاقے سے محبت تھی۔ امریکہ میں وہ جا کر فوت ہوئی تو پھر اس کی یاد میں اس کی والدہ نے یہ سکول بنوایا۔ مرتضیٰ آباد سے آگے روانہ ہوئے تو عطا آباد ٹنل سے گزرے۔ عطا آباد جھیل اب سکڑتی جا رہی ہے۔

خوبصورت عطا آباد ٹنل

چینی انجینئروں نے پاکستانی انجینئرز سے مل کر عطا آباد جھیل کے ساتھ خوبصورت ٹنل بنائی جو چار حصوں میں ہے۔ اس کی کل لمبائی 7.5 کلومیٹر ہے۔ یہ خوبصورت ٹنل بہت کم عرصہ یعنی 5 سال کی مدت میں مکمل ہوئی جبکہ لواری ٹنل بننے میں کم و بیش چالیس سال لگے۔ ٹنل کی بدولت آمد و رفت بہت آسان ہو گئی ہے۔ ہنزہ سے سوست پہنچنے میں ایک گھنٹہ لگ گیا۔ آتے ہی خوبصورت استقبالیہ تقریب میں شرکت کی۔ سوست کی لوکل کونسل کے دفتر میں چائے کا اہتمام تھا۔ چائے کے ساتھ علاقے کی لوکل ڈشیں اور خشک گوشت تھا جسے کھا کر لنچ کی گنجائش نہ رہی۔ آغا خان لوکل ڈسپنسری میں کیمپ کا آغاز کر دیا۔ ایک کمرے میں اشفاق اور سہیل نے ڈسپنسری سجالی۔ ایک میں ڈاکٹر ارشد نے اپنا آئی کلینک سیٹ کر لیا۔ ایک کمرے میں ہم بیٹھ گئے۔

سوست میں میڈیکل کیمپ

ڈاکٹر طاہر قریشی کو بھی اسٹیتھو اسکوپ دیکر بٹھا دیا تاکہ ڈاکٹری کا سالوں بعد دوبارہ آغاز ہو جائے۔ مریضوں کی رجسٹریشن پہلے ہی ہو چکی تھی۔ پرچیاں بن چکی تھیں۔ اسکاؤٹس نے دروازوں پر ڈیوٹیاں سنبھال لیں۔ مریضوں کی آمد و رفت شروع ہوگئی جاتے ہی مقامی زبان کے چند الفاظ سیکھ لیے جس کی وجہ سے بہت آسانی رہی۔ ہمارے ساتھ متعین اسکاؤٹ بوائز نے چارج سنبھال لیا۔ دور افتادہ علاقے میں

آ کر لوگوں کی مدد کرنے میں اپنی ہی مزہ ہے۔اس کیمپ کا سن کر دور دراز علاقوں سے لوگ آئے تھے۔آغا خان سینٹر کے انچارج نے بتایا کہ یہاں قریب کوئی کلینک یا ڈسپنسری نہیں ہے۔کبھی کبھار یہاں ادویات آتی ہیں تو گزارہ چلتا ہے۔اس سنٹر میں حادثات میں زخمی ہونے والے بہت سے Tourists آتے ہیں جن کو ابتدائی طبی امداد فراہم کر کے ہنزہ اور گلگت Refer کیا جاتا ہے۔اس وجہ سے سوست میں ایک Trauma Center قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے۔مقامی ڈسپنسری میں مریضوں کا جم غفیر تھا۔سوست کے قرب و جوار بلکہ دور دراز بستیوں سے لوگ آئے ہوئے تھے۔مقامی کونسل کی عہدیداران نے جماعت خانوں کے ذریعے تمام گاؤں میں ہمارے کیمپ کی اطلاع کر دی تھی۔ اس وجہ سے کیمپ میں بچے بوڑھے، جوان، مرد، عورتیں، لڑکے، لڑکیاں، طالب علم سب موجود تھے۔

پروفیسر ارشد کا Eye کلینک

سب سے زیادہ رش ڈاکٹر ارشد کے Eye Clinic کی طرف تھا۔ جہاں آنکھوں کا معائنہ ہونے کے ساتھ ساتھ دور اور نزدیک کی نظر کی عینکیں بھی مل رہی تھیں۔ ہنزہ اور ست میں لٹریسی لیول 95 مفید ہے۔ بچے اور بوڑھے سب آنکھیں چیک کروا رہے تھے۔ڈاکٹر ارشد اور عابد نے 300 کے قریب لوگوں کی آنکھوں کا معائنہ کیا اور تقریباً 200 کو نظر کی عینکیں دیں۔کئی طالب علم بچے شکایت کر رہے تھے کہ انہیں بلیک بورڈ صحیح نظر نہیں آتا۔ انہیں نمبر چیک کر کے عینکیں دیں۔ بچوں میں گفٹ تقسیم کیے۔سر درد، بخار، کمر درد، بخار، یرقان، ہائی بلڈ پریشر، ذیابیطس، جوڑوں کے درد کے سینکڑوں مریض آئے۔ کافی ایسے مریض بھی آئے جنہیں پتہ ہی نہ تھا کہ انہیں شوگر یا ہائی بلڈ پریشر ہے۔ سب کو چیک کر کے ادویات دیں۔ شام تک مریضوں کا تانتا بندھا رہا۔مغرب کی نماز مسجد میں قاری نعیم کی امامت میں ادا کی۔ اب ان شاء اللہ کل نئی مسجد کا افتتاح ہوگا۔کسٹم کے میس میں کلکٹر کسٹم طاہر قریشی، شاہد جان کے اور چیف اکاؤنٹ آفیسر نوید ظفر نے ہمراہ ڈنر کیا۔ رات تھکاوٹ کی وجہ سے سب لوگ جلدی سو گئے۔صبح چار بجے جاگ آ گئی۔ اٹھ کر تہجد کی نماز ادا کی۔سخت سردی ہے باہر ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔

سوست ڈرائی پورٹ کا وزٹ

PTDC ہوٹل سے باہر نکل کسٹم میں واقع مسجد میں نماز فجر ادا کی۔ قاری نعیم سے تبادلہ خیال ہوا۔صبح سویرے ناشتہ کیا۔سوست کا موسم خوشگوار ہے آج مطلع صاف ہے۔نیلگوں آسمان نظر آ رہا ہے۔ پہاڑوں

پر سفید برف کی تہہ بچھی ہوئی ہے جو سورج کی روشنی میں چاندی کی طرح چمک رہی ہے۔ اگرچہ سردی ہے۔ مگر ہوا میں سیبوں کی خوشبو رچی بسی ہے۔ ان شاء اللہ آج بھرپور دن گزرے گا۔ یخ بستہ ٹھنڈی ہوائیں چل رہی ہیں۔ ساتھیوں کو جلد تیاری کا کہا۔ سب سے پہلے سوست ڈرائی پورٹ کا وزٹ کیا۔ ڈرائی پورٹ پہ امپورٹ اور ایکسپورٹ ہونے والی اشیاء کی کلیئرنس کے مختلف مراحل دیکھے۔ ڈرائی پورٹ کی وسیع وعریض چین کی حکومت نے 2005 میں تعمیر کروائی۔ اس سے پہلے 1984 میں چین سے حاجی سوست کے ذریعے آتے تھے۔ صوبہ سنکیانگ کے مسلمان حاجی سوست کے ذریعے پاکستان آتے اور پھر انہیں پنڈی سے مکہ پہنچایا جاتا۔ اس کے بعد چین سے بارٹر ٹریڈ کا آغاز ہوا۔ 2005 میں باقاعدہ ڈرائی پورٹ کا آغاز ہوا۔ 2013ء میں کلکٹریٹ آف کسٹمز گلگت بلتستان کا قیام عمل میں آیا۔ اب ماشاءاللہ یہاں سے امپورٹ بھی ہو رہی ہے اور ایکسپورٹ بھی۔ سوست ڈرائی پورٹ کی وجہ سے علاقے کے لوگوں کو روزگار ملا ہے۔ ڈرائی پورٹ میں تعینات کسٹمز کے عملے کو خطاب کیا۔ ان کی کارکردگی کی تعریف کی کہ نامساعد حالات کے باوجود انہوں نے یہاں رہ کر بہترین کام کیا ہے۔

گوجال میں علاج اور خدمت

سوست ڈرائی پورٹ کے وزٹ کے بعد میڈیکل کیمپ کا رُخ کیا جہاں لوگوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ مریضوں کی رجسٹریشن ہو چکی تھی۔ ڈاکٹر ارشد کا Eye Clinic لگا ہوا تھا۔ مریض چیک ہو رہے تھے۔ عینکیں بٹ رہی تھیں۔ خوشی کا سماں تھا۔ جاتے ہی ڈاکٹر طاہر قریشی کے ساتھ ہو کر مریضوں کا معائنہ شروع کر دیا۔ بوڑھے، مرد، عورتیں 80 سے 90 سال کی عمر کے مختلف بیماریوں کے ساتھ آئے۔ والنٹیر لڑکوں اور لڑکیوں نے اپنی اپنی ڈیوٹیاں سنبھالی ہوئی تھیں۔ بڑے نظم وضبط کے ساتھ مریض آ رہے تھے اور باری باری چیک کروا کے ادویات لے کر جا رہے تھے۔

ہنزہ کے پڑھے لکھے لوگ

ہنزہ میں تعلیم بہت عام ہے۔ لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ تمیز دار ہیں۔ بات کرنے کا ڈھنگ جانتے ہیں۔ یہاں آب و ہوا کی وجہ سے اوسط عمر 80 سے 90 سال ہے۔ 90 سال کی عمر میں بھی عورتیں اور مرد چست و توانا ہیں اور اپنا سارا کام خود کرتے ہیں۔ یہاں کی آلودگی سے پاک تازہ ہوا۔ پھل سبزیاں اور صاف وشفاف طرزِ زندگی کہ وجہ سے لوگوں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ دوپہر تک میڈیکل کیمپ جاری رہا۔

300 مریضوں کا چیک اپ اور علاج ہوا۔ یہاں تمام لوگ خاص کرلڑکیاں اور عورتیں اچھی طرح تیار ہو کر میڈیکل کیمپ میں آتی ہیں۔ دوپہر کے بعد گوجال کے لوگوں نے ایک گھر میں کھانے کا اہتمام کیا۔ کھانے میں ہنزہ کی اسپیشل ڈش مالبدہ، Yak کا گوشت، لسی، سبزی کھانا اور سلاد پر مشتمل تھا۔ کھانے کے بعد ظہر کی نماز ادا کی۔

خنجراب پاس کی سیر

فارغ ہو کر خنجراب پاس کا رُخ کیا جو پاکستان اور چین کی سرحد پہ واقع ہے۔ بل کھاتی برف پوش وادیوں سے گزرتے ہوئے جوں جوں اوپر جا رہے تھے۔ اور آگے بڑھ رہے تھے تو سردی ہڈیوں کے اندر گھستی جاتی محسوس ہو رہی تھی۔ اوپر جانے کی وجہ سے آکسیجن کی کمی کی وجہ سے سانس لینا دوبھر ہو رہا تھا۔ اس کا تدراک یہ نکالا کہ جاتے ہوئے سلطان ڈرائیور نے سوکھی خوبانیاں رکھ لی تھیں جو منہ میں رکھنے سے آکسیجن کی کمی دور ہو گئی اور سانس لینا آسان ہو گیا۔

مارخور کی تلاش

مارخور یہاں کا نایاب جانور ہے۔ جو سردی کے موسم میں پہاڑوں سے نیچے اترتے ہیں۔ اس کے شکار کے لیے اسپیشل لائسنس جاری ہوتا ہے۔ غیر ملکیوں سے دس ہزار ڈالر لیے جاتے ہیں۔ مارخور کا گوشت گرم ہوتا ہے۔ علاقے کے لوگ مارخور کی کھال کو Stuff کر کے محفوظ کر لیتے ہیں۔ راستے میں کئی جگہ دور بین لگائے لوگ مارخور دکھانے کا مظاہرہ کر رہے تھے۔ خنجراب پاس کے قریب گاڑیاں رکیں۔ اترے تو یخ بستہ ہواؤں نے استقبال کیا۔ سردی سے ہاتھ پاؤں سن ہو گئے۔ سانس لینا دوبھر ہو گیا۔ سامنے چائنا کی طرف کا گیٹ نظر آ رہا تھا۔ لوگ خنجراب پاس کے قریب ٹھہر کر تصویریں لے رہے تھے۔

ویزے کے بغیر چین کا سفر

تھوڑی دیر میں ہمارے لیے اسپیشل طور پر گیٹ کھول دیا گیا۔ اور ہم بغیر ویزہ کے چین میں داخل ہو گئے۔ چین کے کسٹمز آفیسرز نے استقبال کیا اور تحائف کا تبادلہ ہوا۔ دفتر میں تمام سہولیات تھیں۔ چینی چائے سے تواضع کی گئی۔ تھوڑی دیر ٹھہر کے واپسی کا رُخ کیا۔ واپسی میں KSF کے مقام پر ممتاز دانشور، محقق، تاریخ دان مصنف فیڈرل سیکرٹری ڈاکٹر شفیق ندیم سے ملاقات ہوئی۔ ان سے مل کر حقیقی خوشی ہوئی

ماشاءاللہ 75 کتابوں کے مصنف ہیں۔خنجراب سے رات گئے کریم آباد ہنزہ کے لیے روانہ ہوئے جہاں سیر ینا ہوٹل میں ہنزہ اور نگر کے چیمبر آف کامرس کے عہدیداران اور سوست ڈرائی پورٹ کے امپورٹرز اور ایکسپورٹرز نے ہمارے اعزاز میں ڈنر کا انتظام کیا۔حسبِ دستور تحائف ہنزہ کا روائتی چوغہ اور کیمپ پیش کیے گئے۔کھانے میں روایتی اور دوسرے کھانے تھے۔رات گئے ہنزہ سے واپس سوست آئے ایک دفعہ پھر PTDC میں قیام ہوا۔صبح سویرے جاگ آ گئی۔تہجد کی نماز ادا کی۔

سوست ڈرائی پورٹ کی مسجد کا افتتاح

فجر کی نماز کسٹمز میس کے ساتھ ملحقہ مسجد میں ادا کی۔قاری نعیم اور دوسرے ساتھیوں سے ملاقات ہوئی۔ان شاءاللہ سوست ڈرائی پورٹ میں بہترین جامع مسجد بنے گی۔یہاں رہتے ہوئے اندازہ ہوا کہ ہنزہ اور نگر میں بہت کم مساجد ہیں۔صبح سویرے پہلے ایک مسجد سے اذان کی آواز آتی ہے۔اس کے بعد قاری نعیم صاحب میس کی مسجد سے اذان دیتے ہیں۔قاری نعیم نے بتایا کہ اگرچہ یہاں چھوٹی مسجد موجود ہے مگر جمعہ کی نماز میں کافی لوگ جمع ہو جاتے ہیں۔باہر صفیں بچھانی پڑتی ہیں۔اسی وجہ سے نئی مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔جس کی تعمیر کا آغاز ایک دو روز میں کر دیا جائے گا۔سب ساتھی جلدی اٹھ گئے۔PTDC ہوٹل ہی ناشتہ کیا اور کیمپ کے پچھلے دو دنوں میں خوب رش رہا۔دور دراز کے گاؤں سے بھی مریض آئے اور چیک اپ کروا کے ادویات لے گئے۔ڈسپنسری کے ساتھ ہی آغا خان ہیلتھ سنٹر ہے جس میں میٹرنٹی سروسز مہیا کی جاتی ہے۔LHV اور میڈیکل اسسٹنٹ موجود ہیں۔یہاں Delivery بھی ہوتی ہے۔مگر تمام سروسز مہیا کرنے کی انتہائی مناسب فیس ہے۔کیمپ کا آغاز صبح ہی کر دیا مگر آج پچھلے تین دنوں کی طرح مریض نہ آئے۔دو دن بھر پور رش رہا۔لوگوں کا جمِ غفیر رہا۔700 سے زیادہ مریضوں کا معائنہ اور چیک اپ ہوا۔سوست گوجال کی خوبصورت فضاؤں اور بلند وادیوں میں آکر مریض دیکھنے اور اس خوبصورت علاقے کے خوبصورت لوگوں کی خدمت کر کے بڑا مزا آیا۔چونکہ آج مریض کم تھے۔اپنی لاہور والی ٹیم کو واپس روانہ کیا۔

ایک اور میڈیکل کیمپ

ڈاکٹر طاہر قریشی کے ساتھ کیمپ شروع کر دیا۔اکا دکا مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔11 بجے تک مریض آتے گئے۔حسین اور ملیحہ نے پچھلے دو دنوں میں ہماری خوب خاطر تواضع کی۔کبھی چائے آ رہی ہے اور کبھی تازہ آلوؤں کے چپس اور نمورو قہوہ۔11 بجے تک مریض آئے۔سب کو دیکھ کر واپسی کا ارادہ بنایا۔

گوجال کے اس غریب اور پسماندہ لوگوں نے اپنی روایات کو مدنظر رکھتے ہوئے چھوٹی سی تقریب منعقد کی۔ میٹھے تازہ رس بھرے سیبوں کا تحفہ پیش کیا۔ ہنزہ میں خوبانی کو خوب پیداوار ہوتی ہے۔فضا میں سیبوں اور خوبانی کی خوشبو رچی بسی ہوتی ہے۔خوبانی کی یہاں 60 سے زیادہ اقسام ہیں۔اگر گھروں کی چھت پر خوبانی خشک ہونے کے لیے رکھی ہوتی ہے۔خوبانی ایسا مزیدار پھل ہے جس کو کھا کر بندہ تندرست وتوانا رہتا ہے۔خاص کر خوبانی جگر کے لیے مفید ہے۔چین اور امریکہ میں خوبانی کے پھل سے جگر کی حفاظت کے لیے بہت ساری ادویات بنائی جاتی ہیں۔حسین نے خوبانی کے درخت سے درخت پہ ہی خشک ہوئی خوبانیاں توڑیں۔ملیحہ نے دھو کر پلیٹ میں سلیقے سے رکھ کر پیش کیں۔

خوبانیاں، رس بھرے میٹھے سیب اور نمورد قہوہ

کل جب خنجراب پاس گئے تھے تو 13000 فٹ کی بلندی پر ایک تو سردی ہڈیوں میں گھس رہی تھی دوسرے سانس لینا دشوار ہو رہا تھا۔ سلطان نے کہا کہ سرخوبانی کھالیں۔خوبانی کھائی تو سانس بھی ٹھیک ہوگیا اور آکسیجن کی کمی دور ہونے کے ساتھ ساتھ سردی بھی کم لگنے لگی۔چین کے اندر کسٹمز کے دفتر میں چائنا قہوہ پی کر تو جسم میں جان اور گرمی آگئی۔حسین نے قریبی کھیت سے تازہ آلو منگوائے ملیحہ نے آلو کاٹے فرائی کیے۔مہمانوں کو خدمت میں پیش کیے۔تازہ تازہ آلوؤں کے چپس اور نمورو قہوے کی چسکیاں۔نیلگوں آسمان اور سردیوں میں دھوپ کا نظارہ غرضیکہ ہر لحاظ سے حسین اور رومان پرور ماحول تھا۔ہیلتھ مرکز کے ساتھیوں نے شکریہ ادا کیا۔شکریہ کا لیٹر پیش کیا اور جاتے جاتے گوجال کے تازہ، رس بھرے، میٹھے سیبوں کا تحفہ پیش کیا۔ واپسی میں تھوڑی دیر کے لیے کسٹمز میس میں ہی آرام کیا کیونکہ صبح سویرے اٹھے تھے۔شاہد جان ایڈیشنل کلیکٹر امجد انسپکٹر نے سارے دورے کے دوران بہترین انتظامات کیے۔جلدی جلدی کھانا تیار کروایا۔ظہر کی نماز باجماعت ادا کی۔گلگت سے ہمارے ساتھ نوید ظفر چیف اکاؤنٹ آفیسر بھی سوست آئے۔ساری عمر لاہور میں نوکری کرنے کے بعد اپنی چوائس سے گلگت میں پوسٹنگ کروائی ہے۔ یہاں آکر بہت خوش ہیں۔ ماشاء اللہ گھومنے پھرنے کے شوقین ہیں۔مزے کی باتیں کرتے ہیں۔تینوں دن ہمارے ساتھ رہے۔شاہد جان کی انتظامی صلاحیتوں کی داد دینی پڑتی ہے کہ ماشاء اللہ سوست ڈرائی پورٹ میں سرکاری فرائض انجام دینے کے ساتھ ساتھ ہمارے دورے اور میڈیکل کیمپس کی بھی بہترین ترتیب بنائی۔علاج اور خدمت کے تمام ڈاکٹرز اور ساتھیوں کی متفقہ رائے ہے کہ ہنزہ اور گوجال کے لوگ بشمول

بچے انتہائی مہذب تعلیم یافتہ اورنظم وضبط کے پابند لوگ ہیں۔کیمپوں کے دوران بھر پور رش رہا مگر کوئی ہنگامہ نہ ہوا۔اللہ کے فضل سے سینکڑوں مریضوں کا چیک اپ ہوا مگر کسی نے بدتمیزی کی نہ کسی نے شور مچایا۔ راستے میں جارہے تھے کہ کسٹمز کے سابق سپاہی نے سڑک کے درمیان کھڑے ہوکر گاڑیاں روک لیں۔ رکے تو سب سے پہلے معذرت کی۔ میٹھے، تازہ رس بھرے سیبوں اورخشک خوبانی کے پیکٹوں کا تحفہ پیش کیا۔

سوست سے واپسی کا سفر

سوست سے واپسی کا رخ کیا۔سوست سے گلمت ،شیش کٹ، عطا آباد ٹنل سے ہوتے ہوئے نگر کی طرف بڑھے۔عطا آباد جھیل وجود میں آئی تو ادھر آنا ہوا تھا۔عطا آباد جھیل میں آہستہ آہستہ پانی کم ہوتا جا رہا ہے۔چینی انجینئرز نے بہت کم مدت میں عطا آباد کے پہاڑوں کا سینہ چیر کر بہترین ٹنل بنائی ہے۔ٹنل چارحصوں پہ مشتمل ہے۔اس کی لمبائی تقریباً 8 کلومیٹر ہے۔ یہ ٹنل پانچ سے چھ سال میں بنی جبکہ لواری ٹنل بننے میں چھ سال لگ گئے۔کریم آباد،حسین آباد، مرتضیٰ آباد سے گزرتے ہوئے دو گھنٹے مین ہنزہ پہنچ گئے۔ خوبصورت بل کھاتی وادیاں۔ اونچے اونچے لانبے، پتھریلے، بھورے کالے اور کہیں کہیں سرسبز پہاڑوں کے بیچ سے گزرتے آگے بڑھتے جا رہے تھے۔موسم انتہائی خوش گوار ہے۔ اگرچہ سخت سردی ہے مگر ساتھ ساتھ تیز دھوپ بھی نکلی ہوئی ہے۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا بھی لگ رہی ہے۔ سلطان ڈرائیور بڑی تیزی سے گاڑی کو لے جا رہا تھا۔سلطان پرانا ڈرائیور ہے۔سارے علاقے اس کے دیکھے بھالے ہیں۔مختلف علاقوں سے گزرتے ہوئے ان کے بارے میں بتا بھی رہا تھا۔راکا پوشی کی خوبصورت اور آنکھوں کو خیرہ کرنے والی برف پوش چوٹی کا نظارہ واقعی مسحور کن ہے۔قدرت کی صناعی کی داد دینا پڑتی ہے، ہنزہ،نگر اور گلگت کی تمام وادیاں خوبصورت، رومان پرور اور مسحور کن ہیں جنہیں دیکھ کر بندہ دم بخود رہ جاتا ہے۔تین گھنٹے کی مسافت کے بعد گلگت پہنچے۔

گلگت میں اعزاز و اکرام اور برتھ ڈے

گلگت میں موسم انتہائی خوش گوار ہے۔ ہنزہ اورنگر کی نسبت سردی کم ہے۔آفس میں پہنچ کر تھوڑی دیر آرام کیا۔مغرب کی نماز گلگت شہر کی مسجد میں ادا کی۔ مارکیٹ کا رخ کیا۔ کچھ گفٹس خاص کر ویسٹ کوٹ کا

کپڑا خریدا۔ طاہر قریشی نے مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ اٹھا چھوڑی۔ رات کو دریائے گلگت کے کنارے خوبصورت Camo hy Resturent میں ڈنر کا اہتمام کیا۔فیس بک سے دوستوں کو ساری خبریں ملتی رہتی ہیں۔ شاہد جان نے کھانے کے بعد جب سالگرہ کا کیک پیش کیا تو بچوں کی یاد آ گئی۔ 10 اکتوبر اپنی سالگرہ کا دن ہے جو بچے یمنیٰ، ماہ نور اور حذیفہ بڑے اہتمام سے مناتے ہیں۔ اکثر یمنیٰ بیٹی خود کیک بناتی ہے۔ بچوں اور اسماء نے کل ہی Happy Birthday کے میسج بھیجے تھے۔ اسماء کا بھی رات گئے میسج آ گیا تھا۔ لذیذ کھانا اور اس کے بعد سالگرہ کا کیک کاٹنے اور کھانے کا مزہ آ گیا۔ طاہر قریشی کے نواب شاہ کے ساتھی اور بیچ میٹ جوئیہ صاحب بھی ساتھ تھے۔ ان سے ملکی حالات پر خوب سیر حاصل گفتگو ہوئی۔ پچھلے تین دنوں کی تھکاوٹ کے باعث جلد ہی نیند آ گئی مگر صبح تین بجے آنکھ کھل گئی۔ تہجد کی نماز ادا کی۔ اس وقت گلگت کی خوبصورت وادیوں میں سکوت کا عالم ہے۔ دریائے گلگت میں پانی چلنے کی مترنم آوازیں سکوت توڑتی ہیں۔ کہیں کہیں مرغ کی بانگ سنائی دے رہی ہے۔ الحمدللہ! گلگت اور ہنزہ اور اس کے ساتھ سوست گوجال کا حالیہ دورہ کامیاب رہا۔ فرائض منصبی ادا کرنے کے ساتھ ساتھ سوست گوجال کے لوگوں کی خدمت کر کے، مریضوں کا چیک اپ اور ان کا علاج کر کے روحانی خوشی ہوئی۔ ان خوبصورت علاقوں کے لوگوں نے بھی ہماری مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ اٹھا چھوڑی۔ کھانے بھی کھلائے اور روایتی گفٹس بھی پیش کیے۔ اللہ پاکستان اور اس کی خوبصورت وادیوں کو سدا سلامت رکھے اور یہ چمن یونہی پھلتا پھولتا رہے۔ پاکستان زندہ باد۔

اور قیامت آ گئی

4 بجے تک سب کچھ ٹھیک تھا۔ زندگی نارمل ڈگر پر چل رہی تھی۔ شہر میں چہل پہل تھی۔ دکانوں پہ رونق تھی۔ بچے سکول سے آ کر مسجد میں سپارہ پڑھنے گئے ہوئے تھے۔ مطلع صاف تھا۔ بارش یا آندھی کے کوئی امکانات نہ تھے۔ لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔ بابا خیر دین مسجد سے ظہر کی نماز پڑھ کر دیر سے گھر آیا تھا۔ اچانک جانوروں نے بے چین ہو کر اِدھر اُدھر ٹکریں مارنا شروع کر دیں پرندے آسمان کے اوپر اکٹھے ہو کر ایک طرف اوپر جانے لگے۔ (پرندوں اور جانوروں کو زلزلے کی پہلے ہی خبر ہو جاتی ہے) چار بجے کر دو منٹ پر اچانک زور کی گڑگڑاہٹ سنائی دی۔ لوگ سمجھے دھماکہ ہو گیا ہے۔ جو جہاں تھا وہیں رک گیا۔ بابا خیر دین نے گھر کی دہلیز پر قدم رکھا ہی تھا کہ اچانک 4 منزلہ مکان زمین بوس ہو گیا۔ خیر دین نے بیوی کو دیوانہ وار چیخ چیخ کر آوازیں دیں۔ وہ گرد میں اٹی پٹی ننگے سر باہر آ گئی۔ بابا خیر دین کے بیٹے اپنے اپنے کاموں پہ گئے ہوئے تھے۔ جان بچ گئی۔ چند سیکنڈز میں بساط الٹ گئی۔ اونچے اونچے خوبصورت محلنما گھر چند لمحوں میں زمین بوس ہو گئے۔ ساتھ ہی کچے گھر بھی مکمل تباہ ہو گئے۔ اماں بشیراں کے بقول قیامت آ گئی۔ پل بھر میں کیا سے کیا ہو گیا۔

جاتلاں میں تباہی

جاتلاں مکمل طور پر تباہ ہو گیا۔ 40 سے زیادہ ہنستے بستے مسکراتے لوگ لقمہ اجل بنے اور 500 سے زیادہ زخمی ہوئے۔ زلزلے کے فوراً بعد مقامی لوگ اپنے عزیزوں، رشتہ داروں کی خبر گری کو نکلے۔ ملبے تلے زخمیوں کو نکالا۔ الحمدللہ! گورنمنٹ بھی متحرک ہوئی۔ چند گھنٹے میں آرمی کی ٹیمیں پہنچ گئیں۔ سڑکیں ختم ہو گئیں۔ پل ٹوٹ گئے۔ گاڑیاں الٹ گئیں۔ ایک کے بعد دوسرا جھٹکا لگا پھر تیسرا۔ میرپور کے گردونواح سے ہزاروں لوگ گھروں سے باہر نکل آئے اور خوف کی حالت میں گھروں سے باہر رات گزاری۔

زلزلہ زدگان کی خدمت

الحمدللہ! کسٹمز ہیلتھ کیئر سوسائٹی کا ہمیشہ سے طرۂ امتیاز رہا ہے کہ ملک میں جب بھی کوئی آفت آتی ہے۔فوراً آفت زدہ علاقے میں پہنچ کر خدمات سرانجام دیتی ہے اشفاق کو 24 ستمبر کی شام ہی تیاریوں کے لیے بتا دیا تھا۔ زلزلے کے فوراً بعد دوستوں اور مخیر حضرات کے فون آنا شروع ہو گئے۔آپ زلزلہ زدہ علاقے میں کیوں نہیں پہنچے اعجاز سکا صاحب نے فون کیا۔ ڈونیشن بھجوائی۔نئ امید فاؤنڈیشن کی نیک دل خاتون ارم ناصر نے رابطہ کیا۔خواتین کی طرف سے رقم اکھٹی کر کے بھجوائی اور دوستوں نے بھی تعاون کیا۔فی سبیل اللہ گروپ کی ڈاکٹر آمنہ بھی فوراً متحرک ہوئیں۔خواتین ممبرز کی طرف سے دھڑا دھڑ ڈونیشن آنے لگے۔لاہور سے صبح سویرے توفیق اور پرویز موبائل ہسپتال کے ساتھ نکلے۔راشن سے لدا ٹرک ساتھ تھا۔ ادویات تھیں۔ بچوں اور خواتین کے لیے تحائف تھے۔ پروفیسر ڈاکٹر میاں ارشد محمود ہماری ٹیم کا مستقل حصہ ہیں۔وہ اپنی ٹیم کے ساتھ پہنچ گئے۔ اشفاق، افتخار سعید، کیمرہ مین، رفیق، پروفیسر ارشد، محمد احمد اور پروفیسر مزمل احسن شیخ کے ساتھ لاہور سے نکلے۔ پشاور سے اسلم مروت، عبدالرحمن، مردان سے سہیل اور عبدالرؤف آ گئے۔اسلام آباد سے افراہیم کیانی، ناظمین، یوسف شاہ، جلیل اختر، واجد رشید ایڈووکیٹ اور راقم پر مشتمل قافلہ جمعرات کی صبح میرپور کے لیے روانہ ہوا۔راستے میں ایک دفعہ پھر زلزلہ کے زوردار جھٹکے محسوس ہوئے۔لوگوں نے فون کر کے بتایا کہ میرپور میں زبردست زلزلہ آیا ہے۔ انہوں نے ڈرایا بھی۔ لیکن بندہ جب اللہ کے راستے میں نکل پڑتا ہے تو پھر واپسی مشن کی تکمیل کے بعد ہی ہوتی ہے۔اسلم مروت نے سب کو دُعائیں پڑھنے کو کہا۔ظہر کی نماز دینہ کے قریب ادا کی۔سرائے عالمگیر سے نہر کے ساتھ ساتھ چلتے ہوئے جاتلاں کی طرف روانہ ہوئے۔ جاتلاں اور اس کے نواحی قصبے زلزلے سے بہت زیادہ متاثر ہوئے۔ ایک گھنٹے کے سفر کے بعد جاتلاں پہنچے۔ جاتلاں جاتے ہوئے راستے میں ٹوٹی پھوٹی سڑکیں، ناکارہ پل اور گری ہوئی عمارتیں نظر آئیں۔ یہاں کے زیادہ تر لوگ بیرون ملک برطانیہ، فرانس، اور جرمنی میں مقیم ہیں اکثر گھروں پہ بڑے بڑے حروف میں نام کے ساتھ UK لکھا ہوا ہے۔زیادہ تر گھر بڑے اور تین چار منزلہ ہیں مگر ان میں سے اکثر خالی ہیں اور مکینوں کی راہ تکتے رہتے ہیں۔ان گھروں میں ایک چوکیدار اور ایک کتا ہوتا ہے۔ یہ سال میں کسی شادی بیاہ کے موقع پر آباد ہوتے ہیں یا کسی مقیم کی جب برطانیہ سے تابوت بند میت آتی ہے تو چند دنوں کے لیے ادھر رونق ہوتی ہے۔مگر چند لمحوں کے زلزلے نے

ان سب کو ناکارہ بنا دیا ہے۔ رہنے کے قابل نہیں چھوڑا۔ میر پور میں ریڈیو پاکستان کی عمارت بھی تباہ ہوگئی ہے مگر ریڈیو کے بہادر ارکان خیمے میں سیٹ لگا کر اپنا کام چلا رہے ہیں۔ زلزلے سے متاثرہ عمارتیں مزید جھٹکے برداشت کرنے کے قابل نہیں رہے۔ جاتلاں سے گزر کر نواحی قصبے ساہنگ میں آئے یہ زلزلے میں سب سے زیادہ متاثر ہونے والا قصبہ ہے۔

میڈیکل کیمپ کا آغاز

پہنچتے ہی امدادی اور میڈیکل ٹیموں کے بورڈ نظر آئے۔ انتظامیہ کی طرف سے بھی کیمپ لگے ہوئے تھے۔ راشن تقسیم ہو رہا تھا۔ فوج کے نوجوان بھی تھے۔ جلیل اختر اور ان کے بھتیجے واجد رشید ایڈووکیٹ کی وجہ سے ہمیں آسانی سے کیمپ کے لیے جگہ مل گئی۔ جاتے ہی کیمپ شروع کر دیا۔ شروع میں کم مریض آئے لیکن جب لوگوں کو پتہ چلا کہ لاہور سے ڈاکٹروں کی ٹیم آئی ہے۔ آنکھوں کا بھی معائنہ ہو رہا ہے تو پھر مریضوں اور لوگوں کو آمدورفت شروع ہوگئی پروفیسر صاحب نے آنکھوں کا معائنہ شروع کیا تو بوڑھی عورتیں مرد ان کے گرد جمع ہو گئے آنکھوں کے معائنے کے ساتھ لوگوں کو عینکیں بھی ملنے لگیں تو لوگ مزید آنا شروع ہو گئے۔ ہمارا بھی میڈیکل کیمپ شروع ہو گیا۔ جسم درد، بخار، ڈائریا، بدہضمی، چیسٹ انفیکشن کے مریض آنا شروع ہو گئے۔ پروفیسر مزمل احسن شیخ نے اپنی تبلیغی اور حکمت کی دکان سجا لی۔ جو ان کے پاس آتا پہلے ان کا تبلیغی لیکچر سنتا اور بعد میں دوا لیتا۔

ریلیف گڈز کی تقسیم

اشفاق، جلیل اختر، واجد اور عبدالرؤف نے مل کر چار ٹیمیں بنائیں جو متاثرہ گھروں میں جا کر گھر گھر راشن تقسیم کرنے لگے۔ افراہیم کیانی، ناظمین اور عاطف کو ادویات کے ساتھ دوسرے گاؤں بھجوا دیا۔ جہاں انہوں نے مقامی LHV کی مدد سے کیمپ لگایا۔ مریضوں کا معائنہ کیا اور شام تک 160 مریضوں کا چیک اپ اور علاج کیا عصر کی نماز مقامی مسجد میں ادا کی۔ یہاں اللہ کی قدرت کا عجیب مظاہرہ دیکھا کہ مسجد کے آس پاس کچے اور پکے گھر، دومنزلہ، چار منزلہ عمارتیں جو بڑی محنت اور رقم لگا کر تعمیر ہوئی تھیں۔ وہ چند لمحوں میں زمین بوس ہوگئیں مگر ان سب کے بیچ اللہ کا گھر یعنی مسجد بالکل محفوظ تھی۔ کسی دیوار میں ایک دراڑ تک نہ آئی تھی۔ عبدالرؤف نے بتایا کہ صرف ایک جانب سے ایک دو ٹائلیں اکھڑی ہوئی ہیں۔ رات گئے

تک ہمارا طبی اور فلاحی کیمپ جاری رہا۔

رشید پور میں قیام

واپسی پہ جلیل اختر کے بھائی پرویز صاحب کے داماد واجد رشید ایڈووکیٹ کے بڑے گھر میں قیام کیا۔ جاتے ہی انہوں نے پرتکلف کھانا کھلایا۔ کھلے صحن میں بستر پہلے ہی لگے ہوئے تھے۔ سب ساتھیوں نے مزے کی نیند کی۔ صبح سویرے اللہ نے جگا دیا۔ فجر کی نماز رشید پور کی مسجد میں ادا کی۔ رشید پور یار غار جلیل اختر کا آبائی گاؤں ہے۔ اب یہ گاؤں تو نہیں لگتا۔ ہر طرح کی سہولت موجود ہے۔ ماشاء اللہ واجد صاحب کے بڑے گھر کی طرح ان کا دل بھی بہت بڑا ہے۔ انہوں نے ہماری مہمان نوازی میں کوئی کسر نہ اٹھا چھوڑی۔ کل سارا دن سخت گرمی اور حبس رہی۔ مریض دیکھتے دیکھتے پسینے میں شرابور ہوگئے کیونکہ ہوا بالکل بند تھی۔ ایسے لگ رہا تھا کہ جون یا جولائی کا مہینہ ہے۔ رات سے ٹھنڈی ہوا کا سلسلہ جاری ہے۔ فجر کے بعد سے ہلکی بارش بھی ہوئی جس سے موسم خوشگوار ہوگیا ہے۔ واجد رشید کے اہلِ خانہ نے مہمان نوازی کی انتہا کر دی۔ صبح سویرے دیسی گھی کے پراٹھے، نمکین لسی، مکھن، دیسی گھی، دیسی انڈوں کا آملیٹ، گھر کی دہی اور چکن کڑاہی کا ناشتہ کرایا۔ ساتھیوں نے خوب مزے سے کھایا صبح سویرے رشید پور سے نکل کر زلزلہ زدہ علاقوں کی طرف مزید علاج اور خدمت کے لیے نکلے۔ جلیل صاحب صبح اسلام آباد کے لیے روانہ ہوئے۔ کیانی اور ناظمین اور یوسف شاہ کے ساتھ رات ہی اسلام آباد چلے گئے تھے واجد رشید اسلام آباد میں پریکٹس کرتے ہیں۔ مگر آج کا دن انہوں نے اللہ کے راستے میں وقف کر دیا۔

پروفیسر مزمل کی حکمت کی دکان

پروفیسر مزمل احسن نے جاتے ہوئے دُعا کروائی کہ یا اللہ کشمیر کے آفت زدہ اور مقبوضہ کشمیر کے محصور اور مجبور مسلمانوں کی مدد فرما اور ان کی خبر گری اور پُرسہ کے لیے ہماری کاوشوں کو قبول فرما۔ مزمل صاحب جہاں جاتے ہیں اپنی سلیمانی حکمت کی دُکان سجا لیتے ہیں۔ واجد کے والد محترم کو بھی انہوں نے دوا دی۔ ماشاء اللہ ہمارے میڈیکل کیمپ میں ایلو پیتھک طریقہ علاج کے لیے سلیمانی اور حکیمی علاج بھی موجود ہے۔ عورتوں اور بچیاں پروفیسر مزمل احسن کی طرف کھنچی چلی جاتی ہیں۔ وہ حکیم صاحب کو بلا جھجک اپنے مسائل بتاتی ہیں۔ پروفیسر مزمل علاج کے ساتھ تبلیغ بھی کرتے ہیں۔ اللہ پہ یقین اور نمازوں کی پابندی کا

کہتے ہیں۔عورتیں ان کی باتیں توجہ سے سنتی ہیں۔ رشید پور سے نکل کر سرائے عالمگیر کی نہر کے کنارے چلتے چلتے اقبال پور سے آزاد کشمیر کے شہر کے ضلع بھمبر میں داخل ہوئے۔سڑک کے دونوں طرف پڑے شگاف زلزلے کی تباہ کاریوں کے نشانات ہیں۔ رات ہی سے موسم خوشگوار ہے۔ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے ساتھ ہلکی ہلکی پھوار بھی برس رہی ہے۔ راستے میں تیز بارش ہوگئی۔

زلزلہ زدگان کی خدمت اور علاج

لوگوں سے پتہ کرتے ہوئے دلو چک گاؤں پہنچے جہاں خورشید LHV نے اپنے گھر پہ کیمپ کا انتظام کیا ہوا تھا۔ بارش بدستور جاری تھی۔ لگ رہا تھا کہ یہاں اس بارش میں کون آئے گا لیکن جونہی کیمپ کا آغاز ہوا۔مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔جن لوگوں کومیڈیکل کیمپ کی بھنک پڑی وہ دور دراز گاؤں سے LHV کے گھر آئے۔ پروفیسر مزمل کی دُکان بھی سج گئی اور خوب چلی۔عورتوں اور بچیوں نے گھیراؤ کر لیا۔اسلم مروت سے نچلا نہیں بیٹھا جاتا۔ دُکان پہ جا کر بچیوں کے لیے گولیاں، ٹافیاں بسکٹ لے آئے۔ بچوں نے پٹھان بابا کو گھیر لیا۔ LHV کی شوگر کی دوائیاں ختم تھیں خیال تھا کہ ہمارے پاس نہیں مگر گاڑی سے مل گئیں۔اس نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ دوپہر تک 150 مریضوں کو دیکھا۔ان کو ادویات دی۔ LHV نے گرما گرم چائے پلائی۔آگے بڑھے اور جاتلاں میں سب سے زیادہ متاثر علاقے ساہنگ کی طرف چلے جہاں ہمارا موبائل ہسپتال رات ہی سے موجود تھا۔ یہاں چوہدری وسیم افضل کے گھر میں کیمپ لگایا۔کیمپ کا اعلان سنتے ہی دور دراز سے لوگ آنے لگے۔ اگرچہ راشن کے لیے لوگ صبح سویرے سے آئے بیٹھے تھے۔ چوہدری وسیم نے بڑی احتیاط سے پرچیاں بنا کر گھر گھر پہنچ کر راشن تقسیم کرنے کا پروگرام بنایا۔ جمعہ کی نماز ساہنگ کی جامع مسجد میں ادا کی مسجد میں بجلی اور پانی کا نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ مولوی صاحب بار بار نوجوان لڑکوں کو کہہ رہے تھے کہ مہمانوں کے وضو کے لیے گھر سے پانی لے کر آئیں۔ نوجوان لڑکے اپنے اپنے بچے کھچے گھروں سے پانی لا رہے تھے۔ جمعہ کی نماز میں امام صاحب نے اللہ سے رو رو کر دُعائیں مانگیں۔ جمعہ کی نماز کے بعد دوبارہ سے کیمپ شروع کر دیا۔ایک طرف مزمل صاحب کی دُکان لگ گئی۔ پروفیسر ارشد محمود میاں نے اپنا Eye Clinic لگا لیا۔محمد احمد مریضوں کی Eye sight چیک کر کے عینکیں دینے لگا تو پھر ہر بچہ اور بوڑھا عینک کے لیے آنے لگا۔ چوہدری وسیم نے ٹیم کے تمام ممبران کو زبردست کھانا کھلایا۔کھانے کے بعد بھی مریض آتے گئے شام تک 413 مریضوں کا چیک اپ

اور علاج ہوا۔ زیادہ تر مریضوں میں سر درد، بخار، گلے میں انفیکشن، ڈائریا، ہائی بلڈ پریشر، نیند میں کمی، خوف سے لرزنا، ڈیپریشن وغیرہ کی علامات تھی۔

زلزلہ زدگان کے نفسیاتی مسائل

دو چار ایسی بچیاں بھی آئیں جو زلزلے کی وجہ سے خوف اور دہشت کا شکار تھیں۔ ان کے والدین نے بتایا کہ 24 ستمبر 2019 کی شام سے نہ یہ کچھ کھاتی ہیں۔ نہ بولتی ہیں۔ ان بچیوں کے سروں پر دستِ شفقت رکھا۔ ان کو تحائف دیے تاکہ ان میں دوبارہ سے خوشیاں لوٹ آئیں۔ ایک نوجوان عورت جس کا والد زلزلہ میں شہید ہوا۔ وہ روتے روتے ایک دَم چیخنے لگتی پھر چپ ہو جاتی۔ اس کے خاوند نے بتایا کہ زلزلے کو چار دن گزر چکے ہیں میری بیوی ایک منٹ کے لیے نہیں سوئی۔ زلزلہ تو گزر چکا مگر اس کے اثرات باقی ہیں اور رہیں گے۔ جن کے عزیز و اقارب اس زلزلے میں جان سے گئے وہ تو اسے کبھی بھلا نہ سکیں گے۔ اس وقت زلزلہ زدگان کو، ریلیف گڈز کے ساتھ نفسیاتی سہارے کی بھی بہت ضرورت ہے۔ ان کو سہارا دیں۔ سہارا ہی بہترین سائیکوتھراپی ہوتا ہے۔

عاشق رسول حبیب الرحمن سے ملاقات

شام گئے ساہنگ سے نکلے۔ ایک ٹیم اسلم مروت کی قیادت میں پشاور کے لیے روانہ ہوئی۔ وزیر آباد میں ہمارے فلاحی کاموں کے مداح اور سچے عاشق رسول محترم حبیب الرحمن سے ملاقات ہوئی۔ ان سے پچھلے سال سے تعارف ہوا۔ حبیب الرحمن صاحب ٹیم کے ساتھیوں سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ وزیر آباد کے مشہور ریسٹورنٹ میں زبردست ضیافت کا بندوبست کیا۔ سب نے مزے سے کھایا۔ حبیب الرحمن بیکری کے کاروبار سے وابستہ ہیں وزیر آباد میں ان کی بیکری 1932 سے قائم ہے۔ خالص اشیاء بناتے ہیں اس لیے ان کی بیکری کی اشیاء کی پورے گوجرانوالہ میں مشہور ہیں۔ جاتے جاتے انہوں نے ڈرائیوروں سمیت تمام ساتھیوں کو اپنی ہائی کلاس بیکری کی اشیاء کے گفٹ پیکس دیے، رات گئے واپس پہنچے۔ اگلے دن سویرے شیخ نورالدین اینڈ سنز کے فرہاج سرور سے بات ہوئی۔ انہوں نے ہماری درخواست پر زلزلہ زدگان کے لیے 150 خیمے عطیے کیے جو زلزلہ زدہ علاقوں میں پہنچا دیے گئے۔ بعد ازاں بھی زلزلہ زدگان کے لیے ریلیف اشیاء میر پور بھجوائی جاتی رہیں۔

اسلام آباد میں گلگت، بلتستان اور بلاوا

الحمدللہ! جب سے اسلام آباد آنا ہوا ہے۔ اسلام آباد کے مختلف غریب اوردور دراز علاقوں میں میڈیکل کیمپوں کا سلسلہ جاری ہے۔ کچھ عرصہ پہلے ڈاکٹر نوشین اور ڈاکٹر شاہ رخ کے ساتھ G-13 کی مہر آباد کالونی کے غریب مکینوں کے لیے میڈیکل کیمپ لگایا تھا جس میں سینکڑوں مریضوں کا چیک اپ اور علاج ہوا۔ اس علاقے میں رہنے والے غریب اور نادار لوگ ڈاکٹر کے پاس جانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اس وجہ سے ان کی خدمت اور علاج کر کے دلی خوشی ہوئی تھی۔ اسلام آباد آنے کے فوراً بعد پہلا

کیمپ فراش ٹاؤن کے علاقے علی پور میں لگایا تھا۔جعفر ڈرائیور کے توسط سے یہ کیمپ لگا تھا۔ لاہور سے اپنی پوری ٹیم آئی تھی۔سینکڑوں مریضوں کا علاج کیا تھا۔ جاتے جاتے وعدہ کیا تھا کہ ان شاءاللہ علاقہ کے مکینوں کی خدمت کے لیے جلد دوبارہ حاضر ہوں گے۔

علی پور میں میڈیکل کیمپ

اسی وجہ سے آج پھر علی پور کا رخ کیا۔ جہانگیر افراہیم کیانی اور LHV ناظمین پہلے پہنچ گئے جا کر لوگوں کو اطلاع دی۔عصر کے بعد شانگلہ کے سید یوسف شاہ کی معیت میں علی پور کا رخ کیا۔ جاتے ہی کیمپ شروع کر دیا۔شروع میں مریض کم تھے کیونکہ لوگوں کو پتہ ہی نہ تھا۔ جہانگیر نے جونہی بچوں میں چپس بانٹنا شروع کیےتو ہرطرف سے مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔کیمپ میں زیادہ تر خواتین،لڑکیاں اور بڑی عمر کی عورتیں آئیں۔کئی ایک نے پہچان کرعقیدت سے سلام کیا۔علی پور اگرچہ اسلام آباد کا علاقہ ہے مگر یہاں آکر اندازہ ہوتا ہے کہ شاید گلگت اور بلتستان میں آ گئے ہیں۔ 90 فیصد مریض انہی علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں۔جعفر ڈرائیور نے بتایا کہ علی پور کی آبادی کا بیشتر حصہ گلگت اور بلتستان کے لوگوں پر مشتمل ہے۔ ان علاقوں کے لوگ آج سے 30، 40 سال پہلے روزگاری کی تلاش میں اسلام آباد آئے اور پھر اپنی فیملیز کو بھی ادھر بلا لیا۔ساتھ ساتھ اس علاقے میں گھر بھی بنانے شروع کر دیے۔علی پور میں زیادہ تر غریب لوگ آباد ہیں۔محنت مزدوری کر کے اپنا اور بچوں کا پیٹ پالتے ہیں۔گلگت اور بلتستان کے لوگ اسلام آباد میں مختلف محکموں میں بھی ڈرائیور سپاہی وغیرہ کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں۔

اسلام آباد میں گلگت اور بلتستان

FBR اور اسلام آباد کلکٹریٹ آف کسٹمز میں گلگت سے تعلق رکھنے والے انسپکٹرز بھی موجود ہیں۔ خوبصورت علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا اخلاق بھی اچھا ہے۔ یہ لوگ بے حد تمیز دار اور دھیمے مزاج کے ہیں۔غربت کے باوجود صاف ستھرے رہتے ہیں۔اسی وجہ سے اسلام آباد کے بہت سے گھروں میں گلگت کے لوگ ملازم ہیں۔بعض لوگ باورچی کی حیثیت سے بھی کام کر رہے ہیں۔ ہمارے میس کے باورچی کرامت خاں کا تعلق بھی بلتستان سے ہے۔ ماشاءاللہ بہت اچھے اور لذیذ کھانے بناتا ہے۔اس کے ہاتھ میں بڑی لذت ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ مریضوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ چونکہ ڈاکٹر نوشین

نے آج کے کیمپ کے لیے معذرت کی تھی اس لیے اکیلے ہی مریضوں کو چیک کرنا پڑا۔ اس علاقے میں زیادہ تر خارش، پیٹ درد، کھانسی، نزلہ زکام، بخار اور معدے کی تکالیف تھیں۔ بڑی عمر کی عورتوں اور مردوں میں سانس چڑھنے اور ہائی بلڈ پریشر کی تکالیف تھیں۔ رات گئے تک مریض آتے گئے اور دوائیں لے کر دعائیں دیتے جاتے رہے۔ آخری مریض کا چیک اپ ہوا تو جہانگیر نے بتایا کہ سر اب کوئی مریض نہیں۔ کیانی صاحب اور ناظمین نے بڑی محبت اور محنت سے مریضوں کو ادویات دیں۔ اور اس کے ساتھ ساتھ طریقہ استعمال بھی بتایا۔ علاقے کے زیادہ تر لوگ آپس میں گلگت اور بلتی زبان میں بات کرتے ہیں۔ مگر اکثر اردو سے بھی شناسا ہیں اس لیے کیمپ کے دوران کسی قسم کا کوئی مسلئہ نہ ہوا۔ اس کا واحد حل یہ ہے کہ بڑے ہسپتالوں کے ساتھ ساتھ یونین کونسل کی سطح پر ہر یونین کونسل میں میڈیکل ڈسپنسریاں قائم کی جائیں جن کا انتظام وانصرام مقامی لوگوں کے سپرد ہو۔ ان ڈسپنسریوں کے قیام سے غریب لوگوں کے صحت کے 90 فیصد مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اسلام آباد میں کل صبح سے لے کر شام تک خوب گرمی اور حبس رہا۔ دھوپ کی تمازت سے پسینے چھوٹ رہے تھے۔ F11/1 کی کچی بستی مہر آباد میں میڈیکل کیمپ لگایا تھا۔ 3 بجے سے ہی مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔ اسلام آباد جیسے شہر میں اسی طرح کے غریب علاقے میں میڈیکل کیمپ لگانے کا واحد مقصد علاقے کے غریب اور نادار لوگوں کی صحت کی اعلیٰ سہولتیں مہیا کرنا ہے۔ اسلام آباد میں قیام کے دوران ابھی تک مختلف علاقوں میں میڈیکل کیمپ لگائے جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ ملک کے دور دراز علاقوں کی طرح اسلام آباد میں بھی کئی ایسے علاقے ہیں جہاں صحت کی ناکافی سہولیات ہیں۔ لوگوں کو بیماریوں کے علاج کے لیے PIMS یا دوسرے ہسپتالوں کا رخ کرنا پڑتا ہے۔ جہاں ان کی بڑی مشکل سے شنوائی ہوتی ہے۔ 4 بجے سے میڈیکل کیمپ کا آغاز ہوگیا۔

غریبوں کا علاج اور خدمت

راولپنڈی انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی کی نوجوان ڈاکٹر نوشین اور NESCOM کے ڈاکٹر شاہ رخ بھی آگئے۔ قاری صدیق صاحب نے مسجد سے اعلان کیا جس کی وجہ سے آس پاس کے علاقوں اور ملحقہ جگہوں سے مریض آنا شروع ہو گئے۔ حماد ڈرائیور اور یوسف شاہ نے میڈیکل کیمپ کے لیے منرل واٹر بنانے کی فیکٹری میں انتظام کیا تھا۔

ہنزہ واٹر کے نام سے منرل واٹر بنانے والے نے اپنی فیکٹری میں بڑے اچھے طریقے سے کیمپ کا

اہتمام کیا تھوڑی دیر میں مریضوں کی کثیر تعداد جمع ہوگئی بچے بوڑھے، جوان، نوجوان لڑکے لڑکیاں سب جوق در جوق آئے۔ جب بچوں اور عورتوں کو پتہ چلا کہ چیک اپ کے ساتھ دوائیوں کے علاوہ گفٹس اور شالیں بھی مل رہی ہیں تو انہوں نے ڈاکٹر نوشین کا گھیراؤ کر لیا۔ ہر ایک کی خواہش تھی کہ اس کا پہلے چیک اپ ہو اور اسے شال کا تحفہ بھی ملے۔ صبح سے گرمی کی شدت میں بتدریج اضافہ ہو رہا تھا۔ عصر کی نماز کے بعد لان میں میز لگا لیا جبکہ ڈاکٹر نوشین اور ڈاکٹر شاہ رخ اندر بیٹھے مریض دیکھ رہے تھے۔ گرمی کے ساتھ حبس میں بھی اضافہ ہوگیا۔ پسینے چھوٹ رہے تھے۔ ہوا بالکل بند تھی۔ مریضوں کی آمد جاری تھی۔

ملک بھر میں جاری فلاحی منصوبہ جات

اللہ کا شکر ہے فلاحی کام ملک بھر میں جاری وساری ہیں۔تھر میں ابھی تک 1000 کنوئیں بن چکے ہیں جن سے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں انسان اور جانور اپنی پیاس بجھا رہے ہیں۔تھر گرین مہم کے تحت تھر کے صحرا کو سرسبز بنانے کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ الحمدللہ! اب تک 200 سے زیادہ گرین فارم بنائے ہیں۔ جہاں مختلف قسم کی سبزیاں، گندم اور جانورں کے لیے چارہ اُگایا جارہا ہے۔تھر میں جہاں ریت اڑتی تھی وہاں اب سرسبز کھیت ہیں جن کی فصل سے لوگوں کی غذائی ضرویات پوری ہو رہی ہیں۔اس کے علاوہ ملک کے دوسرے علاقوں میں بھی فلاحی کام ہو رہے ہیں۔ اللہ کے فضل اور مخیر حضرات کے تعاون سے خیر کے سلسلے جاری ہیں۔ ملک بھر سے لوگ تعاون کرتے ہیں۔

حبس اور گرمی میں میڈیکل کیمپ

کیمپ کے دوران KE کے کلاس فیلو ڈاکٹر خالد کی بہن تشریف لائیں۔ انہوں نے تھر میں کنوئیں کے لیے اور ڈاکٹر خالد عزیز کی طرف سے عطیہ پیش کیا۔ کیمپ کے دوران گرمی میں اضافہ ہو گیا۔حبس اتنا شدید ہو گیا کہ سانس لینا دو بھر ہو گیا۔ ہوا بالکل بند ہو گئی اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ بادل خوب گرجے اور برسے۔ بارش کے دوران بھی مریض آتے رہے۔ مریضوں کے لیے کھانے کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ حماد اور جہانگیر نے سب کو سلیقے سے بیٹھایا۔ بچوں اور بڑوں نے بڑے شوق سے گرما گرم بریانی کھائی۔مغرب کی نماز تک 250 سے زیادہ مریضوں کا چیک اپ اور علاج ہوا۔ بارش کا سلسلہ رات گئے تک جاری رہا۔ لاہور سے افتخار سعید اور ان کے دوست وادی نیلم میں لیسوا کے متاثرین کی

خدمت کرنے کے لیے روانہ ہوئے۔ ان کے لیے ادویات اور گفٹس کا بندوبست کیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ ملک کے کسی بھی حصے میں آنے والی آفت کے دوران ہماری ٹیمیں فوراً پہنچ کر متاثرین کی خدمت میں جُت جاتی ہیں۔ اسلام آباد میں بارشوں کا سلسلہ جاری ہے۔ گذشتہ تین گھنٹے سے بارش ہو رہی ہے۔ مگر نکاسی آب کا سلسلہ بہتر ہونے کے باعث جتنی بھی بارش ہو جائے۔ سڑکوں پہ پانی جمع نہیں ہوتا جبکہ لاہور اور دوسرے شہروں میں تو تھوڑی سی بارش سے ہر طرف تالاب بن جاتے ہیں۔

اور بلاوہ آ گیا

لگتا ہے پھر بلاوا آ گیا ہے۔ اللہ نے ایک دفعہ پھر کرم کر دیا ہے۔ اللہ نے پھر اپنے در پہ بلا لیا ہے۔ بظاہر تو کوئی پروگرام نہ تھا۔ کوئی ارادہ بھی نہ تھا۔ Road to MAKKAH پروگرام کے افتتاح کے لیے دو ہفتے پہلے اسلام آباد ائیر پورٹ جانا ہوا تھا وہاں کے ایڈیشنل کلکٹر نے بات کی کہ سر حج پہ جانا ہے تو بتائیں۔ اس وقت اس کی بات پہ کوئی ہاں یا ناں نہیں کی۔ دو دن بعد اسلام آباد واپسی ہوئی تو واجد زماں سے کہا کہ بھئی حج پہ جانا ہے۔ ضرور جانا ہے۔ اللہ کے گھر حاضری دینی ہے۔ درِ نبی پہ جا کر بہت کچھ عرض کرنا ہے۔ کعبہ کا دیدار کر کے اس کے ارد گرد کے ذروں میں شامل ہو کر فنا ہو جانا ہے۔ دو دن شاہد نے اطلاع دی کہ سر آپ کے حج کا ویزہ لگ گیا ہے۔ اصل میں حج اوپر سے بلاوے کا نام ہے۔ اوپر والے کی مرضی ہے۔ جب چاہے اور جسے چاہے اپنے در پہ بلا لے۔ بلیو پاسپورٹ ایکسپائیر ہونے میں چند مہینے باقی تھے جلدی سے سبز پاسپورٹ بنوایا اور یوں سارے معاملات خود بخود حل ہونے لگے۔ اسماء سے بات ہوئی۔ وہ تو پہلے سے تیار بیٹھی تھیں۔ تین دن بعد سعودی عرب کے سفیر کو ای میل بھیجی۔ انہوں نے کمال مہربانی سے اسماء کا ویزہ بھی Approve کر دیا۔ ان شاء اللہ دونوں اکٹھے اللہ کے دربار میں حاضر ہوں گے۔

لبیک اللھم لبیک

الحمدللہ! حج کر لیا جس کی روحانی روداد میری کتاب ''رب رحمن کے مہمان'' میں درج ہے۔

چترال اور کیلاش کی خوبصورت وادیوں اور بلند فضاؤں میں علاج اور خدمت

صبح سویرے کا سہانا موسم ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ ہوا میں خنکی ہے۔ دریائے سوات کا صاف و شفاف نیلگوں پانی، پتھروں کا سینہ چیرتا، چنگھاڑتا اور جلترنگ کی آوازیں نکالتا جاری و ساری ہے۔ آہستہ آہستہ پو پھٹ رہی ہے۔ سورج دور بادلوں کی اوٹ سے نکلنے کی کوششوں میں مصروف ہے۔ ابھی ابھی فجر کی نماز سے فارغ ہوئے ہیں۔ دیر کی خوبصورت وادیوں حافظ محمد حذیفہ کی قیادت میں فجر کی نماز ادا

کی۔ پاکستان کی سلامتی اور تحفظ کے لیے دُعا کی۔ سوات اور دیر پاکستان کے حسین ترین خطے ہیں۔ الحمدللہ! ان علاقوں میں اب امن اور سکون ہے، آشتی ہے۔ لوگ خوشی خوشی زندگی گزار رہے ہیں۔ اسلام آباد کی نسبت یہاں کا موسم بہت سہانا ہے۔ اچھی بھلی سردی محسوس ہو رہی ہے۔ پانی بھی یخ ٹھنڈا ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ سردی والے موسم میں ہیں۔ حذیفہ کئی دنوں سے کہہ رہا تھا بابا میری چھٹیاں ختم ہو رہی ہیں۔ چترال کا پروگرام بنا لیں۔ ابوبکر نعمان اور ڈیفنس سے عبیر اور ڈاکٹر زہرہ کا بھی اصرار تھا۔ بچوں کے اصرار کے آگے تسلیم خم کرنا پڑا۔ لاہور سے عبیر، یمنیٰ اسماء، ماہ نور، ڈاکٹر زہرہ، آمنہ اور رفیق کے ساتھ روانہ ہوئے۔ اشفاق اور حذیفہ پہلے ہی اسلام آباد پہنچ گئے۔ سرگودھا سے بھابھی روبینہ، نویرا، عائشہ نعمان اور ابوبکر کو لیا۔ گیارہ بجے کے قریب اسلام آباد پہنچے۔ G-6/4 کے میس میں تھوڑی دیر آرام اور ناشتہ وغیرہ کرنے میں کافی وقت صرف ہو گیا۔ ایک بجے کے قریب روانہ ہوئے۔ راستے میں جمعہ کی نماز ادا کی۔ منزل کی طرف عازمِ سفر ہوئے۔

صوابی سوات موٹروے

عمران خان کی حکومت کا بڑا کارنامہ صوابی سوات موٹروے کی تعمیر ہے جس سے سوات کا فاصلہ اسلام آباد سے چار پانچ گھنٹے کی بجائے صرف ڈھائی گھنٹے کا رہ گیا ہے۔ اگرچہ سوات موٹروے پہ ابھی کام جاری ہے۔ کئی جگہوں پر سڑکیں اور پل بڑھ رہے ہیں پہاڑوں کو کاٹ کر سڑک بنائی گئی ہے۔ اس کے علاوہ پہاڑوں کا سینہ چیر کر تین کھلی، ہوادار، روشن سرنگیں، Tunnels بنائی گئی ہیں۔ صوابی سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹے میں چکدرہ پہنچ گئے اس سے پہلے اسلام آباد سے مردان، درگئی، سخاکوٹ، مالاکنڈ، بٹ خیلہ، تھانہ سے گزرتے ہوئے چکدرہ تک کے سفر میں چار گھنٹے سے زیادہ لگتے تھے۔ بہت زیادہ رش بھی ہوتا تھا۔ جس سے یہ سفر بعض اوقات چھ گھنٹوں میں پورا ہوتا تھا۔ موٹروے واقعی ایک نعمت ہے جس سے راستے سکڑ جاتے ہیں اور سفر آسان ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ اشیائے ضرورت کی تیز آمدورفت سے معیشت میں بھی بہتری آتی ہے۔ چار بجے کے قریب چکدرہ پہنچ گئے۔ وہاں سے سہیل خان کو ساتھ لیا۔ چکدرہ کے ایک ہوٹل میں لنچ کے لیے رکے۔ پٹھان کھانے میں ٹماٹر بہت استعمال کرتے ہیں۔ لال مرچ اور نمک کم ڈالتے ہیں ان کے اکثر کھانوں کا رنگ ٹماٹروں کی وجہ سے سرخی مائل ہوتا ہے۔ آدھ گھنٹے میں چکن کڑاہی تیار ہو گئی۔ گرما گرم روٹیاں آ گئیں۔ موٹروے کی کچی سڑکوں پر اوپر نیچے سفر کرتے ہوئے انجر پنجر ڈھیلا ہو چکا تھا اور سب

کے معدے بھی خالی تھے۔ گرما گرم چکن کڑاھی آئی تو سب ٹوٹ پڑے۔ پانچ بجے کے قریب عصر کی نماز ادا کر کے روانہ ہوئے۔ چکدرہ سے ہوتے ہوئے لوئر دیر کے مختلف علاقوں سے گزرتے، سانپ کی طرح بل کھاتی خوبصورت وادیوں میں رفیق، ظاہر گل اور صداقت نے گاڑیاں بڑی مہارت سے چلائیں۔ جونہی اپر دیر کا علاقہ شروع ہوا۔ ہوا میں خنکی بڑھ گئی۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی۔ مغرب کی نماز کے لیے ایک جگہ رکے۔ پٹھان کی مہمان نوازی ضرب المثل ہے چائے کا پوچھا تو بتایا ہوٹل نہیں ہے۔ مسجد کے ساتھ چھوٹا سا سٹور تھا۔ اس سے کچھ اشیاء خریدیں۔ اسٹور کے مالک نے کہا کہ میں چائے کے بغیر آپ کو جانے نہیں دوں گا۔ اس نے فوراً گھر سے کڑک چائے منگوا کر پلائی جس سے کچھ اوسان بحال ہوئے۔ پٹھان سے راستہ پوچھو تو وہ بتاتا ہے کہ آپ منزل پہ پہنچنے والے ہیں بس پانچ منٹ میں دیر آجائے گا۔ پٹھان کا پانچ منٹ آدھے گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ دیر شہر کی حدود میں داخل ہوئے۔ لیکن Green Hills ہوٹل پہنچتے پہنچتے ایک گھنٹہ لگ گیا جہاں پشاور کلکٹریٹ کے انسپکٹر عبدالرحمن اور ساتھیوں نے استقبال کیا۔ صبح کے لیے پروگرام ترتیب دیا۔ ہوٹل والوں نے کھانا تیار کرنے میں رات گیارہ بجا دیئے مگر ویجیٹیبل رائس، سبزی اور دال اور گرما گرم روٹیاں کھا کر مزا آ گیا۔ 12 بجے کے قریب بستروں پہ دراز ہوئے۔ تھکاوٹ کی وجہ سے سب جلد ہی گھوڑے بیچ کر سوئے۔

چترال میں صبح

صبح سویرے کا سہانا وقت ہے۔ ہوا میں خنکی ہے آسمان پہ ابر چھایا ہوا ہے۔ فضا میں سیبوں پھولوں اور ناشپاتی کے درختوں کی خوشبو پھیلی ہوئی ہے۔ گو ہر طرف سکوت کا عالم ہے مگر دریائے چترال میں پانی کے چلنے کی جلترنگ آواز سکوت کو توڑتی ہے۔ پرندے صبح صبح اپنی زبان میں اللہ کی حمد بیان کر رہے ہیں۔ چترال کے گورنر ہاؤس کے ریسٹ ہاؤس لان میں بیٹھے یہ سطریں رقم ہو رہی ہیں۔ اونچے، لمبے، مٹیالے بھورے سرسبز اور تاریخی پہاڑ چار سو پھیلے ہوئے ہیں۔ پہاڑوں کے نیچے سبزہ بچھا ہوا ہے۔ سرسبز پہاڑوں اور جا بجا سبزے نے ماحول کو خوبصورت بنا دیا ہے۔ دور پہاڑوں کے درمیان سے سورج اپنا چہرہ دکھانے کی ناکام کوشش کر رہا ہے۔ 2014 میں چترال آئے تھے اور اس وقت سے لے کر اب تک اہلِ چترال و وادی کیلاش کے لوگوں کی خدمت میں مصروف عمل ہیں۔

صبح سویرے Green Hills ہوٹل سے نکلے۔ ٹھنڈی ہوا نے موسم کو خوشگوار بنا رکھا تھا۔

چھوٹے چھوٹے خوبصورت بچے ہاتھوں میں بستے تھامے سکولوں کی طرف رواں دواں تھے۔عبدالرحمن نے اپر دیر کے دور دراز گاؤں میں کیمپ کا انتظام کر رکھا تھا۔ دیر کی خوبصورت اور بل کھاتی وادیوں سے گزرتے اورسہانے مناظر سے لطف اندوز ہوتے آگے بڑھے۔ دیر کی خوبصورت اور سر سبز وادیاں خوبصورت پہاڑوں میں گھری ہوئی ہیں۔ پہاڑوں سے اوپر اور نیچے سبزے کی چادر بچھی ہوئی ہے۔ راستے کچے بھی ہیں اور کہیں کہیں پکی سڑک بھی موجود ہے۔

دیر میں میڈیکل اور ریلیف کیمپ

ایک کلو میٹر چڑھائی آتی ہے اور پھر دو کلو میٹر اترائی آ جاتی ہے۔ دیر کے مختلف خوبصورت علاقوں سے گزرتے عبدالرحمن کے گاؤں پکا قلعے کے سکول میں پہنچے جہاں مریض پہلے سے موجود تھے۔یمنٰی زہرہ، اسما، روبینہ، عائشہ، نویرہ نے خواتین میں کیمپ لگا لیا۔ زہرہ اور یمنٰی نے مریضوں کا چیک اپ شروع کر دیا۔ اشفاق، سہیل اور عبدالرحمن نے جھٹ سے ڈسپنسری سجالی۔پشتو سے نا آشنائی کی وجہ سے شروع میں تکلیف ضرور ہوئی لیکن جلد ہی پٹھان عورتوں سے آشنائی ہوگئی۔پنجابی خواتین پٹھان عورتوں میں گھل مل گئیں۔عورتوں میں تحائف بھی بٹنے لگے۔ راقم نے نعمان کے ساتھ باہر مریض دیکھنا شروع کیے۔نعمان نے پہلی دفعہ بڑے شوق اور محنت سے مریضوں کا چیک اپ شروع کیا۔سکول کے بچے اور اساتذہ بھی آ گئے۔ سالہا سال بعد اس دور دراز پر علاقے میں پہلی دفعہ اس طرح کا کیمپ لگا تھا۔ پکا قلعے کے علاوہ قریبی گاؤں اشاری، سری پال اور کانڈرو سے بھی مریض آنا شروع ہوگئے۔ دوپہر تک کیمپ جاری رہا۔ 700 سے زائد مریضوں کا چیک اپ اور علاج ہوا۔علاقے کے غریب لوگ دوائیاں اور گفٹس لے کر بہت خوش ہوئے۔ پکا قلعے، اپر دیر کا غریب اور پس ماندہ علاقہ ہے۔ علاقے کی خوبصورتی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔آسمان کو چھوتے بلندوبالا سرسبز پہاڑ، ان کی چوٹیوں پر برف کی سفید چادر دیکھ کر ایسے لگتا ہے کہ آسمان سے اوپر سفید اور نیچے تک سبز چادر بچھی ہوئی ہے۔مگر اس کے باوجود علاقے میں غربت ہے، افلاس ہے، میڈیکل کی سہولتیں نایاب ہیں۔ ان شاءاللہ اس علاقے میں ایک ڈسپنسری بنانے کا ارادہ ہے۔سکول کے ہیڈ ماسٹر خلیل الرحمن نے بتایا کہ سکول میں ابتدائی طبی امداد کا کوئی بندوبست نہیں۔ انہیں ضروری ادویات اور فرسٹ ایڈ کا بکس بنا کر دیا۔سکول کے سارے اساتذہ، طالب علموں اور علاقے کے عمائدین

نے کیمپ کے لیے شکریہ ادا کیا اور اس بات کا وعدہ لیا کہ آئندہ بھی ہمارے علاقے میں آئیں گے۔

چترال کا سفر اور لواری ٹنل

دوپہر کے قریب چترال کے لیے عازم سفر ہوئے۔ لمبا اور دشوار گزار سفر درپیش تھا۔ صداقت،ظاہر گل اور رفیق نے گاڑیاں آگے بڑھانا شروع کیں۔ اونچے نیچے، اٹے کٹے راستوں سے گزرتے اور سہانے مناظر کا نظارہ کرتے آگے بڑھے۔ دو گھنٹہ میں لواری ٹنل کے قریب پہنچ گئے۔ ابھی تک لواری ٹنل تک پہنچنے کا راستہ کہیں کچا ہے اور کہیں سڑک ہے۔ تعمیراتی کام تیزی سے جاری ہے۔ خوبصورت لواری ٹنل کی شروعات ذوالفقار علی بھٹو مرحوم نے کیں۔ کبھی کام رکتا اور کبھی جاری رہتا۔ مشرف کے دور میں ٹنل پہ کافی کام ہوا۔ پھر رکا رہا۔ لواری ٹنل 2017 میں مکمل ہوئی۔ اس کا افتتاح سابق وزیراعظم نواز شریف نے کیا۔ 10.5 کلومیٹر لمبی ٹنل دو حصوں میں ہے 8 کلومیٹر پہلی ٹنل ہے اور اس سے تقریباً آدھ کلومیٹر فاصلے پر 1.9 کلومیٹر طویل دوسری ٹنل ہے۔ لواری ٹنل کے قریب پہنچنے میں 2 گھنٹے لگ گئے۔ ٹنل کے ایک طرف سے گاڑیاں آرہی تھیں۔ آخری گاڑی نکلی تو ہمیں جانے کی اجازت ملی۔ خوبصورت لمبی ٹنل واقعی ایک شاہکار ہے۔ پہاڑوں کا سینہ چیر کر بنائی گئی۔ اس ٹنل کو بننے میں 44 سال کا عرصہ لگا مگر اس سے چترال کا سفر آسان ہوگیا ہے۔ بڑی مہارت اور نفاست سے لواری ٹنل بنائی گئی ہے۔ روشن اور ہوادار ٹنل کے اندر آکر زبردست ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے۔ بالکل سیدھی سڑک ہے۔ احساس ہی نہیں ہوتا کہ ہم پہاڑوں کے بیچ میں سے گزر رہے ہیں۔ ٹنل میں 8 کلومیٹر کا فاصلہ منٹوں میں طے ہوگیا۔ باہر نکلے تو آدھ کلومیٹر بعد دوسری ٹنل تھی جو 1.9 کلومیٹر لمبی ہے۔ لواری ٹنل سے پہلے ابھی سڑکیں بن رہی ہیں۔ چند مقامات پر طویل اور پکی سڑکیں موجود ہے۔ موسم انتہائی خوشگوار ہے۔ راستے میں کہیں بارش ملی اور کہیں تیز دھوپ۔ دروش کے علاقے میں ہمارا چھلاوہ زندگی مل گیا جو ہمیں دشوار گذار علاقوں سے گزارتا ہوا دروش میں قائم کلینک پر لے گیا وہاں عورتوں کی کثیر تعداد موجود تھی۔ جاتے ہی کیمپ شروع کر دیا۔ چترالی زبان کے ضروری الفاظ سیکھ لیے تاکہ مریضوں کو دیکھنے میں آسانی ہو۔

چترال میں میڈیکل کیمپ

اچھا میرا۔ (درد) مہ (کمر) کوپک (کھانسی) درخش (خارش)، حیاگے (آگے آؤ)، تمام (اچھا)،

ان الفاظ کو یاد کرنے سے مریض دیکھنے میں آسانی رہی لیکن ہمارا لہجہ سن کر چترالی عورتیں اور لڑکیاں خوب محفوظ اور زیرلب مسکراتیں۔ روبینہ اور اسماء نے عورتوں میں خوبصورت چادریں اور بچوں میں گفٹس تقسیم کرنا شروع کر دیے۔ عورتیں اور لڑکیاں پلٹ پلٹ کر ان کی طرف آنے لگیں۔ زہرا اور یمنٰی نے بھی مریض دیکھنا شروع کر دیے۔ عصر تک مریض آتے رہے۔ دروش سے نکلے، مغرب کی نماز کے قریب گہریت کے علاقے میں بنائی گئی اپنی مسجد انس ؓ پہنچے۔ برلب سڑک بنی اس خوبصورت مسجد کے لیے ہالینڈ کی ایک بہن محترمہ نیلوفر مجید نے عطیہ دیا۔ مسجد میں علاقے کے زعماء موجود تھے۔ خیر مقدمی بینرز لگے ہوئے تھے۔ امام مسجد نے استقبال کیا۔ مسجد بنانے کے لیے شکریہ ادا کیا اور ساتھ ہی مختلف درخواستوں کا پلندہ پیش کر دیا۔ مغرب کی نماز اس مسجد میں نماز پڑھ کر اللہ کا شکر ادا کیا جس نے اسی دور دراز علاقے میں اپنا گھر بنانے کی توفیق دی۔ زندگی نے بڑی ہمت اور پیار سے مسجد بنوائی۔ آس پاس کی عورتیں پہاڑوں سے نکل آئیں۔ اسماء اور دوسرے ساتھیوں کا گھیراؤ کر لیا۔ اسماء اور روبینہ نے سب میں چادریں تقسیم کیں۔ رات گئے دروش سے نکلے۔ 2 گھنٹے کے سفر کے بعد چترال پہنچے۔ گورنر ہاؤس کے ریسٹ ہاؤس میں قیام ہوا۔ کھانا کھانے اور دوسرے انتظام کرنے میں رات کے 12 بج گئے۔ صبح سے رات تک سفر میں رہے اور دو تین کیمپ لگانے کی وجہ سے سب ساتھی تھکے ہوئے تھے۔ اس لیے بستروں پہ دراز ہوتے ہی نیند کی وادیوں میں کھو گئے۔ صبح کا سہانا وقت ہے۔ ٹھیک ٹھاک سردی محسوس ہو رہی ہے۔ موسم خوشگوار اور سہانا ہے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی ہے۔ سکوت کا عالم ہے مگر دریائے بمبوریت کے پانی کے پتھروں سے ٹکرانے کی جلترنگ آوازیں سکوت کو توڑتی ہیں۔ پرندوں کی خوش الحان آوازیں بھی آ رہی ہیں۔ وہ اپنی اپنی زبان میں صبح سویرے کا آغاز اللہ کی حمد سے کر رہے ہیں۔ فضا میں انار، خوبانی، پھولوں کی سوندھی سوندھی خوشبو رچی بسی ہوئی ہے۔ بمبوریت کی فضاؤں میں ابھی ابھی اذان کی آواز گونجی ہے۔ اذان کے بعد حافظ حذیفہ کی قیادت میں فجر کی نماز ادا کی۔ وادی کیلاش میں ہم اپنے چھلاوے زندگی کے چچا کی رہائش گاہ پہ مقیم ہیں۔ کل صبح سویرے ناشتے سے فارغ ہو کر گورنر ہاؤس کے ریسٹ ہاؤس سے روانہ ہوئے تھے۔ کچے پکے راستوں سے ہوتے پیالہ نما خوبصورت وادی ایون ویلی پہنچے۔

خوبصورت ایون ویلی میں علاج اور خدمت

ایون ویلی کے قریب ایک مقامی تنظیم کے دفتر میں رحمت الٰہی سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے وادی

کیلاش میں اپنے پراجیکٹس ے بارے میں بتایا۔ایون ویلی کے اندر جا کر زندگی نے ایک وسیع اور عریض گھر میں کیمپ کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ جہاں مریضوں کی کثیر تعداد جمع تھی کا اس گھر میں مختلف قسم کے پودے اور درخت لگے ہوئے تھے۔محکمہ جنگلات سے ریٹائرڈ ہونے والے گل خان پودوں اور جڑی بوٹیوں کے شوقین ہیں۔انہوں نے گھر میں ہزاروں قسم کے پودے اور درخت لگائے ہوئے ہیں۔ جاتے ہی پکی میٹھی اور رس بھری خوبانیوں کی بھری پلیٹیں آ گئیں۔ خوبانیاں اتنی میٹھی تھیں کہ منہ کے اندر جاتے ہی گھل جاتیں۔جلد ہی کیمپ کا آغاز ہوگیا۔ عابد بھی صبح سویرے پہنچ گئے تھے۔ عابد نے اپنا Eye camp لگالیا۔ مریضوں کا چیک اپ شروع ہوا یمنٰی، ماہ نور، اسماء وغیرہ خوبصورت ایون ویلی کی سیر کے لیے نکلے پہاڑوں کے بیچوں بیچ بنی مسحور کن ایون ویلی قدرت کا حسین شاہکار ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ ایک خوبصورت پیالہ ہے جس میں صاف و شفاف پانی بھرا ہوا ہے اور اس کے اردگرد خوبصورت پھولوں اور بوٹوں کی کشیدہ گاری کی گئی ہے۔سرسبز ٹمیالے پہاڑوں نے وادی کو گھیر رکھا ہے۔ جابجا پانی کے چشمے جاری ہیں جن کا صاف و شفاف سفید اور صحت بخش پانی ہر وقت رواں دواں رہتا ہے۔ دوپہر تک 200 مریضوں کا چیک اپ ہوا عورتوں میں چادریں تقسیم ہوئیں۔ بچوں کو تحائف دیے۔

وادی کیلاش کا سفر

ظہر کے بعد وادی کیلاش کی طرف نکلے۔ زندگی کمال کا آدمی ہے۔اس نے وادی کیلاش کی ایک لڑکی فاطمہ کو گائیڈ کی حیثیت سے پہلے ہی بلا لیا تھا۔ یمنٰی زہرہ عائشہ اور ماہ نور کیلاش گرل فاطمہ سے مل کر بہت خوش ہوئیں۔ فاطمہ اپنے خوبصورت کیلاش سوٹ میں ملبوس تھی۔ وہ کیلاش کلچر کا حسین مرقع لگ رہی تھی۔ کچے پکے اٹے کٹے پہاڑوں سے گزرتے ہوئے وادی بمبوریت کی طرف بڑھے۔ اونچے نیچے خطرناک پہاڑ منہ کھولے سر اٹھائے اوپر تھے۔ تنگ اور کچی سڑک سے گاڑیاں آگے بڑھانا بڑے دل گردے کا کام ہے رفیق، صداقت اور ظاہر گل بڑی مہارت سے گاڑیوں کو آگے بڑھاتے جا رہے تھے۔ ذرا سی غفلت اور پھر نیچے سینکڑوں فٹ کھائی۔ اللہ حفاظت کرے۔ ہمراہ خواتین مسلسل دعائیں پڑھنے اور ورد میں مصروف تھیں۔ ان کا پتہ پانی ہو رہا تھا۔نوجوان بچے اور بچیاں Enjoy کر رہے تھے۔

گدھے کی سواری

2014ء کا سیلاب اور زلزلہ یاد آ گیا۔ جب پہلی دفعہ ادھر آنا ہوا تھا۔ سڑکیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ راستے بند تھے۔ دوائیں اور سامان گدھوں پر لاد کر لاتے تھے۔ دو گھنٹے پیدل چلنے کے بعد ہمت جواب دے گئی۔ انہی راستوں پہ گدھے کی پیٹھ پر اور بعد میں گھوڑے پہ سواری کی تھی۔ اللہ نے ایسا قبول کیا کہ پچھلے پانچ سال سے اہل بمبوریت کی خدمت جاری وساری ہے۔ فاطمہ راستے میں اسماء اور روبینہ کو کیلاش کلچر اور روایات کے بارے میں آگاہ کر رہی تھی۔ اللہ اللہ کر کے بمبوریت کی خوبصورت وادیوں میں داخل ہوئے زندگی نے ایک جگہ کھانے کا بندوبست کر رکھا تھا۔ لمبے سفر کی وجہ سے سب بھوک سے بے حال تھے۔ کھانا آتے ہی سب اس پہ ٹوٹ پڑے۔ سیر ہو کر کھانا کھایا۔ اشفاق، عابد، رحمت الٰہی اور دوسرے ساتھیوں کے ساتھ دریا کے اس پار کا رخ کیا۔ دریا کو عبور کرنے کے لیے اونچے نیچے راستوں سے گزرنا پڑا۔ علاقے کے عمائدین جمع تھے۔ سب نے استقبال کیا۔

وادی کیلاش میں میڈیکل کیمپ

جاتے ہی میڈیکل کیمپ شروع کیا۔ گرما گرم چائے آ گئی۔ کھانے کے بعد چائے کی طلب ہو رہی تھی۔ ساتھ ہی ساتھ مریضوں کی آمد شروع ہوگئی۔ اپنے خوبصورت رنگ برنگے موتیوں کی لڑیوں سے مزین لباسوں میں ملبوس کیلاش لڑکیاں اور عورتیں بھی چیک اپ کے لیے آنا شروع ہوگئیں۔ کیمپ میں اچھی بھلی رونق ہوگئی۔ بچے بھی آئے اور بڑے بھی۔ سالوں بعد یہاں کوئی میڈیکل کیمپ لگا تھا۔ علاقے کے لوگ کئی دنوں سے بلا رہے تھے مسجد بنانے کا تقاضا کر رہے تھے۔ یہاں 40-30 مسلمان گھرانے ہیں۔ 30 کے قریب کیلاش خاندان ہیں۔ روحانی پیشوڈاکٹر فدا صاحب نے بھی سفارش کی تھی کہ یہاں مسجد بنادی جائے۔ کئی بار ارادہ بنا اور ٹوٹا۔ آج اللہ نے ادھر پہنچا دیا۔ مسجد کی بنیادیں کھدی ہوئیں تھیں۔ اللہ کے نام پر اللہ کے گھر کی تعمیر کا آغاز کر دیا بنیادوں میں پہلا پتھر رکھا۔ دوسرے ساتھیوں نے بھی پتھر رکھے۔ اللہ سے دعا کی کہ اس مسجد کو رشد و ہدایت کا مرکز بنائے۔ یہاں سے ہدایت کی ہوائیں چلیں اور پوری دنیا میں پھیل جائیں۔ اللہ مزید دور دراز علاقوں میں اپنے گھر بنانے کی توفیق دے۔ مسجد کا آغاز کر کے خوشی ہوئی۔ لاہور کے جاوید منیر اور ان کی فیملی نے اس مسجد کے لیے عطیہ دیا تھا۔ انہوں نے ہمیں اختیار دیا تھا کہ جہاں مرضی مسجد بنالیں۔ گل دراز اور قربان نے بھی جگہیں دیکھی تھیں لیکن قرعہ فال اس علاقے کے نام نکلا۔ اللہ اس مسجد کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی توفیق عطا کرے۔

خوبصورت کیلاش کلچر

ڈاکٹر یمنیٰ، نعمان، ابوبکر، روبینہ، نویرہ، اسماء، عائشہ، ماہ نور، آمنہ، حذیفہ، ڈاکٹر زہرہ، کیلاش گرل فاطمہ اور زندگی پر مشتمل دوسرا گروپ وادی کیلاش کی طرف نکلا۔ فاطمہ نے سب کو اپنے کیلاش کلچر کے متعلق بتایا۔ سب سے پہلے میوزیم لے گئی۔ وہاں کیلاش کلچر، رہن، سہن، مختلف دور کے خوبصورت لباس اور تاریخ کے متعلق بہت کچھ موجود تھا۔ کیلاش کلچر کے مختلف ادوار کے بارے میں بتایا گیا تھا۔ فاطمہ ان کو ایک دو گھروں میں بھی لے گئی جس سے یمنیٰ وغیرہ کو کیلاش رہن سہن کے بارے میں آگاہی ہوئی۔ پاکستان کے اس خطے میں مقیم کیلاش لوگ ابھی تک اپنے کلچر کو سینے سے لگائے ہوئے ہیں۔ اپنے خوبصورت لباس کے علاوہ میلوں کے ذریعے اپنے کلچر کو زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ ہر سال 14 سے 16 مئی تک چلم جوشٹ کا میلہ ہوتا ہے۔ اور چال میلہ 22 اگست کو ہوتا ہے۔ چوموس یا چترّی موس میلہ 15 دسمبر کو ہوتا ہے۔ 15 جولائی سے 21 اگست تک کیلاش لڑکیاں رات بھر رقص کرتی ہیں اور گیت گاتی ہیں۔ ان میلوں کو دیکھنے اور لطف اٹھانے کے لیے ملک اور بیرونِ ملک سے سیاح آتے ہیں۔ کیلاش لوگوں کی اس وقت تعداد چار ہزار کے قریب ہے ان میں زیادہ تر بمبوریت رنبور اور بریر میں مقیم ہیں۔ کیلاش تر زیادہ تر غریب خاندان ہیں۔ فاطمہ جیسی لڑکیاں پڑھ لکھ گئی ہیں۔ اس کے بھائی کے ساتھ کئی کیلاش لڑکے پولیس میں بھی ملازم ہیں کچھ ٹیچرز ہیں۔ چند ایک کیلاش خاندان رضا و رغبت مسلمان بھی ہوئے ہیں جن کے گھروں میں جا کر ان کے ساتھ تعاون کیا۔ چند ایک غریب کیلاش خاندانوں کی بھی مالی مدد کی۔

کیلاش قوم کے رسم و رواج

فاطمہ نے بھی بتایا کہ ہمارے ہاں جب کوئی فوت ہوتا ہے تو تین دن تک اس کے لیے تقریبات ہوتی ہیں مردے کو خوشی خوشی کے ساتھ رخصت کیا جاتا ہے۔ میت کے کھانے کے لیے خاص اہتمام ہوتا ہے۔ اس کے لیے مہینوں تک گھی اکٹھا کیا جاتا ہے۔ کیلاش لوگ پہلے اپنے مردوں کو کھلی قبروں میں چھوڑ آتے تھے۔ مردوں کے ساتھ ان کا زیر استعمال سامان بھی رکھ آتے تھے۔ آہستہ آہستہ مردوں کی ہڈیاں گل سڑ جاتیں اور گوشت جانور کھا جاتے۔ فاطمہ نے سب کو کیلاش قبرستان کی بھی سیر کروائی۔ کیلاش قبرستان میں ابھی تک اس طرح کے کئی کھلے تابوت پڑے تھے۔ حذیفہ نے بتایا کہ ایک دو تابوتوں میں مردوں کی ہڈیاں فیمر ٹبیا اور فبیولا بھی پڑی ہوئی تھیں۔ کیلاش گرل فاطمہ نے بتایا کہ اب ہم مردوں کو دفناتے ہیں۔

لیکن دفناتے وقت مردہ جس چارپائی پر فوت ہوتا ہے وہ بھی قبر کے اوپر رکھ دی جاتی ہے۔ کیلاش اپنے مہمانوں کا استقبال شراب سے کرتے ہیں۔ یمنٰی زہرہ اور ساتھی لڑکیوں نے کیلاش کلچر کا بھرپور مشاہدہ کیا۔ وہ کیلاش لڑکیوں میں گھل مل گئیں۔ ماہ نور کی تو کیلاش گرل فاطمہ سے دوستی ہوگئی۔ دونوں ہم عمر ہیں۔ فاطمہ نے LHV کا کورس کیا ہوا ہے۔ اس کی خواہش تھی کہ اس کے علاقے میں ڈسپنسری بن جائے۔ فاطمہ کو کہہ دیا کہ ڈسپنسری بنا لے۔ ان شاءاللہ اب رنبھور میں بھی ہماری ساتویں ڈسپنسری بن جائے گی۔ مسجد کے افتتاح سے فارغ ہو کر امام مسجد بمبوریت اور رحمت الٰہی کے ہمراہ بمبوریت میں بنی اپنی مسجد کی طرف آئے۔ لمبا راستہ تھا۔ امام صاحب نے گاڑی منگوا لی۔

مسجد مصعب بن عمیرؓ میں نماز

پہاڑوں میں گھری پتھروں سے بنی خوبصورت مسجد مصعب بن عمیرؓ دیکھ کر دل خوش ہوگیا۔ اللہ کا شکر ادا کیا جس نے دور دراز کے علاقے میں آ کر مسجد بنانے کی توفیق عطا کی۔ 2014ء کا سیلاب یاد آ گیا۔ جب ادھر آئے تھے۔ ہر طرف تباہی اور بربادی کا دور دورہ تھا۔ سیلاب نے گھروں اور ہوٹلوں کا صفایا کر دیا تھا۔ میں اسی جگہ دعا کر کے اللہ کے گھر کی پہلی اینٹ رکھی تھی اور اللہ سے دُعا کی تھی کہ یااللہ اس مسجد کو رشدوہدائت کا مرکز بنانا۔ الحمدللہ! ثم الحمدللہ! یہ مسجد واقعی رشدوہدایت کا مرکز بن چکی ہے۔ باجماعت نماز ہو رہی ہے۔ بچے قرآن پڑھنا سیکھ رہے ہیں۔ تبلیغی جماعتوں کی آمد جاری ہے۔ آج کل مسجد میں رنبھور سے تین دن کے لیے جماعت آئی ہوئی تھی۔ جماعت کے ساتھیوں سے ملاقات کر کے دل خوش ہوگیا مغرب کی نماز مسجد میں ادا کی۔ دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی۔

زندگی کے گھر قیام اور کھانا پینا

آج کی رات زندگی کے نام تھی اس نے اپنے چچا کے گھر رہائش کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ گھر کافی اونچائی پر ہے۔ اس لیے کافی تگ و دو اور سانس لینے کے بعد ٹھہر ٹھہر کر اوپر چڑھے، عشاء کی نماز الحمدللہ حافظ حذیفہ کی قیادت میں ادا کی۔ زندگی نے تو آج دعوت شیراز کر ڈالی۔ چنا چاول، روسٹ دیسی مرغ، ساگ، کدو، دال، مٹن، رائتہ سلاد پر مشتمل کھانا ہر لحاظ سے بہترین تھا۔ کیلاش گرل فاطمہ نے بھی ہمارے ساتھ کھانا کھایا۔ مزے کا کھانا سب نے جی بھر کے نوش کیا۔ زندگی زبردست انسان ہے۔ 2014 میں

اسلم مروت نے اس کو دریافت کیا۔ اس وقت سے ہمارے ساتھ جڑا ہوا ہے۔ ایک کال پر پل بھر میں چھلاوے کی طرح بمبوریت سے چترال اور کبھی کبھار دیر پہنچ جاتا ہے۔کل سے ہمارے ساتھ ہے۔منٹ منٹ خبر گری کر رہا ہے۔ دو دنوں سے ایک منٹ کے لیے سویا نہیں۔صبح پانچ بجے گرما گرم چائے لے کر حاضر ہو گیا اور آتے ہی کہنے لگا کہ بمبوریت کے لوگ آپ سے ملنے کے خواہاں ہیں۔زندگی نے رات اتنا مرغن اور مزیدار کھانا کھلایا تھا کہ سب لوگ مزے کی نیند سوئے۔فجر کی نماز جلدی جلدی ادا کی۔نماز کے فوراً بمبوریت کے آس پاس سے مریضوں کی آمد شروع ہو گئی۔خواتین، بچیاں اور مرد چیک اپ کے لیے آنا شروع ہو گئے۔الحمدللہ! جہاں بھی جاتے ہیں۔لوگوں کو پہلے سے پتہ چل جاتا ہے۔زندگی کا گھر تو اب اصل میں ہمارے مرکز کا روپ دھار چکا ہے۔سکول جانے والی بچیاں ان کی مائیں اور دوسرے لوگ آنا شروع ہو گئے۔سب کو چیک اپ کر کے ادویات دیں۔عورتوں میں چادریں بھی تقسیم کیں۔ 7 بجے کے قریب زندگی گرما گرم چائے اور پراٹھے لے آیا۔سارے ساتھیوں کو تیاری کا کہا۔زندگی کے والد محترم اور اہلِ خانہ سے ملاقات ہوئی۔انہوں نے بتایا کہ ان کی فیملی یہاں گذشتہ 150 سال سے مقیم ہے۔

شیشم کا 150 سال پرانا درخت

پرانے گھر میں شیشم کے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بتایا کہ یہ درخت تقریباً 150 سال پرانا ہے۔زندگی کے والد نے بتایا کہ وہ سالہا سال سے وادی کیلاش آنے والے مہمانوں کی خدمت کر رہے ہیں۔اسی خدمت کی بدولت ان سے رابطہ ہوا۔زندگی کی خدمات کی بدولت ساتھیوں کے مشورے سے اسے عمرے پہ بھیجنے کا سنایا تو زندگی اور اس کے اہلِ خانہ خوشی سے جھوم اٹھے۔بمبوریت کے لوگوں نے بڑی محبت سے رخصت کیا۔ وادی کیلاش کے خوبصورت اور مسحور کن مناظرے لطف اندوز ہوتے ہوئے واپسی کا رُخ کیا۔بل کھاتی خوبصورت وادیاں، آسمان پر بادل، ہلکی سی پھوار، فضاؤں میں سیبوں، خوبانی اور پھولوں کی خوشبو، دریائے چترال کا پہاڑوں سے ٹکراتا صاف وشفاف پانی، اس سے زیادہ حسین مناظر کہاں ملیں گے۔ بمبوریت سے نکل کر جلد ہی دوباج چیک پوسٹ پہنچ گئے جہاں سے ایک راستہ رنبور اور دوسرا بمبوریت کو جاتا ہے رفیق، ظاہر گل اور صداقت خراماں خراماں گاڑیاں آگے بڑھاتے رہے۔ان کچے پکے، تنگ پہاڑوں کے ساتھ متصل راستوں پر بڑی احتیاط اور دیکھ بھال کے چلنا پڑتا ہے۔ذرا سی غفلت جاں لیوا ثابت ہوسکتی ہے۔ چلتے چلتے چترال کی خوبصورت ایوین ویلی پہنچے۔ چترال 28 سے زیادہ

خوبصورت وادیوں کی سرزمین ہے۔ ہر وادی ایک سے بڑھ کر خوبصورت اور حسین ہے۔ اللہ کی قدرت اور صناعی کے شاہکار جابجا نظر آتے ہیں۔ ڈیڑھ گھنٹہ کے سفر کے بعد چترال پہنچ گئے۔ بمبوریت کی نسبت چترال میں موسم اتنا ٹھنڈا نہیں تھا۔ اس کے باوجود ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔

چیمبر آف کامرس چترال میں تقریب

چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹری چترال کے عہدے داران نے آج ہمارے اعزاز میں تقریب رکھی تھی۔ چیمبر کے دفتر کی تلاش کرتے کرتے پتہ چلا کہ ہوٹل میں تقریب ہونا تھی۔ تقریب میں چیمبر کے عہدے داران، اور تاجروں نے شرکت کی۔ خواتین بزنس وومین بھی موجود تھیں۔ خطبہ استقبالیہ کے بعد تقاریر ہوئیں۔ چترال کے لوگوں کا دیرینہ مطالبہ ہے۔ اس کو قومی دھارے میں لایا جائے۔ چترال سے ارندو اور گرم چشمہ سے شاہ سلیم افغانستان سے ملتے ہیں۔ واخان صدیوں سے تجارتی راہداری رہا ہے۔ چترال میں معدنیات اور جم اسٹون کے قدرتی خزانے ہیں ان کی تجارت سے لاکھوں ڈالر کمائے جا سکتے ہیں۔ ارندو میں کسٹم اسٹیشن ہوا کرتا تھا جسے 2017 میں بند کر دیا گیا۔ چیمبر کے لوگوں نے مطالبہ کیا کہ اس کسٹم اسٹیشن کو دوبارہ کھولا جائے ان سے وعدہ کیا کہ ان شاءاللہ اس کے بارے میں FBR کو ریفرنس بھیجا جائے گا۔

گولن گول ہائیڈرو پراجیکٹ کا وزٹ

تقریب کے اختتام پر چیمبر کے عہدیداران نے ہمیں چترالی ٹوپیاں پیش کیں۔ فارغ ہو کر گولن گول ہائیڈرو پراجیکٹ کا رخ کیا۔ اونچے نیچے دشوار گزار راستوں سے آگے بڑھے۔ گولن گول ایک تفریحی مقام ہے۔ یہاں پانی کے بڑے بڑے چشمے ہیں۔ اس سے جو بجلی پیدا ہوتی ہے وہ پورے چترال کو سپلائی ہوتی ہے۔ اس مقام میں چھوٹا سا ٹورسٹ پوائنٹ بنایا گیا ہے جہاں ٹراؤٹ مچھلی کے کئی فارم ہیں۔ لوگ نیٹ اور جال کے ذریعے مچھلیاں پکڑنے کا شوق پورا کرتے ہیں۔ زندگی چترال کا چلتا پھرتا انسائیکلو پیڈیا ہے۔ جہاں جاتا ہے اس کے واقف لوگ مل جاتے ہیں۔ یہاں بھی اس کے جاننے والے موجود تھے جو فوراً شہتوت اور چیری کے تھال لے کر آ گئے۔ شہتوت اتنے میٹھے تھے کہ منہ میں جاتے ہی شیرے کی طرح گھل جاتے سب نے جی بھر کر شہتوت کھائے۔ کھٹی مٹھی اور رس بھری تازہ چیریوں کے تھال بھی آ گئے۔ شہد سے

زیادہ میٹھے اور اس بھرے شہتوت کھا کر مزا آ گیا۔ ہاتھ رُک ہی نہیں رہا تھا۔ اس کے بعد نمکین لسی آ گئی۔ اگرچہ سب نے جی بھر کے شہتوت کھائے تھے۔ لسی پی کر سب کو گکی چڑھ گئی اور بھوک ستانے لگی۔ زندگی نے بتایا کہ یہ لسی کا کمال ہے تازہ ٹراؤٹ مچھلیاں پکڑ کر فرائی کی گئیں۔ اس کے ساتھ گھر میں پکی روٹیاں آ گئیں۔ سب نے گولن گول کے خوبصورت مناظرے سے لطف اندوز ہوتے ہوتے گرما گرم مچھلی کھائی۔ راستے میں ظہر کی نماز ادا کی۔ بچوں نے کھانے کے علاوہ اس سیاحتی مقام کی سیر سے خوب لطف اٹھایا چشموں کا پانی اتنا یخ ٹھنڈا تھا کہ دو منٹ کے لیے اس میں پاؤں رکھیں تو وہ منجمد ہو جاتے۔ گولن گول میں بچیوں کے لیے قائم مدرسہ کا وزٹ کیا۔ پیاری پیاری بچیوں کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ زندگی کا یہاں آنا جانا رہتا ہے۔ لاہور سے جو بھی اشیاء آتی ہیں وہ زندگی مختلف علاقوں میں تقسیم کرتا ہے اس لیے لوگ اسے جانتے ہیں۔ پسند کرتے ہیں۔ چیمبر میں اپر چترال کے لوگ بھی ملے۔ انہوں نے گلہ کیا کہ آپ نے ہمارے علاقے کا دورہ نہیں کیا۔ ساتھ ہی مسجد کے لیے تعاون کی درخواست کی۔ ان شاء اللہ اگلی دفعہ ان کے علاقے میں جائیں گی۔ ان کی خدمت میں خواتین کے لیے چادریں پیش کیں۔

چترال سے واپسی کا سفر

چترال کی خوبصورت وادیوں کو الوداع کہتے ہوئے واپس پلٹے۔ راستے میں آندھی اور طوفان کا سامنا کرنا پڑا۔ شہدائے کارگل چیک پوسٹ پر رک کر عصر کی نماز ادا کی۔ سارے راستے کہیں ہلکی اور کہیں موسلا دھار بارش کا سامنا رہا۔ مغرب کی نماز کے قریب خوبصورت اور شاہکار لواری ٹنل سے گزرے۔ ٹنل کے اندر داخل ہوتے ہی ٹھنڈ اور سردی کا احساس ہوتا ہے۔ رفیق، ظاہر گل اور صداقت نے بڑی تیزی سے چھوٹی اور بڑی ٹنل سے گاڑیاں پار کیں۔ مغرب کی نماز کا وقت تنگ ہو رہا تھا۔ سڑک پہ ایک جگہ کھڑے ہو کر حذیفہ کی امامت میں نماز مغرب ادا کی۔ 9 بجے کے قریب دیر پہنچ گئے۔ ایک دفعہ پھر Green Hills میں قیام ہوا۔ اللہ کا شکر ادا کیا کہ خیریت سے یہاں تک سفر کے تمام مراحل طے ہوئے۔ رات کا کھانا کھا کر سب ساتھی مزے سے سو گئے۔ دیر سے صبح 9 بجے کے قریب نکلے اپر دیر کے مختلف علاقوں سے ہوتے ہوئے لوئر دیر آئے اور وہاں سے چکدرہ موٹروے کے ٹول پلازہ پر سہیل خان ڈسپنسر کو اتارا۔ سہیل خاں ماشاء اللہ 2009ء سے ہمارے ساتھ ہے۔ انتھک ورکر ہے۔ صبح سے رات گئے بغیر کچھ کہے کام میں مگن رہتا ہے۔ سوات موٹروے چند سالوں میں مکمل ہوا۔ ابھی تک کام جاری ہے۔ پکی سڑکیں بن رہی ہیں۔

موٹروے سے سوات کا سفر آسان ہو گیا ہے۔ چار گھنٹے کا سفر کم ہو کر 2 گھنٹے کا رہ گیا ہے۔صوابی سے اسلام آباد کی طرف نکلے۔ اسلام آباد پہنچ کر اشفاق اور عابد کو بس کے ذریعے جانے کے لیے فیض آباد اتارا۔ اسلام آباد میں کھنہ پل کے قریب فضائیہ کالونی میں مقیم شاہد اور ناصرہ کے گھر پہنچے۔ ناصرہ نے شاندار دعوت کا بندوبست کیا ہوا تھا۔ جتنا مرضی باہر سے مہنگے سے مہنگا کھانا کھا لیں۔ گھر کے کھانے کی بات ہی اور ہے۔ سب نے مزے سے کھایا۔ ناصرہ کے بچوں ریشا، ہادی اور ارحم سے مل کر سب بہت خوش ہوئے۔ رات کا قیام ان کے گھر پہ ہوا۔صبح سویرے لاہور کی طرف نکلے اور یوں اس حسین سفر کا اختتام ہوا۔

تعارف

وہ انسان کتنا عظیم ہوگا جس کا ہر پل خدمت خلق کے لیے وقف ہوگا اور اس کے شب و روز اللہ کی یاد میں بسر ہو رہے ہوں گے۔ میں تو ربع صدی سے زائد عرصے سے انسان کی تلاش میں ہوں اور مجھے لوگوں کے ہجوم میں کوئی نہ کوئی ایک انسان مل جاتا ہے۔ ہم جس معاشرہ میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اُس میں ہمیں انسان نہیں ملیں گے، میں تفصیل پر ہمیشہ اختصار کو ترجیح دیتا ہوں۔ میرے سامنے درد و اثر سے لبریز ایک مسیحا کی دلدوز داستان کے اوراق پریشان پڑے ہوئے ہیں جن کے ایک ایک لفظ میں خون جگر کی نمود کا عکس دل کو چیر جاتا ہے۔ حادثہ،مسیحا اور زندگی بظاہر تین لفظ ہیں مگر ہر لفظ میں پوری ایک کائنات سمائی ہوئی ہے۔ قطرے میں میں آپ کو دجلہ دکھائی دے گا اور پورا سمندر ایک قطرے میں آپ دیکھیں گے۔ یہ داستانِ غم ایک ایسے مسیحا کی زندگی کی ہے جس پر ہزاروں زندگیاں بے دریغ نچھاور کرنے کو جی چاہتا ہے۔

یہ داستانِ موت و زیست کی کشمکش کی نہیں تھی۔ یہ جنگ موت زندگی سے لڑ رہی تھی اور اس میں زندگی جیت گئی۔لیکن موت ہاری نہیں اس نے مہلت دی ہے۔ اللہ کی رضا اسی میں تھی۔ ڈاکٹر آصف محمود جاہ جیسے مسیحائے ملت کی ابھی ضرورت دنیا میں مخلوق خدا کو تھی۔ اللہ تعالیٰ نے خلق خدا کی آرزو کی آبرو کو بڑھا دیا اور ہمارے مربی و محسن ڈاکٹر آصف محمود جاہ کے یقین کو صداقت عطا کی۔ اس کتاب کا ایک ایک حرف داستانِ غم سے لبریز ہے۔تکلیف کی انتہا کو چھوتی ہوئی اذیت ناک کہانی کا انجام سہولت اور آسانی پر ہوا کیونکہ شاخ گل پہ گل آنے سے پہلے خار آتے ہیں۔

یہ کتاب پاکستانی ڈاکٹروں کی مسیحائی کی تاثیر میں ڈوبی ہوئی داستان ایثار وقربانی ہے اور کروڑوں لوگوں کی دُعاؤں کو دواؤں پر اللہ تعالیٰ نے غالب رکھا۔ گھر سے تھر تک خلق خدا کے حلق سے نکلی ہوئی دُعاؤں نے عرش وفرش میں ایک ہیجان اور تحرک پیدا کر دیا اور سب لوگ یک زبان بول اٹھے کہ

سب کچھ خدا سے مانگ لیا تجھ کو مانگ کر
اٹھتے نہیں ہیں ہاتھ میرے اس دُعا کے بعد

عالم بالا سے واپسی کا یہ سفر بڑا جان لیوا تھا۔مسیحا نے خود اپنی آنکھوں سے زندگی کی ڈوبتی، ڈولتی نبضوں کی بے ربطی اور بےقراری کو قرار پاتے دیکھا اور محسوس کیا۔

عزرائیل کو یہ ضد تھی کہ جان لے کے ٹلوں
سربہ سجدہ تھا مسیحا کہ میری بات رہے

اس حالت میں مجھے ایک فرد بھی دکھا دو جو زندگی کے اس مرحلے میں بھی انسانیت کے لیے تڑپ رہا ہو اور ایک ایک لمحہ اور ہرلحظہ ایک نئی آن، بان اور شان سے اللہ کی بڑھائی بیان کر رہا ہو۔ یہ کتاب ایک مومن مسلمان مسیحا کے خامہ عنبر شامہ کا زندہ جاوید کارنامہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر آصف کا سایہ امت مسلمہ پر تا دیر رکھے (آمین)۔ ڈاکٹر آصف محمود جاہ کی یہ کتاب پوری دُنیا میں پذیرائی حاصل کرے گی کیونکہ آج تک کوئی ایسی تصنیف منصۂ شہود پر جلوہ افروز نہیں ہوئی ہے جس کا مصنف موت و زیست کی کشمکش میں رہ کر اپنے قلم کو جنبش دے سکے۔ یہ اعزاز ڈاکٹر آصف محمود جاہ کو اللہ نے بخشا۔ میں ڈاکٹر صاحب کی کامرانیوں کے لیے ان کی اہلیہ، دختران اور بیٹے حذیفہ کے لیے رفتار کن کی دُعا دیتا ہوں اور مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ ’’حادثہ،مسیحا اور زندگی‘‘ کی اشاعت پر میں مسیحائے ملت ڈاکٹر آصف محمود جاہ کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں۔

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

آخر میں میری دُعا ہے کہ
؎ اللہ کرے زورِ "قلم" اور زیادہ

منشاء قاضی
ادیب وخطیب و کالم نگار

محسن انسانیت ڈاکٹر آصف محمود جاہ کو نئی زندگی مبارک

مرحوم عبدالستار ایدھی کے بعد جس شخصیت نے تھر سے خیبر تک انسانی جانوں کو بچانے اور انسانوں کی صحت کے لیے جان پر کھیل کر خدمت کی اور یہ سلسلہ تا حال جاری ہے وہ ڈاکٹر آصف محمود جاہ ہیں، اسلام آباد، لاہور کے درمیان سفر کے دوران ہولناک حادثے کا شکار ہوئے۔ بچنے کی امید نہ تھی مگر شاید اللہ تعالیٰ کو ابھی ان سے اپنی مخلوق کی مزید خدمت لینا مقصود تھا انہیں نئی زندگی عطا فرمائی، ہمیں اپنے ایسے محسنوں کی قدر کرنا چاہیے کہ یہ نایاب ہوتے جا رہے ہیں، انہیں حکومت نے پہلے ستارہ امتیاز سے نوازا۔ ہمارے ملک میں عظیم انسانوں کی کمی نہیں، اگر قدر شناسی ہو تو یہ منظر عام پر بھی دکھائی دیتے ہیں، ورنہ وہی الیگزنڈر پوپ کی بات کہ ہم نے قدر ناشناسی میں کتنی قیمتی کھوپڑیاں خاک میں دبا کر ضائع کر دیں، ڈاکٹر آصف محمود جاہ چیف کلکٹر کسٹمز، آیورویدک، ایلو پیتھک طریقہ علاج سے مفت شفا بانٹنے والے معالج اور سب سے بڑھ

کر یہ کہ وہ تھر کے پرسان حال ہیں، ان کی اللہ کی راہ میں بلا معاوضہ خدمات کی کئی جہات ہیں،حکومت پاکستان نے بہت اچھا کیا کہ انہیں 14 اگست کے مبارک روز اعلیٰ ترین سول ایوارڈ ہلالِ امتیاز سے نوازا گیا۔ اس اقدام سے اس دکھیاری قوم کے ان طبقات کا بھلا ہوگا جن کو ہم نے ہمیشہ نظر انداز کیا، ڈاکٹر آصف محمود جاہ کو میں اکثر عبدالستار ایدھی ثانی کے نام سے یاد کرتا ہوں، اگر ان کی اسی طرح حکومتی وقومی سطح پر عزت افزائی کی جاتی رہی تو جذبہ خدمت میں اضافہ ہوگا، ڈاکٹر صاحب مرد درویش ہیں ان سے ملکر نہ صرف بیمار کو صحت ملتی ہے بلکہ قلب و روح کو بھی اطمینان نصیب ہوتا ہے، وہ اہلِ ثروت خوش نصیب ہیں جو ان کے خدمت خلق کے مشن کو تقویت دینے کیلیے ان کی مالی اعانت کرتے ہیں اور یہ حق بحقدار رسید کا فریضہ انجام دینے میں کوئی کسر نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر آصف محمود جاہ کو اعلیٰ ترین سول اعزاز ہلالِ امتیاز ملنے پر پوری قوم کی طرف سے مبارکباد، اللہ کرے جذبہ خدمت اور زیادہ۔ میو ہسپتال کے مسیحاؤں کو سلام کہ ایک ٹیم کی صورت میں ڈاکٹر آصف محمود جاہ کا تیر بہدف علاج کیا، پیٹ خون سے بھر چکا تھا اور دل بھی ٹھہر گیا تھا، مگر جسے اللہ جل جلالہ نے باقی رکھنا ہو وہ زندہ و تابندہ رہتا ہے،قوم کنگ ایڈورڈ میڈیکل یونیورسٹی کے وی سی پروفیسر ڈاکٹر خالد مسعود گوندل کی شکر گزار ہے کہ ڈاکٹرز کی ٹیم بنا کر ان کا علاج کیا۔تھر کے بھوکوں، پیاسوں کے لیے وہ بارش کا پہلا قطرہ بنے، یہی وجہ ہے کہ وہاں کی ہندو، مسلمان برادری نے ان کی صحت یابی کے لیے مرن برت رکھا،ان کے دوستوں اور بہی خواہوں نے ان کے کمیاب خون بی نگیٹو کی بوتلوں کے انبار لگا دیئے۔خلق خدا دست بدعا رہی،مصیبت ماروں کی خبر گیری کرنے والوں کو اللہ سلامت رکھے کہ ان کی زندگی ہی سے مرتے ہوئے انسانوں کو زندگی ملتی ہے، اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اب ڈاکٹر آصف محمود جاہ میو اسپتال میں کامیاب علاج کے بعد گھر منتقل ہو چکے ہیں، یہاں ہم ان کی بیٹی ڈاکٹر یمنٰی کو بھی خراج تحسین پیش کرتے ہیں جس نے رات دن اپنے عظیم باپ کی تیمارداری میں کوئی کسر نہ چھوڑی، آج موقع ہے کہ ہم وطن عزیز کے تمام ڈاکٹروں، نرسوں اور دیگر طبی عملے کو سلام پیش کریں جو جان کی پروا نہ کرتے ہوئے کورونا مریضوں کو سنبھال رہے ہیں، ہمیں من حیث القوم خدمت خلق کرنے والوں کو عزت دینی چاہیے کہ یہی ہمارے محسن ہیں۔

پروفیسر سید اسرار بخاری

کالم نگار روزنامہ جنگ

جھونپڑی سے گھر تک

اللہ جوائی کی چیخیں نکل گئیں۔ وہ اپنی چھ بیٹیوں کے ساتھ اپنے نئے گھر کے سامنے موجود تھی۔ بیٹیوں کا باپ چند مہینے پہلے کنوئیں کی کھدائی کے دوران اس کے اندر زندہ دفن ہو گیا تھا۔ بڑی مشکل سے اس کی نعش نکالی گئی۔ اس کو وہ سارے مناظر یاد آرہے تھے۔ آج وہ جھونپڑی سے گھر میں شفٹ ہو رہی تھی۔ چھور کے مولوی یعقوب نعمانی جو تھرپارکر میں ہمارے جھونپڑی سے گھر تک کے پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں اس کے لیے نیا گھر بنوایا تھا۔ اللہ جوائی اپنی چھوٹی اور بڑی چھ بیٹیوں کے ساتھ نئے گھر میں داخل ہوئی اس نے اپنے نئے گھر کو سجایا بھی ہوا تھا۔ اس کی مالی مدد بھی کی۔ بچیوں کے ساتھ گھر میں داخل ہوتے ہوئے خوشی اور غمی کے احساسات تھے۔ بچیاں خوش تھیں کہ نئے گھر میں آ گئی ہیں مگر اللہ جوائی کو مرحوم خاوند یاد آ رہا تھا جو اس سے اور بچیوں سے بے انتہا پیار کرتا تھا۔ وہ کبھی کبھی اللہ جوائی سے کہتا کہ بچیاں بڑی ہو رہی ہیں میرا تجھ سے وعدہ ہے جلد ہی ان کے لیے نیا اینٹوں والا گھر بناؤں گا۔ ہمارے گھر میں کھڑکیاں بھی ہونگی۔ میں گھر کی دیواروں پر لکڑیاں بھی فٹ کرا کے دوں گا۔ ان پر آپ اپنے برتن سجا لینا۔ اللہ جوائی نے کبھی تصور میں بھی پکا گھر نہیں دیکھا تھا مگر وہ خاوند کی باتوں کو سن کر خوش ہو جاتی تھی۔ اسے پیار بھری نظروں سے دیکھتی تھی۔ آج جب وہ پکے گھر میں داخل ہوئی تو اس کی چیخیں نکل گئیں۔ بالکل ویسا ہی منظر تھا جیسے اس کا خاوند کہا کرتا تھا۔ چمکتی پکی دیواریں اور ان پر لکڑیاں فٹ کر کے سجے ہوئے برتن اور اس کے ساتھ سولر پینل کی روشنی سے چمکتا دمکتا گھر اور ہوا کے تازے جھونکے دیتا سولر پنکھا سب کچھ ناقابل یقین تھا۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور کھولیں۔ ہم سب اللہ جوائی اور اس کی بچیوں کو خوش دیکھ کر خوش ہو رہے تھے۔ کسٹم ہیلتھ کیئر سوسائٹی کی پوری ٹیم عمرکوٹ کے دُور دراز علاقے میں موجود تھی۔ تعمیرات کے شعبے کے انچارج مولوی محمد

یعقوب بھی تھے اور دُور دراز کے اس گوٹھ میں خوشیاں تقسیم ہو رہی تھیں۔ شاید ڈاکٹر آصف محمود جاہ کو انہی غریبوں کی دعاؤں کی بدولت اللہ نے نئے زندگی دی تھی۔ ورنہ 18 جون 2020ء کو اسلام آباد سے لاہور جاتے ہوئے ڈاکٹر صاحب کا خوفناک حادثہ ہوا، گاڑی چکنا چور ہوگئی مگر کسی غیر مرئی طاقت نے انہیں ہاتھوں میں پکڑ کر گاڑی سے نکالا اور باہر بیٹھا دیا۔ میو ہسپتال میں زندگی کی ڈوریں کئی دفعہ کٹتے جڑیں۔ اللہ نے غریبوں، بے آسروں، ناداروں اور فاقہ کشوں کی دعاؤں کی بدولت اور ان کی مزید خدمت کرنے کے لیے نئی زندگی دی۔ الحمد للہ! جان لیوا حادثے کے بعد کسٹم ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے تحت ہمارے سوشل ویلفیئر اور غریبوں، ناداروں کے سر پر دست شفقت رکھنے کا کام مزید بڑھ گیا۔ مثلاً تھر کے صحرا کو میٹھے پانی کے کنوؤں سے سیراب کرنے کا کام عرصہ 10 سال سے جاری ہے۔ تھرپارکر پاکستان کا وسیع وعریض ساڑھے 19 ہزار مربع کلومیٹر پر پھیلا صحرا ہے۔ یہاں ہر طرف ریت اُڑتی نظر آتی ہے۔ غریبوں کے لیے نہ کھانے کو کچھ ہے اور نہ پینے کو صاف پانی۔ تھرپارکر ہزاروں گوٹھوں پر پھیلا ہوا صحرا ہے۔ گوٹھ دُور دُور تک کچے کے علاقے میں ہیں۔ گوٹھوں میں عورتیں پانی بھرنے کے لیے صبح سویرے 10 کلومیٹر کا فاصلہ طے کرتیں اور دو تین گھڑے سر پر رکھ کر گھر کے لیے پانی لاتیں۔ اس سے ان کی گردن ٹوٹ جاتی تھیں یا پھر یہ مستقل گردن درد کا شکار رہتیں تھیں۔ کسٹم ہیلتھ کیئر سوسائٹی نے 2012ء میں تھرپارکر میں ریلیف کا کام شروع کیا اور گوٹھ گوٹھ نگر نگر پھر کے تھرپارکر کے دُور دراز کچے کے علاقے کے گوٹھوں میں 1200 سے زائد میٹھے پانی کے کنوئیں بنوائے۔ آج ان کے میٹھے پانی سے روزانہ ہزاروں جانور اور انسان سیراب ہو رہے ہیں۔ کنوئیں بنانے کے بعد کسٹم ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے تحت گرین تھر مہم شروع کی گئی جس کے تحت تھر کے صحرا کو سرسبز بنانے کی ٹھانی گئی۔ تھر کی زمین پر کبھی کاشت نہیں ہوتی تھی۔ اللہ کا نام لے کر کاشت شروع کی تو تھر کی زمین سونا اُگلنے لگی۔ چند ماہ میں ہر طرف لہلہاتے کھیت نظر آنے لگے۔ گندم بھی اُگی، سبز سبزیاں بھی اور جانوروں کے لیے چارہ بھی۔ گذشتہ چار سال میں 2000 ایکڑ رقبے پر 200 گرین یعنی سرسبز فارم بنائے گئے ہیں جن سے غریب لوگوں کی غذائی ضروریات پوری ہو رہی ہیں۔

ڈاکٹر آصف محمود جاہ نے 18 جون 2020ء کے حادثے کے بعد سوچا کہ کیوں نہ تھر باسیوں کو جھونپڑیوں سے نکال کر پکے گھروں میں شفٹ کیا جائے۔ 2020ء میں دادو میں سیلاب آیا تھا جس کی وجہ سے غریبوں کی جھونپڑیاں پانی میں بہہ گئیں۔ تھر میں ایک جھونپڑی میں آگ لگی جس کی وجہ سے ساتھ والی بیسیوں جھونپڑیاں جل گئیں۔ لہٰذا سوسائٹی نے اللہ کا نام لے کر گھر بنانے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ مخیر حضرات

نے دل کھول کر تعاون کیا۔ اللہ نے کرم کیا اور گذشتہ سال سے اب تک 150 پکے خوبصورت اور دیدہ زیب گھر بنا کر تھر کے باسیوں کے حوالے کیے جا چکے ہیں۔ مزید گھروں کی تعمیر جاری ہے۔ مفت گھر بنا کر دینے کا یہ سستا ترین منصوبہ ہے۔ آپ تھوڑی سی رقم خرچ کر کے 7 اور آٹھ افراد کے ایک خاندان کو مستقلاً پکے گھر میں شفٹ کر سکتے ہیں۔ کسٹم ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے تحت ملک بھر میں بے شمار فلاحی سلسلے چل رہے ہیں۔ جن میں ہسپتال، اسکول، مدرسہ، کمیونٹی سنٹرز، دستکاری مراکز، ڈیلی دستر خوان، افطاری اور عید پیکیج وغیرہ شامل ہیں، بنگلہ دیش میں مقیم روہنگیا مسلمانوں، فلسطینی مسلمانوں، شام کے متاثرین اور حال ہی میں افغانستان کے مسلمانوں کی مدد کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ افغانستان کے مسلمانوں کے لیے حال ہی میں ریلیف کاروان، رمضان پیکیج اور کپڑوں وغیرہ کے 25 کنٹینر افغانستان روانہ کیے جا چکے ہیں۔

کسٹم ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے تحت گذشتہ کئی سالوں سے فلاحی ہسپتالوں اور ملک بھر میں قائم ڈسپنسریوں کے علاوہ مختلف فلاحی منصوبوں پر بھی کام جاری ہے۔ ان منصوبوں میں علاج و معالجہ کی مفت سہولتوں کے علاوہ تھر اور بلوچستان میں میٹھے پانی کی فراہمی، عمر کوٹ اور تھر پارکر میں غریب لوگوں کو جھونپڑیوں سے نکال کر پکے گھروں میں منتقل کرنا، خود روزگار اسکیم، مساجد کی تعمیر، اسکولوں کا قیام اور کئی دوسرے فلاحی سلسلے شامل ہیں۔ ملک میں جاری فلاحی منصوبہ جات کے ساتھ ساتھ بیرون ملک متاثرین شام کی امداد، روہنگیا، فلسطین اور افغانستان کے مسلمانوں کو مستقل بنیادوں پر ریلیف اشیاء کی فراہمی بھی جاری ہے۔ ان تمام منصوبوں کو جاری رکھنے اور ان کو آگے بڑھانے کے لیے ملک بھر کے مخیر حضرات سے گذارش ہے یہ دل کھول کر عطیات دیں۔ انشاء اللہ ان کے عطیات سے غریبوں، ناداروں اور آفت زدگان کو فوری اور ضروری امداد کا سلسلہ جاری رکھا جائے گا۔

اگر آپ بھی اس کارِخیر میں حصہ لینا چاہیں تو خود تشریف لا کر سوسائٹی کی کارکردگی کا جائزہ لیں اور تسلی ہونے پر بھرپور تعاون فرمائیں۔ یہ تعاون ادویات، آلات کی فراہمی، نقدی اور مختلف منصوبہ جات کے لیے چیکوں وغیرہ کی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ چیک بنام ہیلتھ کیئر سوسائٹی اکاؤنٹ نمبر 4011311614 بینک کوڈ 1887 نیشنل بنک آف پاکستان، مون مارکیٹ، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور بھیجے جائیں۔ تمام عطیات فیڈرل بورڈ آف ریونیو کے سرٹیفکیٹ بار کوڈ (c)(36)2 بتاریخ 27 اگست 2019ء کے مطابق انکم ٹیکس سے مستثنیٰ ہیں۔ اس سلسلے میں کسٹم ہیلتھ کیئر سوسائٹی کے روح رواں ڈاکٹر آصف محمود جاہ سے اس نمبر 0333-4242691 پر رابطہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ ادارہ بھی کریڈیبل ہے۔ میں ڈاکٹر آصف

محمود جاہ کو دس سال سے جانتا ہوں۔ کسٹم آفیسر تھے، نوکری کے دوران یہ سوسائٹی بنائی اور کمال کر دیا۔ یہ آج کل وفاقی ٹیکس محتسب کی حیثیت سے کام بھی کر رہے ہیں، اور سوسائٹی بھی چلا رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے، آپ کے عطیات درست جگہ پر ضرورت مندوں پر استعمال ہوں گے۔ آپ کا ایک پیسہ ضائع نہیں ہو گا۔

جاوید چوہدری

اینکر پرسن، کالم نگار، ایکسپریس/ ایکسپریس نیوز

(03 مئی 2022ء)